قبلائی خان
PDFBOOKSFREE.PK
اسلم راہی ایم۔اے

اسلم راہی ایم اے

مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ۔ چوک انار کلی لاہور

2002ء

اہتمام
ملک مقبول احمد

مقبول اکیڈمی
۱۹۹۔ سرکلر روڈ، چوک انارکلی لاہور

قیمت/- 325 روپے

مطبع :۔ خورشید مقبول پریس لاہور

قبلائی خان

www.pdfbooksfree.pk

ایل خانی سلطنت کا سربراہ اور ہلاکو خان کا بیٹا ابا قاخان تبریز میں اپنے قصر کے اندر اکابرین سلطنت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا حاجب اندر آیا جھک کر اس نے اباقا کو تعظیم دی پھر سیدھا کھڑا ہوا ہاتھ میں پکڑے ہوئے اپنے لمبے عصاء کو بھی اس نے سیدھا کر لیا تھا پھر وہ ابا قاخان کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے کہہ رہا تھا۔

خان محترم چین کی سرزمینوں سے آپ کے چچا قبلائی خان کی طرف سے کچھ قاصد آئے ہیں وہ ایک قافلے کی صورت میں ہیں اگر آپ کہیں تو میں انہیں آپ کی خدمت میں پیش کروں اس لئے کہ وہ آپ کے چچا قبلائی خان کی طرف سے کوئی اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔

یاد رہے کہ ہلاکو خان کا لقب ایل خان تھا لہٰذا تبریز کو مرکز بناتے ہوئے اس نے جو سلطنت قائم کی اسے ایل خانی سلطنت کا نام دیا گیا۔

ابا قاخان کے حاجب نے جب یہ خبر دی تو ابا قاخان کچھ دیر سوچتا رہا اس موقع پر اس کے دائیں جانب اس کا بھائی احمد تکودار اور دوسرا بھائی منگو تیمور بیٹھے ہوئے تھے یہ بھی یاد رہے کہ ابا قاخان کے بھائی احمد تکودار نے اسلام قبول کر لیا تھا اور مسلمان ہو چکا تھا۔

ابا قاخان کی دوسری طرف اس کے دو بیٹے رونمون اور کائخاتو اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے ابا قاخان تھوڑی دیر تک اپنے بھائی احمد تکودار اور منگو تیمور سے صلاح

مشورہ کرتا رہا پھر اس نے اپنے چوبدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے چچا کی طرف سے جو وفد آیا ہے وہ کتنے لوگوں پر مشتمل ہے۔

اس پر چوبدار پھر جھکا تعظیم دی دوبارہ وہ اباقاخان کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

وہ تعداد میں تو کافی ہیں لیکن ان کے اندر ایک انتہائی محترم شخصیت بھی ہے اور یہ تبت کا دلائی لامہ ہے اس کا نام ماگس پا ہے اس کے ساتھ اس کی ایک بھتیجی اور ایک بھتیجا بھی ہے ان کے علاوہ اور بہت سے لوگ ہیں۔

اباقاخان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ اپنے حاجب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے چچا قبلائی کی طرف سے آنے والے وفد کے ان سارے اراکین کو بڑی عزت بڑے احترام سے ساتھ والے کمرے میں بٹھاؤ پہلے میرا بھائی تکودار ان سے بات کرتا ہے اس کے بعد اپنے بھائی سے تفصیل جاننے کے بعد میں ان سب سے ملنا پسند کروں گا۔

چوبدار نے جھکتے ہوئے اباقاخان کو تعظیم دی پھر وہ قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد اباقاخان کے پشت حصے میں بیٹھی ہوئی اس کی بیوی اور بیٹیاں تھوڑی دیر تک کھسر پھسر کرتی رہیں پھر اباقاخان کی بیوی میرایا جو قسطنطنیہ کے شہنشاہ کی بیٹی تھی اپنی جگہ سے اٹھی اور اباقاخان کے تھوڑا سا پیچھے بالکل ساتھ ہی ایک نشست پر آن بیٹھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اباقاخان مسکرایا پھر اپنے چھوٹے بھائی احمد تکودار کو مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔

تکودار میرے بھائی تم اٹھو قبلائی خان کی طرف سے جو وفد آیا ہے اس وفد کے سارے اراکین سے ملو ان سب کی تفصیل جانو اور یہ بھی ان سے معلوم کرو کہ وہ ہمارے نام کیا پیغام لے کر آئے ہیں کیونکہ اتنے بڑے قافلے کا آنا بغیر کسی علت کے نہیں ہے میرے بھائی پہلے ان سے تفصیل جانو اس کے بعد میں ان سب سے ملاقات کروں گا اور دیکھوں گا وہ کیا کہتے ہیں اور ہم ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

اباقاخان کی بیوی میرایا نے بھی مسکراتے ہوئے اباقاخان کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر ہلاکو خان کا چھوٹا بیٹا اور اباقاخان کا بھائی احمد تکودار اپنی جگہ سے اٹھا قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد احمد تکودار ایک ساتھ والے بڑے کمرے میں داخل ہوا اس وقت تک ان کے چوبدار نے قبلائی خان کی طرف سے آنے والے سارے وفد کو اس کمرے میں بیٹھا دیا تھا احمد تکودار جب کمرے میں داخل ہوا تو پہلی ہی نگاہ میں وہ چکرا سا گیا تھا اسے ایسا لگا کہ اچانک اسے بے شمار اور ان گنت برقی پیکروں کا سامنا کرنا پڑا ہو اس لئے کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی تھی اس لڑکی کی خوبصورتی اس کی آب و تاب تقدیر کے دھارے میں جذبوں کی لطافت اس کا جمال صدیوں کے تمدن میں رنگ و خوشبو کے ربط اس کی سندرتا آئینہ ایام میں رسیلے گھنوں اور اس کا حسن کرنوں کی احادیث میں ریشمی لمس کے احساس سے بھی اعلیٰ اور ارفع تھا۔

احمد تکودار کسی ستون کسی پتھر کی طرف دروازے پر کھڑا ہو کر اس لڑکی کو دیکھتا رہ گیا تھا جس کے شباب کی جاذبیت صبح کی نیلی ٹھنڈک شام کی مدھم خوشبو تھی وہ رت کی پہلی برفباری اور موسم کی پہلی بارش سے بھی زیادہ حسین تھی اس کے خوبصورت سراپا کی مقناطیسیت اور قوت جاذبہ بے نام جزیروں سے آتی خوشبو خوابوں کی رنگین تتلیوں دل آویز زمزموں کھنکتے نقرئی نغموں اور گیتوں کے شراروں پر رقص کرتے گنگناتے خیالوں جیسی حسین اور پر جمال تھی۔

اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے احمد تکودار کو ایسے لگا تھا جیسے حسین یادوں کے جل تھل موسموں میں پر جمال آنکھیں جھیل جسم اجلے دل کش بدن مچلتی گنگناتی لہروں کی طرح چاروں طرف رقص کر رہے ہوں اس لڑکی کے دہکتے رخسار اس کا مہکتا چہرہ اپنے اندر گیرائی اور گہرائی اور ایک انوکھی کشش لیے ہوئے تھا۔

اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے ذہن میں اٹھنے والے خیالات کو خالی کرتے ہوئے تکودار اس کمرے میں داخل ہوا حاجب کے کہنے پر سب لوگ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی حاجب نے سب سے احمد تکودار کا تعارف کروا دیا تھا احمد تکودار نے آگے بڑھ کر

پہلے وفد کے سارے ارکان کو گہری نگاہ سے دیکھا لڑکی کو چھوڑ کر اس نے سب کے ساتھ مصافحہ کیا پھر ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جیسا کہ ہمارا چوبدار بتا چکا ہے کہ میں اباقا خان کا بھائی احمد تکودار ہوں تم ہمارے چچا قبلائی خان کی طرف سے آئے ہو میں اپنے اور اپنے بھائی کی طرف سے تم سب لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں پہلے یہ بتاؤ کہ یہ تم جو وفد کی صورت میں آئے ہو تو اس وفد کا کوئی سربراہ بھی ہے۔

اس پر کچھ لوگوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو درمیانی سی عمر کا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور احمد تکودار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں اس وفد کا سربراہ ہوں

احمد تکودار تھوڑی دیر تک اسے بڑے غور اور حیرت سے دیکھتا رہا کچھ دیر تک اس نے سر سے پاؤں تک اس کا گہرا جائزہ لیا پھر اپنا منہ اس کے قریب لے گیا پھر انتہائی رازدارانہ انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

خدا جھوٹ نہ بلوائے اگر میں غلطی پر نہیں تو تم مسلمان لگتے ہو ایسا اندازہ میں نے تمہارے حلیے اور تمہارے چہرے سے لگایا ہے۔

اس پر وفد کا سربراہ ہلکے سے انداز میں مسکرایا پھر احمد تکودار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

خاقان ہلاکو کے بیٹے ' تمہارا اندازہ درست ہے میں مسلمان ہوں میرا نام سیف الدین ہے تمہارے چچا قبلائی خان کے لشکر میں بہت سے مسلمان ہیں جو مختلف عہدوں کے علاوہ لشکر میں بھی کام کر رہے ہیں ان میں زیادہ تعداد ترکوں کی ہے۔

وفد کے سربراہ کے اس انکشاف پر احمد تکودار خوش ہو گیا تھا پھر وہ کسی قدر بلند آواز میں اسے مخاطب کر کے بولا تاکہ اس کے وفد کے دیگر ارکان بھی سنیں۔

اب تم اپنی جگہ بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ ہمارے چچا قبلائی خان نے تم لوگوں کو ہماری طرف کیوں بھجوایا ہے ساتھ ہی مجھے یہ بھی بتاؤ کہ ...... یہاں تک کہنے کے بعد تکودار رکا پھر اچانک اس نے اس خوبصورت لڑکی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ڈھلی عمر کے شخص

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

تمہارے وفد کے ساتھ اس شخص اور لڑکی اور ان کے ساتھ جو نوعمر لڑکا ہے ان کے آنے کا کیا مقصد ہے۔

سیف الدین دھیمے سے انداز میں مسکرایا پھر کہنے لگا

ان کے آنے کا کیا مقصد ہے یہ تو میں بعد میں بتاؤں گا میں اس کا تعارف آپ سے کروا چکا ہوں کہ وہ ماگس پا ہے اس کے ساتھ جو خوبصورت لڑکی دیکھ رہے ہیں وہ اس کی بھتیجی سیرم ہے اور جو نوعمر لڑکا لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا وہ ماگس پا کا بھتیجا اور سیرم کا چھوٹا بھائی توماس ماگس پا تبت کا دلائی لامہ ہے اور ان دنوں یوں جانیں یہ قبلائی کی سلطنت کا مہا پجاری ہے قبلائی خان نے ہر مذہب کے سرکردہ لوگوں کو اپنے اردگرد جمع کر رکھا ہے اور بدھ مت کی نمائندگی یہی دلائی لامہ ماگس پا کر رہا ہے۔

اپنی بھتیجی سیرم اور بھتیجے توماس کو اس لیے اپنے ساتھ رکھتا ہے کہ ان دونوں کے ماں باپ مر چکے ہیں لہذا ماگس پا ہی ان دونوں کا کفیل ہے یہ تو ان تینوں کا مکمل تعارف ہے وفد کے دیگر جو ارکان ہیں ان میں مسلمانوں کے علاوہ ہر مذہب کے لوگ شامل ہیں اب رہی بات یہ کہ آپ کے چچا قبلائی خان نے ہمیں آپ لوگوں کی طرف کیوں بھجوایا ہے تو وہ بھی میں آپ سے کہتا ہوں۔

محترم احمد تکودار میں آپ پر انکشاف کروں کہ اس وقت قبلائی خان کو دو بڑی طاقتوں کا سامنا ہے ایک تم لوگوں کے باپ ہلاکو خان کے چچا اوغدان کی نسل کا قائدو اور اس کی حسین اور خوبصورت بیٹی جس کا نام آئی یاروق ہے جس کے معنی ماہ تاباں کے بنتے ہیں یہ قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق کیسے اس کے لیے دردسر بنے ہوئے ہیں یہ میرے خیال میں آپ بھی جانتے ہیں دوسری قوت جس کا قبلائی خان کو سامنا ہے وہ چین کی جنوبی سلطنت ہے جس کے خلاف قبلائی خان حرکت میں آنا چاہتا ہے اور پورے چین پر قبضہ کر کے حکمران اعلیٰ بننا چاہتا ہے اب یہ جو اتنا بڑا وفد آپ کی طرف بھجوایا ہے اور اس وفد میں جو دلائی لامہ اس کی بھتیجی اور بھتیجے کو بھی شامل کیا گیا تو یہ سب کچھ سلامتی کے تحت کیا گیا ہے احمد تکودار آپ جانتے ہیں کہ دریائے ہوانگ ہو اور

دریائے کیانگ سی کی طرف سے جو راستے ان سرزمینوں کی طرف سے آتے ہیں وہ صحرائے گول اور کوہستان اسطائی کے دروں تھان شیان سے ہو کر گزرتے ہیں اور صحرائے گول سے آگے کوہستان اسطائی اور تھان شیان کے دروں پر قائدو کا قبضہ ہے اور قائدو ان دنوں قبلائی خان کا بدترین دشمن ہے اس طرح سے چین کی طرف سے آنے والی شاہراہوں پر قائدو کا قبضہ ہے اور وہ ہر آنے جانے والے کی سختی سے نگرانی کرتا ہے۔

اب دلائی لامہ کو اس مقصد کے تحت وفد میں شامل کیا گیا تھا تاکہ قائدو یا اس کے لوگ اگر ہمیں روکیں تو ہم یہ کہہ سکیں کہ تبت کے دلائی لامہ کے ساتھ اس کے محافظ اور عزیز و اقارب ہیں سب کا تعلق بدھ مت سے ہے اور وہ مغربی سرزمینوں میں بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں اس طرح قائدو سے ہمیں کوئی خطرہ نہ ہوتا بس اس خطرے کی وجہ سے اتنا بڑا وفد اور اس میں دلائی لامہ اور اس کی بھتیجی اور بھتیجے کو بھی شامل کیا گیا ہے اگر راستے خطرناک نہ ہوتے تو دو چار قاصد ہی اس کام کے لئے قبلائی روانہ کرتا جس کام کے لئے اس نے اتنا بڑا وفد آپ کی طرف بھیجا ہے۔

یہ تو اتنے بڑے وفد کے آنے کی وجہ ہے اب اس وفد کو کس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے وہ میں بیان کرتا ہوں۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ قبلائی خان جنوبی چین کے حکمران سنگ خاندان کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے۔ سنگ خاندان کے جو بڑے بڑے شہر ہیں وہ فصیل بند ہیں بڑی بڑی مضبوط فصیلیں ہیں اور ان فصیلوں کو گرا کر شہر میں داخل ہونے کے لئے منجنیقوں کی ضرورت ہے اور قبلائی کے پاس کاریگر نہیں جو منجنیقیں بنا سکیں۔

اب سب سے پہلا اور بڑا مقصد جس کے تحت قبلائی نے ہمیں آپ لوگوں کی طرف روانہ کیا ہے وہ یہ کہ یہاں سے ہمیں لکڑی کا کام کرنے کے ماہر اور منجنیقیں بنانے والے کاریگر مہیا کیے جائیں جنہیں ہم ساتھ لے کر چین کی سرزمینوں کی طرف روانہ ہو سکیں دوسرے قبلائی خان چاہتا ہے کہ کوئی بہترین مسلمان منجم بھی ہمارے ساتھ بھجوایا جائے جو قبلائی خان کے ساتھ کام کرے اس لئے کہ قبلائی خان کو بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی سرزمینوں میں بڑے بڑے اعلیٰ پائے کے منجم ہیں

یہ دوسرا کام ہے تیسرا کام یہ کہ چین کی سرزمینوں پر حملہ آور ہونے کے بعد قبلائی خان اپنا مرکزی شہر خود آباد کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے ہمیں یہ کہہ کر بھی بھیجا ہے کہ آپ اس کے شہر کی تعمیر کے لیے مسلمان نجاریہ اور معمار بھی مہیا کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیف الدین رکا کچھ سوچا اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

احمد تکودار اس وقت قبلائی خان کے لشکر میں ہر قبیلے کے لوگ ہیں بے شمار قبائل کے لوگ اس کے لشکر میں جمع ہیں ان قبائل کے سردار بھی لشکریوں کے اندر موجود ہیں اب ان سارے سرداروں اور مختلف وحشی قبائل کے لشکریوں کو ایک تنظیم کے تحت زیر کر کے رکھنا بڑا دشوار گزار کام ہے۔

سیف الدین تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔

یہ کام سب سے پہلے قبلائی خان نے چنگیز خان کے بہترین جرنیل سوبدائی کے بیٹے اویانگ کو سونپا تھا لیکن اویانگ وحشی قبائل کے لشکروں اور ان کے سرداروں کو قابو میں نہیں رکھ سکا اس کے بعد یہی کام قبائل نے تمہارے باپ کے چچا اوغدائی کے پوتے شیرامون کو سونپا لیکن وہ بھی یہ کام قبلائی کی مرضی کے تحت انجام نہ دے سکا اس کے بعد قبلائی نے مختلف سالاروں کو آزمایا جن میں ایک بڑا سالار کروک چی سوبدائی کا پوتا آچو اور بایان کے علاوہ اس کام کی نگرانی پر خود اپنے بیٹے چنگ کم کو بھی مقرر کیا لیکن ہر کوئی قبلائی کی مرضی کے مطابق نتائج برآمد نہ کر سکا۔

اب قبلائی نے جس اہم کام کے لئے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے کہ یہاں سے ایک بہترین سپہ سالار مہیا کیا جائے جو نہ صرف تیغ زنی میں اعلیٰ پائے کی مہارت رکھتا ہو بلکہ طاقت اور قوت میں بھی ایک اعلیٰ معیار کا حامل ہو اس لئے کہ آپ جانتے ہیں کہ وحشی قبائل اور ان کے سردار طاقت ور آدمی کو دیوتا سمجھ کر اس کی پرستش اس کی فرماں برداری کرتے ہیں۔

سیف الدین تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد احمد تکودار کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

محترم احمد تکودار ہماری خوش قسمتی کہ ان علاقوں کی طرف آتے ہوئے قائدو یا اس کے لشکریوں نے ہم سے کوئی تعرض نہیں کیا نہ ان سرزمینوں کی طرف آتے ہوئے ہمیں کسی نے روکا میرے خیال میں کسی کی نگاہ ہم پر نہیں پڑی یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے دیکھا ہو کہ ہمارے اندر تبت کا دلائی لامہ ہے اس لئے کہ تبت کے دلائی لاموں کے لباس کی وضع قطع مخصوص ہوتی ہے جسے قائدو اور اس کے ساتھی پہچانتے ہیں بہر حال ان سرزمینوں کی طرف آتے ہوئے ہمیں نہ کسی نے روکا نہ کسی نے دیکھا اگر راستے میں ہمیں کوئی روکتا تو ان سرزمینوں میں ہمیں زیادہ دیر تک رکنا پڑتا اس لئے کہ اگر ہم جلد واپس جاتے تو قائدو اور اس کے لشکری ہمیں روک کر پوچھتے کہ ہم اس قدر جلد کیوں لوٹ آئے ہیں کیونکہ ہم ان سے بہانہ کر کے آتے کہ دلائی لامہ بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت کرنا چاہتا ہے اس لئے ہمیں یہاں کئی ماہ رکنا پڑتا۔

اب چونکہ ہمیں اس طرف آتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا ہے نہ روکا ہے لہذا ہم اپنے کام کی تکمیل کے بعد فوراً واپس جاسکتے ہیں واپسی پر بھی اگر کسی نے ہمیں روکا تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں دلائی لامہ اپنے محافظوں کے ساتھ بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے گیا ہوا تھا اور لوٹ کر واپس تبت کی طرف جا رہا ہے۔

احمد تکودار کچھ دیر سوچتا رہا سیف الدین اور اس کے سارے ساتھی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے پھر احمد تکودار نے سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

جس قسم کا سالار قبلائی خان چاہتا ہے اس قسم کا سالار ہمارے پاس یقیناً ہے جو تیغ زنی میں اپنی مثال نہیں رکھتا طاقت اور قوت میں بھی کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا پھر اس وقت وہ زندان میں ہے۔

اس بار بڑی پریشانی اور فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے دلائی لامہ ماگس پا نے پوچھ لیا۔

ہلاکو خان کے بیٹے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جس سالار کا انتخاب آپ ہمارے ساتھ جانے کے لئے کر سکتے ہیں اسے کس بنا پر زندان میں ڈالا گیا ہے کیوں ڈالا گیا ہے

اور کس نے ڈالا ہے۔

اس پر احمد تکودار تھوڑی دیر کے لئے مسکراتا رہا پھر دلائی لامہ ماگس پا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم دلائی لامہ قبلائی خان کے لشکریوں کو قابو میں رکھنے اور انہیں اپنا ماتحت اور فرمانبردار بنا کر رکھنے کے لئے جس سالار کا میں انتخاب کر چکا ہوں وہ مسلمان ہے نام اس کا کوغتائی ہے اس کا تعلق ترکوں کے کرائت قبیلے سے ہے۔

احمد تکودار تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کہتا چلا گیا

شاید آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ میرے بھائی اباقا خان کے تعلق مصر کے مسلمان سلطان کے ساتھ انتہائی ناگوار رہے ہیں مصر کے سلطان نے کئی مواقع پر میرے بھائی اباقا خان کو شکست سے دوچار کیا دراصل میرا بھائی اباقا خان مصر کے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے سارے لشکروں کا سپہ سالار اعلیٰ کوغتائی کو بنانا چاہتا تھا بلکہ اس نے سپہ سالار بنا دیا اور کوغتائی کو حکم دیا کہ مصر کے مسلمان سلطان کے لشکریوں کا مقابلہ کرے اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کرے۔

لیکن کوغتائی نے ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس نے کہا کہ میں ایک مسلمان کی حیثیت سے مصر کے مسلمان سلطان کا مقابلہ نہیں کروں گا اس نے میرے بھائی اباقا خان سے یہ بھی کہہ دیا وہ بے شک مجھے مصلوب کر دے مجھے قتل کر دے میری گردن کاٹ دے لیکن میں کسی بھی صورت اس کے لشکریوں کی راہنمائی کرتے ہوئے مصر کے سلطان کا مقابلہ نہیں کروں گا بس اسی جرم میں میرے بھائی اباقا خان نے اس نوجوان کو جس کا نام کوغتائی ہے زندان میں ڈال رکھا ہے۔

اس کوغتائی کی تفصیل بھی میں آپ کو بتادوں جیسا کہ بتا چکا ہوں کہ اس کا تعلق کرائت ترکوں سے ہے تم لوگوں کو یاد ہوگا کہ چنگیز خان کا ایک بڑا نایاب جرنیل تھا نام اس کا کوداکو تھا۔ کوداکو چنگیز خان کے انتہائی جفاکش اور نڈر سالاروں میں شمار کیا جاتا تھا تبریز سے جنوب مشرق کے کوہستانی سلسلوں کے اندر ایک مسلمان ترک سردار نے چنگیز خان کے سالار کوداکو کو بدترین شکست دی اس کے لشکر کی اکثریت کو تہہ تیغ کر دیا اور

کوداکوکو پسپا ہونے پر مجبور کیا جس ترک سردار نے چنگیز خان کے سالار کوداکوکو شکست دی اس کا تعلق بھی ترکوں کے کرائت قبیلے سے تھا اور وہ کوغتائی کا دادا تھا جو اس وقت زندان میں ہے۔

چنگیز خان کو جس وقت اپنے جرنیل کوداکو کی شکست کی خبر ہوئی تو وہ اس مقام پر آیا جہاں کوغتائی کے دادا نے کوداکو کو شکست دی تھی میدان جنگ کا چنگیز خان نے جائزہ لیا پھر ڈانٹنے کے انداز میں اپنے جرنیل کوداکوکو کہا۔

تم نے جنگ کے لئے انتہائی برے مقام کا انتخاب کیا جبکہ تم سے جنگ کرنے کے لئے ترک سردار نے جن سرزمینوں کا انتخاب کیا اس کے لئے اس کے انتخاب کی داد دیتا ہوں اس نے بہترین جگہ کا انتخاب کیا۔

چنگیز خان کا سالار کوداکو جب ترک سردار سے شکست کھا کر بھاگا تو اس کے لشکر کے ایک حصے پر ترک سردار کا قبضہ ہو گیا لشکر میں اس وقت کوداکو کی بہن بھی تھی وہ بھی گرفتار ہو گئی وہ کوغتائی کے دادا کی دلیری اور جرات مندی سے ایسی متاثر ہوئی کہ جب کوغتائی کے دادا نے اسے رہا کر کے واپس جانے کی اجازت دے دی تو اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور کوغتائی کے دادا سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کر دیا کوغتائی کے دادا نے اس سے شادی کر لی وہ پچھلے چند ماہ تک زندہ تھی جب میرے بھائی اباقاخان نے کوغتائی کو زندان میں ڈالا تو وہ شاید بے چاری اپنے پوتے کا غم برداشت نہ کر سکی اور اس دنیا سے کوچ کر گئی۔

کوغتائی کے ماں باپ پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے اب یوں جانیں وہ دنیا میں اکیلا ہے میں اپنے طور پر اس کا انتخاب کر چکا ہوں اس لئے کہ ہماری سلطنت میں نہ اس جیسا تیغ زن ہے نہ طاقت اور قوت میں کوئی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے اسے جب میرے بھائی اباقاخان کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ قبلائی کے پاس جانے سے انکار کر دے لیکن میرا وہ بہترین دوست اور بھائی ہے اس لئے کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور وہ بھی مسلمان ہے وہ میری ہر بات کو مانتا ہے اور مجھے امید ہے کہ میں اسے قبلائی کے پاس جانے پر آمادہ کر لوں گا۔

جہاں تک منجنیقیں بنانے والے اور لکڑی کا کام کرنے والوں صناعوں کا تعلق ہے تو تم لوگوں کو بہترین صناع مہیا کیے جائیں گے عمارتیں بنانے والے بھی عمدہ قسم کے مسلمان یہاں موجود ہیں جو تمہارے ساتھ روانہ کیے جائیں گے اب باقی رہ گیا منجم تو اس وقت تبریز شہر میں دنیا کا ایک مانا ہوا منجم موجود ہے نام اس کا جمال الدین ہے وہ صرف منجم ہی نہیں دین کا بہترین عالم بڑا نایاب طبیب بھی ہے وہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی احمد تکودار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور وفد کے سارے اراکین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب تم لوگ یہاں بیٹھو میں واپس اپنے بھائی اباقاخان کے پاس جاتا ہوں ساری صورت حال سے اسے آگاہ کرتا ہوں میرے خیال میں وہ تم لوگوں کو بلوائے گا تمہاری عزت افزائی کرے گا اور تم سے خود بھی گفتگو کرے گا اس کے ساتھ ہی احمد تکودار اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

پہلے کی طرح احمد تکودار اپنے بھائی اباقاخان کے پاس آن بیٹھا تھا سب لوگوں کی نگاہیں احمد تکودار پر جمی ہوئی تھیں کہ دیکھیں کہ وہ کیا انکشاف کرتا ہے احمد تکودار نے ایک نگاہ سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں پر ڈالی پھر کسی قدر دھیمے سے لہجے میں اپنے بھائی اباقاخان کو ساری تفصیل بتادی تھی جو قبلائی خان کے وفد کے سربراہ سیف الدین نے کہی تھی احمد تکودار سے یہ تفصیل سن کر اباقاخان خوش ہوا تھا بلکہ اس کی بیوی میرایا کے لبوں پر بھی گہری مسکراہٹ تھی کچھ دیر تک اباقاخان ہونٹ چباتا رہا مسکراتا رہا پھر اپنے چھوٹے بھائی احمد تکودار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ہمارے لئے یہ بڑی خوش بختی اور سعادت کا لمحہ ہے کہ ہمارا چچا اور ہمارے دشت کا خاقان قبلائی خان ہم پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد کر رہا ہے اب یہ ہمارا کام ہے کہ جس جس شعبے کے لوگوں کو اس نے ہم سے مانگا ہے ہم اس شعبے کے انتہائی اعلیٰ پائے کی صلاحیت رکھنے والے لوگوں کو اس کی طرف بھیجیں تاکہ ہمارے لوگ اس کے پاس جا کے کامیاب ہوں اور اس کا دل ہماری طرف سے صاف اور خوش رہے۔

اباقاخان جب خاموش ہوا تو احمد تکودار پھر بول پڑا

بھائی اس نے اپنے لشکر میں شامل بڑے بڑے سرکش قبائل اور سرداروں کو قابو میں رکھنے کے لئے ایک ایسا سالار مانگا ہے جو تیغ زنی میں لاثانی اور بے نظیر ہو اور ایسی طاقت اور قوت رکھتا ہو کہ دوسروں کو متاثر کر سکے اس لئے کہ منگولوں کے علاوہ صحرائے

گول کے آس پاس بسنے والے جس قدر وحشی قبائل ہیں جب کوئی ان کے سامنے ان کی نسبت زیادہ طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ لوگ دیوتا سمجھ کر اس شخص کی پیروی کرتے ہیں اس کی فرمانبرداری پر تیار ہو جاتے ہیں میں نے اپنے ذہن میں ایک ایسے ہی شخص کا انتخاب کیا ہے جس کو قبلائی خان کی طرف بھیجا جاسکتا ہے اور وہ وہاں جا کر نہ صرف یہ کہ کامیاب ہوسکتا ہے بلکہ ہم دونوں بھائیوں کی نیک نامی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

اباقاخان نے چونکنے کے انداز میں احمد تکودار کی طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔

وہ کون ہے جس کا تم نے تعین کر لیا ہے اس پر احمد تکودار مسکراتے ہوئے بول پڑا۔

بھائی ''ایسا بے مثال سالار ہے جو نیت کی خرابی ارادوں کی ناپاکی مقاصد کی خباثت سے ماورا ہے بندہ نفس نہیں مقصد اور منصب سے انصاف کرنے والا ہے دنیا کے فریضہ حیات میں اغراض نفسانی کی بندگی کرنے والا نہیں اپنے اور اپنے لواحقین کی خواہشات کی جولان گاہوں کو اخلاقی پابندیوں کے اندر رکھنے والا ہے۔

جہاں تک اس کی طاقت اور قوت کا سوال ہے تو وہ اندھے قوائے فطرت جیسا زور آور فراز کوہ سے گزرتی سیال برف باری جیسا بے روک اور آگ کی وحشت جیسا طاقتور ہے جب وہ کسی کے مقابل ہوتا ہے تو اس کی تلوار لاوا بن کر کھول اٹھنے والے آتش فشاں کی طرح حرکت میں آتی ہے اور بھنور کھڑے کرتے حادثوں کو جنم دیتی چلی جاتی ہے۔

احمد تکودار بولتا رہا اباقاخان مسکراتا رہا احمد تکودار جب خاموش ہوا تب اباقاخان بول پڑا۔

عزیز بھائی ایک سالار کا میں نے بھی تعین کیا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ قبلائی خان کا کوئی سالار کوئی وحشی قبیلے کا سردار طاقت قوت اور تیغ زنی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

گھورنے کے انداز میں احمد تکودار نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

بھائی وہ کون ہے؟

اباقا خان نے ہلکا سا قہقہ لگایا پھر وہ کہنے لگا جسے میں نے چنا ہے اگر اسے اپنے کام کی آزادی دے دی جاتی اس کی طاقت اور قوت اور اس کی تیغ زنی کا صحیح استعمال کیا جاتا تو میں ضمانت دے سکتا ہوں کہ وہ دنیا کے پیشواؤں قوموں کے اماموں تہذیب۔ انسانیت کے استادوں اور کسی اٹل قانون کی طرح زمین کے کسی بڑے حصے کا فرمانروا ہوتا جہاں تک اس کی طاقت اور قوت کا سوال ہے تو وہ گروش دوراں کے دیوانوں اور قطار در قطار نو کیلے بگولوں جیسا زور آور ہے صف در صف رقصاں ہزاروں وسوسوں اور تہ بہ تہ غم کی پر تین کھڑی کر دینے والے زیست کے زہریلے عنوان جیسا پر قوت ہے جب مقابلہ کرنے کے لئے کسی کے سامنے آتا ہے تو اس کے ذہن اور دل کے محرابوں میں جلتے خیالات کے تھپٹرے اور سانسوں کے خود رد عمل میں بے نام لمحوں کی سرسراہٹ بھرتا چلا جاتا ہے۔

اباقا خان جب خاموش ہوا تو بڑی جستجو اور بڑی پریشانی میں اس کی طرف دیکھتے ہوا احمد تکودار نے پوچھ لیا۔

بھائی وہ کون ہے جس کا آپ انتخاب کر چکے ہیں۔

اباقا خان نے بھی مسکراتے ہوئے تکودار کی طرف دیکھا۔

بھائی پہلے تم کہو تم کس کا انتخاب کر چکے ہو۔

تکودار نے ایک نگاہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں پر ڈالی پھر قریب میں بیٹھی اباقا خان کی بیوی اور اپنی بھاوج میرایا پر نگاہ ڈالی پھر وہ اباقا خان سے کہہ رہا تھا۔

بھائی اس منصب کے لئے تو میری نگاہ صرف کوغتائی پر ہی ٹھہرتی ہے۔

یہ الفاظ سن کر اباقا خان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے اپنا بازو اپنے بھائی احمد تکودار کی گردن میں حمائل کیا پھر وہ اسے اپنے ساتھ تقریباً لپٹاتے ہوئے پر زور الفاظ میں کہنے لگا۔

میرے بھائی تیری میری پسند ایک ہے قسم نیلے جاوداں آسمان کی اپنے دل اپنے ذہن میں اس منصب کے لئے بھی کوغتائی ہی کا انتخاب کر چکا ہوں ہماری سلطنت میں نہ اس سے بڑھ کر کوئی طاقتور ہے نہ اس سے اچھا کوئی تیغ زن ہے وہ تیغ زنی طاقت اور

قوت دونوں میں بے مثال اور بے نظیر ہے۔

اباقا خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی اس کی بیوی اور قسطنطنیہ کی شہزادی طنزیہ سے انداز میں بول پڑی۔

جس شخص کا تم دونوں بھائی انتخاب کر رہے ہو وہ اپنی ضد اپنی ہٹ دھرمی اور اپنے کٹر مسلماں ہونے کی بناء پر اس وقت زندان میں بند ہے کیا تم ایک قیدی کو زندان سے نکال کر قبلائی خان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف روانہ کرد گے اور کیا ایک قیدی وہاں سب سے بہتر انداز میں اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے گا۔

میرایا کے ان الفاظ کو احمد تکودار نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا چپ رہا بولا کچھ نہیں تاہم اباقا خان نے اپنی بیوی میرایا کو مخاطب کرتے ہوئے کس قدر سخت الفاظ میں کہنا شروع کیا تھا۔

میرایا تم اس شخص کی شخصیت اور طاقت قوت اور تیغ زنی میں اس کے قد وقامت سے واقف نہیں ہو دیکھو میں جانتا ہوں تم جو کچھ کہہ رہی ہو تعصب کی بناء پر کہہ رہی ہو اس بنا پر کہ تم نصرانی ہو اور جسے ہم زندان سے نکال کر قبلائی خان کی طرف بھجوانا چاہتے ہیں وہ کٹر قسم کا مسلمان ہے تم یہ بھی جانتی ہو کہ اسے زندان میں اس لئے بھجوایا گیا ہے کہ اس نے مصر کے سلطان کے خلاف ہمارے لشکروں کی سپہ سالاری قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا ہماری نگاہ میں یہ کوئی بڑا جرم نہیں ہے اس لئے کہ مصر کا سلطان مسلمان ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کا بھائی ہے اور ہر مسلمان یہی پسند کرے گا وہ کسی مسلمان سے نہ ٹکرائے یہ ان کی جبلت کی مانگ اور ان کے مذہب کا تقاضا بھی ہے۔

اباقا خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بیوی میرایا اس کی بات کاٹتے ہوئے پھر بول پڑی۔

خاقان آپ جانتے ہیں کہ چنگیز خان کے بعد اس کا بیٹا اور اس کے پوتے تک اس امر پر کارفرما رہے ہیں کہ جس شخص نے بھی ان کی نافرمانی کی اس کی انہوں نے گردن کاٹ کر رکھ دی جبکہ اس کوغتائی نے آپ کی نافرمانی کی لیکن اس کی گردن کاٹنے کے بجائے اس پر رحم کرتے ہوئے اسے آپ نے صرف زندان میں بھیج دیا یہ کوئی بڑی

سزا تو نہیں ہے۔

احمد تکودار نے پھر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے میرایا کو گھورا تھا اس کی نگاہوں کا انداز ہ اباقا خان بھی لگا گیا تھا لہذا اباقا خان اپنی بیوی میرایا کو مخاطب کرتے ہوئے پھر بول پڑا تھا۔

میرایا تمھاری باتوں میں نصرانیت کا تعصب جھلکتا ہے جبکہ میں اور میرا بھائی اس سے ماورا ہیں ہم اپنے باپ کے دادا چنگیز خان کے عمل اور قانون کے پیروکار ہیں وہ ساری زندگی اپنے ساتھیوں سے وفاداری کا طلبگار رہا ایسی وفاداری جو چاکر کو اپنے آقا سے ہوتی ہے جس وقت چنگیز خان زندہ تھا تو دشت میں اس کے متعلق یہ بات پھیلی ہوتی تھی کہ اگر کوئی غدار اپنے قبیلے کے سردار کو قید کر کے چنگیز خان کے پاس لاتے تو خود اس غدار کو بھی قتل کی سزا ملتی تھی۔ اس کے برعکس چنگیز خان ان لوگوں کے ساتھ درگزر کا سلوک کرتا جو آخر تک اپنے آقا کا ساتھ دیتے اور اپنی آزمودہ وفاداری کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اس نے ایک موقع پر ایک ترک سے کہا کہ تم تین دن تک صرف اپنے آقا کی جان بچانے کے لئے ہم سے لڑتے رہے ہو تم میرے پاس رہو اسی طرح میری بھی خدمت کرو میں تمہیں اپنا بہترین رفیق جانوں گا۔

دشت کے رہنے والے اس کے قانون کو سمجھتے اور جانتے تھے کہ دشمن کے ساتھ مقابلے میں چنگیز خان کسی طرح اخلاقی روک تھام کا قائل نہ تھا تلوار دغا چالاکی سب کو وہ جائز خیال کرتا تھا لیکن اپنے ساتھیوں سے جو وعدہ کرتا اسے ضرور پورا کرتا ان سے کہتا اگر صبح کو وعدہ کیا جائے اور شام کو بھلا دیا جائے تو یہ دغا فریب اور دھوکہ ہے لہذا جس سے بھی رحم و کرم کا وعدہ کیا جائے اسے وفا کرنے کا اطمینان بھی دلایا جائے۔

میرایا میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ چنگیز خان اور اس کے بیٹے اور اس کے پوتے یعنی ہمارا باپ اور اس کے بھائی تک ایک بہادر ایک طاقتور شخص کی ایسی ہی عزت اس کا ایسا ہی احترام کرتے تھے جیسے وہ اپنی جان اپنی روح کی کرتے تھے اور پھر یہ جو کوغنائی ہے اس میں چند خصوصیات ایسی ہیں کہ میں اسے اپنے بھائی جیسا خیال کرتا ہوں اس میں شک نہیں کہ اسے میں نے زندان میں ڈالا ہے اور ایسا میں نے دوسرے لوگوں

کی عبرت خیزی کے لئے کیا ہے کہ جو کوئی بھی حکم عدولی کرے اسے اس کی سزا ضرور ملتی ہے ورنہ اگر کوئی میرے دل کے اوراق کھول کر دیکھے تو وہ ان سارے اوراق میں کوغنائی کے لئے محبت چاہت شفقت اور ہمدردی کے جذبے ہی دیکھے گا۔

میرایا کوغنائی میں چند ایسی نوعیت ہیں جس کی بناء پر اس سے شفقت اس سے محبت کرنی پڑتی ہے۔

اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ ہماری پوری سلطنت میں اس جیسا طاقتور اس جیسا عمدہ تیغ زن نہیں ہے اور یہ ایسی خوبی ہے جس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی اور جس کی جس قدر بھی قدر کی جائے کم ہے۔

اس کی دوسری صفت میرے اپنے شعور کے مطابق یہ ہے کہ اس کا تعلق ترکوں کے کرائت قبیلے سے ہے میری دادی یعنی میری باپ کی ماں سیورقطنی ترکوں کے اسی قبیلے سے تعلق رکھتی تھی میری ماں دوقوز بھی ترکوں کے کرائت قبیلے سے تعلق رکھتی تھی اس تعلق کی بناء پر بھی مجھے کوغنائی سے شفقت اور محبت ہے اس لئے کہ اس کا تعلق بھی کرائت ترکوں سے ہی ہے۔

ایک اور صفت اسے محبت اور شفقت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اس نے کھلے عام اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر میرے روبرو مصر کے سلطان کے خلاف ہمارے لشکریوں کی سپہ سالاری قبول کرنے سے انکار کر دیا اس کا یہ فیصلہ شجاعت اور دلیری اس کا یہ عزم ہمت اور استقلال پر مبنی ہے ایسا فیصلہ ہر کوئی نہیں کرسکتا ایسی دلیری ایسی جرات مندی کا اظہار ہر ایک کے بس کا روگ نہیں ہے اس نے صرف مذہب کی بناء پر مصر کے سلطان کو اپنا بھائی خیال کرتے ہوئے اس کے مقابل جانے سے انکار کیا یہ اس کی اپنی قوم اپنی ملت اپنے مذہب سے محبت اور جانثاری کا مظاہرہ ہے اور ایسا ہر ایک کو کرنا چاہیے۔ میرایا ایسی ہی جانثاری کا اظہار تم اپنی باتوں سے بھی کر رہی ہو اس لئے کہ یہ جو تم کوغنائی کے خلاف بول رہی ہو یہ تمہارے نصرانی مذہب کا تقاضا ہے تمھاری گفتگو میں یہ جو ایک طرح کا تعصب جھلکتا ہے یہ بھی نصرانیت سے تمھاری محبت کو ظاہر کرتا ہے بس ایسا ہر کوئی کرسکتا ہے کس کے جذبات کسی کے احساسات پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔

ابا قا خان کے ان الفاظ پر میرا یا شرمندہ اور خجل سی ہو کر رہ گئی تھی اس موضوع پر وہ کوئی مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھی لہٰذا فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

اگر کوغنائی نے تم دونوں بھائیوں کے کہنے پر قبلائی خان کے پاس جانے سے انکار کر دیا تب لوگوں میں تم دونوں کی کیا عزت رہ جائے گی وہ ایسا کر سکتا ہے اس سے پہلے مصر کے سلطان کے خلاف اس نے تم لوگوں کی حمایت میں لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔

ابا قا خان نے مسکراتے ہوئے اپنے بھائی احمد تکودار کی طرف دیکھا پھر اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا یقیناً وہ ایسا کر سکتا ہے اسے ایسا کرنے کا حق حاصل ہے جبراً اور زبردستی ہم اپنا کوئی بھی ذاتی فیصلہ اس پر مسلط نہیں کر سکتے اسے کوئی بات ماننے اور نہ ماننے کی مکمل آزادی ہے ہاں اگر وہ قبلائی کے پاس جانے سے انکار کرتا ہے تو پھر اسے اس کام کے نشیب و فراز سمجھا کر اسے اس بات پر آمادہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

ابا قا کی بات کاٹتے ہوئے احمد تکودار فوراً بول پڑا۔

یہ کام میں خود کر سکتا ہوں مجھے امید ہے کہ اول تو وہ انکار کرے گا ہی نہیں اگر انکار کرے گا تو میں اسے ہر حالت میں اپنے چچا قبلائی خان کے پاس جانے کے لئے آمادہ کر لوں گا۔

احمد تکودار شاید مزید اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے بات کا رخ بدلا اور اپنے بھائی ابا قا خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

بھائی جس طرح قبلائی خان کے لئے میں نے اپنے ذہن میں کوغنائی کا نام بٹھایا تھا اسی طرح قبلائی خان نے جو نجومی مانگا ہے اس کے لئے بھی میں نے اپنے ذہن میں ایک شخص کا نام چن لیا ہے مجھے امید ہے آپ بھی اسے پسند کریں گے۔

ابا قا خان نے احمد تکودار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا کون ہے وہ۔

بھائی وہ حروف کی زندہ روشنی جیسا روشن دماغ۔ صبح کے اجالوں جیسا صاف گو۔ اور شعور اور فکر کی کرنوں جیسا وفادار ہے

احمد تکودار کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے تقریباً مسکراتے ہوئے ابا قا خان کہنے لگا۔

میں نے بھی اپنے ذہن میں ایک منجم کا انتخاب کر لیا ہے اور جس منجم کا انتخاب میں نے اپنے ذہن میں کیا ہے وہ بھی امیدوں کے صحرا میں زندگی کی خواہش جیسا قابل اعتماد اور پتھریلے لمحات میں نئی رتوں کے رنگ جیسا قابل اعتماد ہے۔

احمد تکودار مسکرا دیا پوچھنے لگا۔

بھائی وہ کون ہے؟

ابا قا خان نے بھی مسکراتے ہوئے تکودار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

پہلے کی طرح اس بار بھی منجم کے متعلق تم ہی پہل کرو اور بتاؤ کہ تم نے اپنے ذہن میں کس شخص کا انتخاب کیا ہے۔

میں نے محترم جمال الدین کا انتخاب کیا ہے احمد تکودار نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

اس پر ابا قا اپنی نشست پر تقریباً اچھل سا پڑا پھر احمد تکودار کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

بھائی قسم نیلے جادوانی آسمان کی ہماری سلطنت میں جمال الدین سے بڑھ کر کوئی بھی اعلیٰ پائے کا منجم نہیں ہے میرا انتخاب بھی یہی ہے۔

ہم دونوں بھائیوں کی خوش قسمتی ہے کہ سپہ سالار اور منجم کے معاملے میں ہم دونوں بھائی ایک جیسے پسندیدہ ناموں پر متفق ہوئے ہیں۔

بھائی کسی کو زندان کی طرف بھیجو وہ کوغنائی کو نکال کر میرے پاس لے کر آئے اس موضوع پر میں اس سے بات کرنا پسند کروں گا۔

احمد تکودار نے جواب میں کچھ نہ کہا اپنی جگہ سے اٹھا قصر کے اس کمرے سے باہر گیا پھر تھوڑی دیر بعد لوٹ کر اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ابا قا خان کا حاجب ایک ایسے جوان کو لے کر قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا جو دراز قد ہونے کے ساتھ ساتھ فطرت کے بے رنگ پن میں موسموں کی شدت جیسا کریل ٹوٹی کہانیوں اور بکھرے قصوں جیسا سخت جان لگتا تھا سب نے دیکھا اس کی آنکھوں میں گزرے ستم کے موسموں کے پس منظر میں شعور اور لاشعور

کے بیچ میں نمود کے اضطراب سے بھرپور سنگ ریزے اڑاتے طوفانوں جیسے سے برپا تھے اس کے چہرے پر سلگتی زندگی کے تلاطم سانوں کو ویران کر دینے والے انڈتے ہوئے صاف دیکھے جاسکتے تھے اس کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا وہ ایسا جوان ہے جو جھلستی دھوپ میں ابر بن کر سایہ کرنے یا سایوں کو دھوپ بن کر پگھلانے رنجشوں کی داستانوں کو احساسات کی تابانی اور جذبوں کی جوانی میں تبدیل کرنے کا فن اور ہنر جانتا ہے وہ جواں ہمت طاقتور اور نایاب وشل تیغ زن کوغتائی تھا۔

حاجب نے جب اسے، لاکر ابا قاخان اور احمد تکودار کے سامنے کھڑا کیا تو اس نے بلند آواز میں ایک بار سب کو سلام کیا جھک کر اس نے ابا قاخان کو تعظیم دی نہ کسی فضول عقیدت اور ارادتمندی کا اظہار کیا اس کی اس حرکت کو ابا قاخان کی بیوی میرایا نے ناپسند کیا تھا لہٰذا اپنے جذبات پر قابو نہ پاتے ہوئے وہ کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے بول پڑی۔

کوغتائی تم جانتے ہو کہ میں ابا قاخان کی بیوی میرایا ہوں آج تمہیں قصر کے اس کمرے میں اس لئے بلایا گیا ہے کہ تمھارے ذمے ایک انتہائی اہم کام لگایا جائے اگر اس کام کو کرنے سے تم نے انکار کر دیا تو یاد رکھنا تمہیں مصلوب بھی کیا جاسکتا ہے۔

میرایا کے ان الفاظ پر احمد تکودار نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں قہرمانیت چہرے پر دور دور تک نفرت کے آثار تھے ابا قاخان نے بھی مڑ کر بڑی ناپسندیدگی سے اپنی بیوی میرایا کی طرف دیکھا تھا جس کے جواب میں میرایا کی گردن جھک گئی تھی قبل اس کے کوئی کچھ بولتا کوغتائی نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی پھر وہ مخاطب ہوا ایسی آواز میں جیسے دھرتی کا کوئی امین ظلمت شب کے سینے کو چاک کر کے بے حسی کے فسوں کو زمین کی روشنی میں تبدیل کرنے لگا ہو وہ کہہ رہا تھا۔

میرایا خاتون! میں نہ کسی کا زرخرید ہوں نہ کسی کا غلام اس دنیا میں ہر کوئی اپنی اپنی کہانیوں کا متلاشی اپنی اپنی داستانوں کا اسیر ہے کوئی بھی مجھے زبردستی۔ ٹوٹتی زرد دھوپ اور آنگنوں کی ادھوری کہانی نہیں بنا سکتا میں کائنات کے اس مالک کا غلام ہوں جس کے سامنے ہر شے حقیر ہے جو طبعی اسباب کا غلام نہیں بلکہ طبعی اسباب اس کے ارادوں

کے مطیع ہیں میرایا خاتون یہ کائنات بے شعور طاقتوں کی اندھی بہری فرمانروائی نہیں جس میں تم جو چاہے فیصلے کرتی پھرو کسی شے کی خوبی اور اس کی صحت اور عدم صحت کا فیصلہ کرنا میرے خداوند قدوس کا کام ہے وہی حکیمانہ منصوبہ بندی کے تحت ہر شے کو اس کا انجام اس کی تکمیل عطا کرتا ہے میرایا خاتون میں تمہارے سامنے تلخی شب سے لبریز کالے وقتوں کی کوئی کچی دیوار نہیں ہوں جسے تم جس طرح چاہو توڑ دو جس طرح چاہو پھر چنتی چلی جاؤ۔

قصر کے اس کمرے میں بیٹھے سب لوگوں نے محسوس کیا کہ کوغتائی کے لفظوں میں زہر اس کے حرفوں میں تیر اس کے انداز میں وحشتوں کے نشتر اس کی گفتگو کے اتار چڑھاؤ میں لمحوں کی سنگلاخی نقاد کے لقب کی چبھن اور مورخ کے قلم کی اذیت ناکی تھی۔

کوغتائی جب خاموش ہو گیا تب ابا قاخان تھوڑی دیر تک بڑی شفقت سے کوغتائی کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بھائی تکودار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تکودار میرے بھائی یہ میرایا سارا بنا بنایا کھیل خراب کر دے گی تم ایسا کرو اپنی جگہ سے اٹھو کوغتائی کو اپنے ساتھ لے جاؤ ساتھ والے کمرے میں بٹھا کے پیار سے ٹھنڈے انداز میں اسے سمجھاؤ مجھے امید ہے یہ تمھاری بات مان جائے گا یہاں یہ اگر کھڑا رہا اور میرایا نے پھر کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف کہہ دی تو یاد رکھنا یہ سیخ پا ہونے والے جنگلی گھوڑے کی طرح بھڑک اٹھے گا اور پھر ہر صورت ہماری بات ماننے سے انکار کر دے گا۔

اس پر مسکراتے ہوئے احمد تکودار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کوغتائی کے پاس آیا اور بڑے پیارے انداز میں اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور کہنے لگا۔

کوغتائی میرے بھائی تم میرے ساتھ آؤ کوغتائی ذرا چپ چاپ احمد تکودار کے ساتھ ہولیا تھا قبلائی خان کے وفد کے ارکان جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں سے گزرتے ہوئے احمد تکودار نے اس وفد کے قائد سیف الدین کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سیف الدین تم ذرا میرے ساتھ آؤ سیف الدین بھی اٹھ کر ان دونوں کے

ساتھ ہوا یا احمد تکودار کوغتائی اور سیف الدین کو اس کمرے میں لے گیا تھا جہاں تھوڑی دیر
پہلے اس نے قبلائی خان کے وفد کے اراکین سے بات کی تھی۔

احمد تکودار اور کوغتائی خان کے جانے کے بعد میرایا نے پھر اپنے شوہر اباقا خان کو
مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کیا آپ اور تکودار دونوں اس معمولی شخص کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دے رہے ایسی
اہمیت جس کا یہ قطعی طور پر حقدار نہیں ہے۔

اباقا خان نے پھر ناپسندیدگی کے انداز میں رخ موڑتے ہوئے اپنی بیوی میرایا
کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

تم یقیناً بے وقت اور احمقانہ گفتگو کر رہی ہو تم اس شخص کی اہمیت کو نہیں سمجھتی ہو
میرے چچا قبلائی خان نے ہم سے ایسا سالار مانگا ہے جو اس کے لشکریوں میں شامل
وحشی قبائل کو زیر کر سکے انہیں قبلائی خان کا مطیع اور فرماں بردار بنا کر رکھے ایسا کام
ہماری سلطنت میں اگر کوئی شخص کر سکتا ہے تو وہ صرف کوغتائی ہے اس کے علاوہ اور کوئی یہ
کام سرانجام دے ہی نہیں سکتا۔

اباقا خان تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے
وہ کہہ رہا تھا۔

میرایا میں ہی نہیں ہماری ساری سلطنت کے عمائدین بلکہ تم بھی جانتی ہو کہ کوغتائی
جیسا عمدہ تیغ زن نہ کوئی ہے نہ اس سے بڑھ کر کوئی طاقت اور قوت والا ہے۔

اباقا خان کی بات کاٹتے ہوئے میرایا بول پڑی۔

میں مانتی ہوں اس جیسا کوئی تیغ زن نہیں۔ طاقت اور قوت میں بھی یہ سب پہ
بھاری اور گراں ہے لیکن اس نے مصر کے سلطان کے خلاف ہمارے لشکریوں کی سپہ
سالاری قبول کرنے سے کیوں انکار کر دیا۔

اباقا خان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگا وہ ایسا کرنے کا حق رکھتا
ہے مسلمان ہے اور مسلمان بھی بڑا کٹر قسم کا ہے اپنے دینی جذبات اور اپنے مذہبی
تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے ایک مسلمان سلطان کے خلاف جنگ کرنے سے

انکار کر دیا ایسا کرنے کا وہ حق رکھتا ہے بلکہ اس نے انکار کرتے وقت مجھ سے یہ تک کہہ
دیا تھا کہ وہ مصلوب ہونا پسند کرے گا۔ مسلمان سلطان کے خلاف کسی بھی صورت جنگ
میں حصہ نہیں لے گا۔

اباقا خان رکا پھر دوبارہ میرایا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

تم اس موضوع میں بالکل دخل اندازی نہ کرو اس لئے کہ اس شخص کا ہر صورت
میں قبلائی خان کے پاس جانا ضروری ہے تم جانتی ہو ہمارے چچا منگو خان کے بعد دشت
کا بڑا خاقان ہمارا چچا قبلائی خان ہی ہے اگر وہ پسند نہ کرے تو ان علاقوں میں ہم حکومت
نہیں کر سکتے اس کی رضامندی سے ہی میں ان علاقوں کا حاکم ہوں اگر اس کی رضامندی
نہ ہو تو میں حکومت نہیں کر سکتا لہٰذا مجھ سے وفد بھیج کر جس جس نوع اور جس قسم کے لوگ
مانگے ہیں میں ایسے لوگ اسے مہیا کرنے کا پابند ہوں اب اگر تکودار پھر اسے راضی
کر کے میرے پاس لے کر آتا ہے تو تم اس سلسلے میں بالکل کوئی گفتگو نہیں کرو گی۔

میرایا مسکراتے ہوئے خاموش رہی

ادھر احمد تکودار کوغتائی اور سیف الدین دونوں کو دوسرے کمرے میں لے گیا تینوں
جب نشست پر بیٹھ گئے تب احمد تکودار نے نا صرف کوغتائی اور سیف الدین کا آپس میں
تعارف کروایا بلکہ قبلائی خان کے وفد کے آنے کی ساری تفصیل بھی اس نے کوغتائی سے
کہہ دی تھی۔

جب احمد تکودار ایسا کر چکا تب سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی بول
پڑا۔

میرے عزیز اگر میں قبلائی خان کے پاس جاتا ہوں تو مجھ سے کیا کام لیا جائے
گا۔

سیف الدین نے مسکراتے ہوئے کوغتائی کی طرف دیکھا اس کے شانے پر پیار
سے ہاتھ رکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز بھائی قبلائی خان نے جو تفصیل مجھے بتائی ہے اس کے مطابق اس
کے لشکر میں اس کے بعد تمہاری حیثیت اعلیٰ اور ارفع ہوگی دراصل اس وقت قبلائی خان

کے لشکر میں مختلف قبائل کے لوگ شامل ہیں اور ان وحشی قبائل کو قابو میں رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

یہ کام قبلائی خان نے پہلے چنگیز خان کے بہترین جرنیل سوبدائی کے بیٹے اویانگ کو سونپا اویانگ قبلائی خان کے لشکروں کا سالار اعلیٰ تھا لیکن وحشی قبائل کو سوبدائی کا بیٹا اویانگ بھی اپنے قابو میں نہ رکھ سکا اس کے بعد یہی کام قبلائی خان نے سوبدائی کے پوتے آجو اور بایان اور چنگیز خان کے بیٹے اوغدائی کے پوتے شیرامون کو سونپا لیکن وہ دونوں بھی قبلائی خان کی خواہش کے مطابق نتائج سامنے نہ لا سکے اس لئے کہ قبلائی خان کے لشکر میں جو وحشی قبائل کے سردار اور ان کے لشکری ہیں انہیں کسی تنظیم میں رکھنا آسان کام نہیں ہے دراصل یہ سارے وحشی قبائل طاقت اور قوت سے زیر کیے جا سکتے ہیں جو شخص ان سے زیادہ جسمانی طاقت اور قوت رکھتا ہے اس کی فرمابرداری وہ دیوتا سمجھ کر کرتے ہیں جو تفصیل کوغتائی مجھے تمھارے متعلق بتائی گئی ہے اس کے مطابق یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو۔

کوغتائی نے کچھ سوچا پھر وہ سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

مجھے دو باتیں بتاؤ پہلی یہ کہ قبلائی خان کے لشکر میں مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے تمہارے علاوہ اور بھی مسلمان وہاں ہیں میرا دوسرا سوال تم سے یہ ہے ان وحشی قبائل کی تفصیل بتاؤ جو اس وقت اس کے لشکر میں شامل ہیں۔

سیف الدین کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

قبلائی خان کے لشکر میں بہت سے ترک مسلمان شامل ہیں تمہارے قبیلے کرائت کے ترک بھی ہیں اور پھر ان دنوں قبلائی خان کے سارے مال امور کی نگرانی احمد نام کا ایک شخص کر رہا ہے جو انتہائی دیانت دار اور اپنے کام میں انتہا درجہ کی مہارت رکھتا ہے۔ (احمد کے متعلق مغربی مورخین نے تعصب سے کام لیتے ہوئے اس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اپنے بعد قبلائی خان سب سے زیادہ اعتبار اپنے مالیات کے ماہر احمد ہی پر کیا کرتا تھا)

سیف الدین تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز تمہارا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت قبلائی خان کے لشکر میں کون کون سے وحشی قبائل ہیں اس وقت قبلائی خان کے لشکر میں زیادہ تر ترک قبائل ہی شامل ہیں ان میں کرغیز' قارمق' نائی من کرائت' مانچو' قپچاق' آریہ کاپین' اعمان' یوٹن' ہن' گاتھ ونڈال اور سیتھین شامل ہیں۔

اس بار کوغتائی نے بڑی دلچسپی سے سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تم نے ان سارے قبائل کے نام بتا کر ان علاقوں کے متعلق میری دلچسپی میں یقیناً اضافہ کیا ہے کیا تم ان قبائل کی تفصیل بھی مجھ سے کہو۔

اس پر سیف الدین نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی میرے بھائی راستے میں میں تم سے ان قبائل کی تفصیل بھی کہتا چلوں گا پہلے تم ہمارے ساتھ جانے کی حامی تو بھرو۔

کوغتائی مسکرایا ایک گہری نگاہ اس نے احمد تکودار پر ڈال کر کہنے لگا۔

میں احمد تکودار کا کہا ٹال نہیں سکتا جیسا یہ کہے گا میں ویسا ہی کروں گا پھر اس نے احمد تکودار کی طرف دیکھا کہنے لگا۔

احمد میرے بھائی کیا تم چاہتے ہو کہ میں قبلائی خان کے لشکر میں جاؤں۔

احمد نے منہ سے تو کچھ نہ کہا اثبات میں گردن ہلا دی اس پر کوغتائی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو سیف الدین میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اگر تم ان وحشی قبائل کی تفصیل راستے میں بتاؤ گے تو کوئی بات نہیں لیکن پہلے مجھے تھوڑی سے تفصیل بتاؤ کہ جن راستوں سے ہو کر تم آئے ہو ان میں تمہیں دلائی لامہ کو ساتھ لانے کی ضرورت کیوں پڑی کیا چنگیز خان کے پوتے قائدو نے ان راہوں کو مسدود کر رکھا ہے اور کیوں چنگیز خان کے دشت پر قبضہ کرنے کے لئے منگولوں کے مختلف گروہوں میں جنگ جاری ہے اگر تم چنگیز خان سے لے کر اب تک جو حالات صحرائے گوبی

کوہستان ابطائی اور منگولوں کے دشت میں رونما ہوئے ہیں ان کی مجھے تفصیل بتادو تو پھر ان علاقوں کو سمجھنے اور وہاں کے حالات جو اب تک پیدا ہوئے ہیں ان کو جاننے میں مجھے یقیناً آسانی ہوگی۔

اس پر سوالیہ سے انداز میں سیف الدین نے احمد تکودار کیطرف دیکھا احمد نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب سیف الدین کہنے لگا۔

میں تمہیں اختصار کے ساتھ کچھ حالات بتاتا ہوں وہ سننے کے بعد مجھے امید ہے کہ تم ان علاقوں کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہو جاؤ گے اس کے بعد سیف الدین گلہ صاف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز چنگیز خان نے اپنے لشکریوں کے ساتھ کوہستانی اور صحرائی پناہ گاہوں سے نکلتے ہی بحرالکاہل سے ایڈریا تک تک ہر خطے کو پامال کر ڈالا ایک طرف چین، ترکستان افغانستان، ایران عراق، شام اور قفقاز کو تہس نہس کیا دوسری طرف روس، پولینڈ مشرقی پروشیا ہنگری وغیرہ میں اس کے جانشینوں نے تباہی اور بربادی پھیلا کر رکھ دی۔

جہاں بھی چنگیز خان اور اس کے جانشین گئے تہذیب اور تمدن کی تمام مایہ ناز یادگاروں کو اس طرح ریزہ ریزہ کر ڈالا کہ ان کا سراغ لگانے کی کوئی صورت باقی نہ رہی جہاں جہاں مختلف لسانی گروہ اجتماعی زندگی کی تنظیمات میں لگے ہوئے تھے منگول ان پر برق خاطف بن گرے اور ہر تنظیم کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔

میرے عزیز چنگیز خان کے بعد اس کا بیٹا اوغدائی منگولوں کے دشت کا خاقان بنا۔

میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ چین کی سرحد سے لے کر بحر روم تک جن خطوں میں بھی منگول ہمہ سوز مسموم کی طرح پہنچے ان سب پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا مسلمانوں نے جو چھ صدیوں میں علم و فضل کے جو بیش بہا گنجے اور جاہ و حشمت کے جو حیرت افزا اسباب فراہم کیے تھے وہ آگ و خون کے طوفانوں کی نظر کر دیئے گئے جن شہروں کے نام آج بھی تاریخ و ادب کے صفحات پر دیکھ کر دل میں عظمت اور یگانگی کا ایک خاص تصور بن جاتا ہے اور افکار اور خیالات میں ایک انوکھی روحانیت پیدا ہوتی ہے وہ سب اس منگول

ترک تاز میں تباہ ہوئے اب ان شہروں کے ڈھانچے موجود ہیں۔ جو بعد میں کھڑے کیے گئے تم اپنے شہر بغداد ہی کو لو یہ ان شہروں میں سے ہے جو لو بے شک آج بھی باقی ہے لیکن عباسیوں کا وہ بغداد کہاں جس کی داستانیں کتابوں میں پڑھ کر باآسانی یقین نہیں آتا تھا کہ ان خصوصیت کا شہر واقعی ایک وقت میں دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر زیب و زینت کا باعث بنا ہوگا بہر حال منگول جہاں سے بھی گذرے بڑے بڑے محلوں اور عظیم کتب خانوں کی جگہ یا تو صحرائے چھوڑ گئے یا ملبے کے ڈھیر بنا کر رکھ گئے ایک حق شناس مورخ نے واقعی تاتاریوں کی صحیح عکاسی کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک ارغوانی ندی منگولوں کی گزرگاہ کا نشان بتا دیتی تھی۔

اوغدائی کے بعد احمد تکودار کا چچا منگو خان منگولوں کے دشت کا خاقان بنا منگو خان نے اپنے بھائی قبلائی خان کو جنوبی چین کے حکمران خاندان سنگ کے خلاف ترک تاز کرنے کے لئے روانہ کیا اس کے لشکر میں ہر طرح کے وحشی قبائل شامل ہیں جن کے نام میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں اسی دوران منگو خان کا انتقال ہو گیا اس کے انتقال کے بعد منگولوں نے جو علاقے فتح کیے تھے وہ تقسیم ہو گئے مغرب کے علاقہ چنگیز خان کے سب سے بڑے بیٹے جوجی کی اولاد یعنی باتو اور اس کے بھائی برقائی خان کے حصے میں آیا جو علاقے ہلاکو خان نے فتح کیے تھے ان پر اب احمد تکودار کا بڑا بھائی اباقا حکمرانی کر رہا ہے جھیل بیکال سے لے کر کوہستان الطائی اور صحرائے گوبی تک کا علاقہ اوغدائی کے بیٹے قائدو کو ملا اور اس کے شمال میں جو علاقہ تھا وہ چغتائی کی اولاد کے حصے میں آیا لیکن بعد میں قائدو نے اس علاقے کو بھی اپنے تحت کر لیا۔

دشت اور مرکزی شہر قراقرم منگو خان قبلائی خان اور ہلاکو کے چھوٹے بھائی اریک بوغا کے حصے میں آیا۔

لیکن حالات نے نااتفاقی کا ایک تیر مارا اور قائدو قبلائی خان کے خلاف ہو گیا اریک بوغا کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اریک بوغا چونکہ خاص تاتاریوں کے دشت کا حکمران تھا لہٰذا اس کی بڑی اہمیت تھی۔ قائدو کے کہنے پر قبلائی خان کے خلاف بغاوت کر دی حالانکہ وہ قبلائی خان کا سگا بھائی ہے آخر کار قبلائی خان اور اریک بوغا کے

درمیان جنگ ہوئی جس میں قبلائی خان فاتح رہا اریک بوغا کو اس نے گرفتار کر لیا۔ اریک بوغا چونکہ قبلائی خان کا بھائی ہے لہٰذا اس کے خلاف اس نے کوئی انتقامی کارروائی نہ کی اسے اپنے ساتھ اپنے لشکر ہی میں رکھ لیا تاہم وہ دشت جو وراثت کے طور پر اریک بوغا کے حصے میں آیا تھا اور جہاں سے اٹھ کر چنگیز خان نے دنیا کے بڑے حصے کو فتح کیا تھا وہ قبلائی خان نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ قبلائی خان کے علاقے اور قائدو کے علاقوں کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں دونوں ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہیں اور ایک دوسرے کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں قائدو کی ایک بیٹی ہے اس میں دو ایسی صفتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں کہتے ہیں ایک تو وہ بلا کی حسین ہے اور جس قدر حسین ہے ایسی ہی بہادر اور جرات مند بھی ہے اس کا نام آئی یاروق ہے جس کے معنی ہیں ماہ تاباں یعنی چمکتا ہوا چاند اب قائدو اور اس کی بیٹی اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ قبلائی خان کے خلاف حرکت میں آئے ہوئے ہیں بار بار دونوں میں جنگ ہوتی ہے قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق کا ارادہ ہے کہ وہ منگولوں کے دشت پر قبضہ کر لیں اور اسے قبلائی خان سے چھین لیں لیکن قبلائی خان بھی اپنے آپ کو منگولوں کی اس وراثت سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتا اس طرح ان دونوں گروہوں میں جنگوں کا سلسلہ جاری ہے۔

سیف الدین جب خاموش ہوا تب کوغانائی کہنے لگا۔

اب میں صورت حال کو کافی حد تک سمجھ گیا ہوں اور یہ بات بھی میری سمجھ میں آ گئی ہے کہ اگر یہاں سے سفر کیا جائے اور قبلائی خان کے علاقوں کی طرف جایا جائے تو راستے میں قائدو کا علاقہ پڑتا ہے اسی بناء پر دلائی لامہ کو ساتھ بھیجا گیا ہے تاکہ یہ بہانہ کیا جائے کہ دلائی لامہ بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے روانہ ہوا ہے چونکہ دلائی لامہ ایک مذہبی سربراہ ہے لہٰذا اسے کوئی کچھ نہ کہے گا لیکن مجھے اب صرف ایک بات بتا دو میں چونکہ تم لوگوں کے ساتھ جانے کے لئے رضامند ہو چکا ہوں لہٰذا مجھے ان علاقوں کی پوری تفصیل آنی چاہیے مجھے منگولوں کے دشت اور پھر وہاں سے قبلائی خان کی طرف جانے کے جو راستے ہیں ان کی تفصیل بتا دو اس کے بعد جیسا تم کہو گے میں ویسا

ہی کروں گا۔

سیف الدین نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر وہ کہہ رہا تھا میرے عزیز مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق کی طرف جانے کے لئے دو بڑے راستے ہیں ایک شاہراہ چین کے علاقے تعرین ہوانگ سے شروع ہوتی ہے جہاں چین کی زرخیز زمین ختم ہوتی ہے یہ قافلوں کا راستہ ہے۔ جو صحرائے گوبی سے ہو کر گزرتا ہے اس راستے پر املی کے درخت آسیبوں کی طرح کھڑے ہیں اس راستے پر طوفانی ہوائیں اور خشک مٹی کے طوفان بڑے چلتے ہیں یہاں پانی بہت کم ملتا ہے جہاں ملتا بھی ہے وہاں زیر زمین ہے ان راستوں کو اونٹوں کی لمبی قطاروں نے اپنے نقش قدم سے بنایا تھا بار برداری کے اونٹ جن کی لگامیں سواروں کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں گرد اڑاتے ہوئے ان راستوں پر چلتے ہیں۔

یہ راستہ طوفانوں کے خیابانوں سے ہو کر کاشغر کی پہاڑیوں کے سلسلے سے ہو کر گزرتا ہے جہاں باغوں کے اطراف خاک سے بچانے کے لئے بلند دیواریں بنی ہوتی ہیں پھر یہ راستہ چکر کاٹتا ہوا برفانی پہاڑوں کے دوش پر جا نکلتا ہے اور پھر آگے بڑھتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا مختلف دروں سے نیچے اترتا ہے جہاں آفتاب کی سوزش سے چٹانیں پگھل گئی ہیں یا ان پر جاڑوں کی برف جمی رہتی ہے یہاں سے یہ راستہ نیچے اس وادی کی سرخ زمین اور پانی تک پہنچتا ہے جس میں شمرقند شہر واقع ہے۔''

وہاں پھر یہ راستہ مرو شہر کے گنبدوں سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا ہے جہاں جنگلی پرندے پیاس بجھانے کے لیے آتے ہیں اس کے بعد خشک گھاس کا طویل جنگل ہے جس سے گزرنے کے بعد یہ شاہراہ ایران کے خشک میدانوں تک پہنچتی ہے جہاں اونٹ سیدھے مغرب کی طرف قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور افق پر پہاڑوں کی نیلی قطار نظر آتی ہے جو نہ قریب آتی ہے نہ نظروں سے اوجھل ہوتی ہے بہرحال اس راستے پر زیادہ تر اونٹ ہی سفر کرتے ہیں راستے میں آنے والے دریاؤں پر کوئی پل نہیں اونٹ بیچ میں سے گزرتے ہیں اس شاہراہ کو ریشم کی شاہراہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ قدیم زمانے سے چین کے ریشم کی تجارت اس شاہراہ کے ذریعے سے ہوتی تھی۔

دوسرا راستہ صحرائے گوبی کے جنوبی حصوں سے ہو کر گزرتا ہے اور خشک جھیلوں کو پار کرتے ہوا ختن اور یارقند کی چراہ گاہوں کی طرف جا نکلتا ہے اس جنوبی شاہراہ کو جوفان لو کا نام بھی دیا گیا ہے آگے بڑھتے ہوئے یہ شاہراہ قراقرم کے دروں سے ہوتی ہوئی ان برفانی دروں تک پہنچتی ہے جن کے نیچے کشمیر کی سرد اور دیوداروں سے لدی ہوئی وادی ہے پھر یہ راستہ بلخ کی بلندیوں کی طرف جا نکلتا ہے اور بلخ کو ام البلاد بھی کہا جاتا ہے۔

یہ راستہ بڑا مشکل ہے اس پر بھی تجارت کا تانا بانا بنا گیا ہے اور یہ شاہراہ چین اور بلاد ایران کے سکونت پذیر تمدنوں کو بحر روم کی دنیا کے سکونت پذیر تمدنوں سے منسلک کرتا ہے چونکہ یہ دشوار گزار ہے لہذا ایک کمزور دھاگے کی طرح اکثر و بیشتر بند ہو کر ٹوٹ جایا کرتا ہے۔

اس راستے پر صحرائے گوبی کے مغربی سرے پر جہاں تھان شیان کے جنگل ریگستان سے ملتے ہیں کچھ شہر بس گئے ہیں یہاں ایک نئے تمدن نے نشو نما پائی ہے جو بڑی سلطنت سے بڑا دور ہے جو شہر اس کے کنارے بس گئے ہیں ان شہروں کو کچھ لوگ چوراہے کا تمدن بھی کہتے ہیں یہاں مندروں کے پاس سرائے ہیں کچی مٹی کی چوکیاں اور برج کثرت سے چوکیداروں کی طرح کھڑے دیکھے جا سکتے ہیں جو شہر اس راستے پر بس گئے ہیں ان میں بس بالیغ' المالیک' کاشغر' ختن اور یارقند شامل ہیں یہ شاہراہ لشکروں کی نقل و حرکت کے لئے نہ صرف دشوار گزار ہے بلکہ تجارت اور زیارت کے لئے بھی مشکل گزر گاہ خیال کی جاتی ہے یہاں تک کہنے کے بعد سیف الدین رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کوغنائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغنائی میرے بھائی یہی وہ دونوں راستے ہیں جو منگولوں کے دشت کی طرف جانے کے لئے مشرق اور مغرب کو آپس میں ملاتے ہیں۔

سیف الدین جب خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہو کوغنائی نے پھر پوچھ لیا۔

سیف الدین میرے عزیز یہ کہو کہ قبلائی خان کے ہاں اس وقت مسلمانوں کی نمائندگی کس کے ہاتھ میں ہے۔

سیف الدین کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر کہنے لگا۔

ان دنوں گو احمد مسلمانوں کی نمائندگی کر رہا ہے لیکن وہ اتنا مصروف ہے کہ کھل کر مسلمانوں کے مفاد کے لئے کام نہیں کر سکتا اس کے علاوہ ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کے مفاد میں لگے ہوئے ہیں وہاں فرانس نام کا ایک نصرانی راہب ہے جو بڑی سرگرمی سے ان علاقوں میں نصرانیت کے لئے کام کر رہا ہے ایک شخص جس کا نام مارکولو پولو ہے وہ بھی اس کی مدد کر رہا ہے یہ مارکو پولو وینس کا رہنے والا بظاہر سوداگر ہے لیکن اندر ہی اندر یہ نصرانیت کے علاوہ مغربی ممالک کے مفاد کے لئے کام کر رہا ہے۔

بدھ مت کی نمائندگی دلائی لامہ ماگس پا کر رہا ہے اس کے پیروکار اور حمایتی بھی وہاں بہت موجود ہیں قدیم چینی مذہب کی نمائندگی ایک شخص یاؤ چاؤ کے ہاتھ میں ہے یہ کافی عرصے سے قبلائی خان کا استاد بھی ہے۔

سیف الدین جب خاموش ہوا تو کوغنائی نے پھر سوال داغ دیا۔

قبلائی خان بذات خود کیسا انسان ہے اخلاق و کردار کے لحاظ سے کیسا ہے اپنے دوستوں اپنے جاننے والوں اپنے چاہنے والوں کے ساتھ اس کی جانثاری کس حد تک ہے کیا وہ قدیم منگولوں کی طرح بے رحم اور بربریت پسند ہے۔

سیف الدین کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہہ رہا تھا۔

قبلائی خان اپنے آباؤ اجداد سے کافی حد تک مختلف ہے وہ چین میں جان نچوڑنے والے وحشی منگولوں کی طرح داخل نہیں ہوا بلکہ وہ ایک خیر خواہ مہربان فاتح کی طرح چین کے علاقوں کو فتح کرنا چاہتا ہے اور وہاں ایک نئے حکمران خاندان کی بنیاد ڈالنا چاہتا ہے۔

تم یوں بھی سمجھ سکتے ہو کہ دشت کے منگولوں کی بجائے اس نے اپنی تقدیر کا رشتہ چینیوں کے ساتھ جوڑ لیا ہے وہ پہلا منگول حکمران ہے جو چینیوں کو سمجھ سکتا ہے وہ ان کو اتنی اچھی طرح جانتا ہے کہ ان پر کم اعتماد کرتا ہے لیکن ان کے تمدن کا گرویدہ بھی ہے وہ ان کے پر فریب تمدن کا غلام بھی نہیں بننا چاہتا کہ کہیں اس کا حشر بھی چین کے پہلے تباہ ہو جانے والے حکمران خاندان جیسا نہ ہو جائے۔

وہ چینیوں کے نظم و نسق کی برائیوں کو بھی ترک کرنا چاہتا ہے اور منگولوں کی سیدھی

سادھی وہ خود مختاری بھی اختیار نہیں کرنا چاہتا بلکہ خود ایک خوش گوار درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے اس نے آہستہ آہستہ اپنا ایک مرکزی شہر بھی تعمیر کرلیا ہے اس کا نام اس نے خان بالیغ رکھا ہے جس کے نواح میں ساٹھ میل کے احاطے میں اس نے جھیلیں بنوائی ہیں ان کے کنارے باغ لگوائے ہیں قبلائی کا بچپن چراہ گاہوں کے گرد وغبار اور آندھیوں میں گزرا تھا اس لئے درختوں سے خاص طور پر مرغوب ہے اس لئے اس نے جھیلوں کے کنارے درخت لگائے۔ خان بالیغ کے باغات میں وہ سواری کرتا ہے اور اپنے شہبازوں کو اڑا کے تماشا دیکھتا ہے کبھی کبھی وہ اپنے ساتھ چیتے بھی لے کر جاتا ہے اور ان کے ذریعے شکار کرتا ہے۔

وہ گھنے سایہ دار اور بہتے پانی کا دل دادہ ہے اس لئے خیمے میں زندگی میسر کرنے کے لئے اس نے اپنے لیے ایک نئی طرز کا قصر بھی بنوایا ہے یہ قصر شانگ تو کے جنگل میں ہے اور بانسوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ اس پر طلائی رنگ چڑھا دیا گیا ہے اور جنہیں ریشمی دھاگوں سے باندھا گیا ہے اس لئے یہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ نصب کیا جاسکتا ہے اپنے اس محل میں یا بیل گاڑیوں سے کھینچے جانے والے چھکڑوں میں نصب ہونے والے اپنے خیمے اور یورت میں وہ چیتوں کی کھالوں اور شامیانے میں زندگی بسر کرتا ہے جن کے اندر ریشم اور اطلس کے کپڑے لگے ہوتے ہیں۔

جو لوگ قبلائی کی خان سے وفاداری کا اظہار کرتے ہیں وہ ان کے لئے اپنی جان تک چھڑک دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا جو لوگ اس کے سامنے بھرپور طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرنے کے ساتھ ساتھ تیغ زنی کے ہنر میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہیں قبلائی خان انہیں اپنی جان کے بعد سب سے زیادہ عزیز اور شفیق خیال کرتا ہے۔

قبلائی کے مزاج میں نوادرات جمع کرنے کا شوق جنون کی حد تک ہے اسے قیمتی اور شاندار چیزیں جمع کرنے کا خبط ہے سیام کا ایک لعل جو بند مٹھی جتنا ہے وہ اسے بڑا عزیز خیال کرتا ہے ترشے ہوئے ہاتھی درخت' ختن کے بھاری شفاف جیڈ چڑیوں کے انڈوں جیسے بڑے بڑے موتیوں کے جوڑے اس کے نوادرات میں شامل ہیں قبلائی کی صحت مند طبیعت کو حسین اور متناسب لڑکیاں اتنی ہی پسند ہیں جتنی اس کے دادا اوغدائی کو

اپنی جوانی کے زمانے میں پسند تھیں۔

اس کی چار بیویاں ہیں جن کو وہ قانونی ازواج کی طرح رکھتا ہے ان میں سے ہر ایک کا اپنا ایک علیحدہ علیحدہ خیمہ ہے ہر ایک کے پاس خدمت کے لئے ان گنت کنیزیں غلام ہیں جب شہنشاہ ان بیویوں میں سے کسی کی محبت چاہتا ہے تو خود اس کے خیمے کو جاتا ہے یا وہ شہنشاہ کے خیمے کو آجاتی ہیں اس کے علاوہ اس کی بے شمار درشتائیں ہیں میں تمہیں بتاتا چلوں کہ وہ اپنی داشتائیں کیسے حاصل کرتا ہے۔

کوغنائی تم جانتے ہو کہ کون کرات نام کا ایک منگول قبیلہ ہے قبلائی خان کی بیوی جاموئی کا تعلق بھی اسی قبیلے سے ہے یہ قبیلہ حسن و جمال کے لحاظ سے سارے قبیلوں میں مشہور ہے ہر سال اس قبیلے کی دلفریب ترین لڑکیاں قبلائی کے دربار میں بھیجی جاتی ہیں اور یہاں تجربہ کار بوڑھیوں کو ان کی تربیت کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔

یہ بوڑھیاں ان لڑکیوں کو اپنے پاس یہ دیکھنے کے لئے سلاتی ہیں کہ ان کے منہ سے باس تو نہیں آتی خراٹے تو نہیں لیتی ان کے اعضاء بدور اور متناسب ہیں کہ نہیں پھر ان میں سے چند کو چنا جاتا ہے جو باری باری سے شہنشاہ کی خدمت پر مامور کی جاتی ہیں ان میں سے چھ حسین ترین لڑکیوں کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ تین دن تین راتیں شہنشاہ کی خدمت میں رہیں خواب میں حاضر رہیں جب وہ سوتا ہو تو پہرہ دیں اور وہ جو حکم دے اس کی تعمیل کریں اس کے بعد اگلے تین دن ان کی جگہ اور چھ لڑکیوں کا تقرر کیا جاتا ہے اس طرح سال بھر بدل بدل کر چھ چھ لڑکیوں کا تقرر کیا جاتا ہے۔

قبلائی خان کی چاروں بیویوں سے شہنشاہ کے بائیس بیٹے ہیں اور داشتاؤں سے پچیس اور بیٹے ہیں لیکن کوغنائی تمہیں ان سب امور سے کوئی غرض نہیں رکھنی چاہیے قبلائی خان ایک بہترین اور نفیس انسان ہے اگر تم وہاں جا کر اپنی عمدہ تیغ زنی بہترین طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرو تو یاد رکھنا وہ تمہیں اپنے لشکریوں کے سالار کے علاوہ بڑا محتسب بھی مقرر کرسکتا ہے اس لئے کہ قبلائی خان نے اپنی سلطنت میں ہر شہر اور مختلف علاقوں میں چھوٹے چھوٹے محتسب مقرر کر رکھے ہیں جو ان علاقوں کی خبریں اس تک پہنچاتے ہیں ان علاقوں کے لوگ حکمرانوں کے متعلق جو عیب جوئی کرتے ہیں وہ خبریں بھی قبلائی

خان تک پہنچاتے ہیں اب اگر تم قبلائی خان کے معیار پر پورے اترے تو یاد رکھنا وہ تمہیں محتسب اعلیٰ بھی مقرر کر سکتا ہے اس طرح جو چھوٹے محتسب مختلف خبریں قبلائی خان کو بھیجتے ہیں ان کا فیصلہ کرنا بھی تمہارے ذمے لگا دیا جائے گا اور یہ قبلائی خان کی سلطنت میں اس کی ذات کے بعد سب سے بڑا عہدہ ہے۔

سیف الدین خاموش ہوگیا کوغنائی بھی تھوڑی دیر تک گردن جھکا کے کچھ سوچتا رہا اس دوران احمد تکودار اور سیف الدین دونوں کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں پھر احمد تکودار کی طرف دیکھتے ہوئے کوغنائی بول اٹھا۔

احمد میرے بھائی اب تم جس دلچسپی ہو گئے میں سیف الدین کے کاروان کے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں

کوغنائی کے اس جواب سے احمد تکودار ایسا خوش ہوا کہ اسے گلے لگا لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوغنائی میرے بھائی میں تمہارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی بھیج رہا ہوں جو تمہارے لیے وہاں بڑا سودمند ہوگا اور وہ تمہاری پسندیدہ شخصیت بھی ہے وہ خود بھی تمہیں دیوانگی کی حد تک چاہتا ہے پسند کرتا ہے وہ ہماری سلطنت کا منجم جمال الدین ہے اسے بھی تمہارے ساتھ قبلائی خان کی طرف روانہ کیا جارہا ہے۔

احمد تکودار کے اس انکشاف پر کوغنائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

اگر جمال الدین بھی میرے ساتھ جا رہا ہے تو میرے خیال میں میرا وقت وہاں بہترین انداز میں گزرے گا کوغنائی کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے تکودار پھر بول پڑا۔

میں آج ہی کچھ لکڑی کا کام کرنے والوں اور منجنیقیں بنانے والے ماہر صناعوں کا انتخاب کر رہا ہوں جو تم لوگوں کے ساتھ جائیں گے قبلائی خان نے جس جس شعبے کے ماہر مانگے ہیں میں ان کا انتظام کر دوں گا اب تم تھوڑی دیر یہاں بیٹھو میں اپنے بھائی کے پاس جاتا ہوں اور اس سے بات کر کے لوٹتا ہوں پھر دیکھتا ہوں وہ کیا کہتا ہے۔

احمد تکودار اٹھ کر باہر نکل گیا پھر وہ واپس قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا جہاں اباقا خان اور سلطنت کے دیگر عمائدین بیٹھے ہوئے تھے اپنی نشست پر جا کے احمد تکودار

بیٹھ گیا پھر راز داری میں اپنے بھائی اباقا خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے بھائی کوغنائی ہمارے چچا قبلائی خان کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا ہے کیا آپ پسند کریں گے کہ میں اسے یہاں بلاؤں اور آپ اس سے خود بات کر سکیں۔

اس پر اباقا خان نے ایک تشویش بھری نگاہ اپنے قریب بیٹھی اپنی بیوی پر ڈالی پھر اپنے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں بھائی اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم نے اسے رضامند کر لیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑا معرکہ ہے اس لئے قبلائی خان کے پاس اس کوغنائی کے علاوہ اور کوئی چل ہی نہیں سکتا اگر اسے میں یہاں بلاتا ہوں اور میری بیوی میرایا نے کوئی غلط بات کہہ دی تو مجھے خدشہ ہے کہ وہ پھر کہیں جانے سے انکار نہ کر دے تم نے اسے سمجھانے پر رضامند کر لیا ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔

اباقا تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

تکودار میرے بھائی دو آدمیوں کا تو انتخاب ہو چکا ایک کوغنائی دوسرا جمال الدین اب جو صناع اور نجار اور دیگر اپنے اپنے فن کے ہنر مند قبلائی خان نے مانگے ہیں ان کا انتخاب تم خود ہی کر لو اور ان کی روانگی کا اہتمام بھی خود ہی کر لینا مجھے ان امور میں مت ڈالنا۔

جواب میں احمد تکودار مسکرا دیا پھر اباقا خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بھائی آپ جانتے ہیں کوغنائی زندان میں تھا تو میں اس کی حویلی کی صفائی ستھرائی اس کی آرائش اور زیبائش کا بہترین خیال رکھتا رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ ہمارے چچا قبلائی خان کی طرف سے جو وفد آیا ہے اسے کوغنائی کی حویلی ہی میں ٹھہرایا جائے وہ ایک عمدہ اور صاف ستھری حویلی ہے اور وہیں سے انہیں رخصت کر دیا جائے۔

اس پر اباقا خان نے مسکراتے ہوئے جب اثبات میں سر ہلا دیا تب احمد تکودار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا قصر کے اس کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آیا جس میں سیف الدین اور کوغنائی بیٹھے ہوئے تھے پھر سیف الدین کو مخاطب کرتے ہوئے احمد تکودار کہنے لگا۔

سیف الدین قصر کے اس کمرے میں جاؤ اپنے وفد کے سارے اراکین کو یہاں بلا کر لاؤ میں ان سے کچھ کہنا چاہتا ہوں سیف الدین اٹھ کر باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ اس کے وفد کے سارے ارکان بھی تھے جب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تب تکودار انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز میں تم سب لوگوں کی قیام کا اہتمام اپنے بھائی کوغتائی کی حویلی میں کر رہا ہوں دو تین دن تک تم وہاں قیام کرو اتنی دیر تک میں ان صناعوں کا بھی انتخاب کرلوں گا جو تمہارے ساتھ روانہ ہوں گے اس کے بعد تمہیں یہاں سے قبلائی خان کی طرف جانے کے لئے باعزت طور پر الوداع کیا جائے گا اب تم سب لوگ میرے ساتھ آؤ۔

کوئی کچھ نہ بولا سب احمد تکودار کے ساتھ ہو لیے تھے احمد نے ان سب کا قیام کوغتائی کی حویلی میں کر دیا تھا۔

کوغتائی کی حویلی میں جو کمرہ دلائی لامہ ماگس پا اس کی خوبصورت اور پر جمال بھتیجی سیرم بھتیجے توماس کو ملا تھا اس میں ماگس پا اور حسین سیرم اکٹھے بیٹھے راز درانہ سی گفتگو کر رہے تھے تھوڑی دیر بعد کھانا آ گیا دونوں نے مل کر کھانا کھایا کھانے سے وہ فارغ ہوئے تھے کہ سیرم کا چھوٹا بھائی اور ماگس پا کا بھتیجا توماس کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی ماگس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بیٹے تم کہاں چلے گئے تھے کھانے پر بھی تم نہیں آئے میں نے اور سیرم نے تمہارا بڑا انتظار کرلیا۔

توماس مسکراتے ہوئے بول پڑا

لامہ میں نے وفد کے دیگر ارکان کے ساتھ کھانا کھالیا ہے میں کوغتائی کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا ہوں۔

ماگس پا نے اس سے آگے توماس کو کچھ نہ کہنے دیا اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے اس نے خاموش رہنے کے لئے کہا پھر وہ دروازے پر آیا توماس کا بازو پکڑا اور اسے باہر لیجاتے ہوئے کہنے لگا۔

ذرا میری بات سنو۔

باہر لا کر عجیب سے انداز میں اپنے بھتیجے توماس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

تو نے کچھ وقت کوغتائی کے پاس گزرا ہے بتا وہ کیسا انسان ہے۔

توماس مسکرایا شبہات بھرے انداز میں اپنے چچا ماگس پا کی طرف دیکھا پھر بول اٹھا۔

لامہ وہ ایک انتہائی نیک دل اور ہمدرد انسان ہے اس کے کچھ جاننے والے لوگ بھی اس سے ملنے آئے ہیں جن کا تعلق اسی شہر سے ہے جمال الدین نام کا وہ منجم جس نے ہمارے ساتھ روانہ ہونا ہے وہ بھی اس کے پاس آ کر بیٹھا ہوا ہے سب لوگ اس کی تیغ زنی اس کی طاقت اس کی جرات مندی کی تعریف کر رہے تھے کچھ لوگوں کو میں نے یہ کہتے بھی سنا ہے کہ اس جیسا کوئی تیغ زن نہیں کوئی طاقت اور قوت میں اس کا ہمسر نہیں ہے۔

توماس جب خاموش ہوا تو ماگس پا نے خدشات ظاہر کرتے ہوئے کہنا شروع کیا اس قسم کی گفتگو توماس اپنی بہن سیرم سے مت کرنا یاد رکھنا اگر تم نے اس کی جرات مندی اس کی دلیری اس کی شجاعت اس کی طاقت وقوت کی تعریف سیرم سے کی تو یاد رکھنا سیرم اس کی طرف مائل ہو جائے گی اس سے محبت کرنے لگے گی اگر ایسا ہوا تو سیرم کو مجھے کوغتائی سے بیاہنا پڑے گا اور میں ہرگز یہ نہیں پسند کروں گا میں سیرم کی شادی بدھ مت سے تعلق رکھنے والے کسی جوان سے کرنا چاہتا ہوں کھانے سے پہلے تمہاری غیر موجودگی میں میں نے سیرم سے کوغتائی کی انتہا درجہ کی بدتعریفی کی ہے میں نے اس سے یہ بھی کہا ہے کہ یہ شخص عادی مجرم ہے خوانخوار ہے جوان لڑکیوں کی عزت اور آبرو لمحوں کے اندر برباد کر دیتا ہے اور لڑکیوں کو بیآبرو کرنے میں بڑی خوشی محسوس کرتا ہے اس کے علاوہ جو برائی مجھ سے ہو سکی میں نے سیرم کے سامنے کوغتائی کے متعلق کہہ دی ہے یہ سب کچھ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ کہیں سیرم اس کوغتائی کی طرف مائل نہ ہو جائے اب میں نے جو برائیاں اس کوغتائی کی سیرم کے سامنے کی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے میرے

خیال میں سیرم کوغتائی سے انتہا درجہ کی نفرت کرنے لگے گی اور اپنی زندگی میں کبھی بھی اس کی طرف مائل ہونے کی کوشش نہیں کرے گی اور ایسا ہی میں بھی چاہتا ہوں تم بھی جب کبھی سیرم اس کوغتائی کے متعلق کوئی سوال کرے بڑھا چڑھا کر اور اپنے پاس سے خوب اس کوغتائی کی بدتعریفی کرنا یوں جانو یہ کام اب میرے اور تمہارے فرائض میں شامل ہے

لگتا تھا ماگس پا کی اس گفتگو کو تو ماس نے ناپسند کیا تھا پھر کہنے لگا۔

بس انہی باتوں کے لئے آپ مجھے بلا کر باہر لائے لیکن ماگس پا مسکرا دیا اور کہنے لگا یہ بڑی اہم باتیں ہیں بیٹے ان پر ہر حال میں عمل کرنا ہے اب آؤ آرام کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی دونوں اپنے کمرے کی طرف ہو لئے تھے دو دن سب نے وہاں قیام کیا تیسرے روز کوغتائی جمال الدین اور دیگر صناع قبلائی خان کی طرف سے آنے والے اس وفد کے ساتھ تبریز سے کوچ کر گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

کوغتائی قبلائی خان کے وفد کے ساتھ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو تبریز سے نکل کر مازندان، خلاط، بخارا ثمرقند اور کاشغر سے ہوتی ہوئی تھان شیان کے کوہستانی دروں سے گزر کر کوہستان الطائی اور صحرائے گوبی کے پاس سے گزرتی ہوئی چین کے دریا ہوانگ ہو کی طرف چلی گئی تھی۔

کاروان کے آگے آگے کوغتائی تھا اس کے ایک طرف سیف الدین دوسری جانب عالم اسلام کا بہترین منجم، طبیب اور عالم جمال الدین تھا جو ڈھلتی ہوئی عمر کا تھا لیکن اپنے جسمانی اعضاء کے لحاظ سے خوب مضبوط لگتا تھا ان تینوں کے پیچھے قبلائی خان کی طرف جانے والے مسلمان صناع تھے ان کے پیچھے ولائی لامہ ماگس پا اس کی بھتیجی سیرم بھتیجا تو ماس اور ان کے پیچھے ان کے ساتھ آنے والے وفد کے دیگر اراکین تھے۔

اس موقع پر کوغتائی نے سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

سیف الدین تبریز میں قیام کے دوران تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ راستے میں تم مجھے دشت ایشیاء میں رہنے والے مختلف قبائل کے متعلق تفصیل سے بتاؤ گے۔

کوغتائی کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ اپنی داڑھی میں ہاتھ پھیرتے ہوئے جمال الدین نے بھی سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سیف الدین اس بات کا ذکر کوغتائی مجھ سے بھی کر چکا ہے دیکھو کوغتائی کی حیثیت میرے ہاں ایک بیٹے کی سی ہے مجھے یہ بڑا عزیز ہے میں چاہوں گا کہ سب سے پہلے تم

ہمیں ترکوں سے متعلق تفصیل بتاؤ میں اور کوغانی دونوں ترک ہیں لیکن ترکوں سے متعلق
ہم کوئی زیادہ تفصیل سے نہیں جانتے کب انہوں نے اس دشت ایشیاء سے خروج کیا ان
کے خروج کرنے کی کیا وجوہات تھیں اس کے بعد میں تم سے دوسرے قبائیل کے متعلق
بھی تفصیل جاننا پسند کروں گا اس طرح نا صرف یہ کہ ہمارے علم میں اضافہ ہوگا بلکہ ہمارا
سفر بھی بہترین انداز میں کٹ جائے گا۔

سیف الدین مسکرایا پھر کہنے لگا۔

میں آپ دونوں کی بات ٹالوں گا نہیں جو کچھ میں جانتا ہوں آپ لوگوں سے کہتا
ہوں اس کے بعد اس نے گلہ صاف کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیزو! تو کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ منگول تاتاری یہ سیتھین یہ آریہ یہ
گاتھ وہن سبھی ترک قبائیل ہیں اب یہ کہاں رہتے تھے کیوں انہوں نے اپنی پیدائشی
آماجگاہ کو چھوڑا اس کا ذکر میں تفصیل سے آپ لوگوں سے کرتا ہوں۔

میرے عزیزو ایک چینی شاعر نام جس کا تائی پو ہے اس نے ان ترکوں کا نام
سرحدی رکھا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سرحدی ساری عمر کبھی کتاب کھول کر نہیں دیکھتا لیکن
اسے شکار کھیلنا ایسا آتا ہے کہ جب کمان کھینچتا ہے تو اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا اور اس
کے سنسناتے ہوئے تیر ہوا میں چڑیا تک کو شکار کر لیتے ہیں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ جب وہ
میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے تو سیٹیاں بجاتے ہوئے دشت کے اندر اپنے شاہینوں سے
شکار کرتا ہے اور دشت کا ذرہ ذرہ اس کی شجاعت اس کی دلیری کی گواہی دیتا ہے چینی
شاعر یہ بھی لکھتا ہے کہ ترک جب اپنی زین پر بیٹھتا ہے تو اپنے باپ کی بھی پرواہ نہیں کرتا
اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ ترک جھونپڑے میں پیدا ہوتا ہے اور دشت میں مرتا ہے۔

جسمانی ساخت میں ترک کی حیثیت آریوں اور وحشی منگولوں کے بین بین ہے
اس کا قد آریہ کی طرح دراز اور حرکت میں اتنا ہی تیز ہے عام طور پر لوگوں کو اس کے
رنگ سے متعلق غلط فہمی ہے مگر دراصل وہ گندم رنگ منگولوں کے مقابلے میں سفید فام ہے
اکثر اس کے بال سرخ ہوتے ہیں آنکھوں کا رنگ ہلکا ہوتا ہے خدوخال نمایاں اور جسم پر
کثرت سے بال ہوتے ہیں اس کے برعکس گول چہرے والے منگولوں کا جبڑہ ہڈی دار اور

اس کے جسم پر بہت کم بال ہوتے ہیں۔

بہرحال یہ سب ترک ہی تھے حقیقت کچھ بھی ہو لیکن یہ شمال ایشیاء کے برف کے
منجمد دشت میں بھولے بسرے انسانوں کی طرح رہتے تھے جو غذا کی تلاش میں ٹنڈرا
کے برف زاروں کے کنارے مارے مارے پھرا کرتے تھے مگر انہوں نے جو سب سے
بڑا فن سیکھا وہ یہ کہ انہوں نے گھوڑے کو اپنا مطیع بنالیا تھا اور اس پر سواری کرنے کا فن
سیکھ لیا تھا۔

یہ نووارد گروہ تمدن کے مرکزوں سے دور رہتا تھا وہ ابھی تک شکار کر کے اپنا پیٹ
بھرتے تھے اور کھالوں سے اپنا تن ڈھانپتے تھے کبھی مچھلیاں پکڑتے اور بڑی بڑی مچھلیوں
کی کھالوں سے سردی سے بچاؤ کے لئے اپنا بدن چھپا لیتے تھے انہوں نے اس شمالی
علاقوں کے جانوروں یعنی یاک بھیڑ اور جنگلی گھوڑے کو اپنا مطیع بنالیا تھا جانوروں کا
گوشت اور دودھ ان کی خوراک تھی جانوروں کی اون سے انہوں نے کپڑا بننا خیمے بنانا
بھی سیکھ لیا تھا۔

پیٹ بھرنے کے لئے وہ مجبوراً شکاری کی تلاش میں مارے مارے پھرتے شکار کی
تلاش میں اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کے لئے چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ان
میں سے کچھ شمالی جنگل کے ترک ایسے تھے جو جنگلوں ہی میں زندگی گزارتے یہاں یہ
شمال برفانی جانوروں کو پالتے رہے اور اپنے لئے جھونپڑیاں بناتے رہتے دوسرے یعنی
خیموں کے رہنے والے جو گھوڑوں اور اونٹ کے سہارے زندگی گزارتے تھے ایشیاء کی
چراگاہوں میں اتر آئے اور اون چمڑے کے خیموں میں رہنا شروع کر دیا۔

یہ بھولے بسرے ترک خانہ بدوش ایک عجیب و غریب سرزمین کے مالک تھے
شمال میں یہ علاقہ بحر منجمد شمالی کی برفانی دلدلوں اور ٹنڈرا سے شروع ہو کر جنوب کے
برفانی پہاڑوں یعنی تبت اور ہمالیہ تک پھیلا ہوا تھا مشرق میں یہ چین کی سلطنت کے
دریاؤں کی وادیوں سے شروع ہو کر وسط ایشیاء کے ریڑھ کی ہڈی جیسے کوہستانوں کی
وادیوں اور مرغزاروں سے ہوتا ہوا مغربی پہاڑی سلسلے یورال پر ختم ہوتا تھا جس کو یہ خانہ
بدوش زمین کا کمر بند کہتے تھے اس عظیم الشان علاقے کو ہم مبہم طور پر دشت ایشیاء بھی

کہتے ہیں اسے وسط ایشیاء بھی کہا جاتا اور یہی علاقہ ایشیاء اعلیٰ بھی کہلاتا ہے اور یہی ان سارے وحشی قبائل کی آرمگاہ ہے۔

میرے عزیز اس علاقے میں بڑا تنوع ہے اور اس کے موسم میں بھی کیونکہ کہیں حد سے زیادہ سردی ہے کہیں چلچلاتی ہوئی گرمی اور اکثر و بیشتر امڈتی آندھیاں سرد آندھیاں ٹنڈرا میں سوائے کائی کے جانوروں کے لئے کوئی غذا نہیں اگتی۔ ٹنڈرا کے جنوب میں سائبیریا کے جنگل ہیں جس کو تیز رو اور شہریں دریا قطع کرتے ہیں ان جنگلوں کے جنوب میں چراہ گاہوں کا علاقہ ہے جہاں تھوڑی بہت بارش ہوتی ہے اور بڑی اونچی اونچی گھاس اگتی ہے مغرب میں پہاڑی سلسلے اس دشت میں جابجا گھس آتے ہیں ان کوہستانوں میں خانہ بدوشوں کو لوہے اور چاندی کی کانیں مل گئیں تھیں اور کسی نہ کسی ڈھب سے وہ تھوڑی بہت کان کنی کرنے لگے تھے اور ان سے ہتھیار بنانے لگے تھے۔

چراہ گاہوں کی لمبی لمبی گھاس کے جنوب میں صحرائے گوبی کا خشک اور بنجر علاقہ واقعہ ہے یہاں کی مٹی جلی ہوئی ہے اور یہاں ریت کی آندھیاں اٹھتی ہیں گوبی کے کناروں پر جھیلوں کا ایک سلسلہ ہے۔ ان میں سے بعض پرانے سمندروں کی یادگاریں ہیں اور ان کا پانی کھارا ہے یہاں صرف خاکستری رنگ کی املی اور خاردار جھاڑیاں اگتی ہیں جنہیں سوائے اونٹ کے کوئی جانور نہیں کھاتا۔

یہ سارے خانہ بدوش قبیلے اسی دشت اور صحرا میں رہتے تھے جس کے ایک طرف چراہ گاہوں اور دریاؤں کی وادیوں کی زرخیز زمین تھی اور دوسری طرف خشک اور بنجر علاقے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سارے وحشی قبائل اس علاقے سے کیوں نکلے جسے وسط ایشیاء یا دشت ایشیاء کہا جاتا ہے بات کچھ یوں ہے کہ دشت ایشیاء کے سارے علاقے خشک ہو رہے تھے اس خشکی نے دو نتائج مرتب ہوئے اول یہ کہ زندگی بخش مرغزاروں اور شمال کی طرف چراہ گاہوں کی تعداد کم ہو رہی تھی دوسرے یہ کہ خانہ بدوش کی اور زیادہ تعداد محض زندہ رہنے کے لئے نقل و حرکت پر مجبور ہو گئی ان کا اپنا وطن ریگستان بنا جا رہا تھا اور اب وہ اپنے حصے کو کاشت شدہ زمین میں تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے صحرائے گوبی پھیلتا جا رہا تھا اور زرخیز زمینوں کو بنجر کرتا جا رہا تھا

لہٰذا یہ لوگ اپنے علاقوں سے نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔

صحرائے گوبی کے پھیلنے کی وجہ سے دشت کے خانہ بدوش زرخیز زمینوں تک پہنچنے کے لئے بڑی تیزی سے تگ و دو کرنے لگے اس تگ و دو میں بعض قبیلے ایک دوسرے سے ٹکراتے جس کا نتیجہ نکلتا کہ جو قبیلے لڑائی میں جیتتے زندہ رہتے اور جو ہار جاتے وہ غلام بنا لیے جاتے یا مٹ جاتے ان انسانی لڑائیوں سے زیادہ مہیب وہ لڑائی تھی جو انسان کو مسلسل فطرت کے مقابل جاری رکھنی پڑتی یعنی محض تنازعہ للبقا اور اپنی بھوک مٹانے کے لئے یہ ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہو جاتے تھے۔

اتفاق سے ایک بڑا ہی زرخیز علاقہ جھیل بیکال کے جنوب مشرق میں واقع ہے یہاں کے مرغزار ان دریاؤں کے سرچشموں سے سیراب ہوتے ہیں جو دریائے آمور میں جا کر گرتے ہیں یہ علاقہ بڑا پسندیدہ ہے اور خانہ بدوش قبائل کے درمیان تنازعہ کا باعث بنا رہا۔

اس علاقے کی زرخیزی کی وجہ سے مختلف خانہ بدوش قبائل ہر طرف سے دشت میں گھیرے اس علاقے کی طرف بڑھتے رہے اس زرخیز علاقے کے شمال میں بحر منجمد شمالی کا برف زار شمال مشرق میں کوہسار خنگاں جو فصیل کی طرح سیدھا ہے اور اس کے اس پار منچوریا کے گھنے جنگل ہیں جنوب میں تبت کا کوہسار تھا جو بادلوں سے بھی زیادہ بلند ہے اور آسمان سے باتیں کرتا ہے۔

اس کوہستانی حصار سے نکلنے کے دو ہی راستے تھے جنوب مشرق میں چین کی آبادیوں کی طرف اور مغرب میں وسط ایشیاء کے صحراؤں کی طرف ان دونوں راستوں کے پار ایسے علاقے تھے جہاں جانوروں کے لئے اچھی چراہ گاہیں مل سکتیں تھیں شمال مشرقی علاقہ چین کی بلند سرزمین تک پہنچتا تھا چینی جنہیں مجبوراً بہت جلد اس دروازے کی نگرانی کرنا پڑی جسے شمالی دروازہ کہتے تھے مغربی راستہ اس دشت کی طرف جاتا ہے جس پر بعد میں روسیوں نے حکومت قائم کی جیسے جیسے صدیاں گزرتی رہیں انہیں راستوں سے خانہ بدوش باہر کی دنیا میں نمودار ہوتے رہے فی الوقت کئی سو سال سے ایشیاء اعلیٰ کا خانہ بدوش باہر دنیا سے الگ تھلگ تھے ایشیاء کا باقی ماندہ حصہ مکانات بناتا رہا مدرسوں کو

جا تار یا خانہ بدوش سوار اس ایشیاء سے دور اور اس کے تمدن سے ناواقف تھے۔

حضرت عیسیٰ سے ہزار سال قبل بیرونی دنیا کے متمدن لوگ اس دشت کے ساکنوں کے وجود سے آگاہ تھے یونانیوں کو اس کا علم تھا نامعلوم ملکوں کی سرحدوں کے اس پار نامعلوم مخلوق ادھر سے ادھر ہجرت کرتی پھرتی ہے یونانی مورخوں نے ان ترک قبائیل کو ہائی پر بورین کا نام دیا ہے۔ یعنی ایسے لوگ جو شمال ہوا کے اس پار رہتے ہیں چینی مفکروں نے ان کے لئے اور طرح کا نام سوچا وہ انہیں شیاطین کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

مسلمانوں اور دیگر اہل کتاب نے ان لوگوں کو یاجوج ماجوج کا نام بھی دیا دراصل اس نام کی ایک وجہ ہے اور یہ کہ چینیوں کا ایک قبیلہ یوا چی تھا اس نام نے مخارج اور تلفظ کے اختلاف سے گزر کر عبرانی میں یاجوج کی شکل اختیار کرلی اس طرح منگول کی اصل موگ تھی یونانی زبان میں یہ تلفظ میگ اور میگاگ بنا اور جب اس نے عبرانی لباس پہنا تو ماجوج بن گیا اس طرح لفظ یاجوج ماجوج وجود میں آیا بہرحال انہیں پر بورین کہا جائے انہیں ترک کا نام دیا جائے انہیں منگول تاتاری، مانچو ہن سیتھن گاتھ یا کوئی بھی نام دیا جائے یہ سارے ترک قبائیل ہی تھے۔

اس دشت کے اندر وحشی قبائیل کے درمیان طوفانی جنگوں کا سلسلہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اس بنا پر کہ ہر قبیلہ اپنے لئے خوراک کی تلاش میں ایک دوسرے کا دشمن بن گیا تھا کمزور قبیلوں کو دشت سے نکل کر دوسرے علاقوں کا رخ کرنا پڑتا اس علاقے سے سب سے پہلے جو قبیلہ نکلا وہ ہن تھا اس کے بعد آوار اس کے بعد بلغاری اس کے بعد سیتھین اس دشت سے نکلے اور مغرب کی سرزمینوں کا رخ کیا ان کے پیچھے پیچھے گاتھ بھی نکلے اور انہوں نے رومنوں کو اپنا ہدف بنایا اور آباد دنیا کو تہس نہس کرتے چلے گئے۔

مغرب کے لوگوں کا ان کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ دو پیروں والے جانور ہیں چھوٹے چھوٹے بے ریش جو اپنے گھوڑوں سے بندھے ہوئے نظر آتے ہیں اور انہیں سے اپنا کھانا پینا حاصل کرتے ہیں سوتے بھی ہیں تو گھوڑوں کے ایالوں پر سر رکھ کر سو جاتے ہیں نہ کھیتی باڑی کرتے ہیں نہ ہل کو ہاتھ لگاتے ہیں مکانوں میں نہیں رہتے ان کی

زندگی مسلسل آوارہ گردی ہے جب پیدل کھڑے ہوتے ہیں تو پستہ قد معلوم ہوتے ہیں لیکن جب گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں تو بڑے عظیم الشان اور شہسوار دکھائی دیتے ہیں۔

اس کے بعد آریہ اس دشت سے نکلے یہ لوگ دراز قد تھے ان کی آنکھیں نیلی اور بھوری تھیں اور ان کے بال بھی سرخی مائل تھے ان کے سر لمبوترے تھے انہیں زمین پر کاشت کرنا آتا تھا اور لڑائی میں یہ لمبی سیدھی تلواریں استعمال کرتے تھے یہ نسلاً سیتھین کے رشتہ دار تھے ان کی ایک شاخ گوبی تک پہنچی اور چینیوں نے ان کا نام یوچی رکھا۔

وسط ایشیاء کے دوسرے باشندوں کی طرح یہ بھی خانہ بدوش تھے اور شہسواروں اور تیراندازی میں ماہر تھے یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ انہوں نے مشرقی خانہ بدوشوں کو جنگ کے لئے گھوڑے کا استعمال سکھایا یا خود ان سے سیکھا قیاس یہ ہے کہ یہ مغربی آریہ جو عرصہ دراز سے میدانوں میں رہتے تھے ایشیائی وحشی اقوام کے مقابل گھوڑے کا استعمال پہلے کرنے لگے ہوں گے کیونکہ ایشیائی دشت کی وحشی قومیں ابھی شمالی جنگلوں کی سرحد سے نیچے اتر رہی تھیں اور ان کا نظم معشیت قدیم شکاریوں کے اصول پر مبنی تھا کم از کم چینیوں کا یہی خیال ہے کہ آرین دوسرے وحشی قبائیل کی نسبت گھوڑے کا استعمال پہلے سے جانتے تھے۔

اس کے بعد دشت ایشیاء سے ترکوں نے آباد سرزمینوں کی طرف رخ کیا ترک جو دشت ایشیاء میں آباد تھے وہ کہا کرتے تھے کہ وہ ایک لوہے کے پہاڑ میں قید تھے یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے جو آہن گر تھا لوہے کے پہاڑ میں ایک سرنگ کھودی پھر وہ سب نکل کر باہر آگئے اس بات کی حیثیت ایک روایت سے زیادہ نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ترک شمال کے برفانی علاقوں میں محصور تھے ان علاقوں میں جب تیز بارش ہوتی تو کوہستانی سلسلے کے اندر انہیں لوہے کا پتا چلا انہوں نے لوہے کی کانیں کھودنی شروع کیں اور لوہے سے انہوں نے ہتھیار بنائے اور ان ہتھیاروں کے سہارے لڑ بھڑ کے آزادی سے آگے بڑھنا شروع کیا۔

ترکوں کے بے شمار قبیلے تھے جنھوں نے دشت ایشیاء سے نکل کر آبادیوں کا رخ کیا لیکن ان میں چند قبیلے ایسے تھے جو آخر تک دشت میں آباد طاقتور قبیلوں سے نبرد آزما

رہے۔ ان میں سرفہرست کرغیز کرائت اور تارلق آتے ہیں کرغیز کے معنی ہیں زرخیز کھیت یہ ترکوں کی بڑی جنگجو قوم تھی ان کے سروں کے بال سرخ ہیں کرغیزوں نے اپنے رزق کی تلاش میں وسط ایشیاء سے نکل کر سب سے پہلے جنوب کے الغیوایوں کو نشانہ بنایا اور وہ کوہستان الطائی کے شمال کی گرم سرزمینوں میں بس کر کاشت کاری کرنے لگے۔

جہاں تک کرائت ترکوں کا تعلق ہے یہ مختلف کمزور قبیلوں کو اپنے آگے آگے بھگاتے ہوئے مختلف شہروں اور زمین کے زرخیز خطوں میں آباد ہوتے چلے گئے ان کے بھائی بند تارلق جس کے معنی برف کے رہنے والے ہیں یہ اپنے گلوں کے ساتھ ساتھ سفر کرتے تھے اپنے ساتھ ساتھ ایک بھیڑیے کا سر لیے پھرتے تھے یہ ان کی علامت تھی کہ ان کی نسل ایک بھیڑیے سردار کی اولاد سے تھی کارلقوں کے پیچھے پیچھے اور بہت سے ترک قبیلے بھی دشت ایشیاء سے نکلے اور آباد سرزمینوں کی طرف بڑھے ان میں نائی من اور کچھ دوسرے ترک قبیلے آتے ہیں بعض ترک قبیلے کوہساروں کی جنوبی فصیل پار کر کے تبت کی طرف چلے گئے ترکوں کا ایک قبیلہ بڑی تیزی سے جنوب مشرق کی طرف بڑھا غزنی پر قبضہ کرلیا اور یہ غزنوی کہلائے لوگوں کا کہنا ہے کہ ترک ہمیشہ امیر کبیر رہے اور ان کہ امارت کی خو بو کبھی نہ گئی ترک بادشاہت کا گر جانتا تھا وہ شاہی درباروں کو اصطبل بنانے کا بھی ہنر جانتا تھا آباد دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو ترکوں کا راستہ روک سکتی۔

دشت ایشیاء سے نکل کر یہ ترک مختلف جگہوں پر آباد ہوتے چلے گئے بحر خضر کے جنوب میں خوارزمی ترکوں نے پاؤں جمالیے شام میں اتابک ترک قابض ہو گئے ترکوں کا سب سے بڑا خانوادہ سلجوق مغرب کی طرف یلغار کر کے ایشیاء کوچک جا پہنچا تھا۔ یہاں تک کہ گیارہویں صدی میں ملک شاہ کے دور میں سلجوقیوں کا اثر و رسوخ عیسائی مملکتوں کے اندر چلا گیا تھا اور ان کے شہسوار فلسطین کی پہاڑیوں پر یورش کرنے لگے تھے۔

دشت ایشیاء سے نکل کر سب سے پہلے ترکوں کا جس قوم سے پالا پڑا وہ مسلمان تھے ترک اگر کسی کو مانتے تھے تو وہ صرف جاودانی نیلے آسمان کی طاقت تھی اس کی قسم کھایا کرتے تھے چونکہ اپنی فتوحات کی بدولت وہ جنوب سے مغرب میں آپہنچے تھے یہاں

انہوں نے اسلام کا اثر قبول کرلیا اور دنیا کے عظیم مہذبوں میں یہ آخری مہذب تھا جس سے یہ ترک متاثر ہوئے۔

ان ترک شہسواروں کے قلب کو اسلام سے بہت تسکین پہنچی اسلام کی سادگی ان کے سیدھے سادھے دل کو بہت پسند آئی اور وہ خود کیونکہ بہادر تھے اس لئے انہیں اسلام کے جہاد کا فلسفہ بیحد پسند آیا اور جاودانی نیلے آسمان کی طاقت کو ماننے کے بجائے انہوں نے اپنا رخ قبیلے کی طرف کرلیا اور تیزی سے اسلام قبول کرنے لگے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیف الدین رکا اس کے بعد وہ کہتا چلا گیا۔

کوغتائی میرے عزیز بھائی میں نے ترکوں کے متعلق کافی تفصیل سے بتا دیا ہے ترکوں کے بعد ایشیاء کے اس دشت سے منگول نمودار ہوئے یہ بھی ذات کے ترک ہی تھے سب سے بعد میں نکلنے والے یہی لوگ تھے جو آباد سرزمینوں کی طرف بڑھے منگول کیسے نکلے اور کیا کیا انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے یہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں ہاں ترکوں کے دو ایسے قبیلے ضرور ہیں جنہوں نے جنوب یا مغرب کی طرف کوچ نہیں کیا بلکہ انہوں نے اور ہی سرزمینوں کا انتخاب کیا ان دو قبیلوں میں سے ایک خطا اور دوسرے مانچو ہیں ان کی تفصیل میں تم سے کہتا ہوں اس کے بعد میرے خیال میں تم مطمئن ہو جاؤ گے کہ مختلف ترک قبیلے کیسے اور کس سمت کو دشت ایشیاء سے نکلے۔

جہاں تک خطائی ترکوں کا تعلق ہے تو یہ مانچوریا کے جنگلوں میں رہتے تھے چینیوں نے ہر قسم کے ترکوں سے بچنے کے لئے دیوار چین کھڑی کی تھی مانچوریا سے نکلنے والے خطا نام کے ترکوں نے کسی نہ کسی طرح دیوار چین کو عبور کرلیا اور شمالی چین پر یہ قابض ہوگئے اور یہاں اقامت اختیار کرلی یہ لوگ خطائی یا تاخطائی کہلائے گو یہ چینیوں پر حکومت کرنے لگے لیکن چینیوں کے مقابلے میں ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی لیکن چینیوں پر ان کی دہشت ایسی تھی کہ چینی ان کے سامنے سر نہ اٹھا سکے جس زمانے میں خطا ترک مانچوریا کے جنگلوں سے نکل کر چین پر قابض ہوئے اس دور میں چین پر سنگ خاندان کی حکومت تھی یہ خاندان ضعیفی اور انحطاط کا شکار تھا لہٰذا وہ خطائی ترکوں کا مقابلہ نہ کرسکا اور خطائی شمالی چین پر حکومت کرنے لگے۔

لیکن چینی خطائیوں کے جبر وظلم سے کڑھتے تھے ان خطائیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ایک اور قبیلے سے مدد حاصل کی یہ ترکوں کا ایک قبیلہ مانچو تھا یہ لوگ ان دنوں وحشیانہ زندگی بسر کر رہے تھے شمال کے برفزاروں میں سوراخوں میں شست لگا کے مچھلیاں پکڑ کر گزر بسر کرتے تھے یہ لمبی لمبی زلفیں بڑھاتے تھے اور چوٹی گوندھتے تھے انہیں کی وجہ سے دیوار چین کے جنوب میں چوٹیاں گوندھنے کا رواج ہوا جب ان میں سے کوئی مر جاتا تو اس کے ساتھ ایک کتے کی لاش جلائی جاتی تا کہ کتا مرنے والے کی روح کو آسمان پر لے جائے۔

بہرحال چین والوں نے خطائی ترکوں کے خلاف مانچو ترکوں سے مدد حاصل کی مانچو اپنے دیولدخوں سے نکلے خطائیوں پر حملہ آور ہوئے اور انہیں بدترین شکست دی خطائی چین میں آنے کے بعد شہروں میں رہنے کے عادی ہو گئے تھے امیر اور آرام طلب ہو چکے تھے غلاموں سے کام لیتے تھے لہذا انہیں مانچو قبیلے کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا شکست کھانے کے بعد یہ لوگ بھاگ نکلے اور تبت کی ڈھلانوں میں انہوں نے اپنی ایک علیحدہ حکومت قائم کر لی۔

چینیوں کا خیال تھا کہ خطائی ترکوں سے نجات دلانے کے بعد مانچو واپس چلے جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا خطائیوں کو شمالی چین سے نکالنے کے بعد مانچو ترکوں نے چینیوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیئے اور چینیوں کو انہوں نے پیچھے ہٹانا شروع کر دیا یہ مانچو شروع میں جانوروں کی طرح خونخوار تھے انہوں نے سنگ حکومت کو دریائے یانگ تسی کے جنوب میں دھکیل دیا یہ ایسے جابر اور جبر پسند تھے کہ جب وہ کسی چینی سردار کو قتل کرتے تو اس کی آنتیں نکال کر پیٹ میں نمک بھر دیتے اور اسے نمکین شہزادہ کہہ کر پکارتے تھے۔

شمالی چین پر قابض ہونے کے بعد مانچو قبائل نے اپنا ایک شہنشاہ بنایا خود مانچو اور ان کا شہنشاہ چمکتے ہوئے سونے سے بڑھ کے کسی اور چیز کے قائل نہ تھے اس لئے اس خاندان نے اپنا نام کن یعنی زریں رکھا اور اپنے آپ کو تا کن یعنی زریں اعظم کا خطاب دیا کرتے تھے ان کے تخت پر اژدھوں کے سر بنے ہوئے تھے اور ان کا

دارالحکومت ین کنگ (دربار عظیم) فصیل کے اندر تھا۔ مانچو قبائل سے اپنی حکومت چھنوانے کے بعد چینی دریائے یانگ تسی کے جنوب میں چلے گئے اور وہاں انہوں نے سنگ کے نام سے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیف الدین رکا کچھ سوچا اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیزو! بعد میں منگول مانچو قبائل پر حملہ آور ہوئے اور شمالی چین ان سے چھین لیا لیکن منگول مانچو ترکوں کو تباہ و برباد اور ختم نہ کر سکے بلکہ وہ شمال کی طرف ہجرت کر کے اپنی قوت مجتمع کرنے لگے (ایک بار مانچو ترک پھر جمع ہو کر سن 1644 میں چین پر حملہ آور ہوئے چین کو انہوں نے مفتوح کر لیا اور وہاں انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی تھی مورخین کا کہنا ہے کہ منگولوں کے بعد صرف سنگ خاندان ہی واحد غیر ترکی شاہی خاندان تھا جس نے چین پر حکومت کی اور صرف اور صفوی خاندان ہی واحد غیر ترکی خاندان تھا جس نے ایران پر حکومت کی)۔

سیف الدین پھر رکا کچھ سوچا اس کے بعد وہ دوبارہ کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغتائی میرے عزیز چنگیز خان اور اس کے بیٹوں نے شمالی چین میں مانچو ترکوں کی حکومت کو ختم کیا اور اب چنگیز خان کا پوتا قبلائی جنوبی چین کی سنگ حکومت پر ضرب لگانے کی تیاری کر رہا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل ایک بار بایان کی سرگردگی میں جنوبی چین کے کافی علاقوں کو فتح کر لیا گیا تھا لیکن قبلائی کی دوسری مصروفیات کے باعث سنگ خاندان کا باغی وزیر ہان متی پھر اکثر علاقوں پر قابض ہو چکا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیف الدین رکا مسکرایا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز تو نے دشت ایشیاء کے مختلف قبائل کی تفصیل جاننے کے لئے کہا تھا میں جس قدر جانتا تھا تم سے کہہ چکا ہوں میرے خیال سے میری باتوں سے کسی حد تک تمہیں اطمینان قلب ضرور ہوا ہوگا۔

کوغتائی مسکرایا پھر سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سیف الدین دشت ایشیاء کے مختلف قبائل کے متعلق تفصیل بتا کر تم نے یقیناً
میرے علم میں اضافہ کیا ہے اب ان قبائل کے اندر رہتے ہوئے اپنے آپ کو میں
پردیسی محسوس نہیں کروں گا۔

کوغتائی کے ان الفاظ کے جواب میں سیف الدین نے کچھ بھی نہ کہا اور سفر
خاموشی سے جاری رہا۔

☆☆☆☆☆

تیزی سے سفر کرتے ہوئے اور راستے میں ثمرقند اور کاشغر شہروں میں منزل
کرنے کے بعد ایک روز جبکہ سورج شفق رنگ لمحوں سے ہر شے کو آباد کرنے لگا تھا اور
وقت اڑتے بگولوں کی طرح سکوت ازل کی صدا کاریوں کی طرف بھاگ رہا تھا کوغتائی
اپنے قافلے کے ساتھ کاشغر سے آگے تھان شیان کے دروں سے ابھی مغرب ہی میں تھا
کہ شمال افق بڑی تیزی کے ساتھ گہرا نیلا ہونا شروع ہوگیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سیف الدین چونکا۔

اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے وہ کوغتائی کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے
کہنے لگا

کوغتائی میرے بھائی جس وقت میں ان سرزمینوں سے تبریز کی طرف سفر کر رہا
تھا اس وقت اس قافلے کا سرکردہ میں تھا اب جبکہ ہم تبریز سے چین کی سرزمینوں کی
طرف سفر کر رہے ہیں تو اب اس کاروان اس قافلے کے سرکردہ تم ہو لیکن یہ چونکہ تم ان
راستوں سے اور ان شاہراہوں پر نمودار ہونے والی آفتوں سے نا آشنا ہو لہذا تمہاری
راہنمائی کرنا میرا فرض ہے

سیف الدین تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد خوف بھرے انداز میں کہہ رہا
تھا۔

کوغتائی میرے بھائی ذرا شمال کی طرف دیکھ پورا آسمان بڑی تیزی سے نیلا

ہونے لگا ہے یاد رکھنا بوران چلنے والی ہے۔

پریشانی سے کوغنائی نے سیف الدین کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا

یہ بوران کیا چیز ہے؟

سیف الدین کی چہرے پر پریشانیاں بکھر گئیں کہنے لگا

اس کی تفصیل میں تم سے بعد میں کہوں گا دیکھو سرما اپنے عروج پر ہے اور ان دنوں جو بوران چلتی ہے وہ تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے اس کی تفصیل میں وقت لگے گا اس وقت جو میں کہنے لگا ہوں وہ کر گزرو۔

کوہستانی سلسلوں کے دامن میں کوئی محفوظ جگہ تلاش کرلو جہاں ہم تیز طوفانی آندھیوں اور برفانی جھکڑوں سے بچ سکیں قافلے کے اندر جس قدر سواری اور بار برداری کے جانور ہیں ان سب کو آپس میں باندھ دو ورنہ یہ بوران سے ایسے بدکیں گے کہ جدھر منہ اٹھے گا بھاگ کھڑے ہوں گے اس کے بعد کوئی پناہ گاہ تلاش کرنے کے بعد گھاس اور لکڑی کے ڈھیر لگالو اس لئے کہ بوران جب چلے گی تو انسانی جسم کو منجمد کرتی چلی جائے گی مجھ سے اور تفصیل مت پوچھنا پہلے میں نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرلو اس کے بعد آرام سے ایک جگہ بیٹھ کر جو تفصیل تم جاننا چاہو گے میں تم سے کہوں گا۔

کوغنائی فوراً حرکت میں آیا اس کے ساتھ جو صناع اور سیف الدین کے قافلے کے لوگ تھے بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے کوہستانی سلسلے کی ایک ایسی جگہ آن رکے جہاں کافی بڑی بڑی چٹانیں چھجوں کی صورت میں آگے بڑھی ہوئی تھیں جن کے نیچے رہ کر بارش اور طوفان سے بچا جا سکتا تھا۔

کوغنائی کے کہنے پر سارا کارواں وہاں رک گیا پھر کوغنائی کے کہنے پر کچھ جوان سواری اور بار برداری کے جانوروں کو آپس میں باندھنے لگے پھر سب لوگوں نے اپنی اپنی زینوں کے ساتھ بندھے ہوئے کلہاڑے اتار لیے اور کوغنائی کے کہنے پر وہ خشک لکڑیاں اور گھاس اکٹھی کرنے کے لئے کم بلندی والے کوہستانی سلسلے کے ٹیلوں پر چڑھ دوڑے تھے۔

بڑی تیزی کے ساتھ کوہستانی سلسلے کے اوپر جو خشک گھاس اور درخت تھے کٹنے

لگے تھے کچھ جوان کاٹی جانے والی لکڑیاں اور گھاس کے ڈھیر اٹھا اٹھا کر اس جگہ رکھنے لگے تھے جہاں چٹانوں کے نیچے جانوروں اور سامان کو رکھا گیا تھا۔

کوغنائی جب ایک خشک درخت کو کاٹنے کے بعد دوسرے درخت کی طرف گیا تو اس نے دیکھا چٹان کے قریب خوبصورت سیرم خشک گھاس اکٹھی کرنے میں مصروف تھی۔

کوغنائی اس کی طرف بڑھا اور بلند آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

لڑکی تو یہ کام نہ کر جا کے پڑاؤ میں بیٹھ جا

سیرم نے شاید کوغنائی کی یہ بات نہ سنی تھی جونہی کوغنائی اس کے قریب گیا وہ چیخیں مارتی ہوئی اٹھی اور ایک طرف بھاگ کھڑی ہوئی

کوغنائی بڑا پریشان تھا کہ اسے دیکھتے ہی وہ کیوں چیخنے لگی ہے کیا اس نے کوئی خطرے کی چیز دیکھ لی ہے یہ اندازہ لگاتے ہوئے وہ اس کے پیچھے بھاگا۔

سیرم ایسی حواس باختہ اور پریشان ہوئی کہ پڑاؤ کی طرف بھاگنے کے بجائے ایک گہری کھڈ میں اتر گئی مخالف سمت بھاگ کھڑی ہوئی لیکن ایک دم کھڑی ہوگئی کیونکہ آگے راستہ بند تھا کوغنائی بھاگتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے رہا کوغنائی اس کے قریب گیا تب ایک دم زمین کی طرف جھکتے ہوئے سیرم نے چند پتھر اٹھالیے پھر انتہائی غصے اور تہر مانی میں وہ کوغنائی کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔

یہ مت خیال کرنا کہ میں تمہاری اصلیت سے واقف نہیں میں تمہارے کردار تمہارے اخلاق سے آشنا اور واقف ہوں میں جانتی ہوں تو برائی بھری ساعتوں کی دیواروں پر لگا کالا مکروہ سایہ اور قہر بھرے آسمان پر گہن لگا کرب کا چاند ہے اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں تیری طاقت اور قوت کی ہیبت اور جلالت اور تیری تیغ زنی سے مرغوب ہو کر تیری جبر بھری خواہشوں کا شکار ہو جاؤں گی ہرگز نہیں۔

جہاں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تو انتہا درجہ کا طاقت ور اور پر زور انسان ہے اور تیغ زنی میں اپنا جواب نہیں رکھتا وہاں مجھے تمہارے اخلاق اور تمہارے کردار کے متعلق تفصیل سے بتا دیا گیا ہے بے آبروئی کے پرچم اڑانے والے عزت نفس کو اچھالنے والے خوشبو

بھری کہانیوں کو خون کا نذرانہ پیش کرنے والے میں ایک صاحب عصمت ایک آبرومند اور ایک کنواری لڑکی ہوں مت خیال کرنا کہ تمھاری طاقت اور قوت کے سامنے میں بور لگی ٹہنی۔ رسوائی اشعار۔ بدن فروش اور پانی بھرے ابر کے قافلے کی طرح جھک جاؤں گی تمہیں من مانی کرنے کی اجازت دے دوں گی ہرگز نہیں اپنی آبرو اپنی عزت کی حفاظت کے لئے میں تیرے سامنے باغی موج سرکش لہر بن جاؤں گی ایک کمزور اور ناتواں لڑکی ہونے کے باوجود اپنی آبرو اپنی عزت کی حفاظت کی خاطر میں تیرے لئے سلگتی جلتی دوپہر آنفوں کا سیل اور کرب کی منزل ثابت ہوں گی۔

میں تجھے ان ویرانوں کے اندر اپنی آنا کی شکستگی اپنی بے آبروئی کا ہیجان اپنی بے عصمتی کا جنون نہ دیکھنے دوں گی سن بے ضمیر ردشنی کے متلاشی حرص و ہوس کے مسافر میرے سامنے سے ہٹ جا اگر تو نے ایک قدم بھی میری طرف بڑھانے کی کوشش کی تو میں پتھر مار مار کر تجھے لہولہان کر دوں گی چیخوں کی زور زور سے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکاروں گی اور بتاؤں گی تو مجھے بے آبرو کرنے کے درپے ہوا تھا۔

سیرم کے ان الفاظ اور گفتگو سے کوغتائی انتہا درجہ کا برہم ہو گیا تھا غیض و غضب کی لہریں اس کے چہرے پر اپنا رنگ دکھا گئیں تھیں لیکن ایک بے بس لڑکی کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے اس کی گردن جھکی پھر وہ ایک طرف ہٹ گیا تھا عین اسی لمحہ اس کے قریب دلائی لامہ ماگس پا اس کا بھتیجا توماس سیف الدین اور منجم جمال الدین نمودار ہوئے سیرم ان کے پاس سے گزر کر پڑاؤ کی طرف چلی گئی تھی سیف الدین قریب آیا اور کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز بھائی کیا ہوا یہ سیرم کیوں آتش سیخ پا اور برہم ہو رہی تھی اس پر کوغتائی نے ایک غلط سی نگاہ ماگس پا اور دور جاتی سیرم پر ڈالی اور سیف الدین کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سیف الدین میری زندگی کا یہ پہلا عجیب سا معاملا ہے میں ایک درخت کاٹنے کے بعد دوسرے درخت کی طرف گیا تو قریب ہی سیرم خشک گھاس اکٹھا کر رہی تھی میں نے اس سے کہا کہ وہ یہ کام نہ کرے جا کے پڑاؤ میں بیٹھ جائے میں اس کی طرف بڑھا

اس پر وہ چیخیں مارتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک طرف بھاگی میں سمجھا نجانے کس چیز نے اسے خوف زدہ کر دیا ہے اور اس نے کیا چیز دیکھ لی ہے جس کی بناء پر وہ ایسی خوف زدہ ہو رہی ہے اور چیخیں مارنے لگی ہے میں اس کے پیچھے پیچھے بھاگا وہ ایسی بدحواس تھی کہ پڑاؤ کی طرف بھاگنے کے بجائے مخالف سمت بھاگی ایک گہری کھڈ میں اتر گئی جو آگے بند تھی میں اس کے پیچھے پیچھے گیا تو وہ راستہ آگے سے بند ہونے کی وجہ سے رک گئی اور زمین پر پڑے ہوئے چند پتھر اس نے اٹھائے اور مجھے مارنے کے درپے ہو گئی ساتھ ہی اس نے عجیب دغریب سی باتیں کیں۔

سیف الدین کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ماگس پا اس کے قریب آیا اور بڑے پیار اور شفقت سے کوغتائی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

مسلمانوں کے عظیم فرزند برا مت ماننا میری بھتیجی سیرم چھوٹے ذہن اور کند دماغ کی لڑکی ہے یوں جانو نیم جنونی ہے بس اس جنون میں کبھی کبھی لوگوں پر یونہی برس پڑتی ہے اول فول بکنے لگتی ہے تم اس کی باتوں کا برا مت ماننا۔

کوغتائی نے جواب طلب انداز میں تیز نگاہوں سے ماگس پا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

ماگس پا میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا اس لئے کہ جو باتیں یہاں کھڑے ہو کر سیرم نے کی ہیں انہیں سننے کے بعد مجھے سو فیصد یقین ہے نہ وہ کمزور ذہن ہے نہ ہی چھوٹے دماغ کی لڑکی ہے نہ ہی جنونی یا پاگل ہے انتہائی عاقل انتہائی دور اندیش اور محتاط گفتگو کرنے والی لڑکی ہے جو الفاظ جو مکالمے اس نے ادا کیے ہیں وہ ایک جنونی لڑکی اور پاگل کر ہی نہیں سکتی بہرحال جو کچھ ہوا یہ میری زندگی کا پہلا بڑا واقع ہے۔

کوغتائی لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوا پھر کہنے لگا۔

بہرحال ہمیں جلدی جلدی اپنے کام کو ختم کرنا چاہیے لگتا ہے تیز آندھیاں چلیں گی ماگس پا اور اس کا بھتیجا توماس وہاں سے ہٹ گئے تھے ان کے وہاں سے جانے کے بعد سیف الدین اور جمال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

سیرم نام کی لڑکی کی باتوں سے میں نے جو اندازہ لگایا ہے اس سے میں اس نتیجے

پر پہنچا ہوں کہ وہ لڑکی انتہا درجہ کی عقل مند ہے اپنا دفاع کرنا اور اپنے آپ کو بچانا بھی جانتی ہے جو الفاظ اس نے ادا کئے لیے ہیں زبان اس کی تھی لیکن الفاظ کسی اور کے تھے جو کسی نے اس کے ذہن اس کے دل میں ڈالے ہیں اس نے جو میرے ساتھ گفتگو کی ہے وہ گفتگو اس کے اپنے ذہن کی نہیں بلکہ کسی اور ذہن کی پیداوار ہے صرف ان الفاظ کو پیش کرنے والی سیرم ہے بہرحال اب میری کمزوری بن گئی ہے اور میں ہر صورت میں جاننے کی کوشش کروں گا کہ جو الفاظ اور رویہ اس نے میرے ساتھ اختیار کیا ہے ایسا اس نے کس کے کہنے پر کیا۔

اس کے بعد کوغائی پیچھے ہٹا اور پہلے کی طرح کام میں لگ گیا تھا وفد کے سارے افراد اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے تھے کچھ لکڑیاں کاٹ رہے تھے کچھ گھاس کاٹ رہے تھے اور کچھ گھاس اور لکڑیوں کے گٹھے بنا کر پڑاؤ کے قریب رکھ رہے تھے۔

جب شمال سے اٹھنے والی آندھیاں کالی اور سیاہ رنگ کی صورت اختیار کرتے ہوئے آسمان کے وسطی حصے کے قریب آ گئی تب سیف الدین سب کو زور زور سے پکارنے لگا۔

میرے عزیزو سارے کام چھوڑ کر اپنے پڑاؤ کے قریب جمع ہو جاؤ اس پر وفد کے سارے ارکان جو لکڑیاں اور گھاس کاٹ رہے تھے یا جو کٹی ہوئی چیزیں اٹھا رہے تھے وہ سب کام چھوڑ کر کٹی ہوئی لکڑیاں اور گھاس اٹھا کر بھاگتے ہوئے اس جگہ آن جمع ہوئے تھے جس جگہ انہوں نے پڑاؤ کیا تھا۔

سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تھا سردی لحہ بہ لحہ تیز ہونے لگی تھی ہوا کے اندر ایسی تیزی اور تندی پیدا ہونے لگی تھی جیسے ہر چیز کی تعمیر و تجسیم اور اعضاء و جوارح کی تنظیم سب کو ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گی تھوڑی دیر بعد ایسی تیز آندھیاں چلیں کہ کوہستانی سلسلوں کے چھوٹے چھوٹے کنکر فضاؤں کے اندر اڑنے لگے تھے فضاؤں کے اندر عجیب و غریب آوازیں پیدا ہونے لگی تھیں ایسا لگتا تھا فطرت کے عناصر نے خونی تعبیروں کو زمین کا ہدف اور ذلت اور ننگ کو اس کا نصاب بنانے کا تہیہ کر لیا ہو بے شک ان شعلوں اور بے روک ابر آتش جیسے بگولے ہر شے کے تن کے بھید اور شعور ذات کے شیشہ جان اور ساگر روح کو ریزہ ریزہ کرنے پر تل گئے تھے آندھی ایسی تیز ایسی خوفناک تھی کہ لگتا تھا زمین کے بگڑ جانے اور ظلم کے بھر جانے کے باعث وہ دن اب عظیم کے جلال کا دن ہو گیا ہو اور اس کے حکم پر عذاب کے فرشتے دم کے دم میں جلتے تندروں کو ٹھنڈا کرنے پر تل گئے ہیں لگتا تھا فطرت کے عناصر نے اس کو ہر شے میں گھر کرنے اور رنج و غم سے ہر جاندار کو ہلکان کرنے کا تہیہ کر لیا ہو۔

پہلے تیز اور بھیانک آندھیاں چلتی رہیں یہ صورت حال کچھ دیر رہی فضاؤں کے اندر پتھر اڑتے رہے تیز ہواؤں اور فضاء کے اندر طرح طرح کی خوفناک ڈراؤنی آوازیں ابھرتی رہیں اس کے بعد بارش کے چند چھینٹے پڑے جس کے بعد تیز برفانی طوفان آ گیا تھا بڑی تیزی کے ساتھ گرتی برف نے ہر شے پر سفیدی پھیرنی شروع کر دی تھی۔

سیف الدین کے کہنے پر وفد کے سارے ارکان نے گھاس اور لکڑیوں سے بالکل چٹانوں کے پیچھے پتھروں کے ساتھ جہاں ہوا نہ پڑتی تھی آگ کا الاؤ روشن کر دیا تھا سب لوگ آگ کے اردگرد بیٹھ گئے تھے پھر کھانے کی اشیاء نکالی گئیں سب نے مل کر کھانا کھایا کھانے کے بعد کوغائی سیف الدین کے قریب ہو بیٹھا جمال الدین اور دوسرے لوگ بھی آن کے اردگرد بیٹھ گئے تھے پھر کوغائی نے سیف الدین کو مخاطب کیا۔

میرے عزیز بھائی تم نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے بوراں سے متعلق تفصیل سے بتاؤ گے۔

سیف الدین نے مسکراتے ہوئے کوغائی کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا

میرے بھائی! ترکوں کے سارے وحشی قبیلے جن دنوں ٹنڈرا کے میدانوں میں آباد تھے تب بھی وہ دو چیزوں سے بڑے خوف زدہ رہتے تھے اب جبکہ یہ ٹنڈرا کے میدانوں سے نکل کر جھیل بیکال اور صحرائے گوبی کے آس پاس کے میدانوں میں آ کر آباد ہو گئے ہیں تب بھی یہ دو چیزوں سے ڈرتے ہیں۔

جب یہ ٹنڈرا کے میدانوں میں رہتے تھے تو دو چیزیں جن سے یہ ڈرتے تھے ان میں سے ایک کانوں کو تان اور دوسری پر گا تھی ان علاقوں میں ان وحشیوں کے پیچھے

نادیدہ وحشتیں تھیں وہ اپنے شمالی علاقوں کی نادیدہ طاقتوں سے خوفزدہ تھے ان میں سے دو کے نام میں نے تمہیں بتائے ہیں۔ کانون کوتان لگاتار کئی مہینوں پر محیط اس اندھیرے کو کہتے ہیں جو انتہائی شمال کی سرزمینوں پر چھایا رہتا ہے اور پرگا منجمد شمالی کا برفانی طوفان ہے جس سے انسان کے کپڑوں میں برف گھس جاتی ہے مجبوراً انسان کو طوفان کی طرف منہ کر کے سموروں میں لپٹے رہنا پڑتا ہے اور ایسا اس وقت تک کیا جاتا ہے جب تک پرگا ختم نہیں ہو جاتی۔

دراصل کانون کوتان اور پرگا کی وجہ سے یہ وحشی قبیلے انتہائی شمال کی سرزمینوں کو دیوتاؤں کی سرزمین کہتے تھے ان میں ٹنڈرا اور شمالی سائبیریا کا علاقہ شامل ہے جہاں کالی پتھریلی چٹانیں یوں ابھری ہوئی ہیں گویا دیوتاؤں کے مہیب ہاتھوں کی تراشی ہوئی ہوں ان علاقوں میں سردی اس قدر شدید ہے کہ لوہا آسانی سے ٹوٹ جاتا اور لکڑی لوہے کی طرح سخت ہو جاتی ہے اس منجمد شمال میں وحشیوں نے بڑے بڑے جانوروں کے ڈھانچے صحیح سلامت برف سے ڈھکے ہوئے اور محفوظ دیکھے جن کے دانت ہاتھوں جیسے تھے وہ وہاں کے ماحول سے خوفزدہ تھے ان کا یقین تھا کہ یہ تمام طاقتیں بڑی منحوس ہیں جو طاقت ان پر حاوی تھی ان کی سکونت آسمان پر تھی گویا یہ آسمان ہی کو خدا سمجھتے تھے لہذا کانون کوتان اور پرگا سے بچنے کی خاطر وہ آسمان کو خوش کرنے کے لئے انسانی قیدیوں اور سفید گھوڑوں کو پہاڑوں کے ٹیلوں جیسے کسی بلند مقام پر قربانی کیلئے ذبح کرتے ان قربانیوں کا مقصد یہ تھا کہ آسمان کا جلال ٹل جائے اور اس کی رحمتیں زمین پر نازل ہوں۔

ان کا خیال تھا کہ آسمان اپنے جلال کا تباہ کن آندھیوں بجلی اور رعد سے اظہار کرتا ہے جب وہ صاف صاف نیلا نیلا چمکتا ہے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس وقت وہ انسانوں پر مہربان ہے نتیجے کے طور پر ان وحشیوں کو نیلا اور سفید رنگ پسند تھا کالا رنگ منحوس سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ رات کا چٹانوں کا اور زمین کے اندر کی گہرائیوں کا رنگ ہے۔

آسمان کے بعد یہ لوگ سورج کو ایک کم درجے کا دیوتا سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ ہر روز آسمان کے ساتھ سواری کرتا ہے اور شام کو اپنی بیوی کے پاس چلا جاتا ہے۔

جس طرح سائبیریا کے میدانوں میں یہ دو چیزوں سے ڈرتے تھے یہاں صحرائے گوبی کے آس پاس کے علاقوں میں بھی یہ دو ہی چیزوں سے ڈرتے ہیں ان میں سے ایک چاند اور دوسری بوران ہے۔

یہ لوگ راتوں کو دیر تک چاند کی طرف نہیں دیکھتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ آسمان نورد ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک کمند ہے جس کا پھندہ وہ اس شخص کے گلے میں ڈال دیتا ہے جو دیر تک اس کی طرف دیکھنے کی جرات کرتا ہے ان میں سے جو جنگلوں سے نکل آتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ ان میں سے ایک آسمان نورد چاند ہے اور دوسرا سورج ہے جو آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک اپنے آگے آگے رمینڈر ہانکتا چلا جاتا ہے۔

دوسری چیز جس سے یہ لوگ ان میدانوں میں ڈرتے ہیں یہ بوران ہے یہ ایک انتہائی ہولناک آندھی کا نام ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے دیکھی بوران شمال کی کالی آندھی اور ان جھکڑوں کو کہتے ہیں جو پتھروں تک کو اڑا لے جاتی ہے اور چراگاہوں کوہستانوں اور زمین پر ایک طرح کا جھاڑو پھیرتی چلی جاتی ہے ایسے وقت میں وحشی قبیلے بھیڑ اور ہرن کی کھالیں لپیٹ کر اپنے گنبد نما خیمے میں الاؤ کے پاس لیٹ جاتے ہیں انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ ان آندھیوں اور ان کے اندر رقص کرنے والی سردی اور جاڑے کی طویل راتوں کے باعث ہسٹریا کی صورت میں ان پر شمال کا جنون طاری ہو جاتا ہے۔

سیف الدین تھوڑی دیر تک رکا اس کے بعد کس قدر مسکراتے ہوئے کوغانائی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

کوغانائی میرے خیال میں بوراں کے متعلق اتنی تفصیل تمہارے لئے کافی ہے اب میرے خیال میں سب لوگ اٹھو اور آرام کرو ابھی تک برف باری جاری ہے اگر برف صبح تک رک گئی تو پھر یہاں سے کوچ کیا جائے گا۔

کوغانائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کچھ جوانوں کو اس نے مقرر کیا اور ان کو تاکید کی کہ رات کو باری باری پہرہ دیں اس کے بعد سب لوگ آرام کرنے لگے تھے۔

رات کے پچھلے پہر تک برف باری جاری رہی زمین کا سینہ اور بڑے بڑے

اونچے پہاڑ برف سے لد گئے تھے پھر برف باری تھم گئی ہوا بھی رک گئی تھی اس طرح اگلے روز فجر کی نماز کے بعد اس کاروان نے پھر اپنی منزل کی طرف کوچ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

برف سے ڈھکی زمین پر جب وہ شاہراہ ریشم پر آہستہ آہستہ مشرق کی طرف سفر کر رہے تھے تو کوہستان تھان شیان کے قریب اچانک بائیں طرف کی ڈھلانوں کے اوپر سے غراتا ہوا ایک خونخوار چیتا نمودار ہوا اس وقت کاروان کی حالت یہ تھی کہ سب سے آگے کوغتائی سیف الدین اور جمال الدین تھے ان کے پیچھے تبریز سے آنے والے صناع بیچ میں مارگس پا اس کی بھتیجی سیرم اور بھتیجا توماس تھے اور سب سے پیچھے وہ لوگ جو ایک وفد کی صورت میں سیف الدین اور مارگس پا کے ساتھ چین کی سرزمینوں کی طرف سے آئے تھے۔

اتفاق کی بات کہ جس وقت چیتا غراتا ہوا آن کے پاس آیا اس وقت اس کے سامنے مارگس پا تھا چیتے کو اپنی طرف آتا دیکھتے ہوئے مارگس پا کی حالت غم کے پیراہن اور مرگ کے کفن میں لپٹے زخموں کی جلن روح کی گھٹن جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس نے عجیب سی چیخیں بلند کیں ایک تو چیتے کو دیکھ کے اور اس کی چیخیں سن کر اس کا گھوڑا بدکا اور مارگس پا نیچے گر گیا تھا۔

دوسری جانب سیرم کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی وہ بھی ایسی ہو رہی تھی کہ جیسے کبھی نہ کٹنے والی رات میں ساری راحتیں اور حلاوتیں کسلاہٹ اور کڑوے پن میں تبدیل ہو گئی ہوں اس کے چہرے پر زمانے بھر کی وحشتیں اس کی آنکھوں کے اندر آنسوؤں کی داستانیں رقص کر رہی تھیں تو ماس کی حالت بھی بدتر ہو رہی تھی مارگس پا چونکہ

اپنے گھوڑے سے زمین پر گر گیا تھا اب صورت حال یہ تھی کہ چیتے کا رخ بھی سیدھا اس کی طرف تھا اچانک کوغتائی بدگمانیوں کے دشت میں بدترین تقدیر کے پر شور بگولوں اور زرد تپتی ریت میں بے ثمر موسموں کی لمبی داستانیں کھڑی کر دینے والی بے روک آندھیوں کی جنوں خیزیوں کی طرح حرکت میں آیا اپنے گھوڑے کو بائیں طرف موڑتے ہوئے وہ ماگس یا اور چیتے کے درمیان حائل ہو گیا پھر اس نے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے ایک لمبی جست لی اور دوسرے ہی لمحے اس نے چیتے کے اوپر چھلانگ لگا دی تھی۔

تھوڑی دیر تک چیتے اور کوغتائی میں کش مکش رہی پھر دیکھنے والی ہر آنکھ نے دیکھا کہ کوغتائی بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اس کا دایاں گھٹنا چیتے کی پیٹھ پر تھا چیتے کے دونوں بازو کو گرفت میں لیتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی شہ رگ پر رکھ دیئے تھے پھر زور لگاتے ہوئے اس نے چیتے کا گلہ دبایا تو تھوڑی دیر پھڑ پھڑانے کے بعد چیتا دم توڑ گیا تھا۔

دو تین بار کوغتائی نے پاؤں کی ٹھوکریں اسے ماریں پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اسے چٹان پر پٹخ دیا تھا چیتا مر چکا تھا۔

چیتے کا خاتمہ کرنے کے بعد کوغتائی ابھی اپنی جگہ ہی پر کھڑا تھا کہ انہی ڈھلانوں پر سے جدھر سے چیتا آیا تھا کچھ مسلح جوان اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے نیچے اترے تھے کوغتائی اور اس کے سارے قافلے کا انہوں نے محاصرہ کر لیا تھا پھر ان میں سے ایک کوغتائی کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیا تم نے اس چیتے کو مارا ہے؟

کوغتائی اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا تھا پھر آنے والے اس اجنبی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ہاں میں نے اس چیتے کا خاتمہ کیا ہے

آنے والے نے اس بار جواب طلب انداز میں پوچھا لیکن کیوں؟

کوغتائی غصے میں بھڑک اٹھا تھا بے پناہ غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو کیا میں اس چیتے کو کھلی چھٹی دے دیتا کہ میرے قافلے کے افراد پر حملہ آور ہو کر انہیں موت کے حوالے کرتا چلا جاتا اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے ساتھ کوغتائی نے اپنی تلوار بھی بے نیام کر لی تھی پشت پر لٹکتی ہوئی ڈھال کو بھی اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی گرفت میں لے لیا تھا۔

آنے والے اجنبی نے پھر اسے مخاطب کیا

تمہاری طاقت اور تمہاری قوت میں کوئی شک نہیں ہے اس طرح اکیلے چیتے کا مقابلہ کر کے اس کا خاتمہ کرنا کوئی آسان نہیں پر اپنے ذہن میں یہ تو سوچو کہ یہ چیتا ہے کس کا؟

جس کسی کا بھی ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں نہ ہی مجھے اس سے غرض ہے میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ بائیں جانب کی ڈھلانوں سے یہ چیتا اترا میرے قافلے پر اس نے حملہ آور ہونے کی کوشش کی جواب میں میں بھی جست لگاتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوا اور اس کا خاتمہ کر دیا بس اس سے زیادہ نہ میں جانتا ہوں نہ مجھے جاننے کی ضرورت ہے۔

اس پر مسلح جوان نے طنزیہ قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیرے ساتھ اس قافلے کے لوگ کس قسم کے انسان ہیں پر یہ یاد رکھو یہ چیتا چنگیز خان کے بیٹے اوغدائی کے فرزند قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق کا ہے قائدو کو تم جانتے ہو گے وہ ثمر قند سے لے کر تھان شیان کے دروں کے اس پار تک کا حاکم ہے اور ان علاقوں میں کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر گزر نہیں سکتی۔

کوغتائی نے اپنے سامنے اپنی تلوار کو لہرایا وہ ایک برچھا نما خم دار خوب بھاری اور چوڑے پھل کی تلوار تھی اس کی چمک نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی پھر اس نے کوہستانی ڈھلانوں کی طرف سے آنے والے کو مخاطب کیا۔

اگر یہ چیتا قائدو اور اس کی بیٹی یاروق کا تھا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جس کا جی چاہے یہ چیرتا پھاڑتا پھرے اور کوئی اسے ہاتھ تک نہ لگائے اگر اس کے [illegible]

شکار بھاگ رہا ہوتا اور یہ اس کے پیچھے ہوتا تو ہم یہ سمجھتے کہ یہ ہم پر حملہ آور نہیں ہوگا شکار کے پیچھے لگا ہوا ہے ہم چپ چاپ اپنی شاہراہ پر آگے بڑھ جاتے۔

لیکن ایسا نہیں تھا اپنے سامنے دیکھو یہ تبت کا محترم دلائی لامہ ماگس پا ہے اس کے ساتھ اس کی بھتیجی سیرم اور اس کا بھتیجا توماس ہیں ہم سب لوگ ان کے محافظ اور خدمت گار ہیں اور میں ان سارے محافظوں کا سربراہ ہوں ہم سب پرامن لوگ ہیں یہ جو تم نے ہمارے اردگرد اپنے مسلح جوان پھیلا دیئے ہیں یہ تمہاری غلطی ہے تم تو ایسا سماں باندھ رہے ہو جیسے ہم سے برسرِ پیکار ہونے والے ہو اگر یہ چیتا تمہیں حد سے زیادہ عزیز ہے تو پھر اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اپنے مسلح جوانوں کو یہاں سے ہٹالو تاکہ ہم اپنی راہ لیں۔

اس پر وہ کسی قدر ترحم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کرنے والے نہ تم سے برسرِ پیکار ہونے والے ہیں دیکھو چیتا مر چکا ہے اگر ہم تمہیں چھوڑ دیں اور تم اپنی راہ لو تو قائدو اور اس کی بیٹی تو ہمیں نہیں چھوڑیں گے وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم نے خود چیتا مار دیا ہے لہذا تم سب کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا یہ جو سامنے چھوٹا سا کوہستانی سلسلہ ہے اس کی اونچائی اور ڈھلانوں کو عبور کرنے کے بعد اس پار قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق کا پڑاؤ ہے دونوں باپ بیٹی اس وقت پڑاؤ کے اندر موجود ہیں تم ہمارے ساتھ وہاں چلو جب تم خود اپنی زبان سے سارے احوال ان سے کہو گے تو ہماری جان بخشی جائے گی اور پھر تمہارے اندر دلائی لامہ ماگس پا ہیں تم جانتے ہو اس علاقے کے سارے وحشی قبائل مذہبی لوگوں کی بڑی قدر اور عزت کرنے والے ہیں اور خاص کر دلائی لامہ کو تو بڑی عزت اور بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

کہنے والا تھوڑی دیر کے لیے رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز دا انکار مت کرنا یوں سمجھو تمہارا ہمارے ساتھ جانا ہماری گلوخلاصی کا ایک ذریعہ بن جائے گا اور پھر اگر تم یونہی آگے بڑھ گئے تو یاد رکھنا قائدو مزید مسلح جوان

تمہارے تعاقب میں بھجوائے گا جو تمہیں پکڑ کر اس کے سامنے پیش کریں گے پھر وہ تم سے اصل احوال جاننے کی کوشش کرے گا لہذا بہتر یہ ہے کہ آگے بڑھنے کے بجائے ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہماری بریت کا سامان ہو جائے۔

کوغنائی شاید اصل معاملے کو سمجھ گیا تھا اپنی تلوار نیام میں کرلی پھر کہنے لگا۔

چلو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں اس کے ساتھ ہی قافلے کے سارے ارکان قائدو کے ان مسلح جوانوں کے ساتھ ہو لیے تھے۔

بائیں طرف والے کوہستانی سلسلوں کی چوٹیاں پر چڑھنے کے بعد وہ کسی قدر بلند میدان میں نمودار ہوئے جس کے آگے دور تک خیموں کا ایک شہر آباد تھا خیموں کے اندر گھسنے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ چلتے رہے پھر ایک کافی بڑے شامیانہ نما خیمے کے قریب اس شخص نے رکنے کے لئے کہا جو کوغنائی سے مخاطب ہوا تھا کوغنائی اور اس کے ساتھی وہاں رک گئے وہ شامیانے کی طرف گیا تھوڑی دیر بعد لوٹا پھر کوغنائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں نے سارا معاملہ قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق سے کہہ دیا ہے ان دونوں نے تمہیں بلایا ہے تم اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ اس کے پاس چلو۔

کوغنائی منہ سے کچھ نہ بولا اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ وہ ان کے ساتھ ہو لیا جب وہ شامیانہ نما خیمے کے پاس گئے تو انہوں نے دیکھا وہاں ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے پہلو میں ایک لڑکی تھی دائیں بائیں اور سامنے اس کے لواحقین اور سالار بیٹھے ہوئے تھے وہ چنگیز خان کے بیٹے اوغدائی کا بیٹا قائدو اور اس کے پہلو میں جو بیٹھی ہوئی تھی وہ اس کی حسین اور پر جمال بیٹی آئی یاروق تھی۔

ایک اچٹتی ہوئی نگاہ کوغنائی نے آئی یاروق پر ڈالی وہ پھولوں سے لدی ٹہنی میں اٹھکیلیاں کرتی گلابی کونپل جیسی حسین نفس نفس میں تب و تاب کھڑی کر دینے والی روشنی جیسی خوبصورت اور جمال رخ کوہ سینا کے کھلتے شعلوں جیسی پر جمال تھی اس کی جسمانی کشش ایسی تھی جیسے حریم حسن میں نشاط بخش اور طرب افزاء شبنم میں ڈھلی سحر کے خمار آلود جلوے بھر دیئے گئے ہوں اس کی شب تاب جوانی کی ضیاء ایسی کیفیت پیش کر رہی

تھی گویا شفق بھرے بادلوں میں کسی نے مہتاب دھنک پھولوں کی اور ستاروں کے نغمے اور قلب بے قرار کی نغمگی بھر دی ہو یا کسی نے دامنِ دہر کو رنگوں کی گلکاریوں سے سنوار کر رکھ دیا ہو۔

کچھ دیر تک قائدو اور آئی یاروق دونوں باپ بیٹی کوغتائی کا جائیزہ لیتے رہے پھر آئی یاروق نے اسے مخاطب کیا

کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

کوغتائی نے محسوس کیا کہ جب آئی یاروق کے چہرے پر ہلکا سا تبسم بکھرا تھا تب اس کے دانت ایسے لگے تھے جیسے برق کی طرح چمکتے قہر آلود تبسم کے پیچھے سفید رنگ کے بادل نمودار ہوئے ہوں جب وہ کوغتائی سے مخاطب ہوئی تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہونٹوں سے باتیں اس طرح نکلی ہوں گویا یاقوت کی سِل چیر کر کوئی جھرنا پھوٹ پڑا ہو۔

کوغتائی کچھ دیر تک خاموش رہا کچھ نہ بولا تب آئی یاروق نے پھر اسے مخاطب کیا۔

میں نے تم سے پوچھا ہے کون ہو اور کہاں سے آئے ہو تمہارا نام کیا ہے۔

کوغتائی نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر بڑے ٹھہرے لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرا نام کوغتائی ہے میرا تعلق ترکوں کے کرائت قبیلے سے ہے ہم ایک وفد کی صورت میں تبت کی طرف جا رہے ہیں پھر اس نے ماگس پا کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگا۔

ہمارے اندر یہ دلائی لامہ ماگس پا ہے اور اس کے ساتھ اس کی بھتیجی سیرم اور بھتیجا توماس ہے اور باقی لوگ ان کے محافظ ہیں دلائی لامہ بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت کیلئے مغرب کی طرف گیا ہوا تھا ہم اس کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ہیں میرے خیال میں میرا اتنا تعارف ہی کافی ہے۔

اس بار قائدو نے اسے مخاطب کیا۔

میرے آدمی نے بتایا ہے کہ تم اکیلے نے میرے چیتے کے اوپر چھلانگ لگا دی پھر

اس کا گلہ گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا کیا یہ درست ہے اگر ایسا ہے تو تم نے ایسا کیوں کیا۔

محترم اودغدائی کے بیٹے چیتا ماگس پا پر حملہ آور ہو رہا تھا میں چونکہ اس کا محافظ ہوں لہٰذا چیتے کا خاتمہ کر کے میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے قائدو قسم اس خداوند قدوس کی جو شام سے تا آخر شب پھیل تاریکی کی اونچی دیواروں کے اندر وقت کی تقدیر بدلنے والی صبح کی روشنی برپا کرتا ہے قسم مجھے اس مالک کی جو ستاروں کو کہکشاں میں غوطہ زن کرتا ہے قسم مجھے اپنے اس آقا اور معبود کی جو جگنوؤں کے مشعلیں فضاؤں میں اڑاتا ہے جس کے کہنے پر جھینگر ملہار گاتے ہیں چڑیاں چہچہاتی ہیں یہ تو صرف ایک چیتا تھا اگر ماگس پا پر اس سے زیادہ چیتے حملہ آور ہوتے تب بھی میں ان پر جست لگا کر ان کی راہ روکتے ہوئے ماگس پا کی حفاظت کرتا اس لئے کہ میں اس کا محافظ ہوں اور اس کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے چاہے اس کے لئے مجھے اپنی جان سے ہاتھ کیوں نہ دھونے پڑیں۔

کوغتائی کے ان الفاظ کے ساتھ ہی آئی یاروق فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی کوغتائی نے دیکھا وہ بھیڑ کے چمڑے کے اونچی ایڑھی والے جوتے پہنے ہوئے تھی جس کے اوپر اس کا سرخ رنگ کا پاجامہ تھا اور اس کے اوپر بھی اسی رنگ کا چمڑے کا لبادہ تھا سر پر اس نے انتہائی خوبصورت چمڑے کی ٹوپی پہن رکھی تھی کھڑا ہونے کے بعد اس نے اپنی ٹوپی اتار کر نشست پر رکھی اس پر اس کے خوبصورت بال بکھر گئے تھے جو اس کے حسن میں اضافہ کر گئے تھے پھر وہ آگے بڑھی کچھ دیر کوغتائی کے سامنے کھڑی ہو کر اس کا جائیزہ لیتی رہی پھر اس کے اردگرد چکر لگا کر سامنے آئی اور کہنے لگی۔

میں حیران ہوں کہ تم ایک چیتے کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ کئی چیتوں کا سامنا کرنے کا دعویٰ بھی کر رہے ہو مجھے اعتبار نہیں آتا کہ تم ایسا کر سکتے ہیں۔

آئی یاروق مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کوغتائی بول پڑا۔

بیکی (شہزادی) جس طرح تم نے میرے اردگرد چکر لگا کر شیے اور طنز بھرے انداز میں مجھ سے گفتگو کی ہے ایسی گفتگو کوئی اور کرتا تو پھر میں اسے بتاتا کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے تم عورت ہو اور عورت بھی محترم قائدو کی بیٹی لہٰذا میں تمہاری اس حرکت کے جواب میں کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہیں کر سکتا۔

قائدو کے قریب پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے کسی سالار نے کوغتائی کی اس بات کو انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور انتہائی غصے اور غضبناکی میں کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر بیکی نے تمہارے اردگرد اس طرح چکر لگایا ہے اور تم ردعمل کا اظہار نہیں کرنا چاہتے اگر ایسا ہی کوئی مدد کرتا تو پھر تم اس کا کیا بگاڑ لیتے۔

کھا جانے والے انداز میں کوغتائی نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

ذرا بیکی کو اپنی نشست پر بیٹھ جانے دو اس کے بعد تم بیکی کے انداز میں میرے اردگرد چکر لگاؤ پھر تمہیں خود ہی پتا چل جائے گا کہ کیا انجام سامنے آتا ہے۔

آئی یاردق کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی توصیفی سے انداز میں اس نے کوغتائی کی طرف دیکھا قائدو بھی بڑے شفیقانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا پھر قائدو کا وہ سالار آگے بڑھا کوغتائی کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں بیکی کے انداز میں تمہارے گرد چکر لگاتا ہوں پھر دیکھتا ہوں تم کیا کرتے ہو۔

وہ سردار چکر لگاتے ہوئے جب کوغتائی کی پشت کی طرف گیا تو چیتے سے بھی زیادہ پھرتی کے انداز میں کوغتائی گھوما اپنا دایاں ہاتھ اس کی گردن پر لے گیا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اسے اٹھاتے ہوئے فضاء میں بلند کیا پھر اس طاقت اور قوت سے اچھلا کہ ہوا میں خوب بلند ہوتے ہوئے وہ قائدو اور آئی یاردق کے قدموں میں جا گرا تھا۔

قبل اس کے کہ آئی یاردق یا قائدو میں سے کوئی بھی اپنے ردعمل کا اظہار کرتا قائدو کے دو سالار اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے ایک ساتھ انہوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں پھر ان میں سے ایک کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

تو نے ہمارا سالار اعلیٰ کی توہین اور اہانت کی ہے اور اس کی سزا تجھے ضرور مل کر رہے گی۔

کوغتائی نے غضبناک انداز میں ان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

اپنی نشستوں کے قریب کھڑے ہو کر مجھے کیوں دھمکی دیتے ہو اگر تم واقعی مجھ سے ٹکرانا چاہتے ہو تو پھر آگے بڑھو اور اپنا انجام دیکھو اس کے ساتھ ہی پشت پر لٹکتی ہوئی

ڈھال کوغتائی نے سنبھال لی تھی ایک جھٹکے کے ساتھ جب اس نے اپنی تلوار نکالی تو لوگ دنگ رہ گئے اس کی تلوار برچھا نما خم دار تھی پھل خوب چوڑا اور وزنی تھا اور اس کی چمک یقیناً نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی اپنی تلوار اپنے سامنے لہراتے ہوئے کوغتائی پھر بول پڑا آگے بڑھو۔

وہ قائدو کی طرف دیکھنے لگے تھے قائدو نے ان کا جائزہ لیا پھر کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میں تمہاری طاقت اور قوت کا تو اندازہ لگا چکا ہوں اب تمہاری تیغ زنی کی مہارت دیکھنے کے بعد ہی تمہارے لئے کوئی سزا تجویز کروں گا میرے ان دو سالاروں میں سے ایک کا تم انتخاب کر لو اس کے ساتھ تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ ہوگا۔

کوغتائی نے مسکراتے ہوئے قائدو کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

اوغدائی کے عظیم بیٹے اپنے دونوں سالاروں کو میرے مقابل لاؤ دونوں سے کہو کہ بیک وقت میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کریں پھر دیکھیں انجام کس کا برا ہوتا ہے۔

کوغتائی کے ان الفاظ کو قائدو کی حسین اور پر جمال بیٹی آئی یاردق نے ناپسند کیا تھا تھوڑی دیر تک وہ بڑے عجیب اور ناقابل اعتبار سے انداز میں کوغتائی کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

اجنبی تم ہمارے ان دونوں سالاروں کی طاقت قوت اور تیغ زنی کا غلط اندازہ لگا رہے ہو اور تم ایک طرح سے ان کی توہین بھی کر رہے ہو جب یہ دونوں کسی کے مقابل آتے ہیں تو گرجتی کڑکتی دہشت برساتی اور سناٹوں کو بھسم کرتی غصے اور نفرت کی برق کی طرح اس پر چھا جاتے ہیں ان دونوں کو بیک وقت مقابلے کی دعوت دے کر کیا تم خود اپنی نامرادی اپنی شکست اپنی ہزیمت اپنی بے عزتی کے دروازے کھولنے کی کوشش نہیں کر رہے۔

کوغتائی کے چہرے پر لمحہ بھر کے لئے طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر آئی یاردق کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

خانم آپ کے دونوں سالار کیسے ہیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے میں تو یہ کہتا

ہوں کہ وقت بتائے گا کہ جبر کی زد میں کون آتشی آندھیوں کا ہدف بنتا ہے کس کی خواہشوں کے حلقوم پر دکھ کے گرانبار ڈھیر لگتے ہیں کس کے سینے کے صفحے پر حسرت اور یاس کے گھمبیر اندھیرے رقص کرتے ہیں کس کے خوابوں کے صحیفے پر زخم آلود ردحیں رقص کرتی ہیں کس کی آنکھیں نم کس کا دل شکستہ کسی کی روح مجروح اور کسی کا قلب افسردہ ہوتا ہے ذرا ان دونوں کو میرے مقابل آنے دو پھر اپنے آپ فیصلہ ہوگا کہ میرے مقابلے میں یہ دونوں برق ثابت ہوتے ہیں یا برق کا شکار۔

قائدو کے ان دونوں سالاروں نے جواب طلب سے انداز میں قائدو کی طرف دیکھا ان کے دیکھنے کے انداز کو قائدو سمجھ گیا تھا لہٰذا انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس اجنبی نوجوان سے تمہیں مقابلہ کرنے کی اجازت ہے۔

اس پر وہ دونوں اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھال کر کوغتائی کے سامنے آئے کچھ دیر تک اس کا جائیزہ لیا پھر دونوں نے بیک وقت اس پر حملہ کر دیا وہاں بیٹھ سب دیکھنے والے حیرت زدہ ہوگئے تھے اس لئے کہ کوغتائی نے بڑی آسانی سے اپنی بھاری بھرکم برچھا نما تلوار پر ان دونوں کی تلواروں کو روک دکھایا تھا اور ان کی ڈھالوں کو بھی اپنی ڈھال پر اس نے روک لیا تھا ایسا کرتے ہوئے اس کے چہرے پر آسودگی اس کے ہونٹوں پر گہرا پرسکون تبسم تھا۔

ان دونوں کے حملوں کو روکنے کے بعد طوفانی انداز میں آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے کوغتائی نے خداوند قدوس کی کبریائی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر پکارا اس کی اس پکار نے چاروں طرف ایک دہشت ایک عجیب سا سماں برپا کر کے رکھ دیا تھا پھر جوابی کارروائی کرتے ہوئے جب وہ حملہ آور ہوا تو ایسا لگا جیسے نادیدہ آسمانی افتاد نے زمین پر اتر کر لمحوں کا وحشیانہ رقص شروع کر دیا ہو یا وقت کے ان تاروں کا کوئی محرم اتر کر موت کے پیغام پھیلانے لگا۔

حیرت انگیز انداز میں کوغتائی ان دونوں کے ساتھ تیغ زنی کا جان لیوا رقص شروع کر چکا تھا ان دونوں نے کئی بار کوشش کی کہ اپنے سامنے کوغتائی کو بے بس اور مجبور کریں لیکن ہر بار انہیں ناکامی ہوئی اس لئے کہ کوغتائی ان دونوں کیلئے تباہی کا وہ کالا سمندر

ثابت ہو رہا تھا جو خوف کے دھارے پھیلاتا خواہشوں کے آبگینوں تک کو توڑتا چلا جاتا ہے۔

کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا کوغتائی ان سے تیغ زنی کے فن کا بہترین اور عمدہ مظاہرہ کرتا رہا پھر شاید اس نے مقابلے کو سمیٹنے کا ارادہ کیا اس وقت جب ان دونوں کی تلواریں اس کی تلوار سے علیحدہ ہوئیں تو برق کے کسی تیز رو کوندے کی طرح کوغتائی حرکت میں آیا اپنی برچھا نما تلوار اس نے بلند کی اور ان میں سے ایک کو ہدف بنایا اس نے جب ڈھال اپنے آگے کی تو کوغتائی کی تلوار اس زور سے اس کی ڈھال پر گری کہ ڈھال کو کاٹتے ہوئے اس کے ہاتھ کو بھی خاصا زخمی کر گئی تھی۔

ہاتھ کے زخمی ہونے سے لمحہ بھر کیلئے وہ چونکا اس کے چونکنے سے کوغتائی نے فائدہ اٹھایا اس زور سے اپنی تلوار اس کی تلوار پر ماری کہ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر دور جا گری تھی۔

یہ سب اس قدر اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ حسین وخوبصورت آئی یاروق کسی بھولی بسری صدا کی طرح خاموش چپ چاپ اسے دیکھتی رہ گئی تھی ایک کو زخمی اور اس کی تلوار کو اس سے چھیننے کے بعد کوغتائی رکا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب تو مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہا تیرا ہاتھ زخمی ہو چکا ہے اور اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ اب بھی تو میرے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے تو میں تھوڑی دیر کیلئے رک جاتا ہوں وہ تیری تلوار پڑی ہوئی ہے اسے اٹھا اور میرے مقابلے پر آ تا کہ میں تیرا دوسرا ہاتھ بھی زخمی کروں۔

جب اس کی طرف سے کسی ردعمل کا اظہار نہ ہوا تب کوغتائی نے پھر اپنے کام کی ابتدا کی کھا جانیوالے انداز میں اس نے دوسرے منگول سالار کی طرف دیکھا پھر اس پر وہ حملہ آور ہوا بالکل ایسے انداز میں جیسے حوادث کی رو میں عزم کے پتوار تھامے سفینوں کا کوئی راہبر تند موجوں کے سامنے چٹانوں کے انداز میں جم جانے کا عزم کر چکا ہو۔

اس منگول سالار نے دو ایک بار کوغتائی کے حملوں کو لرزتے کانپتے ہاتھوں سے روکا پھر اچانک اس پر ایک افتاد ٹوٹ پڑی اچانک اپنی تلوار اور ڈھال اس سے علیحدہ کرنے

کے بعد اپنی تلوار کا بھاری بھرکم دستہ کوغتائی نے اس کی کنپٹی پر دے مارا اور یہ دستہ اس
زور اس قوت سے لگا تھا کہ وہ بیچارہ لہرایا جھکا پھر زمین پر گر گیا تھا۔

دونوں کی تلواریں کوغتائی نے اپنی گرفت میں لیں ان سے ڈھالیں بھی لے لیں
پھر دونوں کی ڈھالیں اور تلواریں اپنی پاؤں کی ٹھوکروں سے ایک طرف پھینکتے ہوئے
کوغتائی نے آئی یاروق کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم قائدو کی عظیم بیٹی! کیا یہی وہ دونوں سالار ہیں جن کے متعلق تو نے کہا تھا
کہ گرجتی کڑکتی وحشت برساتی سناٹوں کو بھسم کرتی غصے اور نفرت کی برق کی طرح اپنے
مقابل پر چھا جانے کی جرات اور ہمت رکھتے ہیں دیکھو یہ کیسے بے ضرر میمنوں اور زخمی
بے ضرر سانپ کی طرح سامنے پڑے ہیں منہ سے بھی کچھ نہیں بولتے۔

آئی یاروق کچھ نہ بولی شرمندگی میں اس کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر اپنا
منہ وہ اپنے باپ قائدو کے کان کے قریب لے گئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ
رہی تھی۔

اے میرے باپ آپ نے اس اجنبی اور نووارد جوان کی طرف دیکھا یہ کیسے اپنے
مدمقابل پر دشنام کی بارش ستم گری کی وحشت ناک برف باری کی طرح نزول کرتے
ہوئے اس کے احساس کو معطل گویائی کو خاموش اور حیات کی نبض کو ڈبو دینے والا انسان
ہے آپ نے اس کی طاقت اس کی تیغ زنی کو بھی دیکھا یہ کراہتی دھاڑتی بوران کی طرح
زور آور دلوں کا سینہ چھلنی کرتے بے نام ونشان کر دینے والے طوفانوں کی طرح طاقتور
آسمان پر رواں بادلوں کی کشتیوں کا سا بے روک اور ریت پر دور تک پھیل جانے والے
سمندر کی طرح اٹل ہے۔

میرے باپ یہ نوجوان ایسا ہے جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا نہ طاقت
میں نہ تیغ زنی میں یہ اجل کی تختیاں لکھتے بے ثمرہ کر دینے والے بگولوں کی طرح جرات
مند موسموں میں سلوٹیں ڈال دینے والی آندھیوں بھری کڑکتی برق کی طرح جرات مند
غبار صحرا میں چار سو سراب کھڑے کرتی مشیت کے فیصلوں کی طرح پر قوت ہے۔

آپ نے بھی دیکھا میں نے بھی اس کا جائزہ لیا جب کسی پر یہ حملہ آور ہوتا ہے تو

سرکتی آہیں مجروح آرزوئیں حوصلوں کے زخم زخم بدن اپنے دامن میں لیے انا کے سرکش
جذبوں کی طرح اپنے مدمقابل کے سروں پر وارد ہو جاتا ہے اے میرے باپ ایسے معجز
آثار اور دکھ کے موسم کی طرح حرکت میں آنے والے تو جوان جب کسی کے مدمقابل
ہوتے ہیں تو اس کے خواب ٹوٹ جاتے ہیں شہر ڈوب جاتے ہیں مرکز بکھر جاتے ہیں
دائیرے سمٹ جاتے ہیں اور زمانوں کے رابطے تک منقطع ہو جاتے ہیں کیا آپ کی دور
بین نگاہوں نے اس کی طاقت اور قوت کا جائزہ نہیں لیا اور اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں
کیا یہ یقیناً ان نوجوانوں میں سے ایک ہے جو فتح مندی کی شان کے ساتھ زندہ رہتے
ہیں اور امید کی شمع بن کر موت کا انتظار کرتے ہیں۔

آئی یاروق لمحہ بھر کے لئے رکی کچھ سوچا اس کے بعد دوبارہ وہ اپنے باپ کو مخاطب
کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

اے میرے باپ اس نوجوان کے متعلق میں نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا ہے آپ
کے تاثرات اس کے متعلق کیا ہیں یہ میں نہیں جانتی لیکن آپ نے اس نوجوان کو ضائع کر
دیا تو میں سمجھوں گی کہ آپ نے ایک انتہائی قیمتی موتی اور جواہر کو بے پروائی سے کام
لیتے ہوئے پتھروں میں پھینک دیا۔

آئی یاروق مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا باپ قائدو دھیمے سے لہجے میں بول
پڑا۔

آئی یاروق میری مہربان بیٹی مجھے ایک عرصے سے ایک ایسے نوجوان کا انتظار تھا
جو وقت کے صحیفوں پر انگارہ بن کر عکس ریز ہو جو آپ پیاسا رہ کر اوروں کی پیاس بجھائے
اپنے دشمنوں کو آگ پر رکھی ہوئی برف کی طرح آہستہ آہستہ پگھلنے پر مجبور کر دے اور اگر
کوئی اس کے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے آئے تو اسے دھلے ہوئے کپڑوں کی طرح
نچوڑ کر رکھ دے میں عرصے سے یہ خواہش کر رہا تھا کہ مجھے ایسا کوئی نوجوان ملے جو
میرے دشمنوں کی ثمر آور توتوں کو مفلوج کر دے ان کے سارے فیصلوں کو بے سماعت
بے زبان اور لامرکز بنا کر رکھ دے میری بیٹی یہی وہ نوجوان ہے جس کا مجھے انتظار تھا یہی
وہ اجنبی ہے جو میرے دشمنوں کو اداسی کے غبار رینگتے خیالوں کے ہجوم اور تفکرات کے

دھاروں میں بہا کر رکھ سکتا ہے میں اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی کروں گا۔

قائدو کا یہ جواب سن کر اس کی بیٹی آئی یاروق خوش ہوگئی تھی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ پہلے کی طرح رازدارانہ سرگوشی میں قائدو نے پھر اس سے پوچھا۔

بیٹی پہلے یہ بتا کہ تو نے اس انتہائی طاقتور اور تیغ زنی میں بے مثال جرات اور مہارت رکھنے والے نوجوان کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے اس کے بعد میں تجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کروں گا۔

آئی یاروق کی گردن جھکی کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔

میرے باپ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس نوجوان کو آپ اپنے پاس روک لیں آپ اسے اپنے لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کریں میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ لشکریوں کی اپنے طور پر بہترین تربیت کرنے کے بعد یہ ہمارے جس دشمن کا بھی رخ کرے گا اسے اپنے سامنے لوہے کی طرح پگھلاتا اور لکڑی کی طرح توڑتا چلا جائے گا۔

آئی یاروق جب خاموش ہوئی تو قائدو بول پڑا۔

بیٹی میں تیرے فیصلے سے اتفاق نہیں کرتا ایسے نوجوان عہدوں کے حریص اور لالچی نہیں ہوتے فی الوقت یہ دلائی لامہ ماگس پا کا محافظ ہے اگر میں اسے اپنے لشکریوں کی سپہ سالاری پیش کرتا ہوں اور اس نے انکار کر دیا تب؟

آئی یاروق تھوڑی دیر کے لئے افسردہ ہوگئی پھر کہنے لگی۔

اگر یہ بات ہے تو میرے باپ ہم اسے زبردستی اپنے پاس روک لیں گے ہمارے درمیان رہتے ہوئے یہ آہستہ آہستہ ہم سے مانوس ہو جائے گا پھر اپنے آپ ہمارے پاس رہنے پر رضامند ہو جائے گا۔

قائدو نے ایک لمبا سانس لیا چہرے پر مسکراہٹ بکھیری پھر کہنے لگا۔

تو ابھی نادان ہے تیرا یہ فیصلہ بھی غلط ہے تجھے ابھی دنیا کے اندر بکھرے معاملات کا تجربہ نہیں ہے نوعمر ہے جوں جوں وقت گزرے گا تیرے فیصلوں میں پختگی آتی جائے گی لیکن اس نوجوان کے متعلق تو نے جو فیصلہ کیا ہے وہ غلط ہے اگر اسے ہم زبردستی روکتے ہیں تو یاد رکھنا دو چیزوں میں سے ایک ردعمل بن کر ہمارے سامنے آئے گا۔

یہ نوجوان ہمارے سامنے اکڑ سکتا ہے ہمارے پاس رہنے سے انکار کر دے گا ایسے نوجوان ٹوٹ جانا پسند کرتے ہیں جھکتے نہیں ہیں اور اگر اسے کسی طرح میں اپنے لشکر میں روک بھی لوں تب بھی میری بیٹی موقع ملتے ہی یہ یہاں سے بھاگ جانے ہی میں اپنی عافیت جانے گا اس کو یہاں روکنے کے لیے کسی لوبھ لالچ حرص اور ہوس کے بجائے کس کشش کس جاذبیت تاثیر اور کس مقناطیسیت کی ضرورت ہے۔

اسے یہاں روکنے کے لئے جنس مخالف کی کسی خوبصورتی کسی حسن کسی جمال اور کسی شباب کی ضرورت ہے جسے یہ اپنا کہہ سکے جس کے پاس اٹھ بیٹھ سکے جس کا یہ اور اس کی مخالف سمت کی ہستی انتظار کر سکے اگر ایسا ماحول اسے دیا جائے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں یہ نہ یہاں سے بھاگے گا بلکہ ہمیشہ کے لئے یہاں رہنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

جب تک قائدو بولتا رہا آئی یاروق عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی جب خاموش ہوا تب بکھرے بکھرے لہجے میں وہ بول پڑی۔

میں آپ کی کسی بات کو سمجھی نہیں کھل کر کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

میری بیٹی اگر تو کھل کر سننا چاہتی ہے تو سن اگر تو نے اسے اپنے لشکریوں کا سپہ سالار بنا کر روکنے کا تہیہ کیا ہے تو میں نے بھی اپنے دل میں ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ یہ کہ میں اسے تیری زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہوں تیرے ساتھ بیاہ دینا چاہتا ہوں اگر تیرے جیسی خوبصورت جوان اور حسین لڑکی اس کی بیوی بن جائے تو آپ سے آپ یہاں رہنے پر آمادہ ہو جائے گا اور تمہارے ساتھ رہتے ہوئے پوری جانفشانی اور پورے خلوص کے ساتھ ہمارے لئے کام کرے گا اب بتا تیرا اس معاملے میں کیا فیصلہ ہے۔

لمحہ بھر کے لئے آئی یاروق کی گردن جھک گئی پھر اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

میرے باپ ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے تفکرات کے دھاروں کا دلیر بگولوں کے گرداب جیسا بہادر اور رفتار کی کالی آندھی جیسا جرات مند شوہر اور ساتھی ملے اگر کوغتائی کو میری زندگی کا ساتھی بنایا جاتا ہے تو میں اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی خیال کروں گی اس سے بڑھکر اس سے اچھا مجھے زندگی کا کوئی ساتھ مل ہی نہیں

سکتا اگر آپ مجھے اس سے بیاہتے ہیں تو یاد رکھیے گا میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں زیست کے شوریدہ سناٹوں میں کوغنائی کیلئے ہنستے چہروں کی طراوت گلوں کے موسموں کی رعنائی سکون کا نو خیز سویرا اور بے خود کر دینے والی شبنمی برات بن جاؤنگی میں کبھی کسی بھی موقع پر اس کے لیے دکھ کا سامان نہیں بنوں گی ساری عمر اس پر آسودگی، محبت اور چاہت نچھاور کرتی رہونگی۔

آئی یاروق کے ان الفاظ پر قائدو کی خوشیوں اس کے سکون کی کوئی انتہا نہ تھی کچھ دیر تک وہ آئی یاروق کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس کے سامنے کھڑا کوغنائی بول پڑا تھا۔

اوغدائی کے عظیم بیٹے آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میری طاقت اور قوت کا اندازہ لگانے اور تیغ زنی میں میری مہارت دیکھنے کے بعد آپ میری سزا تجویز کرینگے میں اپنے جرم کو پہلے ہی تسلیم کر چکا ہوں کہ میں نے آپ کے چیتے کو ہلاک کیا اور میں ایسا کرنے میں حق بجانب تھا اب جبکہ آپ میری طاقت و قوت کا بھی اندازہ لگا چکے ہیں تیغ زنی میں میری مہارت کو بھی دیکھ چکے ہیں تو پھر جو فیصلہ آپ لوگوں نے میرے متعلق کرنا ہے وہ سنائیں آخر کب تک ایک مجرم کی حیثیت سے میں آپ دونوں کے سامنے کھڑا رہوں گا اور آپ دونوں باپ بیٹی میرے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے باہم مشورہ کرتے رہیں گے اگر میں آپ دونوں کی نگاہوں میں مجرم ہوں تو جو فیصلہ آپ دونوں کر رہے ہیں اسے سنانے میں ہچکچائیں نہیں میں آپ لوگوں کی طرف سے بد سے بدترین فیصلہ سننے کے لئے تیار ہوں اس لئے کہ ------------

کوغنائی مزید کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ بڑے پیارے انداز میں اپنے چہرے پر تبسم بکھیرتے ہوئے اور اپنی جوانی اپنے شباب کا سارا رس اپنی آواز میں بھرتے ہوئے آئی یاروق نے اسے مخاطب کیا تھا۔

کوغنائی نہ تم مجرم ہو اور نہ ہی تمہیں فیصلہ سننے کے لئے ہمارے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر اپنے باپ کے پہلو میں جو خالی نشست تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آئی یاروق کہنے لگی۔

وہاں آگے بڑھ کر میرے باپ کے پہلو میں بیٹھو پھر جو فیصلہ تمہارے متعلق کیا گیا ہے اس سے میرا باپ ہی تمہیں آگاہ کرے گا۔

قائدو مسکرایا اور اپنے پہلو میں جو خالی نشست تھی اس پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے کوغنائی کو وہاں بیٹھنے کے لئے کہا تب کوغنائی آگے بڑھا اور قائدو کے سامنے بیٹھ گیا تھا وفد کے سارے ارکان کو بھی وہاں اگلی نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا تھا اس پر کوغنائی کے سارے ساتھی بھی خالی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے کچھ دیر خاموشی رہی پھر دھیمی سی آواز میں قائدو نے کوغنائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

کوغنائی میں تم سے ایک معاہدہ یا یوں جانو ایک عہد لینا چاہتا ہوں۔ میں تم سے چند سوال کروں گا اس کے بعد تم سے اپنا مدعا بیان کروں گا میرا پہلا سوال تم سے یہ ہے کہ تم شادی شدہ ہو اگر ہو تو تمہاری بیوی اور خاندان کے دیگر لواحقین کہاں ہیں۔

کوغنائی مسکرایا لبوں پر اس نے زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

میرے ماں باپ پہلے مر چکے تھے ایک دادی تھی وہ بھی ساتھ چھوڑ چکی ہے شادی میں نے ابھی تک کی ہی نہیں۔

اس کا یہ جواب سن کر آئی یاروق بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی قائدو کے چہرے پر بھی دور دور تک خوشیاں بکھر گئیں تھیں پھر اس نے کوغنائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغنائی جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں اس سے قبل میں تم سے یہ کہوں کہ ان علاقوں میں مختلف قبائل آباد ہیں جو ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں اور ان علاقوں میں ان کی زندگی ناگ پھنی کے جنگل میں دھوپ سایوں کی تیز کاری پتھروں کے شہر میں جلتے تپتے شمشان بے لباس بستی میں بھڑکتے خزاں کے سایوں اور پیاسے ریت کے سمندر میں خود سے خود کو مقفل کرتی بے انت ستم کاریوں سے مختلف نہیں ہے۔

یہاں ہر کوئی جو طاقت اور قوت رکھتا ہے اپنے سے کمزور کو دباتے ہوئے خوابوں کی جنت کی تلاش میں ہلاکت کا جلتا دوزخ، تخریب کی تیز آندھی بن کر چھوٹے سے سایوں کی کیفیت پھیلاتا ہے۔ یہاں کروٹیں بدلتی ساعتوں میں گلابوں پر پڑی شبنم اور

زیست کے پیچ وخم میں چاند کی ٹھنڈی کرنوں سا کوئی رخم نہیں۔ ہر کوئی سورج کی پیاسی کرنوں سا سرگرداں ہے۔

میری ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھو جب مدت بڑھتی ہے تپش کے شعلے بھڑکتے ہیں تو انسان ٹھنڈک کی ضرورت محسوس کرتا ہے ایسے ہی جب انسان پر جوانی آتی ہے تو خون چاتی خواہشیں اور زیست کی ضرورتیں جنس لطیف کے کسی صندل پیکر کے حسن اور اس کے لبوں و رخسار کی رعنائی کی ضرورت محسوس کرتی ہے جو اپنے پیار کی خوشبو جو اپنے جذبوں کی حرارت اور اپنی محبت کی تمازیت سے اس کے لئے مہکتے لہلاتے تاکستانوں کا سا عافیت کدہ بنا کر رکھے۔

کوغنائی یہ باتیں میں نے تم سے اس لیے کی ہیں کہ تم ابھی مجرد زندگی بسر کر رہے ہو۔ تمہیں زندگی کے راستوں پر ایک ساتھی کی ضرورت ہے اور اسی بناء پر میں تم سے مزید گفتگو کرنا چاہتا ہوں پر پہلے میں تم سے اپنا دوسرا سوال کرتا ہوں۔

کوغنائی نے تیز نگاہوں سے قائدو کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھ لیا۔

کیسا سوال؟

قائدو مسکرایا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر میں تم سے کہوں کہ تم دلائی لامہ مانگس پا کو چھوڑ کر میرے پاس رہو میں تمہیں اپنے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ بنا کر رکھوں گا اور میرے لشکر میں تمہاری حیثیت سب سے اعلیٰ ارفع ہوگی میں تمہاری طاقت اور قوت اور تیغ زنی میں تمہاری مہارت اور تمہاری جرات اور شجاعت کا اندازہ لگا چکا ہوں اپنے لشکریوں کی سالاری کے لئے مجھے تم سے بہتر جوان نہیں مل سکتا۔

مجھے امید ہے تم انکار نہیں کرو گے دیکھو دلائی لامہ کے ساتھ رہتے ہوئے تم اپنی طاقت قوت اور توانائیوں کو تیغ زنی میں اپنی مہارت اور اپنی دلیری اور شجاعت کو ایک طرح سے ضائع کر رہے ہو ان ساری توانائیوں کو کس بہتر مقصد کے تحت استعمال کرنا چاہیے اگر تم دلائی لامہ کو چھوڑ کر میرے پاس رہنے پر آمادہ ہو جاتے ہو تو پھر میں

قائدو کو بولتے بولتے رک جانا پڑا اس لئے کہ کوغنائی بول پڑا۔

آپ مجھے کس موضوع کی طرف گھسیٹ رہے ہیں آپ دونوں باپ بیٹی میرے لئے سزا تجویز کرنے والے تھے۔

قائدو مسکرایا آئی یاروق کے بھی حسین اور خوبصورت لبوں پر تبسم بکھر گیا تھا یہاں تک کہ قائدو پھر بول پڑا۔

میں نے ابھی اپنی بات مکمل نہیں کی تم نے درمیان ہی میں مجھے ٹوک دیا ہے میں تمہاری سزا ہی تو تجویز کرنے لگا تھا۔

کوغنائی اگر تم دلائی لامہ کو چھوڑ کر میرے پاس رہنا پسند کرو تو میں تمہیں اپنے لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کروں گا اور یہ میرے قریب میری اکلوتی بیٹی آئے یاروق بیٹھی ہوئی ہے میں تمہیں اس سے بیاہ دوں گا میرے خیال میں اس سے بہتر وفادار بہادر شجاعت خوبصورت اور حسین لڑکی تمہیں کہیں سے مل ہی نہیں سکتی۔

قائدو رکا پھر دوبارہ کوغنائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغنائی تم نے چیتے کو ہلاک کیا اس سے ہی میں نے تمہاری طاقت اور قوت کا اندازہ لگا لیا تھا اور اب یہاں آ کر تم نے میرے سالار کو میرے پاؤں پر پٹخ دیا تو تم نے اپنی قوت اور طاقت کے اظہار پر مہر لگا دی تھی پھر بے یک وقت دو تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کرتے ہوئے تم نے تیغ زنی میں بھی اپنی طاقت کا لوہا منوالیا ان سارے عوامل کو دیکھتے ہوئے میں نے تمہارے لئے یہی دو سزائیں تجویز کی ہیں پہلی سزا یہ کہ میں تمہیں اپنی لشکریوں کا سالار اعلی مقرر کر دوں گا اور اپنی بیٹی آئی یاروق کو تم سے بیاہ دوں گا میرے خیال میں اس سے اچھی سزا کسی کو زندگی میں مل ہی نہیں سکتی۔

کوغنائی نے لمحہ بھر کے لئے تیز نگاہوں سے آئی یاروق کی طرف دیکھا اس موقع پر آئی یاروق بھی مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی پھر قائدو کو مخاطب کرتے ہوئے کوغنائی کہہ رہا تھا۔

یہ فیصلہ یکطرفہ ہے یا اس سلسلے میں آپ نے اپنی بیٹی آئی یاروق سے بھی مشورہ کیا ہے اگر آئی یاروق نے مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے سے انکار کر دیا تو پھر آپ کی اس

سزا کا کیا بنے گا جو آپ میرے لیے تجویز کر رہے ہیں۔

قائدو بولنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی آئی یاروق کس قدر بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے بول پڑی۔

کوغتائی ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ سب کچھ میری مرضی میرے مشورے اور میری رضامندی سے ہو رہا ہے میں تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے لئے تیار ہوں میں کوئی کچھ چیز چھپاؤں گی نہیں تمہارے منہ پر صاف کہوں گی کہ مجھے تم سے بہتر تم سے اچھا تم سے خوبصورت تم سے جوان توانا پھر قوت اور عمدہ تیغ زن شجاعت اور دلیری رکھنے والا زندگی کا ساتھی مل ہی نہیں سکتا اگر تم مجھے اپنی بیوی بنانے پر تیار ہو جاؤ تو میں اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش قسمت ترین لڑکی تصور کروں گی۔

کوغتائی نے کچھ سوچا مسکرایا پھر قائدو کی طرف رخ کر کے بولا عظیم قائدو میں آپ کی اس سزا کو قبول اور منظور کرتا ہوں آپ کے لشکریوں کی سپہ سالاری بھی قبول کرتا ہوں اور آئی یاروق سے شادی پر بھی آمادہ ہوں لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہے۔

کوغتائی کے ان الفاظ پر آئی یاروق چونک سے پڑی بے چینی اور بے تابی سے کہنے لگی کیسی شرط۔

میری شرط یہ ہے کہ پہلے میں دلائی لامہ ماگس پا اور اس کے ساتھ جس قدر لوگ ہیں ان کو تبت کی سرزمینوں میں چھوڑ آؤں پھر واپس آؤنگا اور پھر جو سزا آپ نے میرے لئے تجویز کی ہے اس پر میں پورا اتروں گا۔

کوغتائی کے ان الفاظ نے قائدو ہی نہیں آئی یاروق کو خوش کر دیا تھا پھر قائدو اپنا منہ اپنی بیٹی آئی یاروق کے قریب لے گیا دھیمی سی سرگوشی کی۔

بیٹے جیسا میں چاہتا تھا ویسا ہی ہو رہا ہے اگر یہ دلائی لامہ کو تبت کی وادیوں میں چھوڑ کر واپس آنے کی شرط رکھتا ہے تو میرے خیال میں ہمیں یہ شرط قبول کر لینی چاہیے۔

آئی یاروق نے بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے باپ آپ ٹھیک کہتے ہیں کوغتائی اگر دلائی لامہ کو چھوڑ کر واپس آ کر مجھ سے شادی کرنا پسند کرتا ہے تو ہمیں اسے قبول کر لینا چاہیے۔

قائدو نے کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے سرگوشی کی

بیٹی میری بیٹی میں اس موقع پر تمہیں ایک مشورہ بھی دوں گا تم ابھی اٹھو اپنے خیمے کی طرف جاؤ وہاں تمہارے پاس زیورات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، کچھ زیورات تمہاری ماں کے بھی ہیں میری بھی بے شمار قیمتی انگوٹھیاں ہیں۔ ان میں سے دو عمدہ انگوٹھیاں لے کر آؤ ایک ایسی انگوٹھی ہو جو کوغتائی تمہیں پہنائے اور دوسری تم کوغتائی کو پہناؤ اس طرح جب تم ایک دوسرے سے منسوب ہو جاؤ گے اور کوغتائی دلائی لامہ کو چھوڑ کر ضرور تم جیسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی کو حاصل کرنے آئے گا۔ اس موقع پر آئی یاروق کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی کہنے لگی۔

اے میرے باپ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک طرف بھاگتی ہوئی کہنے لگی میں ابھی آئی۔

آئی یاروق کے جانے کے بعد قائدو نے کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی میں تمہارا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے اس سزا کو قبول کر لیا جو میں نے تمہارے لئے تجویز کی ہے بیٹے اب تمہارے ساتھ میرا ایک رشتہ ہے یہ بات یاد رکھنا آئی یاروق میری اکلوتی اور انتہائی لاڈلی بیٹی ہے میں نے اسے بڑے پیار سے پالا ہے میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ آئی یاروق بہترین تیغ زن اور عمدہ گھوڑ سوار ہے اور جنگوں میں بڑے بڑے شہسواروں اور بڑے بڑے لشکروں کو پسپا کرنے اور شکست دینے کی جرات رکھتی ہے جنگ میں یہ ہمیشہ میرے پہلو بہ پہلو ہوتی ہے۔

بیٹے میں چاہتا تھا کہ یہ جو سزا میں نے تمہارے لئے تجویز کی ہے یہ زبانی نہ رہے تم دونوں کی نسبت طے ہو جائے اس طرح تم ایک دوسرے سے مل سکتے ہو اکٹھے بیٹھ سکتے ہو میں یہ بھی پسند کروں گا کہ تم دو دن یہاں ہمارے پاس قیام کرو ہم نے شکار کے لئے یہاں پڑاؤ کیا ہوا ہے دو دن بعد ہم یہاں سے شمال کی طرف کوچ کریں گے تم اپنی منزل کی طرف چلے جانا واپس انہیں علاقوں کی طرف آنا ان علاقوں میں میرے محافظ اور

علاقہ گر سرگراں رہتے ہیں۔ میں انہیں تمہارے متعلق سخت احکامات جاری کر دوں گا تم جب واپس ان علاقوں میں آؤ گے تو وہ تمہیں انتہائی احترام اور عزت سے میرے پاس پہنچا دیں گے۔

میں نے آئی یاروق کو بھیجا ہے وہ دو انگوٹھیاں لے کر آتی ہے ایک انگوٹھی تم اسے پہنا دینا ایک وہ تمہیں پہنا دے گی اس طرح تم دونوں کی نسبت پکی ہو جائی گی دو دن جو تم یہاں قیام کرو گے تو تمہیں اجازت ہے آئی یاروق کو بھی میں اجازت دے دوں گا کہ تم دونوں آپس میں ایکدوسرے سے مل سکتے ہو اپنے مستقبل کے متعلق گفتگو کر سکتے ہو۔

قائدو کو رک جانا پڑا اس لئے کہ آئی یاروق لوٹ آئی تھی دو انگوٹھیاں لا کر اس نے قائدو کی گود میں رکھ دی تھیں قائدو کچھ دیر تک ان انگوٹھیوں کو دیکھتا رہا مسکراتا رہا پھر وہاں بیٹھے سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز تم لوگوں کے سامنے کوغتائی نے بہترین قوت اور طاقت جرات مندی اور تیغ زنی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے لئے میں نے ایک سزا تجویز کی ہے وہ سزا یہ ہے کہ میں اسے اپنی بیٹی آئی یاروق سے منسوب کر رہا ہوں کوغتائی نے میرے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ بننا بھی قبول کر لیا ہے لیکن ایسا یہ اس وقت کرے گا جب اپنے کام سے فارغ ہو جائے گا یعنی یہ دلائی لامہ مانگس یا اور اس کے ساتھیوں کو تبت کی سرزمینوں میں چھوڑ کر واپس آئے گا اور پھر یہاں میری بیٹی آئی یاروق سے شادی کرنے کے بعد یہاں مستقل قیام کرے گا اور میرے لشکریوں کی سپہ سالاری بھی کرے گا اب میں تم سب کے سامنے ان دونوں کو ایک دوسرے سے منسوب کرتا ہوں۔

پھر ایک انگوٹھی قائدو نے کوغتائی کو دوسری اس اپنی بیٹی آئی یاروق کو دی اور انہیں بلند آواز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب دونوں ایک دوسرے کو انگوٹھی پہناؤ تاکہ تمہاری نسبت پختہ ہو۔

شرماتے لجاتے دونوں حرکت میں آئے پہلے کوغتائی نے آئی یاروق کو انگوٹھی پہنائی اس کے بعد جو انگوٹھی آئی یاروق نے پکڑی ہوئی تھی وہ بھی اس نے لرزتے کانپتے ہاتھوں اور کپکپاتے جذبات کے ساتھ کوغتائی کو پہنا دی تھی

اس موقع پر قائدو کے سامنے بیٹھے ہوئے سارے لوگ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے دوسری جانب کوغتائی کے وفد کے ارکان سب حیرت اور فکر مندی میں ڈوبے ہوئے تھے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ کوغتائی ان کے ساتھ تبلائی کے پاس جانے کے بجائے یہیں قائدو کے پاس رہ جائے گا اس لئے کہ قائدو کی بیٹی آئی یاروق کے ساتھ اس کی نسبت طے ہو گئی ہے اور وہ شاید آئی یاروق کو چھوڑ کر جانا کبھی پسند نہ کرے۔

سب انہی تخلیات میں تھے کہ قائدو نے اپنی بیٹی آئی یاروق کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آئی یاروق میری بیٹی اب جبکہ تو اپنی مرضی اپنی خواہش سے کوغتائی کو اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہے اس میں میری بھی رضامندی ہے اور میں تجھے اس سے منسوب بھی کر چکا ہوں نسبت کی انگوٹھی بھی تو اسے پہنا چکی ہے وہ تیرا ہاتھ بھی تھام چکا ہے اب تم دونوں اکٹھے بیٹھ سکتے ہو باہم گفتگو کر سکتے ہو اپنے مستقبل کی باتیں کر سکتے ہو۔

قائدو رکا سوچا پھر دوبارہ وہ آئی یاروق کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

بیٹی اپنی جگہ سے اٹھو آئی یاروق اپنی جگہ پر بیٹھی بیٹھی عجیب سے انداز میں اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگی تھی جس میں ایک سوالیہ انداز تھا۔ قائدو مسکرا دیا کہنے لگا۔

اپنی جگہ سے اٹھو پھر بتاتا ہوں۔

آئی یاروق اٹھ کھڑی ہوئی بڑے پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے قائدو کہنے لگا۔

میری بیٹی کوغتائی کے ساتھ جو خالی نشست ہے اس پر بیٹھ اس لئے کہ اب تم زندگی میں ایک دوسرے کے ہمسفر ہو میں تمہیں اکٹھے بیٹھے دیکھ کر سکون اور خوشی محسوس کروں گا۔

آئی یاروق مسکراتی ہچکچاتی ہوئی بوجھل بوجھل قدموں سے آگے بڑھی پھر لرزتے بدن کے ساتھ کوغتائی کے پہلو میں جا کے بیٹھ گئی تھی لمحہ بھر کے لئے کوغتائی نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی آئی یاروق کی طرف دیکھا پھر اس نے قائدو کو مخاطب کیا۔

عظیم قائدو اب جبکہ آپ میرے لئے یہ سزا تجویز کر چکے ہیں کہ میری واپسی پر آپ مجھے اپنے لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ بنائیں گے تو میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ان دنوں آپ کے لشکریوں کا سالار کون ہے کیا اپنے سارے لشکریوں کی کمانداری آپ خود ہی کرتے ہیں۔

قائدو مسکرایا نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

نہیں ان دنوں میرے لشکریوں کا سالار پلوجس ہے مجھے امید ہے تم اس سے بہتر کارگزاری کا مظاہرہ کرو گے پلوجس ایک عمدہ اور نایاب تیغ زن ہے اس کا دادا بھی ایسا ہی تھا اس کے دادا کا نام کوداکو تھا اس نے زندگی میں کبھی بھی شکست نہیں کھائی وہ میرے دادا چنگیز خان کے چہیتے سالاروں میں سے تھا زندگی میں صرف ایک بار اس نے افغانستان کے کوہی سلسلوں میں ایک کرائت ترک سردار کے ہاتھوں شکست اٹھائی اور وہ شکست اس کی زندگی کی بدترین شکست تھی اس کوداکو کا پوتا پلوجس ان دنوں میرے لشکریوں کی کمانداری کر رہا ہے کوغتائی خاموش رہا گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔ تاہم اس نے قائدو یا آئی یاروق پر اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ پلوجس کے دادا کوداکو کو افغانستان کے کوہستانی سلسلوں کے اندر بدترین شکست دینے والا کوغتائی کا دادا تھا۔

قائدو کچھ دیر خاموش رہا سوچتا رہا پھر اپنے دو سالاروں کو ہاتھ کے اشارے سے اس نے بلایا جب وہ اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے تب قائدو نے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا کوغتائی کے وفد کے جس قدر ارکان ہیں خیموں میں ان کی رہائش کا عمدہ انتظام کرو ان کے ساتھ جو ان کے جانور اور گھوڑے ہیں ان کے دانے۔ چارے کا بھی عمدہ انتظام ہونا چاہیے اس پر کوغتائی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اس پر قائدو نے اس کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگا۔

بیٹے تم بیٹھے رہو تمہارے قیام کا اعلیٰ عمدہ اہتمام ہمارے ساتھ کیا جائے گا اس پر مسکراتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

میں لوٹ کے آتا ہوں میں ذرا اپنے وفد کے اراکین سے کہہ لوں کہ دو دن ہم یہاں قیام کریں گے تیسرے دن ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی قائدو کے جواب کا انتظار کیے بغیر کوغتائی اپنے وفد کے اراکین کی طرف بڑھا جب وہ سیف الدین اور جمال الدین کے قریب گیا تب جمال الدین نے اسے مخاطب کیا۔

کوغتائی میرے بیٹے یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے ہماری موجودگی میں جو کچھ ہوا میں اسے ایک خواب ایک دھوکہ خیال کر رہا ہوں بیٹے کیا تم یہیں رہنے کا ارادہ کر چکے ہو اپنی منزل پر نہیں جاؤ گے۔

کوغتائی مزید جمال الدین کے قریب ہوا ہاتھ پکڑ کر اس نے سیف الدین کو بھی اپنے قریب کر لیا تھا پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

فکرمندی کی کوئی بات نہیں جو کچھ ہوا ہے یہ قائدو اور اس کی بیٹی کے کہنے پر ہوا ہے اگر میں ایسا نہ کرتا تو یاد رکھنا وہ زبردستی بھی مجھے اپنے پاس رکھ سکتے تھے اور مجھے ہی نہیں تم لوگوں کو بھی روک کر اپنے مرکزی شہر کی طرف لے جا سکتے تھے جو طریقہ کار میں نے اختیار کیا ہے وہ اپنی اور تم سب کی سلامتی کے لئے ہے دو دن بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ دلائی لامہ کو تبت کی سرزمینوں میں چھوڑ کر ان کے پاس آؤں گا ایک دفعہ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں قبلائی خان کی حدود میں داخل ہو جائیں پھر کون مڑ کے قائدو کی طرف دیکھے گا۔

کوغتائی جب خاموش ہوا تب اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سیف الدین بول پڑا۔

کوغتائی میرے بھائی تم تصویر کا ایک رخ پیش کر رہے ہو دوسرا رخ ابھی تک تاریکی میں ہے جو یقیناً تمہارے شعور میں محفوظ ہوگا بات یوں ہے کہ آئی یاروق کو تمہارے ساتھ منسوب کیا جا چکا ہے وہ تمہیں انگوٹھی اور تم اسے انگوٹھی پہنا چکے ہو اگر اس نسبت اس ناطے کے حوالے سے وہ تم سے پیار کرنے لگی اور تمہارے جانے کے بعد تمہارے انتظار میں لگ گئی تو پھر سوچو اس کا کیا بنے گا۔

سیف الدین رکا اس کے بعد اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

ذرا آئی یاروق کی شخصیت پر بھی غور کرو قد آور۔ حسین ہے نہیں بلکہ میں کہتا

ہوں حسین ترین اور انتہائی پرکشش جسامت کی لڑکی ہے نوعمر بھی ہے میرے خیال میں اس جیسی بیوی تمہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی ایسی لڑکیوں کو ٹھکرانا کفران قسمت بھی ہے اور اگر وہ تم سے محبت کرنے لگ گئی تو ذرا سوچو اس بیچاری کی محبت کا کیا انجام ہوگا۔

کوغائی کی گردن لمحہ بھر کے لئے جھکی اس کے بعد اپنا فیصلہ دیتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اگر اس نے ایسا کیا تو میں اسے اپنانے اسے حاصل کرنے کی کوشش کروں گا سیف الدین میرے بھائی مستقبل میں کیا ہوتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا اس وقت جو کچھ میں نے کیا ہے یہ فی الفور اپنی اور تم سب کی سلامتی کے لئے کیا ہے اس کے سوا میرا کوئی مقصد نہیں ہے۔

دیکھو قائدو کے وہ دو سالار کھڑے ہیں تم سب لوگ ان کے ساتھ جاؤ وہ تمہاری رہائش اور قیام کا عمدہ انتظام کریں گے میں اب قائدو کے پاس جاتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی کوغائی قائدو کی طرف بڑھ گیا اس کے وفد کے دیگر ارکان قائدو کے ان دونوں سالاروں کے ساتھ چلے گئے تھے جنہیں قائدو نے ان کے قیام اور طعام کا اہتمام کرنے کا حکم دیا تھا۔

کوغائی جب دوبارہ قائدو کے پاس آیا تو اسے بازو سے پکڑ کر نشست پر بٹھاتے ہوئے وہ بڑی شفقت میں کہنے لگا۔

کوغائی تمہاری غیر موجودگی میں میری بیٹی آئی یاروق نے ایک فیصلہ کیا ہے تمہارے وفد کے دیگر ارکان کے طعام اور قیام کا انتظام ہو چکا میرے سالار انہیں اپنے ساتھ لے گئے میں آئی یاروق کا کہنا ہے کہ تم اس کے ذاتی خیمے میں قیام کرو گے دو دن آئی یاروق کے خیمے ہی میں ٹھہرو گے جبکہ آئی یاروق دو دن کے لئے میرے خیمے میں منتقل ہو جائے گی میرا خیمہ کافی بڑا ہے جس کے اندر آئی یاروق اپنی رہائش کا اہتمام کر سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی قائدو اٹھ کھڑا ہوا اور کوغائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اب تم آئی یاروق کے ساتھ جاؤ یہ تمہارے آرام اور قیام کا اہتمام کرتی ہے کوغائی بھی اٹھ کھڑا ہوا پھر دھیمے سے لہجے میں آئی یاروق نے کوغائی کو مخاطب کیا۔

آپ میرے ساتھ آئیں۔

کوغائی چپ چاپ آئی یاروق کے ساتھ ہو لیا تھا۔

آئی یاروق کوغائی کو اپنے خیمے میں لے گئی جو ایک چھکڑے کے اندر نصب تھا اس چھکڑے کو خچر یا بیل کھینچتے تھے خیمے میں کوغائی آئی یاروق کے پیچھے پیچھے داخل ہوا اس نے دیکھا خیمہ اندر سے سفید اون کا بنا ہوا تھا باہر سے اس کا ڈھانچہ لکڑی کا محسوس ہوتا تھا اندرونی حصے والی اون کے اوپر انگور کی بیلیں چڑیا اور جانوروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں خیمے کے ایک طرف چمڑے کی نرم نشستیں بنی ہوئی تھیں دوسری جانب چینی ریشم منقش چمڑے کا کڑھا ہوا بستر اچاندی کے ہار اور ایک چھوٹی سی بھدی میز پر گوہر اور جواہر پڑے ہوئے تھے۔

آئی یاروق نے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کوغائی کو بیٹھنے کے لئے کہا کوغائی بیٹھ گیا آئی یاروق اس کے پہلو میں ہو بیٹھی پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

یہ میرا خیمہ ہے۔

کوغائی نے اسے مخاطب کیا۔

میں نے سنا ہے تم لوگ اکثر جنگوں اور شکار میں مصروف رہتے ہو جب تم لوگ فارغ ہوتے ہو تو تمہارے مرد اور عورتیں کیا کرتے ہیں۔

محبت اور چاہت بھرے انداز میں کوغائی کی طرف دیکھتے ہوئے آئی یاروق مسکرائی پھر کہنے لگی۔

فارغ وقت میں مرد تیر کمان اور زین بناتے ہیں خیمے اور زینیں بناتے ہیں گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں گھوڑیوں کا دودھ دوہتے ہیں اون کے کپڑے بنتے ہیں اور ایسے ہی کپڑے اپنے گھوڑوں کی زین کے نیچے بھی رکھتے ہیں یہ آپ جو میرے مختلف لبادے دیکھ رہے ہیں تو یہ عورتوں اور مردوں کے مختلف نمونوں کے ہوتے ہیں جاڑوں میں ہم لوگ چمڑے کے دو لبادے پہنتے ہیں ایک میں بالوں کا رخ اندر ہوتا ہے دوسرے

میں باہر ہمارے پاجامے بھی چمڑے کے ہوتے ہیں جیسے میں نے پہن رکھا ہے۔

جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو عورتیں گاڑیاں اور چھکڑے ہنکاتی ہیں جانوروں پر بوجھ بھی لادتی ہیں گایوں کا دودھ دوہتی ہیں مکھن بناتی چمڑوں کی دباغت کرتی ہیں ساتھ ہی وہ ریشوں کے دھاگے بھی بناتی ہیں جوتے اور جرابیں بھی بنتی ہیں کپڑوں اور خیموں کے لئے اونی پارچاجات بھی بناتی ہیں۔ اپنی حفاظت کے لئے قبیلے کی عورتوں کو اپنے مردوں کی طرح دن بھر میں ستر ستر میل سواری کرنا پڑتی ہے ہماری عورتیں اور لڑکیاں تیروں سے بھیڑوں کا شکار بھی کھیل لیتی ہیں اور اکثر میدان جنگ میں مردوں کے ہمراہ بھی جاتی ہیں اکثر بیشتر جنگ میں شریک ہونا فخر خیال کرتی ہیں۔

کسی خاندان کی مالی حالت کی ناکامی اور کامیابی کا انحصار بھی عورت پر ہے وہ سمور تیار کرتی ہے جانوروں کی آنتوں کو سکھا کے تانت بناتی ہے نمک ڈال کر چمڑے کو سکھاتی ہے دودھ کو جوان لوگوں کے لئے بیش قیمت غذا ہے چمڑے کے تھیلوں میں ہلا ہلا کر جما دیتی ہے اس کے علاوہ گوبر جمع کر کے اپلے بھی بنائے جاتے ہیں جن سے آگ روشن کی جاتی ہے یہ جو آپ میرے خیمے میں منقش چمڑے کے صندوق لوہے کے برتن سوکھے ہوئے گوشت سے بھرے ہوئے چمڑے کے تھیلے اور دوسرا سامان دیکھ رہے ہیں عموماً ایسا ہی سامان عورتوں کے پاس ہوتا ہے۔

ہمارے قبائیل میں نوجوان لڑکیوں کو فرصت کم ہی ملتی ہے ان کا کام ہوتا ہے بڑی اور بوڑھی عورتوں کا ہاتھ بٹائیں اس وقت تک ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی جب تک انہیں کوئی شادی کی لئے خرید نہ لے اس لئے کہ شادی لڑکی کو خرید کر کرنی پڑتی ہے شادی کے بعد وہ اپنے لمبے لمبے بالوں کی چوٹی گوندھ سکتی ہے ماتھے پر سر کے بال سونڈھ سکتی ہے پھولوں کا گلدستہ پہن سکتی ہے اور اگر شوہر امیر ہو تو سونے کا گہنہ بھی پہن سکتی ہے شوہر رشتہ داروں یا رفیقوں میں سے نہیں ہوتا دشت کا قانون ہے یہ شادی قبیلے سے باہر ہوتی ہے اس لئے دلہنیں اپنے قبیلے چھوڑ کر اجنبیوں کے قبیلے میں بچوں کی مائیں بنتی ہیں میں آپ کو یہ بتا چکی ہوں کہ یہاں کے قبائیل میں یہ رسم ہے کہ بیوی کو خریدنا پڑتا ہے اور اگر کوئی لڑکی خریدی نہ جائے تو بیاہے بغیر ہی آخری عمر کی ہو جاتی ہے باپ جب مر

جاتا ہے تو بیٹا اپنی سگی ماں کے علاوہ اپنے باپ کی سب بیواؤں سے شادی کر لیتا ہے باپ کا سارا ورثہ سب سے چھوٹے بیٹے کو ملتا ہے اور اپنے باپ کی ساری بیواؤں کی روزی کا انتظام بھی اسے ہی کرنا پڑتا ہے۔

آئی یاروق تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی پھر اٹھ کھڑی ہوئی کس قدر بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کوغتائی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اسے کھینچتے ہوئے اٹھایا اور اپنے خیمے میں لگے ہوئے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ لیٹ کر آرام کریں میں تھوڑی دیر تک لوٹتی ہوں آپ کے کھانے کا اہتمام کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی وہ دھیمی دھیمی سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے باہر نکل گئی تھی اس کے کہنے کے مطابق کوغتائی آئی یاروق کے خیمے کے اندر اس کے نرم بستر پر دراز ہو گیا تھا۔

دو روز تک کوغتائی اور اس کے وفد کے اراکین نے وہیں قیام کیا تیسرے روز صبح ہی صبح کوچ کا اہتمام کیا گیا وفد کے سارے اراکین اپنے باربرداری کے جانوروں کو سنبھالنے کے بعد اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے کھڑے تھے انہیں کوغتائی کی آمد کا انتظار تھا قائد داور اس کے سالار بھی اس کے پاس ہی کھڑے تھے دوسری جانب کوغتائی کو کھانا کھلانے کے بعد آئی یاروق اسے خیمے سے لے کر نکلی پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا بڑے پیار بڑی محبت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

کوغتائی میرے دل میں محبت کے بیج بو کر گئی رتوں کے مسافر خواب و خواہش کے فاصلوں سوچ کی لکیروں اور عکس و پانی کے درمیان فاصلے کی طرح مجھے بھول مت جانا میں اپنی آنکھوں میں دکھ کے ستارے دل کے آبگینوں میں دعاؤں کے حروف سجائے تمہاری واپسی کا بڑی بے چینی سے انتظار کروں گی اگر تم نہ آتے تو یاد رکھنا یہ سرمئی رات کے دھندلکے ڈوبتے سورج کی سرخ بندیا یہ اونچے کوہسار یہ گونگے صحرا خاموش چپ شاہراہیں سب میرا مذاق اڑائیں گی۔

آئی یاروق تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر اس نے بڑی چاہت اور محبت میں کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی میں اب تم سے محبت اور شناسائی کا اقرار کر چکی ہوں اور اب آپ ہی میرا ادراک میرا وجدان آپ ہیں میرے جسم کے ہر بھید میں آپ کی محبت پنہاں ہے۔ میرے سربستہ ہونٹوں کے نطق میں اب صرف آپ ہی کا نام ہے آپ کی محبت ہی اب میرا سایہ ہے یہ بات اپنے ذہن کے قرطاس اپنے دل کے نہاں خانوں میں لکھ کر رکھنا کہ اگر آپ نے آنے میں دیر لگائی تو یاد رکھنا میں لاعلاج گھاؤ کی طرح ٹھیسیں مارتی رہوں گی عقل کی بانجھ مٹی کی طرح کراہتی اور کرب کے غاروں کی طرح سلگتی رہوں گی آپ کے بغیر میری چاہتیں خاک۔ یادیں راکھ ہو کر رہ جائیں گی۔ آپ کے بغیر کومل شاموں کا سنگیت نرمل رنگوں کی شوخیاں جھرنوں کی نغمی صحبوں کی صباحت میرے لئے کسی حیثیت کے نہیں ہوں گے کوغتائی میں ہر روز اپنے احساس کی کھڑکیوں میں کھڑی ہو کر جذبوں کے چھلکتے جام اور ازلی مسافت کی تھکاوٹ کی طرح بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گی واپسی کے لئے۔ دیر مت کرنا یہ میری تم سے التجا اور گزارش ہے۔

آئی یاروق جب خاموش ہوئی تو مسکراتے ہوئے کوغتائی نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

آئی یاروق مطمئن رہو میں تمہیں دھوکہ فریب نہیں دوں گا تمہاری محبت اور چاہت کو بھولوں گا بھی نہیں جو دو دن میں . نے تمہارے ساتھ گزارے ہیں وہ میری زندگی کے حسین ترین لمحے ہوں گے مطمئن رہو ایک دن ضرور آئے گا میں لوٹ کر تمہارے پاس ضرور آؤں گا۔

جواب میں آئی یاروق کچھ نہ کہہ سکی اس لئے کہ وہ وفد کے ارکان کے پاس پہنچ گئے تھے آگے بڑھ کر کوغتائی نے قائدو اور دوسرے سالاروں سے مصافحہ کیا سب سے رخصت ہوا الوداعی انداز میں اس نے آئی یاروق کی طرف دیکھا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر وہ اپنے وفد کے ارکان کے ساتھ کوہستان الطائی کی ان بلندیوں سے چین کی سرزمینوں میں قبلائی خان کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

جنوبی چین پر دوبارہ حملہ آور ہونے اور اس پر اپنا قبضہ اور تسلط مکمل کرنے سے پہلے قبلائی خان نے دریائے کیانگ سی کے کنارے قیام کر رکھا تھا حقیقت میں یہ ایک چھاؤنی تھی جو لشکریوں کی قیام گاہ کے لئے قبلائی نے جنوبی چین پر حملہ آور ہونے کے لئے بنائی تھی۔

ایک روز آلائی قبیلے کے اپنے محافظ دستوں کے ساتھ قبلائی خان صبح ہی صبح گھوڑ دوڑ کے بعد واپس آیا تو ایک جگہ اچانک اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اور اس کے پیچھے پیچھے محافظ دستے کے سارے اراکین نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک دیا تھا۔

قبلائی خان نے اپنے گھوڑے کو اس لئے روکا تھا کہ اس نے اپنے سامنے سیف الدین کو آتے دیکھ لیا تھا قبلائی خان اپنے گھوڑے سے اتر پڑا محافظ دستے کے لوگ بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر قبلائی خان کے ارد گرد جمع ہو گئے اتنی دیر تک سیف الدین قریب آ گیا تھا قبلائی خان نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا پھر حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سیف الدین تم کب لوٹے؟

سیف الدین آگے بڑھا اور بڑا مودب ہو کر کہنے لگا۔

محترم خاقان! میں رات کے پچھلے حصے میں ہی یہاں پہنچ گیا تھا لیکن اس وقت آپ کو اطلاع اس لئے نہیں دی کہ میں آپ کو زحمت دینا نہیں چاہتا تھا میں خیریت کے ساتھ یہاں

پہنچ گیا ہوں۔

اس کی بات کاٹتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا جن لوگوں کو میں نے لانے کے لئے کہا تھا کیا وہ سب لوگ تمہیں تمہاری مرضی کے مطابق مل گئے۔

جواب میں مسکراتے ہوئے سیف الدین نے اثبات میں جب گردن ہلا دی تب قبلائی خان نے پھر اسے مخاطب کیا۔

سب سے پہلے میں تم سے یہ پوچھوں گا کہ تم ایک سالار کی حیثیت سے کس شخص کو اپنے ساتھ لائے ہو میں نے تمہیں کہا تھا وہ طاقت اور قوت میں بے مثال تیغ زنی شجاعت اور ہمت مردانہ میں اپنا جواب نہ رکھتا ہو پہلے اس کے متعلق کہو۔

سیف الدین مسکرایا کہنے لگا۔

جس شخص کو میں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں اس کی طاقت اور قوت اور تیغ زنی میں اس کی مہارت کو دیکھ کر آپ خوش نہیں دنگ رہ جائیں گے اس کا نام کوغتائی ہے۔اس کے بعد تفصیل کے ساتھ کوغتائی کے حالات سیف الدین نے قبلائی خان سے کہہ دیئے تھے بعد میں وہ اسے جمال الدین کے علاوہ تبریز سے آنے والے دوسرے لوگوں کے متعلق تفصیل سے بتا رہا تھا۔

سیف الدین جب خاموش ہوا تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قبلائی خان کہنے لگا۔

وفد کے سارے اراکین کا بہترین استقبال میں اسی شامیانے میں کردوں گا جہاں میں سب لوگوں سے ملتا ہوں اور ان کی شکایات سنتا ہوں تم سب کو لیکر وہیں آؤ میں تمہارے آنے تک وہاں پہنچتا ہوں اور سب کو وہاں جمع ہونے کا حکم دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی سیف الدین ہٹ گیا قبلائی خان اپنے محافظ دستے کے ساتھ ایک طرف ہولیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سیف الدین اپنے وفد کے سارے اراکین کے ساتھ قبلائی خان کے مستقر میں ایک کھلے اور کافی وسیع شامیانے کے احاطے میں داخل ہوا پھر ایک جگہ رک گیا اس وقت شامیانے میں قبلائی خان آ چکا تھا اس کے سالار اور دوسرے لوگ اپنا

اپنی جگہ بیٹھ چکے تھے وہ ایک اونچی نشست تھی جس پر قبلائی خان بیٹھا ہوا تھا اس کے پیچھے اس کی بیوی چاموئی اور بیٹی اور شہزادی کوکا چین تھی دائیں جانب اس کا بیٹا اور ولی عہد چنگ کم اس کے بعد لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ اویانگ نائب سالار بایان اس کے بعد دوسرے بڑے بڑے سالار مثلاً شیرامون آچو ردک پی۔ چنگ لی وانگ جو مالیات کا مسلمان ماہر احمد اس کا نائب سانگا بیٹھے ہوئے تھے۔ بائیں جانب قبلائی خان کا چینی استاد یاؤ چاؤ اس کے بعد دلائی لامہ ماگس پا بھی وہاں آ کر بیٹھ چکا تھا اس کے بعد نوریس نام کا عیسائی پادری اس کے ساتھ ہی وینس سے آنے والا سوداگر مارکو پولو اور دیگر لوگ نشستیں سنبھال چکے تھے۔

پھر قبلائی خان نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ وہ سیف الدین اور کوغتائی نام کے نوارد کو اس کے سامنے پیش کرے۔

تھوڑی دیر بعد سیف الدین اور کوغتائی کو سب کے سامنے پیش کیا گیا قبلائی نے سیف الدین کو ہاتھ کے اشارے سے ایک خالی نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا تو وہ چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا پھر قبلائی خان بڑی گہری نگاہ سے کوغتائی کا جائزہ لینے لگا تھا۔

قبلائی نے دیکھا وہ اس کے سامنے اس طرح چپ اور خاموش کھڑا تھا جیسے کوئی خون گشتہ بگولا کسی گوشہ جز سے اٹھ کر کلی میں سما جانے کے لئے سنگیں حلقوں کے غلاف اتار رہا ہو قبلائی نے اس کی آنکھوں میں جھانکا وہاں بکھری خاموشیوں میں سکوت کے بے کراں انبوہ .... تنہائیوں کی وسعتوں میں زندگی کی گرم بازاوں سے لبریز شیرازہ جان منتشر کر دینے والی جز ہتے ساگروں کی تحریریں وجود پانے کی منتظر تھیں۔

قبلائی خان نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے چہرے کی ضیا تابی میں تاروں کی سیمابی روح خواہشوں کی اڑتی چنگاڑیاں زیست کا عنوان بدل دینے والی بے نام مسافتیں اور قرب و بعد کے سارے مرحلے مٹا دینے والی بے قرار امنگیں موج زن تھیں۔

اپنے قد کاٹھ اپنی جسمانی ساخت اپنے بدن کی سنگینی میں قبلائی خان کو وہ ایسا لگا جیسے کوئی آدمیت کا ضمیر انسانیت کا وقار رکھنے والا انسان اپنی تیغ کی ضرب سے دھرتی کی تقدیریں بدلنے اور آندھیوں کو تھام لینے کے لئے اس کے سامنے آن کھڑا ہو۔

کچھ دیر تک اس کا جائزہ لینے کے بعد قبلائی نے اسے مسکراتے ہوئے مخاطب کیا۔

اجنبی! سیف الدین نے مجھے تیرا نام کوغتائی بتایا ہے تیری طاقت اور قوت تیغ زنی میں تیری مہارت کی بھی اس نے خوب تعریف کی ہے بتا تو میرے لئے کیا کر سکتا ہے۔

کوغتائی نے کس پاکیزہ اور معتبر ہستی کی طرح چند لمحے سنجیدگی سے سوچا پھر اس کے ہونٹوں کی بھرپور نغمگی میں ایک آواز پرجوش انداز میں ابھری جسے قبلائی کے علاوہ سب لوگوں نے بھی سنا کوغتائی بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

محترم قبلائی خان اگر شفق جیسی اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مجھے ہزار بار بھی مرنا پڑے تو میں مرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہوں ایسے ہی وہ لوگ جو میرے ساتھ خلوص ایثار دیانت داری عمدہ سلوک اور نیک نیتی کا برتاؤ کرتے ہیں اگر ان کے لئے مجھے ہزار بار پیدا ہونا پڑے تو میں ان جان نثاروں کے لئے پیدا ہونے کے لئے تیار ہوں یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے کوغتائی رکا پھر بلند آواز میں وہ پھر کہہ رہا تھا۔

محترم قبلائی خان میں موت اور مرگ سے ڈرنے والا نہیں تیروں کی سرسراہٹ۔ تلواروں کی چمک بھی مجھے ہراساں نہیں کر سکتی اگر کوئی بے وجہ مجھے اپنے سامنے سرنگوں کرنا چاہے تو میں اس کے مقدر میں مایوسیوں کے سوا کچھ نہیں رہنے دیتا اگر کوئی میرے جذبات کا احساس کرتے ہوئے مجھ سے کام لے تو اس کے لئے میری جان بھی حاضر ہے قبلائی خان جس مقصد کے لئے مجھے یہاں بلایا گیا ہے اس سلسلے میں میں یقین دلاتا ہوں میں آپ کے دشمنوں کے سامنے اس طرح آؤں گا جس طرح بند توڑ کر نکلنے والا سیلاب یا زمین پھاڑ کر اٹھنے والا طوفان اور ان پر اس طرح حاوی ہوں گا جیسے بے نام لمحوں کی سرسراہٹ اور دشت سے اٹھنے والے بگولے چھا جاتے ہیں میں آپ کے دشمنوں کے سروں پر کوئی چھت ان کے ذمے کوئی آنگن نہ رہنے دوں گا۔

جب تک کوغتائی بولتا رہا قبلائی خان مسکراتا رہا جب وہ خاموش ہوا تو قبلائی بول پڑا۔

کوغتائی تو نے اپنی باتوں اپنے جذبوں اپنی ہمت سے بھرپور آواز میں میرا دل

خوش کر دیا ہے تو نے جو الفاظ ادا کیے ہیں میں قبلائی خان ان کی قدر کروں گا تھوڑی دیر بعد میں تیرا امتحان لیتا ہوں پھر پہلے مجھے تمہارے ساتھ آنے والے جمال الدین کے ساتھ بات کرنے دو پھر قبلائی خان نے جمال الدین کو بلانے کے لئے کہا تھوڑی دیر بعد جمال الدین کو بھی کوغتائی کے ساتھ کھڑا کیا گیا جمال الدین کا بھی تھوڑی دیر تک قبلائی نے جائزہ لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مجھے بتایا گیا ہے تم اپنے مذہب کے جید عالم ہونے کے علاوہ ایک بے نظیر منجم بے مثال طبیب فلسفی اور لاجواب قسم کے جغرافیہ دان ہو جمال الدین نے قبلائی خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

تولائی کے عظیم بیٹے میں تمہارے لئے ایسی جنتری بنا سکتا ہوں جو تمہاری سلطنت کے سال سے شروع ہو حکمت کے فروغ کے لئے شفاخانوں کا اہتمام کر سکتا ہوں اور تربیت دے کر بہترین طبیب پیدا کر سکتا ہوں علم نجوم کے لئے ایک رصد گاہ بنا سکتا ہوں جس میں دوربینیں اصطرلاب ہوں اس کے علاوہ میں اپنے علم نجوم سے کام لیتے ہوئے اچھے اور بدشگون بتا سکتا ہوں مبارک اور نحس مہینوں کی نشاندہی کرتا ہوں منحوس اور اچھی ساعتوں کو بھی علم نجوم سے نکال سکتا ہوں۔

اس کے علاوہ میں اچھی عمارتیں تعمیر کر سکتا ہوں اور جس قدر میں علم جانتا ہوں اس کے متعلق میں آپ کو مشورے بھی دے سکتا ہوں (چینی مصوروں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جمال الدین نے ایک عمدہ پائے کا جغرافیہ دان بھی تھا اور اس نے چین میں بڑی اعلیٰ اور انتہائی شاندار عمارتوں کی تعمیر کی ابتدا بھی کی تھی)

قبلائی خان کچھ دیر سوچتا رہا پھر جمال الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم کیونکہ ایک مذہبی آدمی ہو مذہب کے علاوہ اور بہت سے علوم میں بھی بے نظیر مہارت رکھتے ہو لہٰذا میں تمہیں مذہب کے متعلق اپنے خیالات بتانا اپنا فرض خیال کرتا ہوں میرے حلقے میں وینس کا مارکو پولو بھی ہے جو مذہبی العوم اور عقائد کا بڑا پابند بھی ہے جو باتیں میں تم سے کہنے لگا یہ میں اس سے بھی کہہ چکا ہوں۔

جمال الدین دنیا میں چار پیغمبر ایسے ہیں جن کی میں تہہ دل سے عزت کرتا ہوں

ان کا احترام کرتا ہوں انہیں تسلیم بھی کرتا ہوں کہ وہ نیلے جاودانی آسمان کی طرف سے مقرر کیے گئے تھے۔

ان میں سے ایک موسیٰ دوسرے عیسیٰ تیسرے تمہارے رسول محمد اور چوتھے ساکیانی یعنی مہاتما بدھ میں ان چاروں کے آگے سر جھکاتا ہوں اور اس کے آگے بھی جس نے ان کو عظمت بخشی اور جو جاودانی آسمان میں ہے اور میں اس سے امداد کی التجا کرتا ہوں لیکن میں کسی مذہب کو اختیار نہیں کرتا تمہارے سامنے عیسائی مذہب کی مثال دیتا ہوں لیکن میں اسے کیوں قبول کروں تم دیکھتے ہو کہ ہمارے ہاں کے عیسائی وہی کچھ کرتے ہیں جو دوسرے جاہل لوگ کافر دیوتاؤں کے پجاری ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔

میں ساکیانی مہاتما بدھ پر بھی ایمان نہیں لاتا اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں میرے سامنے تبت کے دلائی لامہ بڑی بڑی شعبدہ بازی اور عجیب وغریب قسم کے تماشے دکھاتے ہیں شراب سے بھرے جام کو ہوا میں اڑانے کی ہنرمندی دکھاتے ہیں یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب چاہیں آندھی طوفان بلالیں اور جہاں چاہیں طوفان کا رخ پھیر دیں۔ پھر میں ان کی ان ساری باتوں پر یقین نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ سارے ان مذہبی سربراہوں کے داؤ پیچ ہیں یہی بات تمہارے مذہب کی تمہارے مذہب میں بت پرستی تو نہیں ہے لیکن جو باتیں تمہارے رسول نے کہیں تھیں تم لوگ ان پر قائم نہیں ہو اگر قائم رہتے تو یقیناً آج تم لوگ زوال کا شکار نہ ہوتے۔

پھر قبلائی خان نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے سپہ سالار اعلیٰ اویانگ سے سرگوشی کی جس کے نتیجے میں اویانگ اور قبلائی خان کے نائب سالار اعلیٰ بایان کے بائیں جانب جو نشستیں تھیں ان میں سے دو نشستیں خالی کروا دی گئیں اور وہاں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہیں پچھلی نشستوں کی طرف دھکیل دیا گیا تھا جب ایسا کر دیا گیا تو قبلائی خان نے جمال الدین کو مخاطب کیا۔

میرے عزیز یہ جو دو نشستیں خالی کروائی گئیں ہیں ان میں سے ایک پر تم بیٹھ جاؤ تم اس کے حقدار ہو اور آئندہ جب کبھی بھی میرا دربار لگے گا تم اس نشست پر بیٹھا کرو

گے میں ہر معاملے میں تمہاری عزت افزائی کروں گا اس لئے کہ تم جیسے لوگ بڑے نایاب ہوتے ہیں روز روز نہیں ملتے اب آ کر اپنی نشست پر بیٹھو تا کہ میں اگلے کام کی ابتداء کروں۔

جمال الدین آگے بڑھا سپہ سالار اعلیٰ اویانگ اور نائب سالار بایان کے دائیں جانب جو خالی نشستیں تھیں ان میں سے ایک جو دائیں جانب تھی اس پر جمال الدین بیٹھ گیا تھا جب ایسا ہو چکا تب قبلائی نے کوغائی کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کیا۔

سیف الدین نے مجھے تم سے متعلق سب سے زیادہ تفصیل بتائی ہے تمہاری تیغ زنی کا امتحان تو میں بعد میں لوں گا پہلے تمہاری طاقت اور قوت کا اندازہ لگاؤں گا اس کے بعد میں اپنے دربار میں تمہاری نشست کا اہتمام کروں گا اگر طاقت وقوت اور تیغ زنی میں تم اس معیار پر اترے جس کا اظہار سیف الدین کر چکا ہے تو یاد رکھنا جمال الدین کے بائیں جانب جو نشست خالی ہے وہ تمہارے لئے مختص کر دی جائے گی اس طرح اویانگ اور بایان کے بعد سلطنت میں تمہاری حیثیت سب سے بہتر ہوگی۔

اور اگر سیف الدین نے جو تمہاری تعریف کی ہے تم اس سے بھی بڑھ کر طاقت اور قوت کا اظہار کرتے ہو تو پھر جس نشست پر اس وقت بایان بیٹھا ہوا ہے وہ تمہارے لئے مختص کر دی جائے اور بایان کو جمال الدین کی طرف کر دیا جائے گا اس طرح میرے اور میرے سپہ سالار اعلیٰ اویانگ کے بعد تم سب سے زیادہ معتبر ہو گے۔

قبلائی خان رکا اس کے بعد اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغائی ہمارے ہاں ایک سفید رنگ کا گھوڑا ہے یہ پالا ہوا نہیں ہے جنگلی ہے چند دن پہلے اسے پکڑا گیا ہے یہ کسی کو اپنی پیٹھ پر سواری نہیں کرنے دیتا دولتیاں جھاڑتا ہے کاٹنے کو دوڑتا ہے اسے ہر وقت ہم ایک چھکڑے میں جو سنگار رکھتے ہیں اس لئے کہ اس کے بھاگ جانے کا خدشہ ہے اس گھوڑے کو میں تمہارے سامنے لاتا ہوں اگر تم اس پر سوار ہو گئے اس پر قابو پالیا تو میں سمجھوں گا تم طاقت اور قوت میں میرے سالار اعلیٰ اور ارغون کے برابر ہو اس کے بعد میں تمہاری تیغ زنی کو جانچوں گا۔

قبلائی رکا پھر اپنے دربار کے صحن میں کھڑی ایک چھکڑا نما گاڑی کی طرف اشارہ کر کے

کہنے لگا۔

اس چھکڑے کی طرف دیکھو اس میں سفید رنگ کا وہ توانا اور جنگلی گھوڑا جتا ہوا ہے اس پر تم نے سوار ہو کر دکھانا ہے ساتھ ہی قبلائی نے اپنے حاجب کو بلایا جب وہ قریب آیا۔ تو اسے مخاطب کیا۔

کچھ لوگوں کو کہو گھوڑے کو چھکڑے سے نکال کر دونوں طرف سے اسے پکڑ کر یہاں لائیں۔

حاجب جب پیچھے ہٹنے لگا تب کوغتائی نے قبلائی خان کو مخاطب کیا۔

عظیم تولائی کے عظیم بیٹے اگر مجھے اس گھوڑے پر سوار ہونا ہے تو پھر اپنے حاجب سے کہیں جو لوگ اس گھوڑے کو یہاں لے کر آئیں ان سے کہیں کہ وہ گھوڑا جس سینے بند کے ساتھ چھکڑے میں جکڑا ہوا ہے اس سینے بند کے ساتھ رہنے دیں علیحدہ نہ کریں سینہ بند کے دونوں طرف جو جوت ہیں انہیں بھی رہنے دیا جائے میں ان سے ایک نیا کام لوں گا۔

جو باتیں کوغتائی نے قبلائی سے کہیں تھیں وہی قبلائی نے اپنے حاجب سے کہیں اور گھوڑا لانے کے لئے کہا تھوڑی دیر بعد چند آدمی گھوڑے کو پکڑ کر اس جگہ لائے جہاں کوغتائی کھڑا ہوا تھا گھوڑے کے ساتھ سینہ بند موجود تھا پیچھے سینہ بند کے ساتھ لمبی لمبی رسیاں بندھی ہوئی تھیں گھوڑے کے منہ پر ایک مضبوط جال بندھا ہوا تھا تا کہ وہ کسی کو کاٹنے نہ پائے۔

کوغتائی مڑا اس کی آنکھوں میں چیتے کی سی سرخی آ گئی تھی کچھ دیر تک اس نے گھوڑے کا جائزہ لیا پھر قبلائی خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

عظیم قبلائی اس گھوڑے کو چھکڑے میں کون جوتتا ہے۔

قبلائی نے حاجب کی طرف دیکھا بس پر حاجب نے جب ایک شخص کی طرف اشارہ کیا تب کوغتائی نے اسے مخاطب کیا۔

میرے عزیز تازیانہ لے کر اس گھوڑے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور جیسا میں کہوں ایسا ہی کرنا۔

وہ شخص تازیانہ لے آیا اور گھوڑے کے پاس کھڑا ہو گیا کوغتائی نے کچھ سوچا گھوڑے کے سینے بند کے ساتھ جو لمبی رسیاں بندھی ہوئی تھیں ان کے پاس آیا دونوں رسیاں اس نے سنبھالیں پھر گھوڑے کو ہانکنے والے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جب میں کہوں تم گھوڑے کو پوری قوت کے ساتھ چابک مارتے ہوئے ہانک دینا اسے ہانکنے سے پہلے اس کے منہ پر بندھے ہوئے جال کو کھول دینا اور جب میں پوری قوت سے اپنے خداوند کو پکارتے ہوئے نعرہ بلند کروں تو اس کی گردن کے اوپر کے حصے میں سینہ بند کو مستحکم کرنے کے لئے جو رسی بندھی ہوئی ہے اسے بھی کھول دینا پھر دیکھنا کیا انقلاب رونما ہوتا ہے۔

کوغتائی کی ساری باتیں سن کر لوگ پریشان اور فکر مند اور حیران ہو رہے تھے پھر سینہ بند کی دونوں رسیاں اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی نے کہنا شروع کیا۔

عظیم خاقان کیا میں اپنے کام کی ابتدا کر سکتا ہوں۔

قبلائی کچھ نہ بولا خاموش رہتے ہوئے اس نے فکر مندی کے انداز میں اثبات میں گردن ہلا دی تھی جب ایسا ہوا تب کوغتائی نے گھوڑے کو ہانکنے والے کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

تھوڑی دیر صبر کرو میں اپنی تیاری کر دوں پھر جب میں کہوں تم گھوڑے کو ہانک دینا اس پر چابک پر چابک مارنا تا کہ یہ اپنی ساری طاقت صرف کرتے ہوئے بھاگنے کی کوشش کرے یہ مت خیال کرنا کہ مجھے گھسیٹ کر لے جائے گا اور تو اسے اچھے طریقے سے نہ ہانکے پوری قوت سے اسے چابک مارنا تا کہ گھوڑا اپنی پوری قوت کو صرف کرتے ہوئے بھاگنے کی کوشش کرے۔

اس کے ساتھ ہی کوغتائی نے سینہ بند کی دونوں رسیاں اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیں ایک بار آسمان کی طرف دیکھا پھر انتہائی عاجزی اور انکساری سے وہ اپنے خداوند ہی کو مخاطب کرتے ہوئے دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

''اے خداوند مہربان اور عزیز تم ہی چاند کو اس کی جوت خورشید کو اس کی درخشندگی

عطا کرتا ہے میرے اللہ روز شب کی بے انت منزلوں میں تو ہی ازل سے ابد تک کی حدود اور گریز پا بے بصر جہانوں کے حسن جمال کا اہتمام کرتا ہے تو ہی میرے اللہ طویل راتوں کے اختتام کی آنکھوں میں آتشی سورج کو انگارہ بنا کر عکس ریز کرتا ہے۔

یہاں تک کہنے بعد کوغتائی لمحہ بھر کے لئے رکا پھر پہلے سے بھی زیادہ انتہائی عاجزی میں وہ کہہ رہا تھا۔

میرے اللہ اڈھتے ہیولوں اجنبی اور نا آشنا سایوں اور گریز پا صورتوں کی ان سر زمینوں میں میرے اللہ مجھے بے سمت دشت کا مسافر نہ بننے دینا مجھے توفیق دے کر محرومیوں کی آگ پر بھی کھڑا ہو کر میں تیری کبیر پائی کی داستانیں کھڑی کروں ٹوٹے خوابوں کی دھجیوں پر بھی رک کر میرے اللہ میں تیری عظمت کے ترانے اور زمزمے گاؤں میرے اللہ تیری پیدا کردہ جبلت کے تحت ماں اپنے بچے کو چھاتی سے لگاتی ہے باپ اس پر شفقت کا ہاتھ رکھتا ہے میرے اللہ اس امتحان اس آزمائش میں میں تجھے ہی مدد کے لئے پکارتا ہوں تو ہی ماضی کو زنجیر بناتا ہے مٹی کو اس کی تقدیر عطا کرتا ہے تو ہی در بدر یادوں کے قافلوں اور نئے سرابوں کے سلسلوں کی راہبری کرتا ہے ڈوبتے چاند بھاگتی شام رفتار کی کالی آندھیوں کے راستوں کا تو ہی تعین کرتا ہے میرے اللہ میں تیرے سامنے دست طلب دراز کرتا ہوں میرے اللہ میں جس کام کی ابتداء کرنے والا ہوں اپنے نام کے تقدس کے واسطے مجھے اس میں کامیابی عطا کرنا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کوغتائی خاموش ہو گیا تھا اس کی حالت یکسر بدل گئی تھی ایسا لگتا تھا جیسے اپنے خداوند کے حضور دعا مانگنے کے بعد وغتائی شبنم سے شعلہ شیشے سے تیشہ مٹی سے پتھر موم سے لوہا ہو گیا ہوا اور ان اجنبی سرزمینوں میں کسی انجانے رقصاں شعلوں کے خونی کھیل کی ابتداء کرنے لگا ہو۔

گھوڑے کو ہانکنے والے نے گھوڑے کے منہ پر بندھا ہوا جال کھول دیا تھا پھر کوغتائی نے اسے مخاطب کیا۔

گردن کے اوپر بندھی گھوڑے کے سینہ بند کی رسی کو کھول دو اور گھوڑے کو پوری طاقت اور قوت کے ساتھ چابک مارتے ہوئے ہانک دو اس کے ساتھ ہی پوری طاقت

سے سینہ بند کی دونوں رسیاں کوغتائی نے تھام لیں تھیں۔

گھوڑے کو ہانکنے والے نے گردن کے اوپر بندھی ہوئی سینہ بند کی رسی کھول دی پھر گھوڑے کو ہانکنے کے لیے زور زور سے چابک مارنے لگا تھا۔

گھوڑا پوری طاقت صرف کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہونے لگا لیکن ایک قدم بھی آگے نہ جا سکا اس لئے کہ دوسری سمت کوغتائی بھی اسے روکنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر چکا تھا گھوڑا بار بار زور لگاتے ہوئے اپنی دونوں اگلی ٹانگیں اٹھا کر ہنہناتا برہمی کا اظہار کرتا لیکن لگتا تھا اپنی طاقت اور قوت کے بل بوتے پر کوغتائی نے اسے ایک جگہ باندھ کر رکھ دیا ہو وہ اسے ایک انچ تک آگے نہیں بڑھنے دے رہا تھا۔

اس منظر کو دیکھتے ہوئے سارے لوگ دنگ اور پریشان رہ گئے تھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے قبلائی خان اور اس کے سالار اس منظر کو دیکھ رہے تھے کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا گھوڑا زور لگاتا رہا دوسری جانب کوغتائی اپنی قوت صرف کرتے ہوئے اسے روکے رہا گھوڑے کی ہنہناہٹ اس کے نتھنے پھڑ پھڑانے کی آوازیں دور دور تک سنائی دے رہی تھیں کچھ دیر تک زور آزمائی کرنے کے بعد اچانک گھوڑا جس وقت پوری طاقت صرف کر رہا تھا کوغتائی نے اس کے سینے بند کی رسیاں اپنے ہاتھوں سے چھوڑ دیں ایک دم رسیاں چھوٹنے سے گھوڑا زمین پر گر گیا کیونکہ وہ پوری طاقت لگائے ہوئے تھا پھر جس وقت گھوڑا اٹھ رہا تھا عین اسی لمحہ کوغتائی کسی خونخوار اور بھوکے چیتے کی طرح حرکت میں آیا ایک لمبی جست اس نے لگائی اور دوسرے ہی لمحے وہ گھوڑے کی پیٹھ پر تھا۔

جب وہ گھوڑے کی پیٹھ پر گیا ایک اور سماں دیکھتے ہوئے لوگ دنگ رہ گئے اس لئے کہ اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے گھوڑے کی گردن کو پکڑ لیا تھا اپنا پورا جسم سر سے لے کر ٹانگوں تک لکڑی کی طرح سخت کرتے ہوئے اسے گھوڑے کی پیٹھ کے متوازی فضا میں معلق کر دیا تھا اور دائیں ہاتھ سے غضب کی ضرب لگاتے ہوئے اس نے گھوڑے کو تیز کیا گھوڑا بری طرح ہنہناتے ہوئے سرپٹ دوڑ پڑا تھا چند ہی لمحوں بعد وہ سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ لوٹا اس حالت میں کہ وہ خود گرد آلود ہوا اور گھوڑا پسینہ پسینہ تھا

جب وہ اس جگہ کے قریب آیا جس جگہ قبلائی خان کی نشست گاہ تھی تب اچانک ایک نوخیز اور انتہائی خوبصورت لڑکی اس کی سامنے آئی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے گھوڑا روکنے کے لئے کہا۔

گھوڑے کے منہ میں لگام نہ تھی لہذا اس کے سر کے بالوں کو پیچھے کھینچتے ہوئے کوغتائی نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا تھا لگتا تھا کوغتائی نے اس سرکش اور جنگلی گھوڑے کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنالیا ہو گھوڑا ہنہناتے ہوئے رک گیا لڑکی مزید قریب ہوئی اور کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میں ایک مسلمان لڑکی ہوں میرے عزیز بھائی تمہارے کارنامے کو دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے تیرے گھوڑے کے ماتھے پر مہندی پاؤں میں جھانجر اور چاندی کے نعل لگواؤں کاٹھی پر جھلمل کرتی تاروں مخمل سجا کر رکھوں لڑکی آبدیدہ ہوگئی تھی آنکھوں میں ان گنت آنسو موتیوں کی طرح اتر آئے تھے۔

اس کی اس حالت سے کوغتائی بڑا متاثر ہوا تھا کچھ دیر تک غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر پوچھ لیا۔

تو نے مجھے بھائی کہا ہے تو بتا میری بہن تو کون ہے کہاں سے آئی ہے لڑکی رو پڑی پھر بول اٹھی۔

میرا کوئی نام نہیں میری کوئی قوم میرا کوئی وطن نہیں ہے میں زخم زخم ایسی بے آبرو لڑکی ہوں جس کا دل اور ضمیر ابھی تک جاگتا ہے میں گھاس میں اپنے آپ کو چھپا لینے والے زخمی خرگوش کی طرح اپنی نامرادی کی چادر اوڑھے ہوئے گیلی لکڑی کی طرح سلگنے پر مجبور ہوں نجانے یہ سلگتی لکڑی کب شعلہ بنے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد لڑکی رک گئی اس لئے کہ سسک سسک کر رو پڑی تھی کوغتائی نے اداس لہجے میں پھر اسے مخاطب کیا۔

میری بہن اپنے متعلق کچھ تو بتا تو کون ہے کیوں روتی ہے کس نے تجھے دکھ دیا ہے۔

لڑکی کچھ دیر تک سسکیوں ہچکیوں میں روتی رہی پھر اس کی ڈوبتی ابھرتی بھرائی

ہوئی آواز کوغتائی کی سماعت سے ٹکرا گئی تھی۔

میں ان لوگوں کا شکار ہوئی ہوں جو مصلوں کو خون آلود کرنے کے بعد مٹی پر سجدہ کرنے والوں کو بھی ماتھے کی محراب اور درد کی ٹیسوں کا شکار کر دیتے ہیں شاید ہم لوگ آنسو سے ریت بھگونے برف کی طرح ہوا اور دھوپ میں پگھل جانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد لڑکی رکی تھی پھر بیچاری بارود کی طرح پھٹ پڑی تھی۔

میں خود کو کہاں ڈھونڈوں کہاں اپنے آپ کو تلاش کروں شاید ہم نے جو بویا تھا کاٹا یا ہم نے خود کو قتل کر دیا اور اپنے دامن کو دھو ڈالا یا یہ کہ ہم اشکوں کے موتی لے کر کڑی سخت رات کاٹنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔

اس لڑکی کی حالت نے کوغتائی کو سیخ پا کر دیا تھا آنکھوں میں برہمی چہرے پر عجیب سے انتقامی جذبے اتر آئے تھے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کے قریب کیا اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر بکھر جانے والی آواز میں بول پڑا۔

کچھ اپنے متعلق بتا میری بہن کس نے تیرے ساتھ زیادتی کی کس نے تجھے دکھ دیا میں کوغتائی تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اس سے تیرا انتقام ضرور لوں گا۔

لڑکی نے سر پر بندھے بوسیدہ رومال سے اپنے آنسو پونچھے ایک بھیگی سی نگاہ اس نے کوغتائی پر ڈالی پھر پہلے کی طرح ہچکیوں اور سسکیوں میں وہ کہہ رہی تھی۔

میرے عزیز بھائی میں ایک بے بس لڑکی ہوں جس کے پاؤں صدیوں کی دلدل میں اور جس کی آنکھیں ستاروں کی سی دوری میں کھو چکی ہیں میری داستان سن کر کیا کرو گے۔

کوغتائی بیچارے کی بھی آواز ڈوبنے لگی تھی دکھ بھرے لہجے میں بول پڑا۔

عجیب بہن ہو ٹھہرے ہوئے میرے جسم میں اپنی باتوں کے خنجر بھی پیوست کرتی ہو نگاہیں پھیرنے اور کانوں میں انگلیاں دے لینے کا بھی درس دیتی ہو تیرے جیسی بہنیں تو انا کی عظمت رشتوں کا تقدس اور اپنائیت کا خلوص ہوتی ہیں بتا تو کون ہے کہاں رہتی ہے تجھے کیا دکھ کیا تکلیف ہے کس نے تیرے ساتھ زیادتی کی ہے میں ان سر

زمینوں میں اجنبی اور نو وارد ہیں سبھی پر تجھ سے زیادتی کرنے والوں سے انتقام نہ لوں تو کوغتائی سے جو چاہے میرا نام بدل دینا۔

اس لڑکی بیچاری نے بے بسی کی ایک نگاہ پھر کوغتائی پر ڈالی کچھ دیر ہونٹ کاٹتی رہی پھر ہٹی اور بھاگتی ہوئی قبلائی خان کی نشست گاہ کے باہر جو لوگ کھڑے تھے ان میں گم ہو گئی تھی کوغتائی بھی گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھا تھا۔

کوغتائی جب اپنے گھوڑے کو لے کر نشست گاہ کے احاطے میں داخل ہوا تب قبلائی خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتے ہوئے باقی لوگ بھی کھڑے ہو گئے تھے کوغتائی چھلانگ لگا کر نیچے اترا گھوڑا جو پہلے کاٹنے کو دوڑتا تھا اب بالکل پرسکون تھا کوغتائی نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھا ہوا تھا پھر وہ شخص قریب آیا جس نے چابک مارتے ہوئے گھوڑے کو ہانکا تھا لیکن گھوڑے نے اسے اپنے نزدیک نہیں آنے دیا اسے کاٹنے اور دولتیاں مارنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے قبلائی خان ایک جگہ کھڑا ہو گیا تھا اتنی دیر تک سیف الدین کوغتائی کے قریب آیا گھوڑے نے اسے کاٹنا چاہا لیکن کوغتائی نے اس کے نچلے ہونٹوں کو اپنی مٹھی میں لیتے ہوئے کھینچا اور روک دیا۔

سیف الدین قریب آیا اور اس کے ساتھ جو ایک شخص تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کوغتائی کو مخاطب کیا۔

کوغتائی میرے بھائی یہ احمد ہے جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا۔

کوغتائی نے دائیں ہاتھ سے گھوڑے کے نچلے ہونٹ کو پکڑے رکھا لہٰذا بائیں ہاتھ سے ہی اس نے احمد سے مصافحہ کیا احمد نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر خوش کن الفاظ میں کہنے لگا۔

میری ملت کے عظیم فرزند میں دور دراز کی ان سرزمینوں میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں جس وقت تو یہاں سے گیا تھا تو تیری حالت اور تھی اب جبکہ تو لوٹا ہے تو تو مجھے افسردہ اور اداس لگا ہے کیا ایسا اس لڑکی کی وجہ سے ہے جس نے راستے میں تیرے گھوڑے کو روکا تھا۔

کوغتائی منہ سے کچھ نہ بولا اثبات میں گردن ہلا دی پھر تیز نگاہوں سے احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

میں جاننا چاہتا ہوں وہ لڑکی کون ہے اس کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے وہ مسلمان ہے۔

احمد نے قریب ہو کر سرگوشی کی

وہ لڑکی کون ہے کہاں رہتی ہے اور اس کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی اس کی تفصیل میں تم سے بعد میں کہوں گا دیکھو تو اپنی آزمائش کا ایک مرحلہ پار کر چکا ہے قبل اس کے کہ قبلائی خان تیرے متعلق کوئی فیصلہ کرے میں تمہیں پہلے ہی بتاتا ہوں کہ اگر اس کے بعد تیغ زنی کا مقابلہ بھی تو جیت گیا تو قبلائی خان اپنی سلطنت میں اعلیٰ اور ارفع منصب پر تجھے مقرر کرے گا تجھے لشکریوں کے سالار کے علاوہ احتساب کا کام بھی سونپے گا سارے مجرم تمہارے سامنے پیش کیے جائیں گے اور قبلائی خان کہے گا کہ انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کرو جب قبلائی خان ایسا کرے تو اس سے یہ بھی وعدہ لینا جن لوگوں نے تمہاری آمد سے پہلے لوگوں پر ظلم کیے ہیں ان کا انصاف بھی تمہارے ذمے لگا دیا جائے اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھنا یہ ایک بہت بڑا معرکہ ہو گا بلکہ ثواب کا کام ہو گا۔

کوغتائی نے احمد کا شکر ادا کیا اور سیف الدین سے کہا کہ کوئی لگام لے کر آئے تاکہ گھوڑے کو ڈالے اس پر سیف الدین پیچھے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ایک لگام لے آیا کوغتائی نے گھوڑے کو لگام چڑھا دی اس کے سر اس کے منہ اس کی گردن پر ہاتھ پھیرا پھر ہاتھ کے اشارے سے سیف الدین کو قریب آنے کے لئے کہا سیف الدین جب قریب آیا تو گھوڑے کی لگام کھینچتے ہوئے سیف الدین کو کوغتائی کہنے لگا ذرا اس گھوڑے کی گردن تھپتھپاؤ اس کے منہ پر ہاتھ پھیرو۔

سیف الدین آگے بڑھا گھوڑے کی گردن تھپتھپائی اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا پھر کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا اب ذرا اس کی باگ پکڑ لو یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔

سیف الدین نے گھوڑے کی باگ پکڑی گھوڑا واقعی اب مانوس سا لگنے لگا تھا نہ کاٹنے کو دوڑ رہا تھا نہ دولتیاں جھاڑ رہا تھا کوغتائی آگے بڑھا قبلائی خان بھی چند

قدم آگے بڑھا پھر قبلائی خان نے کوغتائی کو گلے لگایا اور کہنے لگا۔

طاقت اور قوت گھوڑ سواری میں مہارت کی جو تعریف تمہاری سیف الدین نے کی تھی قسم نیلے جاودانی آسمان کی تم اس سے کہیں زیادہ آگے ہو۔

قبلائی خان پیچھے ہٹ کر پھر اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا احمد اور سیف الدین دونوں کوغتائی کے پاس آئے پھر احمد نے بڑی راز داری میں کوغتائی کو مخاطب کیا۔

میرے عزیز تیغ زنی کے مقابلے سے پہلے میں تجھے ایک کام کی بات بتادوں قبلائی خان کے لشکر میں کرغیز مانچو سیتھین گاتھ اور بے شمار دوسرے ترک قبائل ہیں تمہارے کرائت ترک بھی کافی تعداد میں لشکر میں شامل ہیں کرغیز اور کرائت ترکوں کا سردار کومانگا ہے جو مسلمان ہے' وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے جہاں تک مانچو قبیلے کے سردار کا تعلق ہے اس کا نام مارتو ہے وہ بھی اسلام قبول کر چکا ہے وہ بھی وہ سامنے کومانگا کیساتھ بیٹھا ہوا ہے گاتھ اور سیتھین قبائل کا سردار یورجی ہے وہ مسلمان تو نہیں لیکن اس کے تعلقات کومانگا اور مارتو دونوں سے بہترین ہیں تینوں آپس میں بھائی ہیں میرا اندازہ ہے کہ ان تینوں میں سے کسی کو قبلائی خان نکالے گا تا کہ تمہارے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرے اگر ایسا ہو تو ان سے نرم رویہ اختیار کرنا۔

احمد رکا پھر کہنے لگا۔

کوشش یہ کرنا کہ قبلائی سے کہو کہ اس کی سلطنت میں جو سب سے زیادہ طاقتور اور تیغ زنی میں مہارت رکھنے والا ہے اسے تمہارے مقابلے پر لائے اس لئے کہ ان دنوں بایان طاقت قوت اور تیغ زنی میں اپنے آپ کو لازوال و بے نظیر خیال کرتا ہے جہاں تک سپہ سالار اعلیٰ ادیاتنگ کا تعلق ہے تو وہ بوڑھا ہو چکا ہے سپہ سالار اعلیٰ ضرور ہے لیکن نام کا صرف مشورہ دیتا ہے جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں حقیقی معنوں میں لشکروں کا سپہ سالار اعلیٰ بایان ہی ہے میں چاہتا ہوں تم اسے ہی مقابلے کی دعوت دو۔

اتنا کہنے کے بعد احمد اور سیف الدین دونوں پیچھے ہٹ کر عام لوگوں میں کھڑے ہو گئے تھے کچھ دیر خاموشی رہی پھر قبلائی خان نے ایک بار پھر کوغتائی کو مخاطب کیا۔

عظیم کوغتائی تیغ زنی کے مقابلے کو میں تمہاری پسند پر چھوڑتا ہوں پھر اس نے اپنے بائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ ادھر دیکھو مارکوپولو کے پہلو کرغیز اور کرائت ترکوں کا سردار کومانگا بیٹھا ہوا ہے اس کی ساتھ مانچو قبیلے کا سردار مارتو اور اس کے ساتھ سیتھین اور گاتھوں کا سردار یورجی ہے ان تینوں میں سے تم کس کے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرنا پسند کرتے ہو میں معاملہ تمہاری پسند پر چھوڑتا ہوں۔

کوغتائی نے کچھ سوچا پھر وہ اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا تھا اس کے بعد قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

عظیم خاقان میں کسی کا نام لیکر اسے تیغ زنی کی دعوت نہیں دیتا میں تو آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کے لشکریوں میں تیغ زنی میں جو سب سے بہتر سب سے برتر اور عمدہ ہے اسے میرے مقابل پر لایا جائے میں اسی سے مقابلہ کرنا پسند کرونگا۔

قبلائی خاں نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

بظاہر میرے لشکریوں کا سالار اعلیٰ ادیاتنگ ہے لیکن حقیقی معنوں میں سپہ سالار اعلیٰ بایان ہی ہے ادیاتنگ بوڑھا ہو چکا ہے عملی طور پر جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا اس کی حیثیت میرے ہاں جنگوں میں مشورہ دینے اور ایک مشیر کی سی ہے میرے لشکر میں بایان جیسا نہ کوئی طاقتور ہے نہ کوئی تیغ زن میں بایان کو تمہارے ساتھ نہیں ٹکرانا چاہتا اس لئے کہ اگر تم دونوں میں سے کوئی بھی ہار گیا تو وہ میری نظروں میں گر جائے گا اور میری نگاہوں میں پہلے جیسی عزت اور وقار نہیں رہے گا جبکہ میں چاہتا ہوں کہ تم اور بایان میری نگاہوں میں یکساں باعزت رہو۔

کوغتائی نے کچھ سوچا پھر قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم خان اگر ایسا ہے تو پھر میں بایان ہی سے تیغ زنی کا مقابلہ کرنا پسند کرونگا۔

بایان کو یہ الفاظ شاید زہر بن کر لگے تھے ایک دم وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا پھر قہر بھرے انداز میں وہ کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اجنبی! تم بغیر سوچے سمجھے منہ سے الفاظ نکال رہے ہو میرے ساتھ مقابلہ کرو گے

مجھے تیغ زنی کی دعوت دو گے تو یاد رکھنا لوگوں کی اس بھیڑ کے سامنے ریزہ ریزہ ذرہ ذرہ کرچی کرچی ہو کر سرنگوں ہو جاؤ گے۔

تم تبریز سے آئے ہو اور وہاں تم زرخانہ کے بہترین قالینوں پر تیغ زنی کے مقابلے کرنے کے عادی ہو گے میں دشت گوبی کا پروردہ ہوں جہاں ٹھٹھری بساند اور موت جیسی خنکی اور آندھیوں کے سرد ہاتھ رگوں میں سرد زہریلی سوئیاں چبھو کر برہنہ لاشوں کے انبار لگاتے رہتے ہیں مجھے مقابلے کی دعوت دو گے تو پھر سنو میں تمہارے جسم کے سرد قید خانے میں رقص کرتے بے شمار شر بھر دوں گا تمہاری حیثیت پھر ایک آواز دلفگار اور الم افروز بیداری سے زیادہ نہیں رہے گی تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ کسی سست گام حریف کو تیغ زنی میں مقابلے کی دعوت دو مجھ سے مت ٹکرانا ایسا کرو گے تو اپنی زیست کے لہو میں درد کے فراق بھر لو گے اس سے پہلے تم جیسے بے شمار تیغ زنوں نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی اور جو بھی مجھ سے ٹکرایا میں نے اسے کتوں کی طرح مار بھگایا مجھے امید ہے میری باتیں تمھاری سمجھ میں آ گئی ہوں گی اور اگر اپنی زیست کی سانسیں باقی رکھنا چاہتے ہو تو آئندہ کبھی بھی مجھے مقابلے کی دعوت مت دینا۔

بایان کا لہجہ گو دشت جیسا خشک اور ہتک آمیز تھا لیکن کوغنائی نے اسے محسوس نہیں کیا اس نے اپنے لبوں پر زبان پھیری چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ بکھیر لی پھر بایان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

میرے عزیز میں خود چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا تیغ زن میرے مقابل آئے جو میری سانسوں میں آگ میرے جسم میں شعلے بھرے میری خواہشوں کے آبگینے توڑے میری روح کے سیلاب میں اشکوں کے نیلم اتارے اور بدسرشت اور کھردری زبان رکھنے والا کوئی حریف بن کر میری روح اور جسم کی دیواریں گرائے اور ردعمل کے طور پر یہ بھی دیکھے کہ میں اس کے حریص جسم کا کیا حشر کرتا ہوں۔ اس کے جسم کے اندر لہو کے راستے کیسے بند کرتا ہوں اور اسے دکھ ساگر میں بہا کر بپھری لہروں کی طرح اسے کیسے ریزہ ریزہ کرتا ہوں رب عظیم کے جلال کی قسم اگر تم میرے مقابل آؤ تو میں تمہاری حالت بانجھ لمحوں کے زیر دھرتی کی مردہ شریانوں جیسی نہ کر دوں تو کوغنائی مت کہنا؛ یہ میرے

مقابل آ کر دیکھو تمہیں خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ میرے لہو کی حق گوئی اور بے باکی صنم خانوں میں تکبیر کی آواز کی طرح گونجے گی اور تجھ پر حاوی ہو کے رہے گی۔

کوغنائی کی یہ گفتگو بایان نے سخت ناپسند کی تھی جواب طلب سے انداز میں اس نے قبلائی خان کی طرف دیکھا قبلائی خان نے نفی میں گردن ہلائی پھر بایان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اپنی نشست پر بیٹھ جاؤ میں کسی صورت تم دونوں کا مقابلہ نہیں چاہوں گا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں کی عزت اور وقار میری نگاہوں میں برقرار رہے بیٹھ جاؤ جوش اور جذبات میں مت آؤ اس پر بایان اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا اس کے بعد قبلائی خان نے غور سے کرغیز اور کرائت ترکوں کے سردار کو مانگا مانچو قبیلے کے سردار مارتو اور ستھیں اور گاتھ قبیلے کے سردار یورجی کی طرف دیکھا اور انھیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم تینوں میں سے کون کوغنائی کیساتھ مقابلہ کرنا پسند کرے گا؟

قبلائی خان کے اس سوال کے جواب میں سب سے پہلے کرغیز اور کرائت ترکوں کا سردار کو مانگا اٹھا اپنی جگہ پر کھڑے ہونے بعد اس نے عجیب سے انداز میں مانچو قبیلے کے سردار مارتو اور ستھیں اور گاتھ قبیلے کے سردار یورجی کی طرف دیکھا اس پر وہ دونوں بھی کھڑے ہو گئے کہ شاید تینوں پہلے سے صلاح مشورہ کر چکے تھے ہر تینوں ایک ساتھ کوغنائی کی طرف بڑھے اس پر ڈانٹنے کے انداز میں قبلائی خان برس پڑا۔

تم تینوں کو ایک ساتھ کوغنائی سے مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس پر کو مانگا مسکراتے ہوئے بول پڑا عظیم خاقان ہم کوغنائی سے مقابلہ نہیں کریں گے آپ بے فکر رہیں۔

تینوں سردار آگے بڑھے سب سے پہلے کرغیز اور کرائت ترکوں کے سردار کو مانگا نے اپنے کام کی ابتدا کی اپنی کمر پر بندھی ہوئی چمڑے کی پیٹی جس میں اس کی تلوار اور خنجر تھا وہ کھولی اور کوغنائی کے قدموں میں پھینک دی کمر پر بندھا ہوا پٹکا اتار کر اس نے اپنے کندھے پر رکھ لیا تھا ترک جب ایسا کرتے تھے تو ان کا ایسا کرنا اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار تھا۔ کو مانگا کے بعد مارتو اور یورجی نے بھی اپنی تلوار اور خنجروں کی پیٹیاں اور اپنے

کمرے کے پٹکے کھول کر فرمابرداری کے اظہار کے لئے اپنے شانوں پر رکھ لیے تھے پھر کرائت ترکوں اور کرغیزوں کا سردار کومانگا گردن کو کسی قدر خم کرتے ہوئے۔

عظیم کوغتائی میں اس باپ کو تسلیم کرتا ہوں اس ماں کو سلام کرتا ہوں جس نے تمہیں جنم دیا خدا کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں کسی دشمن کا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھنے دیں گے ہاں اگر کوئی ہماری لاشوں سے گزر کر تیری طرف آئے تو وہ ہماری مجبوری ہوگی ان علاقوں میں آج کے بعد تم ہمارا امیر ہم تمہارے غلام ہیں آج کے بعد تمہارا فیصلہ ہمارا لئے آخری ہوا کرے گا یقیناً قبلائی خان تم سے پوچھے گا کہ جو لشکر تمھاری کمانداری میں دیا جائے گا اس میں تم کس کس کو رکھنا پسند کرو گے۔

کوغتائی مسکرایا کہنے لگا۔

میرے عزیز میں سب کچھ سمجھ چکا ہوں فکر مند مت ہو اگر قبلائی مجھ سے پوچھتا ہے تو میرا جواب یہی ہوگا کہ میں کومانگا۔ بارتو اور یورجی اور ان کے قبائیل کو اپنے ساتھ رکھنا پسند کروں گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے

کوغتائی کی یہ باتیں سن کر کومانگا بارتو اور یورجی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے پھر کوغتائی جھکا باری باری چمڑے کی پیٹیاں اٹھا کر ان کی کمر پر باندھی اور انہیں واپس جانے کے لئے کہا اس پر وہ مڑے اور پہلے کی طرح اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے تھے۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر قبلائی خان نے احمد کو اپنے قریب بلایا احمد جب قبلائی خان کے سامنے آیا تو اسے مخاطب کر کے قبلائی خان بڑی راز داری اور دھیمی آواز میں کہنے لگا۔

احمد تم دیکھتے ہو حالات نے مجھے ایک آزمائش ایک عجیب سی الجھن میں ڈال دیا ہے تم عقلمند ہو دانا ہو لشکریوں قبائیل اور ان کے سرداروں کے رسم و رواج سے خوب واقف ہو۔

اس کی گفتگو کو احمد کے علاوہ اس کے بیٹے چنگ کم نے سنا تھا جب وہ خاموش ہوا تب اس کا بیٹا چنگ بول پڑا۔

پدر محترم اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے جہاں تک اودیا تنگ کا تعلق

ہے تو وہ بوڑھا ہو چکا ہے اسے آپ اپنا صرف جنگی مشیر سمجھیں لشکریوں کے دو سپہ سالار مقرر کر دیں ایک بایان دوسرا کوغتائی۔

یہاں تک کہنے کے بعد چنگ کم لمحہ بھر کے لئے رکا کچھ سوچا پھر اپنا منہ اپنے باپ قبلائی خان کے قریب لے گیا اور رازداری میں کہنے لگا۔

میرے باپ تیلا جاودانی آسمان جھوٹ نہ بلوائے میرا دل کہتا ہے یہ کوغتائی طاقت اور قوت تیغ زنی میں بایان سے عمدہ ہے آپ نے دیکھا کیسی جراتمندی اور کس طرح بے باکی سے بایان کو مقابلے کے لئے للکارا بایان نے عمدہ الفاظ میں اسے دھمکی دی لیکن جواب میں کوغتائی نے اس سے بھی عمدہ الفاظ استعمال کئے آپ اپنے ایک طرف اودیا تنگ اور اس کے بعد بایان کو بیٹھنے دیں اس طرف تیسری نشست محترم جمال الدین کے لئے مختص کر دیں آپ کے دائیں طرف میں بیٹھا ہوں میں یہ نشست خالی کردوں گا اس نشست کو آپ کوغتائی کے لئے مختص کر دیں میں کوغتائی سے اگلی نشست پر بیٹھا کروں گا اس لئے کہ میری نسبت کوغتائی اس نشست کا زیادہ حقدار ہے اس نے اپنی دلیری اپنی جرات کے باعث اپنے آپ کو اس نشست کا حقدار بنا دیا ہے۔

لمحہ بھر کے لئے چنگ کم رکا اس کے بعد دوبارہ وہ اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

پدر محترم جس طرح گھوڑے کے ساتھ کوغتائی نے اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں ایسا نہ بایان کر سکتا ہے نہ ہماری سلطنت میں کسی فرد کو ایسا کرنے کی ہمت اور جرات ہو سکتی ہے وقت کو بیتنے دیں میرے خیال میں آہستہ آہستہ خود ہی بایان کوغتائی کا مطیع اور فرمابردار بن کر رہنا پسند کرے گا جس دن ایسا ہوا میرے باپ آپ اپنے سارے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ اس کوغتائی کو بنا دیں میرے خیال میں جب ایسا ہوگا تو کوغتائی آپ کے جس دشمن کی طرف رخ کرے گا اس کے مقدر ..... اس کی جھولی میں شکست اور ہزیمت کے علاوہ کچھ نہ رہنے دے گا۔

جب تک چنگ کم بولتا رہا قبلائی مسکراتا رہا جب وہ خاموش ہوا تو اس نے احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

احمد میرے عزیز جو مشکل میں تم سے کہنا چاہتا تھا وہ مسئلہ میرے بیٹے چنگ کم نے بڑے احسن طریقے سے حل کر دیا ہے تم تھوڑی دیر یہیں میرے پاس ہی رہو میں ایک اور معاملہ بھی تمہارے ساتھ طے کرنا چاہتا ہوں لیکن پہلے مجھے کوغتائی کو بلانے دو۔

احمد ایک طرف ہو گیا پھر قبلائی نے کوغتائی کو مخاطب کیا۔

کوغتائی آگے بڑھو میرے دائیں پہلو میں جو نشست خالی ہے اس پر آ کر بیٹھو آئیندہ جب کبھی بھی میرا دربار منعقد ہو گا تم میرے پہلو میں اسی نشست پر آ کر بیٹھا کرو گے۔

کوغتائی مسکراتے ہوئے آگے بڑھا قریب آ کر وہ رکا پھر قبلائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

عظیم تولائی کے مہربان فرزند! جس عزت افزائی سے آپ مجھے نواز رہے ہیں اس کا میں شکر گزار اور ممنون ہوں میں جانتا ہوں جو نشست میرے لئے خالی کی گئی ہے یہ آپ کے بیٹے چنگ کم کی ہے میں چنگ کم کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ مہربان اور ہمدردی کا اظہار کر رہا ہے پر میں آپ کے بیٹے چنگ کم سے کہوں گا کہ وہ اپنی نشست پر بیٹھے اور اس سے جو اگلی نشست ہے اس پر میں بیٹھوں گا۔

کوغتائی کی گفتگو سے قبلائی خان ہی نہیں اس کا بیٹا چنگ کم بھی بڑا متاثر ہوا تھا اپنی جگہ پر چنگ کم اٹھ کھڑا ہوا پھر آگے بڑھا کوغتائی سے بغلگیر ہوا اس کی پیشانی چومی پھر اس سے کہنے لگا۔

کوغتائی تم یقیناً ایک عظیم انسان ہو۔ جو نشست تمہارے لئے خالی کی گئی ہے۔ اس کے صرف تم ہی حقدار ہو اور تم ہی اس پر بیٹھو گے۔ میں اگلی نشست پر تمہارے پہلو میں بیٹھا کروں گا۔ یہ آخری فیصلہ ہے اور اس میں کوئی ترمیم نہیں ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی کوغتائی کو اپنے ساتھ لپٹائے ہی لپٹائے چنگ کم نے اسے اس نشست پر بٹھا دیا تھا۔ جو اس نے خالی کی تھی۔ پھر خود چنگ کم اس کے پہلو میں بیٹھ چکا تھا۔

سب لوگ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے تاہم بایان کے چہرے پر ناپسندیدگی غصے اور برہمی کے آثار تھے۔ اس موقع پر قبلائی خان نے احمد کو مخاطب کیا۔

احمد تھوڑی دیر تک میں یہ نشست ختم کروں گا۔ تم کوغتائی کو اپنے ساتھ لے جانا۔ میں جانتا ہوں۔ تم اس کی رہائش کے لئے پہلے سے اس کے لئے یورت کا اہتمام کر چکے ہو۔ اس یورت تک اس کی رہنمائی کرنا۔ اس کے قیام اور طعام کا بہترین بندوبست کرنا۔

قبلائی خان کو کہتے کہتے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ سیف الدین بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے قبلائی خان کے قریب آیا۔ اور اپنی گردن خم کرتے ہوئے قبلائی خان کو تعظیم دی۔ پھر کہنے لگا۔

خاقان اعظم۔ ترک قبائل کے لشکری کوغتائی کے استقبال اور اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے اپنا رقص پیش کرنا چاہتے ہیں کیا آپ انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیں گے۔

قبلائی مسکرایا کہنے لگا۔

انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ پھر احمد کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی بول پڑا۔

احمد تم اپنی نشست پر بیٹھ جاؤ۔ میرے خیال میں ترک اپنا روائتی رقص پیش کرنے کے لئے کچھ وقت لیں گے۔

سیف الدین پیچھے ہٹ گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد ان گنت ترک جوان جو اپنے ہتھیاروں سے مسلح تھے نشست گاہ کے سامنے جو کھلا میدان تھا۔ اس میں نمودار ہوئے۔ پہلے سب نے مل کر ایک وحشی نعرہ بلند کیا پھر ایک ساتھ انہوں نے ایک جھٹکے کے ساتھ جب اپنی تلواریں بے نیام کیں ایک شور سا اٹھا تھا۔ اس کے بعد اپنی تلواروں کو فضا میں لہراتے ہوئے۔ وحشیانہ رقص کی انہوں نے ابتدا کر دی تھی ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عجیب و غریب سی آوازیں بھی نکالتے چلے جا رہے تھے۔

رقص کرنے والوں میں کرائتوں کے علاوہ نانچو سیتھین۔ گاتھ اور کرغیز پیش پیش تھے ان کے علاوہ لشکر میں تھوڑی تعداد میں قپچاق آریان کا سپین۔ کارلک اور نائمن تھے۔ وہ بھی رقص میں شامل ہو چکے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کرغیزوں اور کرائت ترکوں کا سردار کومانگا نانچو قبائیل کا سردار مارتو گاتھ اور سیتھین کا سردار یورجی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تینوں نے ایک دوسرے

کی طرف دیکھا پھر رقص کرتے ہوئے ترکوں کے اندر آئے ان کی طرح انہوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے بلند کیں پھر وہ بھی ان کے اندر وحشیانہ رقص کرتے ہوئے اور عجیب وغریب سی دہشت زدہ کر دینے والی آوازیں نکالتے ہوئے رقص میں شامل ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک یہ رقص جاری رہا۔ لوگ اس سے محظوظ اور لطف اندوز ہوتے رہے۔ پھر کرغیز اور کرائت ترکوں کے سردار کو مانگا کے کہنے پر رقص ختم کر دیا گیا اس کے ساتھ ہی قبلائی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لواحقین کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔ باقی لوگ بھی آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹنے لگے تھے جبکہ احمد اور سیف الدین دونوں کوغتائی اور وفد کے دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ لے جا رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

سیاہ الجھے گیسو کھولے اور ہلکورے لیتی شام آہستہ آہستہ رات میں ڈھلنے لگی تھی۔ عشاء سے پہلے ہی بکھرے لمحوں کی اوٹ سے کرنیں بکھرتا چاند نمودار ہوا۔ جس کے باعث وقت کا گھور اندھیرا دامن ..... کالے آنگن۔ ماضی و حال کے راز دان مٹیالے بھورے راستے سبھی نے چاندنی اوڑھ لی تھی۔

شمال کی بوجھل برفانی ہواؤں نے طویل رات کے انگ انگ کی وحشت کی حد تک کو ٹھٹھرا کر رکھ دیا تھا۔

ایسے میں ماگس پا سیرم اور توماس اپنے یورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ خاموش اور چپ چاپ بیٹھی سیرم اچانک ماگس پا کو مخاطب کرتے ہوئے بول اٹھی۔

لاما۔ آپ نے دیکھا۔ میں اور توماس نے بھی مشاہدہ کیا۔ کوغتائی نام کا جوان جو ہمارے ساتھ تبریز سے یہاں آیا ہے آپ نے دیکھا اس نے کیسی طاقت اور کس قدر حیرت انگیز قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھوڑے کو اپنے سامنے روک دیا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ گھوڑے سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

لامہ آپ نے مجھے کہا تھا کہ وہ انتہائی خونخوار ہے۔ جوان اور خوبصورت لڑکیوں کو بے آبرو کر کے قتل کرنا اس کا پسندیدہ شیوہ اور مشغلہ ہے۔ اور یہ کہ وہ جوان لڑکیوں کا خون بھی پی جانے سے دریغ نہیں کرتا۔ لامہ ایسے جوان کو اخلاقی لحاظ سے اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ کیا طاقت اور قوت نے اس کوغتائی کے اندر خیر وشر کے امتیاز کا شعور ختم

کر دیا ہے۔ ایسے صف شکن اور مرد جری جوان کو تو جانثار لمحوں جیسا نرم خوبصورت استعاروں کی زبان جیسا ملائم غنچوں کے کھلنے کی ادا جیسا پرکشش اور گلابوں کی تیز خوشبو جیسا پرکشش ہونا چاہیے۔ اپنے بازوؤں کی اس قدر معجز نما طاقت رکھنے والے نوجوان کو ریشمی نیندوں والی رات اور گیت سناتی بازگشت کی طرح دوسروں کے لئے بے ضرر ہو جانا چاہیے۔ جبکہ آپ کہتے ہیں کہ وہ انتہا درجہ کا بداخلاق۔ خونخوار اور عزت و آبرو کا بدترین دشمن ہے۔ لامہ سمجھ نہیں آتی کہ اسقدر بہادر اور طاقتور نوجوان ایسا کیوں ہے۔

حسین اور خوبصورت سیرم کی یہ گفتگو اور اس کے سوال دلائی لامہ ماگس پا کو کاٹ رہے تھے جبکہ اس کی گفتگو سے اس کا چھوٹا بھائی توماس اندر ہی اندر دھیرے دھیرے مسکرا رہا تھا۔ لامہ اس سے اس قسم کی باتیں نہیں سننا چاہتا تھا۔ لہذا جھڑک دینے کے انداز میں کہنے لگا۔

تجھے اس نوجوان سے کیا۔ جو گھوڑوں جیسی طاقت رکھتا ہے وہ اگر خونخوار ہے۔ بداخلاق ہے تو اپنی جگہ۔ تجھے اس سے متعلق گفتگو کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اٹھ کھانا لا اور بیٹھ کر کھائیں بھوک لگی ہے۔ اس پر سیرم بیچاری شرمندہ سی ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کھانا لا کر سب کے سامنے رکھ دیا تھا۔ اور تینوں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

دوسری جانب رات کے وقت قبلائی خان اپنی بیوی جاموئی اپنے بیٹے چنگ کم اپنی بیٹی کوکاچین اور اپنے سالار اعلیٰ اودیانگ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ سب کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک قبلائی نے بات کا رخ بدلا اور اپنے سپہ سالار اودیانگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اودیانگ آج تو نے اس کوغنائی کو کیسا پایا۔

اودیانگ تھوڑی دیر تک دھیرے دھیرے مسکراتا رہا۔ پھر قبلائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

خاقان اعظم۔ نیلے جاودانی آسمان کی قسم میں اس شخص سے متعلق جھوٹ بولنا پسند نہیں کروں گا۔ جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے۔ وہ کڑے عذابوں کے طوفانوں جیسا طاقتور اور اپنی گرفت میں لے لینے والے اڑتے لمحوں کی داستان جیسا زور آور ہے۔ وہ

فضاؤں میں غموں کی تاریکی پھیلاتی زمین پر سیاہی گھولتی اور چٹانوں کے بھیانک سلسلوں پر ہتھوڑوں کی طرح برسنے والی ہولناک بوران کی طرح وحشت انگیز اور قوت سے بھرپور ہے۔ ایسے لوگ جب اپنے عمل کی ابتدا کرتے ہیں۔ تو برق کا کوندا بن جاتے ہیں پھر ان کے سامنے پہاڑ ہٹ جاتے ہیں۔ درے سرک جاتے ہیں۔ ایسے نوجوان قبلائی خان شب کے در و بام کو کرب کی منزلوں اور موسموں کی اندھی دستکوں کو وقت کے بدترین موڑ پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ کوغنائی جیسے طاقتور عمدہ تیغ زن جوان ہی لشکریوں کا زیور میدان جنگ کی سنہری داستان اور فتح مندی کا جواہر بھرا افسانہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس جوان سے بے شمار عمدہ امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں اور مجھے امید ہے۔ کہ وہ ان امیدوں سے بھی کہیں آگے جا کر دم لے گا۔

اودیانگ جب خاموش ہوا۔ تو قبلائی کا بیٹا چنگ کم بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اودیانگ قسم نیلے جاودانی آسمان کی آپ نے صحیح میرے خیالات اور جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ کوغنائی یقیناً ایسا ہی ہے۔ اور وہ ہمارے لئے بڑا سودمند اور بڑا فتح مند ثابت ہوگا۔ اس بار قبلائی خان کی بیوی جاموئی بول پڑی۔

اگر وہ نوجوان ایسا ہے۔ تو پھر ہمیں اس کی بہترین دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ پھر جاموئی نے قبلائی خان کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ کو ایک ایسا طاقتور بے مثل تیغ زن اور ایک عمدہ سالار میسر ہوا۔ آپ نے اس سے یہ نہیں پوچھا۔ کہ وہ شادی شدہ ہے یا اکیلا ہے اگر وہ شادی شدہ ہے تو ٹھیک۔ اگر اس نے ابھی تک شادی نہیں کی تو قبیلے کی حسین ترین لڑکیوں کو اس کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے اور جس لڑکی کو پسند کرے اپنی زندگی کا ساتھی بنا لے۔ ایسا کرنے سے ہمارے لشکر میں اس کی عزت افزائی ہوگی۔ اور وہ ایسا کیے جانے کا حقدار بھی ہے۔

قبلائی خان تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

جاموئی تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں اس سے پوچھوں گا۔ کہ اس نے شادی کر رکھی ہے۔

کہ نہیں۔ اس کے بعد جیسا تم نے کہا ہے۔ میں ویسا ہی کروں گا۔ ابھی تو میں نے اپنی نشست گاہ میں اس کے بیٹھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسے لشکریوں کا سالار مقرر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں ایک انتہائی اہم ذمہ داری اسے سونپنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد سب اس پہلے موضوع پر گفتگو کرنے لگے تھے۔ جس پر کوغتائی کا ذکر چھڑنے سے پہلے کر رہے تھے۔

ادھر کوغتائی اپنے یورت میں عشاء کی نماز ادا کر رہا تھا۔ یورت ایک بہت بڑا خیمہ تھا۔ جو ایک چھکڑے کے اندر نصب تھا۔ اس کا اندرونی حصہ موٹے چمڑے کا تھا۔ اس کے اوپر موٹے موٹے اونی لبادے تھے اور ان اونی لبادوں کے اوپر پھر چمڑے کی تہیں تھیں۔ تاکہ خیمے کے اندرونی حصے کو بارش برفباری سے محفوظ رکھیں۔ اور خیمہ ان کی وجہ سے سردی میں گرم رہے۔ جس چھکڑے کے اندر یہ خیمہ یعنی یورت نصب تھا۔ اس کو دو خچریں کھینچتی تھیں۔ یورت کے دائیں جانب چمڑے کی چادروں سے ڈھکا ہوا اور چمڑے کی چادروں ہی کی چھت کا شامیانہ سا تھا۔ جس کے اندر دو خچریں اور وہ گھوڑا بندھا تھا جسے کوغتائی نے زیر کیا تھا۔ جواب کسی حد تک اسی سے مانوس ہو چکا تھا۔

عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد جب کوغتائی دعا مانگ چکا تب یورت کے بیرونی حصے سے کسی کی آواز سنائی دی۔

امیر۔ کیا ہم اندر آ سکتے ہیں۔

کوغتائی پہچان گیا۔ وہ کرائت اور کرغیز ترکوں کے سردار کوبانگا کی آواز تھی۔ اس کی آواز سن کر کوغتائی کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوبانگا میرے عزیز میرے یورت میں آنے کے لئے تمہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اندر آ۔ میں تمہیں اپنے یورت میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

تھوڑی دیر بعد کوبانگا یورت میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مانچو قبیلے کا سردار مارتو سیتھین قبیلے کا سردار یورجی ان کے پیچھے پیچھے احمد اور سیف الدین کے علاوہ جمال الدین بھی تھا۔

جب سب یورت میں بیٹھ گئے تب سیف الدین نے کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

امیر! آپ نے کھانا کھا لیا۔ میں نے کسی قدر سویرے کھانا اس لئے بھجوایا تھا۔ کہ آپ کو بھوک لگ رہی ہوگی پتہ نہیں کھانا آپ کو پسند بھی آیا کہ نہیں۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

کھانا بہت اچھا تھا۔ میں نے بے حد پسند کیا۔ جس وقت تم نے کھانا بھجوایا۔ اس وقت واقعی مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے تمہارا بھیجا ہوا کھانا بڑی رغبت سے کھایا ہے۔ اس کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں۔

کوغتائی لمحہ بھر کے لئے رکا۔ پھر سیف الدین کی بجائے اس نے احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

احمد میرے محترم جس وقت میں گھوڑے کو زیر کر کے واپس لا رہا تھا۔ راستے میں ایک لڑکی نے میری راہ روکی تھی۔ اس لڑکی نے مجھے ایک چبھن۔ ایک کرب ایک جستجو میں ڈال رکھا ہے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تم اس لڑکی سے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ گے اب بتاؤ وہ لڑکی کون ہے۔ اس نے اپنی باتوں میں یہ بھی ذکر کیا تھا کہ وہ بے آبرو ہو

چکی ہے۔ یہ بھی تفصیل سے کہو کہ کس نے اسے بے آبرو کیا۔ اس کی باتوں میں اس بات کی بھی نشاندہی تھی کہ وہ لڑکی مسلمان ہے۔ یوں جانو اس کی باتوں نے میرے ضمیر میں خنجر پیوست کر رکھے ہیں۔ جب تک میں اس کی حقیقت کو جانوں گا نہیں۔ مجھے ذہنی سکون اور ضمیر کا اطمینان حاصل نہیں ہوگا۔

کوغتائی جب خاموش ہوا۔ تو احمد کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی۔ کچھ سوچتا رہا۔ پھر کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغتائی۔ میرے عزیز بھائی۔ وہ لڑکی قبلائی خان کے دو سالاروں کی وحشت ان کی بربریت اور حیوانیت کا شکار ہوئی۔ ان دونوں سالاروں کے نام چنگ لی اور وانگ چو ہیں۔ دونوں چچا زاد بھائی ہیں۔ معاملہ کچھ اس طرح ہے۔ کہ ان علاقوں میں پہلے سے بہت سے مسلمان بستے ہیں۔ اور ان کی بہت سی بستیاں یہاں موجود ہیں۔ یہ لوگ قتیبہ بن مسلم کے دور سے، اسلام قبول کر چکے ہیں۔ وہ لڑکی جس نے امیر تمہارے گھوڑے کی راہ روکی۔ تم نے دیکھا بڑی خوبصورت ہے۔ جیسی خوبصورت ہے۔ ویسی اخلاق کی بھی بے مثال ہے۔ یہ دونوں سردار جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ جن کے نام چنگ لی اور وانگ چو ہیں۔ اس لڑکی کو پسند کرتے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک لڑکی سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا۔ اسے خریدنا چاہتا تھا۔ لیکن لڑکی کے ماں باپ کے علاوہ بستی کے لوگوں نے بھی اس معاملے کو ناپسند کیا۔ اور لڑکی نے بھی انہیں رد کر دیا۔

اس پر ان دونوں سالاروں نے قبلائی خان سے شکایت کی کہ اس بستی کے لوگ جنوبی چین کی سنگ حکومت کے حق میں ہیں۔ منگولوں کے خلاف ساز باز اور غداری کر رہے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے قبلائی کے سامنے جھوٹے گواہ بھی پیش کر دیئے اور اسے اطمینان دلا دیا۔ جس پر قبلائی خان نے اس بستی کے اکثر لوگوں کو تہہ تیغ کرنے کا حکم دے دیا۔

یہ حکم ملتے ہی بستی کی اچھی خاصی آبادی کو تہہ تیغ کر کے بستی کے ایک حصے کو بھی برباد کر دیا گیا۔ کچھ بوڑھے بے بس عورتیں اور جوان لڑکیاں بچیں ان میں اکثر کو بے آبرو کر دیا گیا ہے۔ ان بے آبرو ہونے والی لڑکیوں میں ماردئی بھی شامل ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد احمد رکا۔ کچھ سوچا اور اس کے بعد اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

امیر کوغتائی میں قبلائی خان کے سالاروں سے متعلق تمہیں تفصیل سے بتا دوں تاکہ میری تفصیل کے مطابق ہی تم ان سے سلوک کر سکو۔

جہاں تک قبلائی خان کے بوڑھے سپہ سالار اعلیٰ کا تعلق ہے۔ بہت اچھا انسان ہے۔ نیک خو ہے بدی کا قائل نہیں۔ نائب سالار بایان کیسا ہے۔ یہ تم جان ہی چکے ہو۔ اس کے علاوہ بھی کچھ انتہائی غلیظ اور مکروہ سالار قبلائی خان کے لشکر میں شامل ہیں۔ ان میں شیرامون اور آچو سرفہرست ہیں۔ ویسے ان دونوں کے بعد کروک چی کا نمبر آتا ہے۔ یہ بھی قبلائی خان کے پسندیدہ سالاروں میں سے ہے۔ اور عموماً بایان کے نائب کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ ان تین کے علاوہ ان دو کا میں تمہیں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں۔ جن کے نام وانگ چو اور چنگ لی ہیں۔ یہ سب سے زیادہ بدمعاش اوباش اور انتہائی بے ننگ و ناموس رکھنے والے سالار ہیں ان کی نگاہوں میں کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔

انہی دونوں نے ماروائی کو بے آبرو کیا۔ اب ماردئی اپنے گھر میں اپنے باپ کے ساتھ اکیلی رہتی ہے۔ ان کی تھوڑی بہت زمین بھی ہے۔ جسے کاشت کر کے وہ اپنی گزر بسر کر لیتے ہیں۔

احمد سے یہ سارے انکشاف سن کر لگتا تھا۔ کوغتائی کے دل پر خنجر اور ضمیر میں نشتر چل گئے ہوں۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ خیمے میں بیٹھے ہوئے سب بڑی پریشانی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ کوغتائی نے اپنی گردن سیدھی کی۔ احمد کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

احمد میرے عزیز کیا میں ماردئی اور اس کے باپ سے مل سکتا ہوں۔

احمد نے تجسس بھری نگاہ کوغتائی پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

آپ کب ان دونوں باپ بیٹی کو ملنا پسند کریں گے۔

ابھی اور اسی وقت۔ کوغتائی نے چھاتی تانتے ہوئے ایک عزم کے ساتھ کہا۔

احمد اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر کوغتائی! اگر آپ ایسا چاہتے ہیں۔ تو انھیں ہم ابھی آپ کو وہاں لیکر چلتے ہیں۔ اپنے یورت سے نکلنے سے پہلے میری ایک اور بات بھی سن لیں۔

شاید قبلائی خان کل مجھ سے پوچھے گا کہ کوغتائی لشکر کے کس کس حصے کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کل اسے کہہ دوں گا۔ کہ کوغتائی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ کرائت ترکوں۔ کرغیزوں مانچو قبائل کے علاوہ گاتھ اور سیتھین کو اپنے ساتھ رکھنا پسند کرے گا۔

کوغتائی مسکرایا پھر کہنے لگا۔

رب ذوالجلال کی قسم۔ احمد تو نے میرے دل کی بات کہی ہے۔ میں خود بھی ایسا ہی چاہتا تھا۔ احمد نے پھر مسکراتے ہوئے کچھ کہنا چاہا تھا۔ کہ اس سے پہلے ہی کرائت ترکوں اور کرغیزوں کا سردار کو مانگا بول پڑا۔ اس نے کوغتائی کو مخاطب کیا۔

امیر کوغتائی۔ آپ کے یورت کے اردگرد اب کرائت ترک اور کرغیز بیٹھ چکے ہیں۔ اپنے اپنے یورتوں کو وہ آپ کے یورت کے اردگرد جما چکے ہیں۔ اور ان کی اجازت کے بغیر کوئی بھی آپ کے یورت کا رخ نہیں کر سکتا۔ کرغیز اور کرائت ترکوں کے بعد آپ کے یورت کے اردگرد مانچو گاتھ اور سیتھین قبائل بھی پھیل چکے ہیں۔ اب ان سر زمینوں پر سارے قبائل آپ کی طاقت۔ آپ کی قوت۔ اور آپ کا زور بازو ہیں۔ امیر کوغتائی۔ خداوند عظیم کی قسم۔ آپ جس قوت کی طرف بھی اشارہ کریں گے۔ آپ کے ایک اشارے پر ہم لوگ اس قوت کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔

جب تک کو مانگا بولتا رہا۔ کوغتائی مسکراتا رہا۔ اس کے خاموش ہو جانے کے بعد اس نے کو مانگا کے علاوہ مارتو۔ یورچی تینوں کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ان تینوں سرداروں کے علاوہ سیف الدین۔ احمد اور جمال الدین کے ساتھ وہ یورت سے نکلا۔ اور لشکر گاہ کے قریب ایک بستی کی طرف ہولیا تھا۔ اس نے دیکھا جونہی وہ لشکر گاہ سے نکلا کچھ مسلح جوان جو کرائت اور کرغیز تھے اس کے دائیں بائیں اور پیچھے اس کی حفاظت کے لئے چل پڑے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد لشکر گاہ کے قریب ہی وہ ایک ایسی بستی میں داخل ہوئے جس

کے مکان کچھ پکی مٹی کچھ گھاس پھوس۔ کچھ لکڑی کچھ مٹی کی پکی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ ایک مکان کے سامنے احمد رک گیا۔ پھر دروازے پر اس نے ہلکی سی دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اندر سے کیسی کی انتہائی شریں کھنکھناتی جوان اور توانا آواز سنائی دی۔

کون ہے؟

احمد مسکرایا۔ پھر کہنے لگا۔

ماروائی دروازہ کھولو۔ میں تمہارا بھائی احمد ہوں۔

دروازہ فوراً کھل گیا۔ سب نے دیکھا۔ سامنے حسین پر جمال ماروئی کھڑی ہوئی تھی۔ چاند کی چاندنی میں ماروئی نے اپنے گھر کے دروازے پر کوغتائی۔ کو مانگا مارتو۔ رچی۔ احمد۔ سیف الدین اور جمال الدین کو دیکھا تب اس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لمحہ بھر کے لئے اس کے ہونٹوں پر درزیدہ سا تبسم بکھر گیا تھا۔ پھر وہ ایک طرف ہٹ گئی۔ گردن اس بے چاری کی جھک گئی تھی چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں سے پانی برسنے لگا تھا۔ کچھ بول نہ سکی۔ وہ اسی طرح کھڑی رہی۔ اس لئے کہ کوئی اندر داخل نہیں ہو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر کوغتائی ہنس گیا تھا۔ کھڑی سے آواز میں اسے مخاطب کیا۔

میری بہن اندر آنے کو نہیں کہوں گی۔

سر کو جھٹکتے ہوئے ماروئی نے جب شکوؤں اور شکایتوں بھرے انداز میں کوغتائی کی طرف دیکھا تو اس کے ان گنت آنسو اس کے دامن پر گر گئے تھے۔ کوغتائی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے شکوہ کیا۔ کیا بہنیں اپنے گھر میں بھائیوں کا اسی طرح استقبال کرتی ہیں۔

ماروئی بیچاری تڑپ کر ایک طرف ہوگئی تھی۔ آنکھیں اس نے خشک کر لیں۔ پھر بین کرتی ہوئی آواز میں وہ بول پڑی میں آپ سب لوگوں کو اپنے اس ٹوٹے پھوٹے گھر میں خوش آمدید کہتی ہوں۔

سب اندر داخل ہوئے اتنی دیر تک سامنے کے ایک کمرے سے جس میں کیسی شمع کے جلنے کی وجہ سے ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ کیسی کی آواز سنائی دی۔

ماروئی۔ میری بیٹی۔ کہاں کھڑی رہ گئی ہو۔ دروازے پر کس نے دستک دی ہے۔

ماروئی نے دروازہ بند کیا۔ پھر کہنے لگی۔

بابا ہمارے گھر میں بہت معزز مہمان آئے ہیں۔ پھر ماروئی سب کو لے کر اسی کمرے میں داخل ہوئی جس میں سے روشنی چھن چھن کے باہر آرہی تھی۔ اندر ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ سب کو دیکھتے ہوئے وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شاید وہ احمد۔ سیف الدین۔ کو مانگا۔ مارتو۔ یورجی کا پہلے سے جاننے والا تھا۔ اس لئے کہ پرجوش انداز میں اس نے ان سے مصافحہ کیا۔ اتنی دیر تک اس کی نگاہیں کوغتائی اور جمال الدین پر جم کر رہ گئی تھیں۔ ماروئی بول پڑی۔

بابا۔ یہ وہی کوغتائی ہیں۔ جن کا ذکر میں نے دن کے وقت آپ سے کیا تھا اور ان کے ساتھ تبریز سے آنے والے مشہور طبیب۔ منجم اور عالم دین محترم جمال الدین ہیں۔

ماروئی کا بوڑھا باپ آگے بڑھا۔ پہلے اس نے کوغتائی سے پرجوش مصافحہ کیا۔ پھر جمال الدین کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ میں ماروئی کا باپ ہوں۔ میرا نام شوہان ہے۔

اتنی دیر تک بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کوغتائی کی طرف دیکھ کر ماروئی بول پڑی۔

کوغتائی میرے بھائی تمہاری آمد نے مجھے عجیب سے شش و پنج اور ایک عجیب سے گنجلک میں مبتلا کر دیا ہے۔ جب سے ہماری بستی کے لوگوں کا قتال کیا گیا ہے۔ (اس قتال کا ذکر مشہور مورخ ہیرلڈلیم نے بھی کیا ہے) تب سے صرف ہم ہی نہیں اس بستی کے تقریباً سارے لوگ سرد آہوں سوئے منظر۔ برہنہ پیڑ دھوئیں سے بوجھل سانسوں اور جلتے کہر اور گہری دھند میں لپٹے اداس چہروں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سوچتی ہوں۔ اپنے نووارد اور اجنبی بھائی کو کہاں بٹھاؤں؟

اس پر کوغتائی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ گھر کا اس نے جائزہ لیا۔ اس کمرے میں بوسیدہ سی دو کھاٹ لگی ہوئی تھیں۔ جن پر مشکل سے رات گزارنے کے لئے مختصر سے بستر تھے۔ لمحہ بھر کے لئے کوغتائی کے چہرے پر کرب سا نمودار ہوا۔ پھر

اس نے کمرے کے فرش کی طرف دیکھا جو بھس ملی مٹی سے بنا ہوا تھا۔ نیچے جھکا۔ فوراً پھسکڑا مار کر وہ فرش پر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔

ماروئی میری بہن! بیٹھنے کے لئے اس سے بہتر اور کیا جگہ ہو سکتی ہے۔ کوغتائی کے اس طرح بیٹھنے پر جمال الدین احمد۔ سیف الدین۔ کو مانگا۔ مارتو اور یورجی بھی وہاں بیٹھ گئے تھے۔ کوغتائی کے اس انداز کو لگتا تھا کہ ماروئی اور اس کے باپ شوہان نے پسند کیا تھا۔ لہٰذا مسکراتے ہوئی وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر شوہان نے کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

بیٹے کبھی ہماری یہ سرزمین محبت کی گھنی چھاؤں۔ زرخیز شگوفوں سہانی شام کے جگمگاتے مناظر جیسی دلفریب تھی۔ لیکن کچھ غیر ذمہ دار لوگوں نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کی زرخیز وادیوں میں خونی پانی اور زمین کی کوکھ میں افلاس کے طوفان بھر دیئے ہیں۔ کچھ غیر ذمہ داروں کے شکایت کرنے پر حملہ آور تخریب کی آتش کی طرح وارد ہوئے۔ تہذیب و تمدن کے تراشے اور لہو رستے بدن لمحوں کی صلیب پر تڑپتے رہ گئے۔ اس بستی کے مسلمانوں کی حالت ایسے ہی ہے۔ جیسے لہو رستے بدن پر خوف و ہیجان اور پیاسی بستیوں پر سلگتے پیاسے سراب وارد کر دیئے گئے ہوں۔

شوہان جب خاموش ہوا۔ تب اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے کوغتائی بول پڑا۔

میرے محترم۔ مجھے ذرا یہاں قدم جمانے دیں۔ یہاں حالات کا پورا جائزہ لینے دیں۔ سب کو سمجھنے دیں اس کے بعد دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔ جو لوگ اس بستی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ جن کے کہنے پر بستی پر حملہ کیا گیا۔ میرے محترم! وہ اپنے بدترین انجام سے بچ نہیں سکیں گے۔

میں آج ہی یہاں وارد ہوا ہوں۔ میرے پاس کچھ رقم آنے دیں۔ خداوند نے چاہا تو میں آپ ہی نہیں اس بستی کے دیگر مسلمانوں کے حالات بھی بدلنے کی کوشش کروں گا۔

ماروئی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ میں بول پڑی۔

میرے بھائی یہ احمد اور سیف الدین کے علاوہ ہمارے بھائی کو مانگا۔ مارتو اور
یورجی بھی اب تک یہاں کے لوگوں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ میرے بھائی میں چاہتی
ہوں کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں کسی کی مدد کے سہارے ہم کب تک زندہ رہیں
گے۔

ماروئی لمحہ بھر کے لئے رکی۔ اور اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ
کہہ رہی تھی۔

کوغتائی میرے بھائی۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں آپ کے یورت کی صفائی ستھرائی
کر دیا کروں۔

کوغتائی نے شکووں بھرے انداز میں ماروئی کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔

تم میرے یورت کی صفائی کیوں کرو گی۔ میرے یورت کی صفائی کرنے والے
بہت لوگ ہیں۔

ماروئی سنجیدہ ہو کر کہنے لگی۔

بھائی آپ ناراض مت ہوں۔ آپ اس کے لئے مجھے معاوضہ دے دیجیے گا۔
اس طرح میں اور میرا باپ کسی کی مدد کے سہارے زندہ رہنے کی بجائے خود ہی کمائی ہوئی
رقم کے سہارے اپنی زندگی کے دن گزارنے کے قابل ہو جائیں گے۔

کوغتائی ماروئی کی اس گفتگو سے پگھل سا گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ نہ بول
سکا۔ گردن اس کی جھک گئی تھی۔ پھر اس نے ماروئی کی طرف دیکھا۔ کسی قدر خفگی کا
اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ماروئی۔ کیا کوغتائی کو شرم نہ آئے گی کہ اس کی بہن اس کے یورت کی صفائی
کرے اور اپنی بہن کو وہ معاوضہ دے۔ کیا ایک ترک کے لئے یہ ڈوب مرنے اور صلیب
پر چڑھ جانے کا مقام نہیں ہے۔ میری بہن نہ تو میرے یورت کی صفائی کرے گی اور نہ
کچھ اور کام کرے گی۔ اگر احمد۔ سیف الدین کے علاوہ اور میرے دوسرے بھائی تمہاری
اور بستی کے دیگر دوسرے لوگوں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ تو یہ تم لوگوں کا حق تھا۔ لیکن
اب بہت جلد میں بستی کی پہلی حالت کو بحال کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں کیا کرتا

ہوں۔ تم دیکھتی جانا۔ احمد مجھے تمہارے حالات بتا چکا ہے۔ وہ حالات سن کر مجھے بے حد
دکھ ہوا۔ بستی کے جن لوگوں پر یہ افتاد گزری ان کی حالت کا بھی مجھے بے حد صدمہ ہے۔
میری بہن عورت کی عصمت اس کا ناموس دنیا کے نایاب ترین اور قیمتی سے قیمتی موتی سے
بھی زیادہ اہمیت اور مول رکھتا ہے۔ میں تمہارے ناموس کے وہ موتی جو لٹ چکے ہیں۔
لوٹا تو نہیں سکتا۔ لیکن رات کی اس تاریکی میں اس کچے فرش پر بیٹھ کر میں تم سے وعدہ اور
عہد کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے تمہارے دامن میں بے آبروئی اور بے عصمتی کے پتھر
ڈالے ہیں۔ ان کے مقدر میں تباہی اور بربادی کے کنکر بھر کر رکھ دوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد کوغتائی لمحہ بھر کے لئے رکا تھا۔ اس کے بعد شوہان کو
مخاطب کر کے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

محترم شوہان۔ مسلمانوں کی بستی میں قتال کرنے کے لئے گواہ کے طور پر چنگ لی
اور وانگ چو دونوں نے کس کو پیش کیا تھا۔

شوہان کسی قدر خوف زدہ سا ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

کوغتائی دریائے کیانگسی کے کنارے یہاں سے تھوڑی ہی دور ایک بہت بڑی
حویلی ہے۔ اس حویلی کے مالک کا نام ٹونگ ہے۔ بدھ مت سے اس کا تعلق ہے۔
انتہائی بدمعاش۔ اوباش لچا قسم کا انسان ہے۔ اس کے بہت سے کارندے ہیں۔ جو اس
کے ایما پر برے کاموں کا پرچار کرتے ہیں۔ یہی ٹونگ اور اس کے چند ساتھی مسلمانوں
کی بستی میں قتال کے لئے گواہ بن گئے تھے۔

کوغتائی نے پھر کچھ سوچا۔ دوبارہ اس نے سوال کیا۔

محترم شوہان یہ ٹونگ عمر کے کس حصے میں ہوگا۔

یہی کوئی تیس پینتیس کے پھیرے میں ہوگا۔

اس کی کوئی بہن بھی ہے۔ جسے وہ بہت عزیز رکھتا ہو۔

ایک نہیں اس کی دو بہنیں ہیں۔ بے حد خوبصورت ہیں۔ ابھی [illegible]
[illegible] ہوا۔

کوغتائی کے چہرے پر دور دور تک گہری آسودگی اور مسرتیں بکھر گئی [illegible]۔ دوبارہ

اس نے پوچھ لیا۔

یہ جو چنگ لی اور وانگ چو ہیں۔ جن کے متعلق آپ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ آپس میں چچازاد یا قریبی رشتہ دار ہیں۔ جو اس بستی کے قتال کے سبب ہیں۔ اور جنہوں نے میری بہن ماروئی کو گوہر عصمت سے محروم کیا ہے۔ کیا ان کی بھی کوئی بہن ہے۔

شوہان نے تیز نگاہوں سے کوغتائی کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

دونوں کی ایک ایک بہن ہے۔

کوغتائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر شوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم شوہان۔ آپ اور ماروئی دونوں باپ بیٹی آرام کریں۔ جو اطلاعات میں آپ سے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ میں کر چکا۔ اب آپ دیکھئے گا۔ میں ان لوگوں کا کیا حشر نشر کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں چنگ لی اور وانگ چو کو ہاتھ ڈالنا ذرا مشکل ہے۔ اس لئے کہ جس طرح مجھے بتایا گیا ہے وہ قبلائی خان کے انتہائی قریبی سرداروں میں سے ہیں۔ بہرحال ایک نہ ایک روز وہ مجھ سے بچیں گے نہیں۔ تو تنگ زیادہ دن زندہ نہیں رہے گا۔ جو کچھ میں ان کے خلاف کرنا چاہتا ہوں۔ فی الحال میں راز میں رکھوں گا۔ جب میں اپنے کام کی تکمیل کر چکوں گا۔ پھر آپ پر انکشاف کروں گا۔ کہ میں نے ان سے اپنی بہن ماروئی کا کیا انتقام لیا۔

کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے دوسرے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر کوغتائی ماروئی کے قریب آیا۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اسے مخاطب کرتے ہو کہنے لگا۔

ماروئی۔ میری عزیز بہن۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک تمہارے اخراجات کا تعلق ہے۔ اپنے مستقبل اور اپنے اخراجات سے متعلق بالکل بے فکری کے عالم اپنی آنکھیں بند کرلو۔ میرے خداوند کو منظور ہوا تو عنقریب وہ وقت آئے گا۔ کہ صرف تم لوگ ہی نہیں اس بستی کے اندر جس قدر مسلمان ہیں میں ان کی پہلی سی زندگی کو بحال کرنے کی کوشش کروں گا۔

پھر کوغتائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلا۔ ماروئی اور اس کا بوڑھا باپ شوہان دروازے تک ان کے ساتھ آئے پھر کوغتائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ [illegible] سے چلا گیا۔

دوسرے روز فجر کی نماز کے بعد کوغتائی دریائے کیانکسی کے کنارے کچھ دیر ورزش کرتا رہا۔ مختلف قبائیل کے مسلح جوان جو اس کی حفاظت پر سرداروں نے مقرر کر رکھے تھے وہ اس کے اردگرد ذرا فاصلے پر کھڑے تھے۔ پھر ورزش کرنے کے بعد دریا کے کنارے کنارے ایک سمت کوغتائی بھاگ کھڑا ہوا۔

وہ تھوڑا سا ہی آگے گیا تھا کہ اس کے آگے آگے سیرم جا رہی تھی۔ اس کا رخ دریا کے کنارے بدھ مت کے ایک پگوڈے کی طرف تھا۔

سیرم نے جب مڑ کر دیکھا تو دنگ رہ گئی۔ اس کے بالکل قریب کوغتائی بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ کوغتائی تو ویسے ہی ورزش کرنے کے بعد بھاگ رہا تھا۔ سیرم یہ سمجھی کہ وہ اسے پکڑنے کے لئے آ رہا ہے۔ اس لئے کہ ماگس پا نے کوغتائی کے متعلق اسے مکمل طور پر گمراہ کر رکھا تھا۔ وہ بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ بدحواسی میں پگوڈے کا رخ کرنے کی بجائے اپنی جان بچانے کے لئے وہ بائیں جانب بھاگی۔

یہ دوسرا موقع تھا کہ کوغتائی کو دیکھتے ہوئے سیرم بدحواس ہو کر بھاگی تھی۔ کوغتائی کو اس سے متعلق ایک جستجو ہوگئی تھی آخر وہ اسے دیکھتے ہی کیوں بھاگی ہے۔ اور کس نے اس کو اس سے متعلق گمراہ کر رکھا ہے۔ لہٰذا دریا کا کنارہ چھوڑ کر جب بائیں جانب کوہستانی سلسلے کی طرف بھاگی تو کوغتائی بھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا۔

اب سیرم کو پکا یقین ہوگیا تھا۔ کہ کوغتائی یقیناً اسے پکڑنے کے لئے اس کے

لگ گیا ہے۔ اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ ساتھ ہی وہ چیخنے بھی لگی تھی۔ مدد کے لئے بھی پکارنے لگی تھی۔ کوغتائی نے بھی اس کے پیچھے بھاگنے کے لئے اپنی رفتار تیز کر دی۔ تھوڑی دیر بعد کوغتائی نے اسے جالیا۔ ایک جھپٹا مارتے ہوئے کوغتائی نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ سیرم بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔ کوغتائی نے ہلکا سا جھٹکا اس کے بازو کو دیا۔ پھر ڈانٹ دینے کے انداز میں کہنے لگا۔

چیختی چلاتی کیوں ہو۔ کیا تمہیں کسی نے مار دیا ہے۔ کوئی تم پر وار کر رہا ہے۔ کوئی تمہیں تلوار سے ذبح کرنے کے درپے ہے۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم آخر مجھے دیکھ کر بدکتی کیوں ہو۔ میں تو دریا کے کنارے کنارے ورزش کرنے کے بعد بھاگ رہا تھا۔ تم میرے آگے آ گئے تھیں۔ میں نے تو یہی اندازہ لگایا تھا کہ تم صبح کے وقت اپنے یگوڑا کی طرف جا رہی ہوگی۔ لیکن تم مجھے دیکھ کر بدکی۔ بھاگی اور اس کوہستانی سلسلہ کا رخ کر لیا۔ بس مجھے اس کی وجہ بتا دو۔ کہ تم اس طرح کیوں بھڑکتی ہو۔ کیوں بھاگتی ہو۔ کس نے تمہیں میرے متعلق گمراہ کر رکھا ہے۔

اس کے ساتھ ہی کوغتائی نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ تو سیرم نے سکھ کا سانس لیا۔ کہ کم از کم وہ اس کی گرفت سے آزاد ہو گئی ہے۔ پھر وہ ایک طرف کو بھاگ کھڑی ہوئی اور اس سے کہنے لگی۔ مجھے کسی نے تمہارے بارے میں گمراہ نہیں کیا۔ جو تمہاری حقیقت۔ اصلیت ہے میں اس سے واقف ہوں۔ آئندہ تم نے اگر میرا پیچھا کرنے کی کوشش کی تو پھر نقصان اٹھاؤ گے۔

سیرم کوغتائی کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ وہ یگوڑا کی طرف نہیں گئی بلکہ وہ کوہستانی سلسلے کے اونچے نیچے ٹیلوں میں سے ہوتے ہوئے اپنے یورت کی طرف چلی گئی تھی۔ کوغتائی تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا رہا۔ اس کی حفاظت کرنے والے مسلح جوان اس کے اردگرد پھیل چکے تھے۔ پھر کوغتائی پلٹا اس کے بعد دریا کے کنارے بھاگتا ہوا وہ بھی واپس اپنے یورت کی طرف جا رہا تھا۔

جب وہ یورت میں داخل ہوا۔ تو یورت میں پہلے سے کومانگا۔ مارتو۔ یورجی اور سیف الدین بیٹھے ہوئے تھے۔ کوغتائی جب یورت میں داخل ہوا۔ تو چاروں اپنی جگہ پر

اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہاتھ کے اشارے سے کوغتائی نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ بھی ان کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کومانگا میرے عزیز یہ محترم جمال الدین اور احمد کدھر گئے۔ وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آئے۔

کومانگا مسکرایا اور کہنے لگا۔

احمد اور محترم جمال الدین کو قبلائی خان نے بلایا ہے۔ شاید وہ کسی اہم موضوع پر ان سے مشورہ کرنا چاہتا ہوگا۔ میرے خیال میں وہ جلد ہی یہاں آ جائیں گے۔ اس لئے کہ ہم سب نے مل کر یہ طے کیا تھا۔ کہ کھانا آپ کے ساتھ کھائیں گے۔

کوغتائی نے کچھ سوچا۔ پھر کومانگا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کومانگا جب تک وہ نہیں آتے۔ مجھے تم چند اطلاعات فراہم کرو۔ مجھے یہ تو معلوم ہے۔ کہ اس وقت قبلائی خان کے سامنے دو بڑی مہمیں ہیں۔ ایک جنوبی چین کو فتح کرنا دوسرا وہ قاکدو۔ سے اپنے آبائی اور چنگیز خان کے دشت کے اردگرد کے علاقہ کو اس کی دسترس سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ ان دونوں مہموں میں مجھے حصہ لینا ہوگا۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ۔ کہ منگولوں کا جو پیدائشی اور آبائی دشت ہے۔ اس کی حفاظت کے قبلائی خان نے کیا انتظامات کر رکھے ہیں۔ جنوبی چین کے متعلق میں کچھ جاننا پسند نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ اس وقت ہم دریائے کیانکسی کے کنارے ہیں۔ یہاں قبلائی خان نے اپنا مستقر قائم کر رکھا ہے۔ یہیں سے اٹھ کر وہ جنوبی چین پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کرے گا۔ بس مجھے تم منگولوں کے آبائی دشت سے متعلق کچھ بتاؤ۔ اس سے متعلق میں تفصیل جاننا پسند کروں گا۔

کوغتائی جب خاموش ہوا تو کچھ سوچنے کے بعد کومانگا بول پڑا۔

امیر کوغتائی یہ تو آپ کو خبر ہوگی کہ چنگیز خان کے بعد اس کا بیٹا کوغدائی خان دشت کا خاقان بنا تھا۔ کوغدائی کے بعد کوغدائی کے بھائی تولائی خان کا بیٹا اور قبلائی خان کا بڑا بھائی منگو خان دشت کا خاقان بنا۔ منگو خان نے ہی اپنے بھائی ہلاکو کو ایران کی طرف اور قبلائی خان کو چین پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ جبکہ اپنے چھوٹے بھائی اریق

بوغہ کو اپنے پاس ہی روک لیا تھا۔

قبلائی خان ابھی چین کے دریائے یانگسی کے کنارے پر ہی تھا۔ کہ اچانک منگو خان انتقال کر گیا۔ اس کے مرنے کی اطلاع موسم گرما میں سارے چین میں آگ کی طرح پھیل گئی۔

منگو خان کی موت کو قبلائی خان نے ایک افواہ سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ اسی دوران چنگیز خان کے مرکزی شہر قراقرم سے قاصد آئے اور قبلائی خان کے لئے پیغام لائے۔ کہ وہ اپنے لشکر کا ایک حصہ واپس آبائی دشت یعنی قراقرم کی طرف روانہ کر دے۔ جب ان سے ایسا کرنے کی وجہ قبلائی خان نے پوچھی تو وہ کوئی وجہ تو نہ بتا سکے کہ فوج کے یہ حصے کیوں واپس بلائے جا رہے ہیں۔ اس پر قبلائی خان نے اپنے لشکر کے کسی بھی حصے کو واپس اپنے آبائی دشت کی طرف روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اس سے پہلے منگو خان کی بیوی نے قبلائی خان کو اس کی بیماری کی اطلاع کی تھی۔ اب جو منگو خان کی موت کی خبریں پھیلیں تو قبلائی خان نے اس وقت تک اعتبار نہ کیا۔ جب تک آبائی دشت سے منگو خان کے مرنے کی باقاعدہ اطلاع نہ ملے۔ اور جب چنگیز خان کے دشتی شہر قراقرم سے یہ خبر آئی کہ منگو خان فوت ہو گیا ہے۔ تب چند دن کے لئے قبلائی خان علیحدگی میں ماتم پوش ہو گیا۔ منگو خان کی موت کے وقت قبلائی خان یہاں تھا۔ ہلاکو خان ایران میں۔ جبکہ منگو خان ہلاکو اور قبلائی خان کا چھوٹا بھائی اریق بوغہ آبائی دشت اور چنگیز خان کے مرکزی شہر قراقرم میں موجود تھا۔

اریق بوغہ جو تینوں باقی ماندہ بھائیوں سے سب سے چھوٹا تھا۔ قراقرم میں خاندانی [illegible] کی حفاظت [illegible] رہا تھا۔ اس کے قبضہ میں آبائی چراگاہیں اور چنگیز خان کی مرتب کردہ کتاب یاسا کی برنجی تختیاں بھی تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بور کو مانگا تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

منگو خان کی موت کے بعد آبائی دشت میں چھوٹے بھائی اریق بوغہ نے تخت و تاج حاصل کرنے کی تگ و دو شروع کر دی۔ خاندان کے بزرگوں۔ چنگیز خان کے رشتہ

داروں اور منگول سرداروں نے اس کی ہمت افزائی کی۔ اور سب نے اسے مشورہ دیا کہ وہ منگو خان کے بعد آبائی دشت کا خاقان بن جائے۔ اور اگر قبلائی خان نے اڑے آنے کی کوشش کی تو قبلائی خان کے خلاف بغاوت کر دے۔

جن سرداروں میں قبلائی خان اور اریق بوغہ گھیرے ہوئے تھے ان کی وجہ سے دونوں میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ اریق بوغہ کے اطراف بوڑھے مغل تھے۔ جو سموری خیموں کے اصل باسی تھے۔ قبلائی خان کے ساتھ صرف اس کی اپنی جنگی طاقت تھی۔ جس پر بھروسہ کرتے ہوئے چین میں بیٹھا ہوا تھا۔

کو مانگا پھر رکا دم لیا۔ اور دوبارہ کہنا شروع کیا۔

چاہیے تو یہ تھا۔ کہ چنگیز خان کے قانون کے مطابق منگو خان کے مرنے کے بعد سارے عزیزوں کی کانفرنس یعنی کردستائی منعقد ہوتی۔ لیکن چنگیز خان کے بڑے بیٹے جوجی کے بیٹے برقائی خان کے قراقرم سے آنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ ہلاکو خان بھی ایران سے نہ آ سکتا تھا۔ اور اغدائی کا بیٹا قائدو جو اپنی وسط ایشیا کی چراہ گاہوں میں الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی اس کردستائی میں آنے کے قائل نہ تھا۔ لہذا ایک دوسرے کے نزدیک ہونے کے باعث اریق بوغہ اور قبلائی خان ہی دشت کے خاقان ہونے کا فیصلہ کر سکتے تھے۔

چنگیز خان کے دشت میں رہنے والے بوڑھے مغل قبلائی خان پر اریق بوغہ کو ترجیح دے رہے تھے۔ اس لئے کی چین میں جانے کے بعد مغلوں کے اندر ایک تبدیلی رونما ہونا شروع ہو گئی تھی۔ دشت میں رہتے ہوئے وہ خیموں میں رہنے کے عادی تھے۔ چھکڑوں میں نصب یورت میں ساری زندگی گزار دیتے تھے۔ لیکن اب قبلائی خان کے ساتھیوں نے اپنے لئے چین کی سرزمین میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے مکان بنانے شروع کر دیے تھے۔ اور ان کے اندر وہ آرام دہ زندگی کے عادی ہونے لگے تھے۔

امیر کوغتائی۔ بہرحال منگو خان کے مرنے کے بعد چنگیز خان کی کتاب یاسہ کے مطابق سارے بوڑھے مغل جو ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے۔ چنگیز خان کے رشتہ دار سالار اپنے اپنے قافلوں کے ساتھ چنگیز خان کے دشت کے مرکزی شہر قراقرم کی طرف روانہ

ہو گئے۔ جہاں انہیں چنگیز خان کی کتاب قانون کے مطابق منگو خان کی قبر پر حاضری دینا تھی۔ جو کوہستان برخان کالا دن کے اوپر چنگیز خان کی قبر کے قریب ہی دفن ہوا تھا۔

یہ سارے بوڑھے مغل سردار دشت میں آ کر ارتق بوغہ سے اسرار کر رہے تھے۔ کہ کسی بھی صورت سلطنت قبلائی خان کے حوالے نہ کرنا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ قبلائی خان مرتد ہو گیا ہے۔ اور دشت نوردی اس نے ترک کر دی ہے۔ منگو خان کی موت کے بعد مغربی سرزمینوں سے اسلام قبول کرنے والے برقائی خان کے نمائندے آئے۔ وسط ایشیا سے قائدو کے قاصد بھی آئے اور ان سب نے ارتق بوغہ کی حمایت کی۔

مرنے والے منگو خان کے تینوں بیٹوں نے ارتق بوغہ سے وفاداری کا حلف اٹھایا۔

چنگیز خان کے بیٹے اوغدائی خان کے خاندان اور ان سے وابستہ مغل سرداروں نے بھی ارتق بوغہ کی حمایت کی۔ بلکہ کچھ مغل سردار تو ارتق بوغہ کی مدد کے لئے اپنے ساتھ اپنے لشکر بھی لے کر آئے۔

یہ ساری خبریں چین میں بیٹھے قبلائی خان تک بھی پہنچ رہی تھیں۔ لہذا اپنے لشکر کے سرداروں کے ساتھ اس نے ایک مجلس طلب کی۔ اور اس مجلس میں اس نے مغلوں کا خاقان ہونے ہونے کا اعلان کر دیا۔

عین انہی دنوں چنگیز خان کی سرزمین منگولیا کے دریائے کبرولین کے کنارے بسے مغلوں کی ایک کانفرنس مرتب ہوئی۔ جس میں قبلائی خان کے چھوٹے بھائی ارتق بوغہ کو منگو خان کا جانشین اور دشت کا خاقان منتخب کر لیا گیا۔

اس دوہرے انتخاب کی خبریں مغرب اور جنوب مغرب کی طرف پہنچیں۔ مغرب کی سرزمینوں میں برقائی جانتا تھا کہ منگولیا خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔ لہذا کوئی بھی اس کے خلاف حرف گیری نہ کر سکے گا۔ برقائی خان چونکہ اسلام قبول کر چکا تھا۔ اور ہلاکو خان مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کئے ہوئے تھا۔ لہذا برقائی خان نے ہلاکو خان کے خلاف مسلمانوں کی حمایت میں اعلان جنگ کر دیا۔

اپنے خاقان ہونے کے اعلان کے بعد قبلائی خان نے دیر نہیں کی۔ اپنے لشکر اور فوجی سالاروں کے ساتھ وہ چین سے روانہ ہوا۔ اور منگولیا کے مرکزی شہر قراقرم کی طرف کوچ کیا۔ ارتق بوغہ جو منگولیا میں موجود تھا اور جسے منگولوں نے اپنا خاقان تسلیم کر لیا تھا۔ اسے بھی خبر پہنچ گئی تھی کہ قبلائی خان اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ چین سے کوچ کر چکا ہے۔

قبلائی خان اور ارتق بوغہ کے لشکروں کا پہلا ٹکراؤ شینسی کے علاقہ میں ہوا۔ جس میں قبلائی خان نے ارتق بوغہ کے لشکر کو شکست دی۔ اور پھر پیش قدمی کرتا ہوا قبلائی خان اپنے لشکر کے ساتھ منگولیا کے مرکزی شہر قراقرم کے جنوب میں جا پہنچا۔ ارتق بوغہ نے پھر اپنی قوت کو مجتمع کیا۔ اور قبلائی خان پر آخری ضرب لگانے کا اس نے تہیہ کر لیا۔

اس بار ارتق بوغہ کے لشکر کو شکست دینے کے بعد قبلائی خان نے ارتق بوغہ کو تیز رفتار قاصدوں کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو ورنہ اطاعت کا وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔

اس کا جواب دینے کی بجائے ارتق بوغہ نے نئے سرے سے حملہ کیا۔ لیکن اس کے پاس اتنی طاقت نہ تھی کہ قبلائی خان کے لشکر کا مقابلہ کر سکتا۔ اور صحرائے گوبی کے کنارے لڑائی کے دوران اپنے سالاروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ اسے قبلائی خان کے سامنے پیش کیا گیا۔ قبلائی خان کے خیمے کی چوکھٹ پر مغل قانون کے مطابق اسے دوزانو ہونا پڑا۔ جس وقت وہ ایسا کر رہا تھا۔ اس کی بدقسمتی کہ خیمے کے پردے کی چک اس کے سر پر آن گری تھی۔ اس کے بعد منگول سرداروں نے اسے اٹھا کر قبلائی خان کے سامنے کھڑا کر دیا تھا۔

قبلائی خان کچھ دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جو پہلا سوال اس نے کیا وہ یہ تھا۔

ارتق بوغہ۔ میرے بھائی بتاؤ۔ ہم دونوں میں سے کون غلطی پر ہے۔

ارتق بوغہ نے غور سے اپنے بھائی قبلائی خان کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔

شروع میں آپ کی غلطی تھی۔ اب میری ہے۔

قبلائی خان نے اریق بوغہ کے ساتھ زیادتی نہیں کی۔ اور اس کی جان بخشی کر دی۔ اسے آزادی سے لشکر میں گھومنے پھرنے کی اجازت دے دی۔ چونکہ شکست کھانے کے بعد اریق بوغہ خطرناک نہ رہا تھا۔ دشت کی حفاظت کے لئے قبلائی خان اپنے سالار دونم بایان کو وہاں چھوڑ آیا۔ اور اریق بوغہ کو اپنے ساتھ یہاں چین میں لے آیا۔ یہاں کچھ عرصہ اریق بوغہ اپنے بھائی قبلائی خان کے ساتھ رہا۔ امیر کوغتائی آپ کی آمد سے چند دن پہلے بایان واپس دشت سے یہاں پہنچ گیا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی اریق بوغہ کو قبلائی خان نے پھر واپس آبائی دشت کی طرف روانہ کر دیا۔ آبائی دشت میں جو قبلائی خان کا ایک لشکر ہے۔ اب اس کی کمانداری اریق بوغہ کے ہی ہاتھ میں ہے اور وہ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس لئے کہ قائدو چنگیز خان کے دشت یعنی منگولیا پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد کومانگا رکا۔ پھر کچھ سوچا۔ اور پھر کہنے لگا۔

امیر کوغتائی۔ اب قبلائی خان کے سامنے دو مہمیں ہیں۔ ایک جنوبی چین کی فتح دوسرا اپنے آبائی دشت کی حفاظت۔ جس پر قائدو اور اس کی بیٹی بار بار حملہ آور ہوتے ہیں قائدو کا یہ مدعا ہے کہ ہر صورت میں چنگیز خان کے آبائی دشت پر قبضہ کرے گا لہٰذا جہاں قبلائی خان کو جنوبی چین فتح کرنا ہے۔ وہاں اس نے اپنے آبائی دشت کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ بس میرے خیال میں ان دو محاذوں پر ہی آپ سے کام لیا جائے گا۔

کومانگا کی اس گفتگو کے جواب میں کوغتائی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحے جمال الدین اور احمد دونوں کوغتائی کے یورت میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہوئے سب مسکرا دیئے۔ پھر کوغتائی نے اپنے سامنے اشارہ کرتے ہوئے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ بیٹھ گئے۔ تب کومانگا نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مجھے آپ دونوں ہی کا انتظار تھا۔ دراصل میں کچھ جوانوں کو امیر کی خدمت اور ان کے امور کی نگہبانی اور پاسبانی پر مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ کرائت۔ کرغیز۔ مانچوگاتھ اور سیتھین پانچوں قبائل کے چھ ایسے جوان ہیں۔ جو تیغ زنی۔ شہ سواری۔ تیر اندازی میں اپنا جواب نہیں رکھتے ان میں سے ہر ایک امیر کوغتائی کے ساتھ کام کرنا پسند کرتا ہے۔ اور

امیر کے امور کی نگرانی کرتے ہوئے سعادت اور فخر سمجھتا ہے۔ اب تم لوگ آ گئے ہو۔ تو امیر کے ساتھ مل کر فیصلہ کیا جائے گا کہ ان چھ کو امیر کی خدمت پر مقرر کیا جائے یا ——

کومانگا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ کوغتائی بول پڑا۔

کومانگا۔ جو چھ جوان تم نے میرے ساتھ کام کرنے کے لئے منتخب کئے ہیں۔ ان چھ کو تم میرے پاس لے کے آنا میں ان سے خود گفتگو کروں گا۔ میں ان میں سے صرف دو کو اپنے ساتھ کام کرنے کے لئے رکھوں گا۔

کومانگا میرے بھائی۔ تمہارا مسئلہ حل ہو چکا۔ اب میں اور جمال الدین بھی ایک اچھی خبر لے کر آئے۔ سب بڑے انہماک سے احمد کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ احمد نے کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

امیر کوغتائی۔ قبلائی خان کو اس کی بیوی جاموئی نے مشورہ دیا تھا۔ کہ کوغتائی اتنا بڑا تیغ زن۔ اتنا شہہ سوار۔ اتنا زور آور اور طاقتور جوان ہے۔ اس سے یہ پوچھا جائے کہ وہ شادی شدہ ہے یا نہیں۔ اگر اس کی شادی نہیں ہوئی تو چند خوبصورت لڑکیوں کو اس کے سامنے پیش کیا جائے اور ان میں سے جسے اور جتنی کو وہ چاہے اپنی بیویوں کے طور پر اپنے پاس رکھ لے۔ اس کے علاوہ قبلائی خان آپ کو ایک بہت بڑی رقم بھی دے گا۔ جس سے آپ اپنے لئے اور ان بیویوں کے اخراجات پورے کر سکیں گے۔ اسی مقصد کے لئے قبلائی خان نے مجھے بلایا تھا۔ ساتھ ہی طب کے کچھ امور پر مشورہ کرنے کے لئے محترم جمال الدین کو بھی طلب کیا گیا تھا۔

احمد لمحہ بھر کے لئے رکا۔ پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

لڑکیوں کے معاملے میں محترم جمال الدین کی موجودگی میں قبلائی خان نے مجھ سے مشورہ کیا۔ اس کی بیوی اس کا بیٹا۔ اس کی بیٹی اس موقع پر موجود تھے۔ میں نے مشورے کے اس موقع کو بڑا غنیمت جانا۔ کیونکہ قبلائی خان نے مجھ سے پوچھا تھا۔ کہ میرے ذہن میں اگر کوئی ایسی لڑکیاں ہوں۔ جو کوغتائی کی بیویاں بن سکیں۔ تو ان کے نام بتاؤ۔ میں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے خلاف جھوٹی گواہی دینے والے ٹونگ کی دو بہنوں کا ذکر کیا۔ وہ ہیں بھی بڑی خوبصورت۔ اس کے بعد مسلمانوں کے بدترین دشمن

چنگ لی اور وانگ چو کی بھی ایک ایک بہن کا ذکر کیا۔ اس طرح چار لڑکیوں کی نشاندہی تو میں نے کی۔ اور کچھ لڑکیاں قبلائی خان اور اس کی بیوی جاموئی بھی پیش کریں گی۔ اس طرح چند لڑکیاں آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔ اور انہیں آپ کے تصرف میں دیا جائے گا۔ ان کے مستقبل کا فیصلہ بھی آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔

احمد رکا۔ پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔

امیر کوغتائی۔ مجھے لگتا ہے۔ تھوڑی دیر تک قبلائی خان آپ کو بلائے گا۔ اس لئے کہ لڑکیوں کو جمع کرنے کے لئے اس نے اپنے کچھ نمائندے روانہ کر دیئے تھے۔ اس لئے کہ میں نے قبلائی کو بتا دیا تھا کہ آپ کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی۔

احمد خاموش ہوا۔ تو۔ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوغتائی بول پڑا۔

احمد میرے عزیز تم نے میرے مسائل کافی حد تک حل کر دیئے ہیں۔ جن تین اوباشوں نے یعنی چنگ لی۔ وانگ چو اور ٹونگ جو مسلمانوں کے قتل عام کے علاوہ مسلمان لڑکیوں کی بے آبروئی کے بھی ذمہ دار ہیں۔ ان پر ضرب لگانے کے لئے مجھے اچھا موقع فراہم کر دیا ہے۔

اگر ٹونگ کی دو بہنوں کے علاوہ وانگ چو اور چنگ لی کی ایک ایک بہن کو بھی پیش کیا جاتا ہے۔ تو پھر دیکھو میں کیا فیصلہ کرتا ہوں۔ احمد اس موقع پر تم میرے ساتھ رہنا۔ اور مجھے نشاندہی کرنا کہ ٹونگ کی کون سی دو بہنیں ہیں۔ اور چنگ لی اور وانگ چو کی بہن کون کون سی ہے۔

یہ مسلمانوں کے دشمنوں پر پہلی ضرب ہوگی۔ لیکن ایسا کر کے میں انہیں معاف نہیں کر دوں گا۔ پہلے خداوند نے چاہا تو ٹونگ میرے انتقام کا نشانہ بنے گا۔ وانگ چو اور چنگ لی پر میں کسی مناسب موقع پر ضرب لگاؤں گا۔ کیونکہ یہ قبلائی خان کے بڑے چہیتے ہیں۔ اور ان پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں ہے۔ بہرحال ان دونوں کو بھی معاف نہیں کروں گا۔

کوغتائی رکا۔ پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کومانگا۔ تم ایسا کرو۔ پہلے ان چھ جوانوں کو یہاں میرے یورت کے سامنے لے

کر آؤ۔ ان کے متعلق میں فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہوسکتا ہے قبلائی خان۔ مجھے بلا لے اور اس کے بلانے سے پہلے میں ان چھ جوانوں کا فیصلہ کر دینا چاہتا ہوں۔

اس پر کومانگا اپنی جگہ سے اٹھا اور کوغتائی کے یورت سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کومانگا لوٹا اور یورت کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگا۔

امیر کوغتائی ان چھ جوانوں کو میں نے لا کر آپ کے یورت کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ آ کر دیکھ لیں۔

کوغتائی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ خیمے میں بیٹھے ہوئے دوسرے سب لوگ بھی اٹھ کر باہر نکلے۔ کومانگا نے چھ دیو پیکر کڑیل جسمانی ساخت رکھنے والے جوانوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا ہوا تھا۔

سب ان کے قریب آئے۔ کوغتائی ان کے بالکل سامنے اور قریب ان کے کھڑا ہوا۔ ایک ایک کا سر سے لیکر پاؤں تک کا اس نے جائزہ لیا۔ پھر ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم سب لوگ میرے عزیز ہو۔ اس لئے کہ ان سرزمینوں کے اندر تم لوگ ہی میرے دست و بازو ہو۔ میرے عظیم بھائیو۔ میں اپنے امور کی نگرانی کے لئے دو جوانوں کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں۔ یہ انتخاب میں خود نہیں کروں گا۔ معاملہ میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ تم چھ باہم مشورہ کر کے دو ایسے جوانوں کو آگے کرو جو تم چھ میں سے تیغ زنی۔ شہسواری۔ تیراندازی میں دوسروں پر فوقیت رکھتے ہوں۔

کچھ دیر تک وہ چھ جوان آپس میں صلاح مشورہ کرتے رہے۔ مسکراتے رہے۔ کوغتائی اور دیگر سب لوگ بھی مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر چار جوان آپ ہی آپ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوگئے۔ اور دو سامنے رہ گئے تھے۔ ان کی اس حرکت پر کوغتائی خوش ہوگیا تھا۔ پہلے جو چار پیچھے گئے تھے۔ ان کی طرف گیا۔ ان کی پیٹھ تھپتھپائی پھر جو دو آگے رہے تھے ان کے پاس آیا۔ پہلے کو اس نے مخاطب کیا۔

میرے عزیز بھائی تمہارا کیا نام ہے۔

وہ جوان جو کوغتائی کی طرح قد آور کڑیل جسم والا تھا۔ مسکرایا۔ پھر کہنے لگا۔ امیر۔

میرا نام صدرالدین ہے۔

کوغتائی مسکرایا۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ کہنے لگا۔

نام تو بڑا خوبصورت ہے کس قبیلے سے ہو۔

اس جوان کی چھاتی تن گئی تھی۔ آنکھیں برق کے کوندیں برسا گئی تھیں۔ کہنے لگا

''میں کرائت ہوں۔''

کوغتائی مسکرایا۔ اس کا اپنا تعلق بھی کرائت قبیلہ سے تھا۔ کچھ دیر پھر غور سے اس کو دیکھا۔ اس کا شانہ تھپتھپایا۔ پھر دوسرے کی طرف گیا۔ اس کا بھی جائزہ لیا وہ بھی صدرالدین کی طرح توانا۔ قد آور۔ جفاکش تھا۔ کوغتائی نے اس کو مخاطب کیا۔

عزیز بھائی تیرا کیا نام ہے۔

اس کی بھی چھاتی تن گئی۔ مسکراتے ہوئے کہنے لگا امیر۔ میرا نام جلال الدین ہے۔

کوغتائی نے پیار سے اس کا گال تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

تیرا نام بھی خوب ہے۔ کس قبیلے سے ہو۔ امیر میں کرغیز ہوں۔ اس نے ایک عزم اور استقلال سے جواب دیا تھا۔

کچھ دیر ان دونوں کا بغور جائزہ لینے کے بعد کوغتائی کومانگا کی طرف مڑا۔ اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کومانگا۔ میرے عزیز بھائی۔ آج سے یہ جلال الدین اور صدرالدین ہی میرے اور میرے یورت کے امور کی نگرانی کریں گے۔ ان دونوں کے یورت میرے یورت کے آس پاس ہوں گے تاکہ میرے ساتھ کام کرتے ہوئے انہیں پریشانی اور وقت نہ ہو۔ باقی چار جوانوں کے یورت بھی میرے یورت کے آس پاس ہوں گے۔ جب ان دونوں میں سے کسی کی طبیعت ناساز ہو۔

وہ کام کرنے کے قابل نہ ہو تو ان چاروں میں سے کسی کو لیا جائے گا۔ بہرحال یہ چھ کے چھ جوان چونکہ سارے قبیلوں سے چن کر رکھے گئے ہیں لہٰذا یہ سب کے سب مجھے یکساں عزیز اور پسند ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے کوغتائی کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ ایک منگول جوان اس کے قریب آیا۔ اپنے سر کو خوب خم کرتے ہوئے اس نے کوغتائی کو تعظیم دی۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

عظیم کوغتائی۔ آپ کو خاقان قبلائی خان نے طلب کیا ہے۔

کوغتائی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ آنے والے منگول کی طرف غور سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

تم چلو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔ اس پر وہ منگول مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد احمد کوغتائی کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے خیال میں قبلائی خان نے ان لڑکیوں کے سلسلے میں ہی آپ کو بلایا ہے۔

کوغتائی مسکرایا۔ احمد کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

احمد صرف تم میرے ساتھ چلو گے۔ پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی بول اٹھا۔

کومانگا میرے عزیز بھائی۔ تم سب لوگ یہیں میرے یورت میں رکو۔ میرے آنے تک یہیں انتظار کرنا۔ میں احمد کے ساتھ جاتا ہوں۔ پر جانے سے پہلے یہ جو چھ جوان کھڑے ہیں۔ ان سے متعلق مجھے پوچھ کے بتاؤ۔ کہ ان میں سے کون سے شادی شدہ اور کون غیر شادہ شدہ ہیں۔

کومانگا شاید کوغتائی کی باتوں کا مطلب سمجھ رہا تھا۔ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر یہ سارے ہی غیر شادی شدہ ہیں۔

کوغتائی کھل کے مسکرایا۔ پھر ان چھ جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں قبلائی خان کی طرف جاتا ہوں۔ جلد ہی لوٹوں گا۔ میرے آنے تک تم چھ یہیں کھڑے رہنا۔ جانا نہیں ہے۔ مجھے تم سب سے ایک انتہائی اہم اور ضروری کام ہے۔ اس کے ساتھ ہی کوغتائی احمد کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

قبلائی خان ایک بڑے شامیانہ نما خیمے کے نیچے ایک خوبصورت نشست گاہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ وہاں اس کی بیوی جاموئی بٹی کوکا چین اور بیٹا اور ولی عہد چنگ کم قبلائی کا پرانا بوڑھا استاد یاؤ چاؤ۔ دلائی لامہ ماگس اور اس کے ساتھ اس کی بھتیجی سیرم بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ وہاں مارکو پولو۔ نصرانی دنیا کا بھیجا ہوا پادری نورلیس۔ توگ نام کا بدمعاش جس کی اور اس کے ساتھیوں کی گواہی پر مسلمانوں کی بستی میں قتال کیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ چنگ لی۔ وانگ چو دونوں چچازاد بدمعاش بھائی بھی وہاں موجود تھے۔ خاموش اور چپ تھے۔ جیسے انہیں کسی کا بڑی بے چینی سے انتظار ہو۔ اور ان سب کے سامنے آٹھ انتہائی خوبصورت۔ انتہا درجہ کی حسین پرکشش لڑکیاں زرق برق لباس میں ایک قطار کے اندر کھڑی ہوئی تھیں۔

اتنے میں کوغتائی اور احمد وہاں پہنچے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر قبلائی خان نے کوغتائی کے ساتھ مصافحہ کیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہاں بیٹھے سب لوگ کوغتائی کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر احمد کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان نے پوچھ لیا۔

محترم جمال الدین کہاں ہیں۔

احمد کی بجائے کوغتائی بول پڑا۔

عظیم خاقان۔ میں انہیں وہاں ہی چھوڑ آیا ہوں۔

دراصل وہ یہاں سے جانے کے بعد میرے یورت میں میرے پاس ہی بیٹھے

ہوئے تھے۔ قبلائی خان نے پاس کھڑے مسلح جوان کی طرف دیکھا۔ اس سے کہنے لگا۔

بھاگ کے جاؤ۔ جمال الدین کو بلا کے لاؤ۔

اس پر وہ مسلح جوان بھاگتا ہوا چلا گیا۔ ہاتھ کے اشارے سے قبلائی خان نے نشستوں کی طرف اشارہ کیا۔ جس کے جواب میں کوغتائی اور احمد وہاں بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جمال الدین بھی وہاں آ کر بیٹھ گیا۔ اسے بڑے نمایاں نشست پر جگہ دی گئی۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر قبلائی خان نے کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی میرے بیٹے میں نے تمہیں دو کاموں کے لئے بلایا ہے۔ فی الحال میں تمہیں کوئی مہم نہیں سونپ رہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم پورا ایک ماہ اس لشکر میں رہو۔ اس طرح لشکری تمہیں اور تم لشکریوں کے مزاج کو سمجھنے لگو گے۔ پھر ایک ماہ ان کے ساتھ رہتے ہوئے تم انہیں اپنے طریقے کے مطابق جنگ کرنے کے لئے تیار بھی کر لو گے۔ فی الوقت جن دو کاموں کے لئے میں نے تمہیں بلایا ہے۔ ان میں سے پہلا کام یہ ہے کہ آج سے میں تمہیں اپنی سلطنت میں محتسب کے سب سے اعلیٰ عہدہ پر منتخب کرتا ہوں۔

تم جانتے ہو۔ شمالی چین کو ہم اس سے پہلے ہی فتح کر چکے ہیں۔ اب ہم جنوبی چین پر ضرب لگانے والے ہیں۔ شمالی چین کے سارے علاقوں میں ہمارے چھوٹے چھوٹے محتسب پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے آبائی دشت تک اور قائدو کی سرحدوں تک بھی یہ محتسب پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ محتسب نہ صرف ہمیں ہمارے دشمنوں کی پل پل کی خبریں دیتے ہیں بلکہ سلطنت کے اندر جو ظلم و زیادتی ہو۔ اس کی بھی اطلاع کرتے ہیں۔ حکمرانوں کی طرف سے جو زیادتیاں ہوں ان کی بھی ہمیں یہ بلا جھجک اطلاع کرتے ہیں۔ اس سے پہلے اس عہدے کے سارے فرائض سپہ سالار اعلیٰ اویانگ ادا کر رہا تھا۔ تم دیکھتے ہو اویانگ اب بوڑھا ہو چکا ہے۔ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بس وہ صرف جنگی مشیر رہے گا۔ اور لشکریوں کے سپہ سالار تم اور بایان ہی ہو نگے۔ تمہیں میں یہ فالتو عہدہ دے رہا ہوں۔ یہ عہدہ میں تمہاری کارگزاری کو سامنے رکھتے ہوئے دے رہا ہوں۔ اس لئے کہ میری سلطنت میں میرے بعد یہ سب سے اہم اور سب سے زیادہ

ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ سلطنت کے اندر کہیں زیادتی ہوتی ہے تو اس کا ازالہ تم کرو گے۔ اس کے لئے مسلح جوان پہلے ہی تمہارے پاس ہوں گے۔ کسی پر زیادتی۔ جور۔ ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی کرتا ہے تو اس کی کڑی سزا دو اور اگر کوئی تمہارے خلاف سرکشی کرتا ہے۔ تو اس کی اطلاع مجھے کرو میں اس کی گردن اڑانے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔

قبلائی خان جب خاموش ہوا۔ تب کچھ سوچتے ہوئے کوغتائی بول پڑا۔

خاقان اعظم۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ سالار کے علاوہ آپ نے مجھے اس عہدے کے قابل بھی جانا۔ پر میں آپ سے یہ گزارش بھی کروں کہ میری آمد سے پہلے یہاں ان علاقوں میں اگر کسی کے ساتھ ظلم زیادتی جبر ہوا ہو۔ اگر وہ اپنا معاملہ میری موجودگی میں اٹھانا چاہے تو کیا میں اس سانحے کو بھی نمٹانے کا حق رکھتا ہوں۔

قبلائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

محتسب اعلیٰ کی حیثیت سے تم ایسا کرنے کا حق رکھتے ہو۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینا میرے بعد سب سے زیادہ ذمہ داری تم پر پڑتی ہے۔ اس سلسلے میں اگر کوئی اور سوال تم کرنا چاہتے ہو تو کرو۔

کوغتائی مسکرایا۔ کہنے لگا نہیں۔ میرا ذہن اب صاف ہے۔ اب جس دوسرے کام کے لئے آپ نے مجھے بلایا ہے۔ اس کا ذکر کریں۔

قبلائی خان مسکرایا۔ پھر اس نے اپنے قریب بیٹھے اپنے ولی عہد اور بیٹے چنگ کم کی طرف مخصوص اشارہ کیا۔ چنگ کم اپنی نشست کی دائیں جانب جھکا۔ چمڑے کی دو تھیلیاں اٹھائیں۔ وہ اس نے قبلائی خان کی طرف بڑھا دی تھیں۔

قبلائی خان نے دونوں تھیلیاں کوغتائی کی گود میں رکھیں پھر کہنے لگا۔

کوغتائی۔ ان دونوں تھیلیوں میں خاصی بڑی رقم ہے۔ یہ میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جیسے چاہو ان کو خرچ کرو۔ اس لئے اب تم نئی زندگی کی ابتدا کرو گے۔ یہ سامنے کھڑی لڑکیوں کی طرف دیکھو۔ یہ تعداد میں آٹھ ہیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک حسین ہے۔ ان میں سے جس قدر اور جتنی چاہو تم اپنے لئے منتخب کر سکتے ہو۔ اور انہیں اپنی بیویاں بنا سکتے ہو۔ جو رقم تمہیں دی گئی ہے۔ اس سے تم اپنے اخراجات احسن طریقے

سے پورے کر سکتے ہو۔ اپنی جگہ سے اٹھو۔ لڑکیوں کا جائزہ لو۔ اور جسے تم پسند کرو۔ اسے تمہاری بیوی بنا کر تمہارے یورت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

کوغتائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے احمد کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔ احمد ذرا تم بھی میرے ساتھ آؤ۔

احمد اٹھ کھڑا ہوا۔ چند قدم آگے جا کر بڑی راز داری میں احمد نے کوغتائی کو مخاطب کیا۔

کوغتائی میرے عزیز بھائی۔ جو دو لڑکیاں سب سے دائیں جانب ہیں۔ یہ مسلمانوں کے قتل عام کے اصل ذمہ دار تونگ کی دونوں بہنیں ہیں۔ تیسرے نمبر پر مسلمانوں کے دشمن اور ماروئی کو بے آبرو کرنے والے چنگ لی کی بہن ہے۔ اس سے آگے اسی جیسے گنہ گار چچا زاد بھائی وانگ چو کی بہن ہے۔ باقی چار لڑکیاں مختلف گھرانوں سے حاصل کی گئی ہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا ان سب کا تعلق بدھ مت سے ہے۔ اور بدھ مت والوں نے ہی مسلمانوں کا قتال کروایا تھا۔

کوغتائی آگے بڑھا۔ ایک ایک لڑکی کا جائزہ لینے لگا۔ لڑکیاں اسے اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اپنے جسم کے مختلف زاویوں کو ابھارنے لگی تھیں۔ کوغتائی مسکراتا رہا۔ سب کے آگے سے گزر گیا۔ احمد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ پھر اپنی نشست پر دونوں آن بیٹھے۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر کوغتائی نے قبلائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

عظیم خاقان۔ اگر میں ان ساری لڑکیوں کو اپنے ساتھ لیجانا چاہوں تو آپ یا ان کے لواحقین میں سے کسی کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔

قبلائی مسکرایا۔ کہنے لگا۔

ہرگز نہیں۔ تم ان سب لڑکیوں کو اگر اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتے ہو۔ تم انہیں اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر کوئی اعتراض کرے گا۔ تو میرے غضب کا نشانہ بنے گا۔

کوغتائی مسکرایا۔ کچھ سوچا۔ پھر دوبارہ اس نے قبلائی خان کو مخاطب کیا۔

محترم قان۔ اگر میں ان ساری لڑکیوں میں سے کسی کو بھی اپنی بیوی نہ بنانا چاہوں۔ انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں۔ اور انہیں اپنے لشکر میں جو میرے سرکردہ لوگ ہیں ان کی بیویاں بنادوں۔ تب بھی آپ میں سے کسی کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ اس لئے آپ تو ان لڑکیوں کو میرے حوالے کر چکے ہیں۔ آگے میں جو چاہے ان کے ساتھ کردوں اور جس کے تصرف میں چاہوں انہیں دے دوں۔ میرے خیال میں آپ کو یا ان کے لواحقین کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

قبلائی خان پھر مسکرایا اور کہنے لگا۔

کوغتائی میرے بیٹے۔ تم ان ساری لڑکیوں کو اپنے ساتھ لیجا سکتے ہو۔ اور اگر ان میں کسی کو بھی تم اپنی بیوی نہیں بنانا چاہتے۔ تو جس کے بھی تصرف میں تم دو گے۔ اس کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو پھر سزا کا مستحق ہوگا۔

قبلائی خان اور کوغتائی کی یہ گفتگو ٹونگ۔ چنگ لی اور دانگ چو نے بھی سن لی تھی۔ اسی لئے وہ تینوں قریب ہی اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر مسلمانوں کا بدترین دشمن ٹونگ بول پڑا۔ وہ دانگ چو اور چنگ لی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز بھائیو۔ ہم نے تو کچھ اور سوچا تھا۔ لیکن معاملہ تو الٹ ہو رہا ہے۔ ہم نے تو یہ سوچا تھا۔ کہ یہ جو آٹھ لڑکیاں کوغتائی کو پیش کی جارہی ہیں۔ ان میں سے جس کو بھی کوغتائی اپنی بیوی بنائے گا۔ وہ کوغتائی پر حاوی ہو جائے گی۔ اور کوغتائی کو بدھ مت میں لے آئے گی اور کوغتائی کی وجہ سے ان سرزمینوں اور قبلائی خان کے لشکر میں بدھ مت کو تقویت حاصل ہوگی۔ میں تو یہ بھی اندازہ لگائے ہوئے تھا۔ کہ ان لڑکیوں میں سے کم از کم کوغتائی چار کا انتخاب کرے گا۔ اور ان چاروں میں سے دو میری بہنیں اور دو تم لوگوں کی بہنیں ہونگی۔ اس لئے کہ یہ چاروں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ چار کا میں نے اندازہ اس لئے لگایا تھا کہ مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن میرے عزیزو۔ یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہو رہا ہے۔ قبلائی خان اور کوغتائی کی بات چیت تم نے سنی۔ کوغتائی قبلائی خان کو کہہ رہا ہے۔ کہ وہ ساری لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اور قبلائی خان نے اس سے یہ بھی اجازت لے لی ہے کہ اگر وہ ان لڑکیوں میں سے کسی کو بھی اپنی بیوی نہ بنائے اور کسی دوسرے کے تصرف میں دے تب بھی قبلائی خان کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اور جو اعتراض کھڑا کرے گا۔ قبلائی خان کہہ چکا ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ کیا یہ ہماری بدبختی کی ابتدا نہیں ہے۔

ٹونگ جب خاموش ہوا۔ تو دانگ چو بھی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ٹونگ تمہارا کہنا درست ہے۔ ہم دونوں بھائی بھی یہی اندازہ لگائے ہوئے تھے۔ کہ یہ کوغتائی اپنے لئے چار بیویوں کا انتخاب کرے گا۔ اور وہ چاروں مل کر کوغتائی کو بدھ مت میں لانے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ لیکن اب تو معاملہ الٹ ہو رہا ہے۔ اگر یہ آٹھوں لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ تو تم دیکھتے ہو۔ ان آٹھوں کا تعلق بدھ مت سے ہے۔ اس کی بات چیت سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی اپنی بیوی نہیں بنائے گا۔ اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اور میرے خیال میں ان سب کو وہ اپنے لشکر کے سرداروں اور سالاروں میں بانٹ دے گا۔ اگر ایسا ہوتا ہے۔ تو یاد رکھنا یہ آٹھوں کی آٹھوں بدھ مت سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں اپنے شوہروں کے پاس جا کر مسلمان ہو جائیں گی۔ کیا یہ ہمارے لئے اور ہمارے دین کے لئے ایک دھچکا نہیں ہے۔

ٹونگ۔ چنگ لی اور دانگ چو کے قریب ہی دلائی لامہ۔ ماگس پا اور اس کی بھتیجی سیرم بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بھی ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ اس موقع پر ماگس پا نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

یہ گفتگو ذرا دھیمے لہجے میں کرو۔ تا کہ کوئی اور سن نہ لے۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی درست ہے۔

اس موقع پر بڑی رازداری سے سیرم دلائی لامہ ماگس پا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

لامہ آپ تو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ یہ شخص بڑا خونخوار اوباش۔ بدمعاش۔ لڑکیوں کی عزت سے کھیلنے والا اور ان کو بے آبرو کر کے خوشی محسوس کرنیوالا ہے۔ لیکن لامہ آپ دیکھیں کہ یہ آٹھ لڑکیاں خوبصورت ترین ہیں۔ اگر ان میں سے یہ کسی کو بھی اپنی بیوی نہیں بناتا۔ تو اس کا مطلب ہے وہ لڑکیوں سے دلچسپی رکھنے والا نہیں ہے۔

دلائی لامہ مسکرایا۔ پھر اپنا منہ سیرم کے کان کے قریب لے گیا۔ کہنے لگا۔

بٹی۔ یہاں بیٹھ کر ایسی گفتگو مت کرو۔ اس کوغتائی کے متعلق جو کچھ میں تمہیں کہہ چکا ہوں۔ وہ سو فیصد درست ہے۔ یہ عجیب لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا ظاہر اور باطن اور ہوتا ہے۔ یہ قبلائی خان کو ہی نہیں بدھ مت سے تعلق رکھنے والوں سارے لوگوں کو ایک چکر میں ڈال رہا ہے۔

سیرم بیچاری خاموش ہو کے رہ گئی تھی۔ اس موقعہ پر دلائی لامہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ خاموش ہو گیا اس لئے کہ کوغتائی نے قبلائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

عظیم خاقان اگر آپ اجازت دیں تو میں اب آپ سے رخصت ہوں۔ اور ان لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ اگر احمد اور محترم جمال الدین سے آپ کو کوئی کام نہ ہو۔ تو انہیں بھی میں اپنے ساتھ لے جاؤں۔

قبلائی خان مسکرایا۔ بڑے پیار اور بڑی شفقت سے اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے کوغتائی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہنے لگا۔

کوغتائی۔ تم جیسا چاہو ویسے ہی کر سکتے ہو۔ ان لڑکیوں کے علاوہ جمال الدین اور احمد کو بھی تم اپنے ساتھ لے جاؤ۔ فی الوقت مجھے ان سے کوئی کام نہیں۔ اس کے ساتھ ہی کوغتائی اٹھا۔ جمال الدین اور احمد کے ساتھ وہ آٹھوں لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

کوغتائی جب اپنے یورت کے پاس آیا۔ تو یورت کے باہر کو مانگا۔ مارتو۔ یوزجی۔ سیف الدین اور وہ جوان جنہیں کوغتائی کھڑا کر کے گیا تھا۔ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کوغتائی کو یورت کے قریب آتے دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے تھے۔ ان کے قریب آ کر کوغتائی نے ان لڑکیوں کو بھی یورت کے قریب ہی رکنے کے لئے کہا۔ پھر کوغتائی اپنے امور کی نگرانی کرنے والے صدر الدین اور جلال الدین کے قریب آیا۔ تھوڑی دیر تک انہیں مسکرا کر دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

ان لڑکیوں کو ذرا غور سے دیکھو۔ ان میں سے تم دونوں کس کس کو پسند کرتے ہو

تم ان کی طرف اشارہ کر دو۔ ان دونوں نے تونگ کی دونوں بہنوں کی طرح اشارہ کر دیا۔ جنہیں کوغتائی نے علیحدہ کر دیا۔ پھر وہ جوان جو جلال الدین اور صدر الدین کے پیچھے کھڑے تھے۔ کوغتائی ان کے پاس آیا۔ تھوڑی دیر تک انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

میرے چاروں عظیم ساتھیو۔ ذرا ان لڑکیوں کی طرف دیکھو۔ تم تعداد میں چار ہو۔ وہ چھ ہیں۔ یہیں کھڑے کھڑے اپنی جس پسند کی طرف تم اشارہ کرو گے۔ اسی کے ساتھ تمہیں بیاہ دیا جائے گا۔

کوغتائی کے ان الفاظ پر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر چاروں نے جب اپنی اپنی پسند کا اظہار کر دیا تب کوغتائی پیچھے ہٹا۔ پہلے اس نے صدر الدین اور جلال الدین کے لئے پسند کی جانے والی تونگ کی دونوں بہنوں کو ایک طرف کیا۔ پھر ان چاروں کی پسند کو علیحدہ کرنے کے بعد جو دو لڑکیاں باقی بچی تھیں۔ ان کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد وہ کرائت ترکوں اور کرغیزوں کے سردار کو مانگا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کو مانگا میرے عزیز بھائی۔ دو ایسے جوان لے کر کے آؤ۔ جو تمہارے پسندیدہ ہوں اور غیر شادی شدہ ہوں۔ جو دو لڑکیاں بچی ہیں وہ میں ان سے بیاہ دینا چاہتا ہوں۔

کو مانگا مسکراتے ہوئے۔ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ دو جوانوں کو لے کے آیا۔ پھر سب کو یورت کے اندر لے جایا گیا۔ اور کوغتائی کے کہنے پر جمال الدین نے تونگ کی دونوں بہنوں کو جلال الدین اور صدر الدین سے بیاہ دیا۔ باقی چھ لڑکیوں کو باقی چھ جوانوں کے عقد میں دیدیا گیا تھا۔ اس طرح شادی کے بعد ان آٹھوں لڑکیوں کو اس نے ان کے شوہروں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ جو چھ جوان منتخب کئے گئے تھے جن میں صدر الدین اور جلال الدین پہلے نمبر پر تھے۔ ان چھ کے یورت کوغتائی کے یورت کے ارد گرد لگا دیئے تھے۔ پھر کوغتائی کے یورت کے ارد گرد کرائت اور کرغیز ترکوں کے یورت ایک ترتیب اور بہترین طریقے سے ترتیب دیئے گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

قائدو ایک روز اپنے سرحدی شہر قزل میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اور گہری سوچوں میں غرق تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے۔ کہ اسے کوئی فکر لاحق ہے۔ قزل شہر اس سنگم پر واقع تھا۔ جہاں دریائے خسارا اور دریائے قزل قم دریائے بخسی میں گرتے ہیں۔

قائدو اسی طرح سر جھکائے فکر مند تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ کہ تھوڑی دیر بعد اس کی بیٹی آئی یاروق جو زرق برق لباس پہنے ہوئی تھی۔ ہنستی مسکراتی اس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ جب اس نے اپنے باپ کی حالت دیکھی۔ تب وہ فی الفور سنجیدہ ہوگئی۔ ہاتھ کے اشارے سے قائدو نے اس کو اپنے پہلو میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ آئی یاروق جب بیٹھ گئی۔ تب ایک اداس سی نگاہ قائدو نے اس پر ڈالی۔ پھر اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یاروق۔ میری بیٹی۔۔ میرے پاس تیرے لئے ایک انتہائی بری خبر ہے۔ یہ خبر تیرے لئے ہی بری نہیں۔ بلکہ تجھ سے بڑھ کر یہ میرے لئے بری ہے۔ اس لئے کہ میں نے اپنے مستقبل کے جو خواب بنے تھے۔ وہ ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔

یاروق میری بیٹی۔ - - - - - - - -

قائدو کو بولتے ہوئے چپ ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے یاروق بول پڑی تھی۔

بابا۔ ایسی کون سی بات ہے۔ جو میرے لئے بھی بری ہے۔ اور میری نسبت آپ

کے لئے زیادہ بری ہے۔

قائدو کے چہرے پر فکر مندی میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہہ رہا تھا۔

بیٹی۔ میں نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیری نسبت کرائت ترک کوغتائی کے ساتھ کی تھی۔ اس کی طاقت۔ اس کی قوت۔ تیغ زنی میں اس کی مہارت۔ اس کی دلیری۔ اس کی شجاعت نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے تیغ زن بڑے بڑے سورما دیکھے۔ پر اس جیسا جوان آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس لئے میں نے فی الفور تجھے اس سے منسوب کر دیا۔ گو میرا یہ فیصلہ بڑی عجلت پسندی پر منحصر تھا۔ لیکن مجھے اس سے بڑھ کر تیرے لئے کوئی زندگی کا ساتھی مل ہی نہیں سکتا تھا۔

بیٹی اسے گئے ہوئے آج پورا ایک ماہ ہو چکا ہے۔ بلکہ چند دن اوپر ہو گئے ہیں۔ دلائی لامہ ماگس پا کو تبت کی سرزمینوں میں چھوڑ کر وہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں لوٹ سکتا تھا۔ جب وہ ایک ہفتہ تک نہ آیا۔ تب میں فکر مند ہوا۔ بہر حال میں نے پندرہ دن تک اس کی واپسی کا انتظار کیا۔ پھر میں نے اپنے کچھ آدمی جو جانوروں کی طرح گم ہو جانے والے شخص کا پتہ لگا لیتے ہیں۔ اس کے پیچھے روانہ کئے۔

وہ تبت کی سرزمینوں کی طرف گئے۔ ماگس پا کا پتہ کیا وہاں سے خبر آئی ماگس پا تو قبلائی خان کے ہاں رہتا ہے اور وہاں اس کی حیثیت ایک بڑے پجاری کی سی ہے۔

اس پر میرے وہ آدمی قبلائی خان کی سرزمینوں کی طرف گئے۔ وہاں سے انہیں جو خبریں ملی ہیں۔ وہ لے کر میرے پاس آئے ہیں اور یہ خبریں بڑی مایوس کن ہیں۔

قائدو کی اس گفتگو سے یاروق واقعی فکر مند ہوگئی تھی۔ مسلسل قائدو کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ قائدو نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

بیٹی۔ کوغتائی قبلائی خان کے لشکر میں شامل ہو چکا ہے۔ میرے وہ آدمی جنہیں میں نے اس کی تلاش کے لئے روانہ کیا تھا۔ لوٹ آئے ہیں۔ اس کے بعد قائدو نے یاروق کو تبریز سے نکلنے۔ ان کے علاقے کے پاس سے گزرنے پھر جو جو حالات قبلائی

خان کے ہاں کوغنائی کو پیش آئے تھے۔ وہ سارے تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

سارے حالات سن کر حسین خوبصورت یاروق تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبی رہی۔ فکرمند تھی۔ پریشان بھی ہو چکی تھی۔ پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

اے میرے باپ۔ یہ ساری تفصیل جاننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں۔ کہ اس سلسلے میں کوغنائی کا کوئی قصور نہیں۔ اسے لوٹ کر ہمارے پاس آنا بھی نہیں چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ ہم سے پہلے کچھ لوگ اسے دعوت دے چکے تھے اور اس کی خدمات کو حاصل کر چکے تھے۔ اس کی ہمت اور جوانمردی۔ اس کی طاقت اور قوت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ قبلائی خان نے اپنا وفد تبریز بھیجا۔ اور وہاں سے کوغنائی کو منگوایا۔ اب رہی بات کوغنائی کی۔ کہ اس نے یہاں ہمارے سامنے جھوٹ بولا۔ تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے تھا۔ اس لئے کہ اپنی زندگی بچانے کے لئے ہر کوئی ایسا کرتا ہے۔ اگر وہ یہ نہ کہتا کہ وہ دلائی لامہ کا محافظ ہے۔ تو ہم اسے جانے دیتے؟ نہیں روک لیتے۔ بہرحال اس نے بڑی دانشمندی سے کام لیا ہے۔ کہ وہ ہمیں غلط تاثر دیتے ہوئے یہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور یہ بات اس کی دانشمندی اس کے عقلمند ہونے کے ایک بین دلیل ہے۔

آئی یاروق۔ تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ کچھ سوچا۔ پھر اپنے باپ قائدو کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہی تھی۔

اے میرے باپ۔ میرا دل یہ بھی کہتا ہے۔ کہ ایسے جراتمند۔ دلیر اور تیغ زنی میں بے نظیر مہارت رکھنے والے لوگ کسی کو دھوکا اور فریب نہیں دیتے۔ مجھے چونکہ اس سے منسوب کیا جا چکا ہے۔ لہذا میرا دل کہتا ہے۔ کہ ایک نہ ایک روز لوٹ کے وہ میرے پاس ضرور آئے گا۔

قائدو نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا اگر وہ لوٹ کے آیا۔ تو کیا تم اسے معاف کر دو گی۔ یاروق مسکرائی۔ اور کہنے لگی۔

آپ مجھے اس کے ساتھ منسوب کر چکے ہیں۔ اگر وہ لوٹ کے میرے پاس آتا ہے۔ تو میں اس کے ساتھ شادی کروں گی۔ اسے اپنا شوہر تسلیم کروں گی۔ اور ساری

زندگی اس کے ساتھ گزار دوں گی۔ اسے کوئی تکلیف۔ اسے کوئی گزند نہ ہونے دوں گی۔

قائدو نے کچھ سوچا۔ پھر یاروق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن میری بیٹی۔ مجھے امید ہے کہ کوغنائی کبھی بھی لوٹ کر ہماری سرزمینوں کی طرف نہیں آئے گا۔ اس نے تمہارے ساتھ نسبت صرف اپنی جان بچانے کے لئے منظور اور قبول کر لی تھی۔ ورنہ وہ پہلے ہی سے یہ فیصلہ کئے ہوئے تھا کہ اس نے قبلائی خان کے پاس جانا ہے۔ یاروق۔ قبلائی خان کے پاس ایک سے ایک خوبصورت اور حسین لڑکی ہے۔ کیا اتنی ڈھیر ساری لڑکیوں کو فراموش۔ نظر انداز کر کے وہ تمہاری طرف لوٹ آنا پسند کرے گا۔

یاروق مسکرائی۔ کہنے لگی۔

یہ تو وقت بتائے گا۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ پر میرا دل کہتا ہے کہ وہ میری طرف لوٹے گا ضرور۔

دیکھو بیٹی۔ اگر وہ تیری طرف نہ لوٹا۔ تو میرے ساتھ وعدہ کر کہ جہاں میں تیری شادی کروں گا۔ تو اسے تسلیم کر لے گی۔

یاروق سنجیدہ ہو گئی۔ کہنے لگی۔

اے میرے باپ۔ اس وقت میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کرتی۔ حالات اور وقت نہ جانے کیا تبدیلی اور انقلاب برپا کرتے ہیں۔ اس معاملے کو فی الوقت التوا میں رہنے دیں۔ دیکھیں گے کہ وقت اور حالات ہمارے حق میں کیا کروٹ لیتے ہیں۔

قائدو لمحہ بھر کے لئے خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا۔

بیٹی میں نے تجھے دو موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے بلایا تھا۔ ایک موضوع پر گفتگو ہو چکی۔ دوسرا موضوع یہ ہے۔ کہ تم جانتی ہو۔ بار بار ہم اپنے آبائی دشت پر حملہ آور ہو کر اسے قبلائی خان سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ابھی تک ہمیں کوئی خاطر خواہ اور نمایاں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان جنگوں میں ہمیں کافی مال و متاع ملتا رہا ہے۔ جس سے ہم نے اپنے لشکریوں کی مالی حالت بہتر اور آسودہ کر لی ہے۔ بہرحال دوسرا موضوع میں جس پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے

اپنے کچھ قاصد شمالی سائبیریا کے میدان کبیر کے اس پار برفستانی مرغزاروں میں رہنے والے ترکوں کو ان مانچو قبائل کی طرف بھجوائے ہیں۔ جو ابھی تک وحشیانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جو تہذیب سے نا آشنا ہیں۔ مچھلی پال کر گزر بسر کرتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ کچھ مانچو قبلائی خان کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور ان میں سے اکثریت اسلام بھی قبول کر چکی ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ جو قاصد میں نے سائبریا کے اس پار برفستانی مرغزاروں کی طرف بھجوائے ہیں۔ وہ وحشی مانچو قبائل کو ہماری حمایت پر آمادہ کر لیں گے۔

انہیں میں نے یہ ترغیب دی ہے۔ کہ اگر شمال کی طرف سے وہ حملہ آور ہوں اور مغرب کی طرف سے ہم پیش قدمی کریں تو دونوں تو ہم مل کر اگر منگولوں کے آبائی دشت اور ان کی ساری آبادیوں اور زرخیز زمینوں پر قبضہ کر لیں۔ تو میں آدھی سرزمینوں کو مانچو قبائل کے حوالے کر دوں گا۔ جہاں وہ آباد ہو کر خوشگوار زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اور اپنا آدھا آبائی دشت میں اپنے قبضے میں لے لوں گا۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ تدبیر کامیاب رہے گی۔ اگر شمالی برفستانی مرغزاروں کے وحشی مانچو قبائل سائبیریا کے میدان کبیر کو عبور کر کے اور ہمارے آبائی دشت پر حملہ آور ہوتے ہیں اور مغرب سے ہم یلغار کرتے ہیں تو مجھے امید ہے کہ ہم قبلائی خان کے چھوٹے بھائی اریق بوغہ کو پسپا کر کے اپنے آبائی دشت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اریق بوغہ کے پاس اتنی قوت نہیں کہ وہ بیک وقت ہمارا اور شمالی مانچو قبائل کا مقابلہ کر سکے۔

یہاں تک کہنے بعد قائدو لمحہ بھر کے لئے رکا تھا۔ پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

آئی یاروق جو نقیب میں نے کوغتائی کو تلاش کرنے کے لئے روانہ کئے تھے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ قبلائی خان جنوبی چین کو فتح کرنے کے لئے کوغتائی کو استعمال کرے گا۔ آئی یاروق جو ابھی تک گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ قائدو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے میرے باپ۔ کوغتائی نے وہاں گھوڑے کو روک کر پھر اس پر سوار ہونے کا

معرکہ مارا ہے۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا ہر شخص ہر جوان کر سکتا ہے۔

قائدو مسکرایا۔ نہیں بیٹی یہ ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ کوغتائی میں کچھ ایسی صفات ہیں جو اسے اوروں سے منفرد کرتی ہیں۔ وہ یقیناً ان جوانوں میں سے ایک بلکہ سر کردہ ہے جو آتش و آہن کے سایوں کی ستیزہ کاری۔ لمبی مسافتوں کے آشوب محشر اور پراسرار بے نام طوفانوں کی دہلیز پر بھی کھڑے ہو کر ہر جبر سے ہر ظلم سے محاذ آرا ہونے کا فن جانتے ہیں۔

ایسے جوانوں کو اگر کوئی اپنا بنا کے رکھے ان کی طاقت اور قوت کو بہتر سمت استعمال کرنے کی کوشش کرے۔ تب ایسے لوگ شرافت اور دلاسوں کی شہ نشین پر کھڑے ہو کر لبوں کی مٹھاس۔ راحتوں کا خواب اور محبتوں کا مہتاب ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ان کے سامنے ظلم کا بگولہ بن کر آئے تو پھر یہ خود بھی بے جہت جنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دہکتی آگ بن کر اپنے مقابل کی سانسوں۔ آہوں اور اعصاب تک میں تخریب کی داستان سی کراہیں اور زیست کی اذیت ناک کراہتی سسکیاں بھرتے چلے جاتے ہیں۔

قائدو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا پھر اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یاروق میں سمجھتا ہوں کوغتائی نے ہمارے ساتھ بددیانتی نہیں کی۔ اگر قبلائی خان کے لوگ اسے لینے کے لئے تبریز گئے تھے۔ اور قبلائی خان اسے اپنے لشکروں کا سالار بنانے کا تہیہ کر چکا تھا۔ تو پھر کوغتائی کا فرض بنتا تھا۔ کہ وہ اس کے پاس جائے۔ اس لئے کہ ہماری نسبت قبلائی خان اسے پہلے طلب کر چکا تھا۔ اور اس کی طلب کے جواب میں کوغتائی کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔ جیسا اس نے کیا ہے۔

اپنے باپ قائدو کی اس گفتگو سے یاروق کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی۔ کچھ دیر اس نے سوچا۔ پھر اپنے باپ قائدو کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

اے میرے باپ۔ اب جب کہ کوغتائی قبلائی خان کے پاس پہنچ چکا ہے۔ تو اس کے پاس اس وقت دو بہترین اور نایاب و عمدہ سالار جمع ہو چکے ہیں۔ ایک کوغتائی دوسرا بایان۔ گو قبلائی خان کے پاس کراکوچی۔ شیرامون اور آچو جیسے سالار بھی ہیں۔ لیکن وہ کوغتائی اور بایان جیسے جوانمردوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

میرے باپ۔ میرا دل کہتا ہے۔ کہ قبلائی خان جنوبی چین کے خلاف یلغار شروع کر دے گا۔ وہ کوغتائی اور بایان کی طاقت و قوت اور ان دونوں کے جنگی تجربے سے فائدہ اٹھائے گا۔ مجھے امید ہے۔ بہت جلد وہ جنوبی چین کی طرف یلغار کرے گا۔ اور شمالی چین کی طرح جنوبی چین کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر اپنے لئے ایک وسیع سلطنت استوار کرے گا۔

اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ کہ کوغتائی کو یہاں سے گئے ہوئے ایک ماہ سے اوپر ہو چکا ہے۔ یقیناً قبلائی خان نے اب چین کی مہم شروع کر دی ہوگی۔ کیا ایسے موقع پر ہم لوگ اپنے آبائی دشت پر حملہ آور نہ ہوں۔ اس وقت اریق بوغہ اکیلا ہے۔ میرے خیال میں وہ ہماری طاقت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور ہم کچھ علاقے پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

آئی یارذق نے فکر مندی میں کہنا شروع کیا۔

یہ مانا کہ آپ نے شمال کے وحشی مانچو قبائل کو دعوت دے رکھی ہے۔ لیکن وہ نہ جانے کب آئیں۔ میں چاہتی ہوں ان کی آمد سے پہلے پہلے ہم حملہ آور ہو کر قبلائی خان کے چھوٹے بھائی اریق بوغہ سے اپنے دشت کا کچھ حصہ چھین لیں۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ ہم ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں گے۔

قائدو نے توصیفی انداز سے اپنی بیٹی یاروق کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

یاروق میری بیٹی میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ دونوں باپ بیٹی چند دن تیاری کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے آبائی دشت پر حملہ آور ہوں گے۔ اپنے باپ کے اس فیصلے کو سن کر یاروق خوش ہو گئی تھی۔ پھر دونوں باپ بیٹی ایک ساتھ اٹھے اور اس کمرے سے نکل گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

قبلائی خان اپنی خیمہ نما نشست گاہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دائیں بائیں اپنے اپنے مراتب اور منصب کے مطابق سب لوگ اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔ کہ ایک طرف سے کوغتائی۔ جمال الدین۔ سیف الدین۔ احمد۔ کوما نگا۔ مارتو اور یورچی آتے دکھائی دیئے۔ سب نے تعظیم دینے کے انداز میں قبلائی خان سے مصافحہ کیا۔ جس پر بڑھاپا اب پوری طرح سے طاری ہو چکا تھا۔ اپنے اپنے منصب کے مطابق سب اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کوغتائی قبلائی خان کے بیٹے اور اس کے ولی عہد چنگ کم کے پاس بیٹھا۔ اس دفعہ کوغتائی نے چنگ کم کے پہلو میں ایک تبدیلی دیکھی۔ اس لئے کہ وہاں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جو کوغتائی کے لئے یقیناً اجنبی تھا۔ اسی کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی کی نگاہیں سوالیہ انداز میں چنگ کم پر جم گئی تھیں۔ چنگ کم مسکرایا۔ پھر کہنے لگا۔

کوغتائی میں تمہاری نگاہوں کا جائزہ لے چکا ہوں۔ تم میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے جوان کے متعلق جاننا چاہو گے۔ یہ میرا بیٹا ہے۔

یہ گفتگو قبلائی خان بھی سن رہا تھا۔ ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اور میرا پوتا ہے۔ اس کا نام تیمور ہے۔

کوغتائی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے پر جوش انداز میں تیمور سے مصافحہ کیا۔ تیمور کو شائد ساری تفصیل کوغتائی سے متعلق بتائی جا چکی تھی۔ لہذا اس نے کوغتائی سے بھی زیادہ پر جوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔ پھر چنگ کم کو مخاطب کرتے ہوئے کوغتائی کہنے

لگا۔

میرے محترم اس سے پہلے تم نے کبھی اپنے جواں سال بیٹے کا ذکر تو نہیں کیا۔ میں حیران ہوں کہ یہ خوب جوان اور توانا ہے۔ کبھی اس سے پہلے نشست گاہ میں نہیں آیا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے تقریباً ایک ماہ ہو چکا ہے۔ اور میں نے ایک دفعہ بھی اس سے ملاقات نہیں کی۔

جواب میں قبلائی خان کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ اس سے پہلے ہی اس کا بیٹا چنگ کم بول پڑا۔

کوغتائی۔ اگر عمر کو دیکھا جائے تو تم میرے بیٹوں کی جگہ ہو۔ میرا باپ قبلائی خان تو پہلے ہی تمہیں بیٹا کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ میں بھی تمہیں آج سے اپنے بیٹوں کی طرح جانوں گا۔ تیمور میرا بیٹا ہے۔ اس سے پہلے تمہاری ملاقات اس وجہ سے نہیں ہوئی۔ یہ بیمار تھا۔ تم کرائت ترک ہو۔ اور یہ جانتے ہو گے کہ ہمارے ہاں جب کوئی بیمار ہوتا ہے۔ اس کے خیمہ پر نشان لگا دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی اندر نہ آئے۔ اس کے ذاتی ملازم کے سوا کوئی بھی بیمار کے پاس نہیں آتا۔ جب امیر لوگ یا صاحب منصب لوگ بیمار ہوتے ہیں تو کچھ کچھ فاصلے پر چوکیدار متعین کر دیئے جاتے ہیں کہ کوئی قریب نہ آنے پائے۔ اس لئے ہم مغلوں کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ اجنبیوں کے ساتھ کہیں گندی روحیں یا بری ہوائیں اندر نہ چلی آئیں۔ اور وہ بیماری موت کا سبب نہ بن جائیں۔

میرا بیٹا تیمور بھی بیمار تھا۔ لہٰذا اس کو اس کے خیمے میں تنہا رکھا گیا تھا۔ اب چونکہ یہ غسل صحت کر چکا ہے لہٰذا نشست گاہ میں بیٹھنے لگا ہے۔ اس بنا پر تمہاری اس سے پہلے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

جب تک چنگ کم بولتا رہا۔ اس کا بیٹا تیمور بڑے شوقیہ انداز میں کوغتائی کی طرف دیکھتا رہا۔ چنگ کم جب خاموش ہوا۔ تو تیمور نے کوغتائی کو مخاطب کرتے ہو کہنا شروع کیا۔

بیماری کی حالت میں میری ضرورت پر جو ملازم مقرر تھا۔ کوغتائی میرے بھائی وہ تمہارے سارے حالات تفصیل کے ساتھ مجھے سناتا رہا۔ بیماری کے دوران ہی میں

تمہیں ملنے کے لئے بڑا بے چین ہو رہا تھا۔ نیلے جاودانی آسمان کا شکر یہ کہ میں صحت مند ہو کر نشست گاہ میں بیٹھا ہوں۔ اور تم سے ملاقات ہو رہی ہے۔ تم جیسے جوان کو دیکھ لینا ہی ایک سعادت اور خوش بختی ہے۔

تیمور کی اس گفتگو کا جواب کوغتائی دینا ہی چاہتا تھا۔ چپ رہا۔ اس لئے کہ قبلائی خان اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوغتائی تم نے ابھی تک یہ نہیں پوچھا کہ میں نے تمہیں اس نشست گاہ میں کیوں بلایا ہے۔

کوغتائی نے قبلائی خان کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

خان اعظم۔ معاف کرنا۔ میں ذرا اپنے بھائی تیمور اور اپنے محترم چنگ کم کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ اب بتائیں مجھے کس مقصد کے تحت آپ نے طلب کیا ہے۔

قبلائی خان نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ پھر کہنے لگا۔

کوغتائی میرے بیٹے۔ تمہیں یہاں آئے ہوئے ایک ماہ سے چند دن اوپر ہو چکے ہیں۔ میرا ارادہ تو یہ تھا۔ کہ میں تمہارے اور بایان کے ساتھ جنوبی چین کے سارے علاقوں کو اپنے تسلط میں لے لوں گا۔ گو کچھ علاقے اس وقت ہمارے قبضے میں ہیں۔ لیکن میں جنوبی چین پر مکمل طور پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں۔ جنوبی چین سے متعلق تفصیل تو تمہیں میں بعد میں بتاؤں گا۔ لیکن جنوبی چین پر حملہ آور ہونے سے پہلے ہم پر ایک اور افتاد ٹوٹتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

کوغتائی نے تیز نگاہوں سے قبلائی خان کی طرف دیکھا۔ پھر فکر مند سے لہجے میں پوچھ لیا۔

محترم خان۔ آپ کا [illegible] اشارہ کس مصیبت کی طرف ہے۔

قبلائی خان نے کچھ سوچا۔ پھر وہ کہہ رہا تھا۔

کوغتائی میرے بیٹے۔ شمالی چین کو مکمل طور پر میرے باپ تولائی اور میرے تایا اوغدائی خان نے فتح کیا۔ اس وقت شمالی چین پر کن خاندان کی حکومت تھی۔ اور یہ مانچو

نام کے ترک تھے۔ جوکن کے نام سے شمالی چین پر حکومت کر رہے تھے۔ جب میرا باپ مانچو قبائل پر حملہ آور ہوا۔ تو مانچو قبائل کی اکثریت سائبیریا کے شمالی مرغزاروں کی طرف چلی گئی۔ کچھ لوگ بچے انہوں نے ہماری فرماں برداری اختیار کر لی۔ ان میں سے اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔ انہیں کا سردار اس وقت مارتو ہے۔ جو اس لشکر میں شامل ہے جس لشکر کی کمان تمہیں سونپی گئی ہے۔

چین میں اس وقت مانچو کے علاوہ دیگر قبائل بھی طاقت اور قوت رکھتے تھے۔ ان میں تین قبائل بڑے اہم تھے۔ پہلا تنکس۔ دوسرا تورگوت۔ تیسرا تاتاری۔

(بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ منگول اور تاتاری ایک ہی تھے۔ لیکن یہ تاثر غلط ہے۔ منگول اور تھے۔ اور تاتاری دوسرا قبیلہ تھا۔ گو ان دونوں کا تعلق ترکوں ہی سے تھا۔ لیکن دو الیحدہ الیحدہ قبائل تھے۔ تاتاری وہ تھے جو اس وقت شمالی چین کے حکمران کن خاندان کی حمایت میں منگولوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ جب چنگیز خان نے ابھی طاقت نہیں پکڑی تھی۔ اور انہوں نے شمالی چین کے حکمرانوں کی حمایت کرتے ہوئے منگولوں کا ناطقہ تک بند کر رکھا تھا)

قبلائی خان کچھ دیر رکا۔ پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغتائی میرے بیٹے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ مانچو جو انتہائی طاقتور۔ انتہائی خونخوار اور جنگ جو تھے وہ تو ہمارے شمالی چین فتح کرنے پر سائبیریا کے شمالی برفانی مرغزاروں کی طرف چلے گئے۔ وہی ان کا اور ہمارا اصل وطن تھا۔ اور وہیں سے نکل کر سارے قبائل جنوب اور مغرب کی طرف یلغار کرتے رہے۔

اب جو باقی تین طاقتور قبیلے بچے۔ وہ تنکس تورگوت اور تاتاری ہیں۔ یہ اپنی جانیں بچاتے ہوئے منچوریا کے جنگلات میں گھس گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے لئے رہائش گاہیں بنالیں۔ طاقت پکڑتے رہے۔ سو اب وہ اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرنے لگے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ طاقتور جنگجو قبیلہ تورگوت ہے۔ منچوریا کے مشرقی کوہستانی سلسلہ خنجان سے لے کر یہ شمال مغرب میں دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کا بسیرا جنگلوں کے اندر ہے۔ لہٰذا ان پر حملہ آور ہونا آسان نہیں ہے۔ اور جنگل

میں ان پر فتح پانا بھی اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ اسی بنا پر منگولوں نے کبھی منچوریا کے جنگلات میں ان کا تعاقب نہیں کیا۔

اس کے علاوہ یہ تینوں قبائل کوہستان خنجان کی بھول بھلیوں سے واقف ہیں۔ کوہستان خنجان سیاہ رنگ کا اور بالکل عمودی چٹانوں کا ایک کوہستانی سلسلہ ہے۔ جو اجنبی اور نوواردوں کے لئے مصیبتوں کا باعث بن جاتا ہے۔

اب جو ہمارے محتسب خبر لائے ہیں۔ ان کے مطابق یہ تینوں قبائل ایک بہت بڑے اور جرار لشکر کی صورت میں منچوریا کے جنگلوں سے نکل کر مغرب کا رخ کر رہے ہیں۔ اگر ان کو نہ روکا گیا۔ تو یاد رکھنا یہ ہمارے آبائی اور چنگیز خان کے شہر قراقرم اور جھیل بیکال تک یلغار کرتے چلے جائیں گے۔ اور کوئی ان کی راہ روکنے والا نہ ہوگا۔ وہاں اس وقت میرا چھوٹا بھائی ارق بوغہ ہے۔ جو پہلے ہی بڑی مشکل سے میرے تائے کے بیٹے قائدو کی یلغار کو روکے ہوئے ہے۔ اگر مشرق کی طرف سے یہ خونخوار قبیلے بھی اس پر ٹوٹ پڑے تو ہمارا آبائی دشت ہمیشہ کے لئے ہم سے چھن جائے گا۔

جو حالات رونما ہوئے ہیں۔ ان کی تفصیل میں نے تمہیں بتا دی ہے۔ اب میں یہ چاہوں گا کہ تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ منچوریا کی طرف کوچ کرو۔ اور ان قبائل کی راہ روکو۔ اگر یہ تمہارے روبرو آتے ہیں تو ان پر ایسی یلغار کرو کہ انہیں بدترین شکست دے کر ان کی کمر توڑتے ہوئے اور ان کی طاقت اور قوت کو کچلتے ہوئے انہیں واپس منچوریا کے گھنے جنگلات اور کوہستان خنجان کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دو۔

جو لشکر تمہیں سونپا گیا ہے۔ اس میں پہلے سے ہی جنگ کے ماہر کوما نگا۔ مارتو اور یورچی شامل ہیں۔ مارتو چونکہ مانچو قبائل کا سردار ہے۔ اور جن علاقوں کی طرف میں تمہیں بھیج رہا ہوں وہ سارے علاقے اس کے جانے پہچانے ہیں۔ کوما نگا بھی ان علاقوں سے واقف ہے۔ اور خود یورچی بھی ان علاقوں کے محل وقوع سے واقف ہے۔ ان سب کے باوجود میں تمہارے ساتھ راہبر اور راہنما بھی روانہ کروں گا۔ جو جنگلات کے باہر اور جنگلات کے اندر تک تمہاری رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اب تم یہ بتاؤ کہ اس مہم کے لئے تم کب تک روانہ ہونا پسند کرو گے۔ پر یہ خیال رکھنا کہ یہ ایک انتہائی اہم مہم ہے۔ اگر ہم

نے وقت ضائع کیا۔تو یہ وحشی قبائل یلغار کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ جائیں گے جہاں ان کی راہ روکنا ہمارے لئے مشکل ہو جائے گا۔

قبلائی خان کے ان الفاظ پر کوغتائی کی چھاتی تن گئی تھی۔کہنے لگا۔

خاقان اعظم۔ان علاقوں میں یہ پہلی مہم ہے جو مجھے سونپی جا رہی ہے۔میں آپ پر انکشاف کروں۔میں ایسے حالات میں دیر کرنے کا عادی نہیں ہوں۔میں آج ہی بلکہ یہ کہوں گا کہ ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرنا پسند کروں گا۔اگر آپ میرے کوچ کے انتظامات کر سکتے ہیں۔تو پھر تھوڑی دیر تک دیکھیں گے میں کوغتائی یہاں سے منچوریا کے جنگلوں کی طرف کوچ کر چکا ہوں گا۔

قبلائی خان نے کوغتائی کی پیٹھ تھپتھپائی کہنے لگا۔

اس نشست گاہ کی طرف آنے سے پہلے کوغتائی میں کوچ کے سارے انتظامات مکمل کر چکا ہوں۔

کوغتائی فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔کہنے لگا۔

اگر یہ معاملہ ہے تو میں پھر ابھی کوچ کروں گا۔اور مجھے امید ہے کہ عنقریب میری طرف سے آپ اچھی خبریں سنیں گے۔

کوغتائی کے کھڑے ہونے پر قبلائی خان۔چنگ کم۔اور اس کا بیٹا تیمور بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔کچھ دیر تک قبلائی خان کوغتائی کے ساتھ بڑی شفقت سے راز دارانہ سی گفتگو کرتا رہا۔اس کے بعد اس لشکر کو تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔جس نے کوغتائی کے ساتھ جانا تھا۔پھر تھوڑی دیر بعد کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔کومانگا۔مارتو اور یورجی اس کے ساتھ تھے۔

☆☆☆☆☆

اپنے لشکر کے ساتھ کوغتائی دریائے ہوانگ ہو کو عبور کرنے کے بعد شمالاً جنوباً پھیلے کوہستانی سلسلے خنجان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا تھا۔جب اس کے سامنے منچوریا کے جنگلات کا سلسلہ شروع ہوا۔تب اس کے رہنماؤں نے اپنا رخ بدلا۔اب وہ شمال مغرب کے رخ پر آگے بڑھے تھے۔یہاں تک کہ پیش قدمی کرتے ہوئے وہ دریائے ہیلر کے کنارے آن پہنچے تھے۔یہاں کوغتائی نے دریا کے کنارے اپنے لشکر کو روکا اس موقع پر کومانگا۔مارتو اور یورجی تینوں اس کے پاس آن کھڑے ہوئے تھے۔پھر ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی نے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو۔تم جانتے ہو۔اب تک رہنما میری رہنمائی کرتے ہوئے یہاں تک لائے ہیں۔مجھے بتایا گیا ہے۔کہ جس دریا کے کنارے ہم کھڑے ہیں یہاں کا نام ہیلر ہے۔اور دریا کے کنارے ہی تھوڑا سا آگے ہیلر نام کا شہر بھی ہے۔تم تینوں میں سے کوئی مجھے ان سرزمینوں کا مکمل وقوع کاغذ پر بنا کر دے سکتا ہے۔دشمن سے نپٹنے کے لئے یہ میرے بہت کام آئے گا۔اس لئے کہ مختسب دشمن پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ منچوریا کے جنگلوں سے نکل کر [illegible] دریائے نن ہو عبور کر چکے ہیں۔اب مجھے یہ نہیں پتہ کہ دریائے نن ہو کدھر ہے۔اس وقت جس دریا کے کنارے ہم کھڑے ہیں۔بس اس دریا کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ دریائے ہیلر ہے۔

کوغتائی جب خاموش ہوا۔تب کومانگا مسکرایا پھر کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے

کہنے لگا۔

امیر کو میں۔ یورجی اور مارتو تینوں ہی ان علاقوں سے خوب واقف ہیں۔ لیکن مانچو قبیلے کے سردار کی حیثیت سے مارتو ان علاقوں سے سب سے زیادہ واقفیت اور شناسائی رکھتا ہے۔ اس لئے کہ ان علاقوں میں کبھی مانچو قبیلے کی حکومت تھی۔ ٹھیک ہے۔ منگولوں کے حملہ آور ہونے سے پہلے مانچو قبائل تقسیم ہو گئے۔ کچھ مارتو کے ساتھ ہو لئے جنہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ وہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ان کی اکثریت سائبیریا کے شمالی برفانی مرغزاروں کی طرف چلی گئی تھی۔ میرے خیال میں کاغذ پر اس علاقے کا محل وقوع ہم دونوں سے زیادہ مارتو بہتر انداز میں بنا سکتا ہے۔

مارتو مسکرایا۔ ایک کاغذ اس نے منگایا پھر اس سارے علاقہ کا ایک نقشہ بنا کر کوغتائی کو دے دیا تھا۔

ایسا کرنے کے بعد کوغتائی نے دریائے ہیلر کے کنارے کنارے شمال مغرب کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اب نقشہ بن جانے کے بعد وہ ان علاقوں سے کافی حد تک واقف ہو گیا تھا۔

ہیلر شہر سے گزرنے کے بعد وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور اس جگہ آیا جہاں کوہستان خنجان سے نکلنے والا دریائے ہیلر دریائے کیرولین میں گرتا تھا۔ وہاں دریا کا پاٹ خوب چوڑا تھا۔ اور دریا کو آسانی سے عبور کیا جا سکتا تھا۔ وہاں دریا کے کنارے کوغتائی نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے اور ستانے کا حکم دے دیا تھا۔

اس علاقے کی ہیت و کیفیت بھی عجیب و غریب تھی۔ پانچ دریا آ کے ایک حلقہ سا بناتے تھے اور یہ وسیع میدان تھے۔ جو دریاؤں سے گھرے ہوئے تھے۔ پہلا دریا ہیلر تھا۔ جو کوہستان خنجان سے نکل کر مشرق کے رخ پر بہتا ہوا دریائے کیرولین میں گرتا تھا۔ دوسرا دریائے کیرولین تھا۔ جو کوہستان ہوات کی طرف سے آتا ہوا آگے بڑھتا تھا۔ اور دریائے ہیلر کو اپنے معاون کی حیثیت سے لیتا ہوا شمال کی طرف جاتا تھا۔ اور آگے جا کر دریائے اونان میں گرتا تھا۔

تیسرا دریا اونان تھا۔ جس کا منبع انہی کوہستانی سلسلوں میں تھا۔ جہاں سے

دریائے کیرولین نکلتا تھا۔ یہ بھی شمال مشرق کے رخ پر آگے بڑھتے ہوئے پہلے دریائے کیرولین کو اپنے ساتھ لیتا تھا۔ پھر اونان اور کیرولین دونوں دریائے آمور میں جا گرتے تھے۔ پھر دریائے آمور مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا تھا۔

پانچواں دریا دریائے نن ہو تھا۔ جو کوہستان خنجان ہی سے نکلتے ہوئے منچوریا کے جنگلات سے ہوتا ہوا۔ کچھ دیر شمال مشرق کے رخ پر بہنے کے بعد دریائے آمور ہی میں گرتا تھا۔ اور اس طرح چار دریاؤں کا پانی لیکر دریائے امور سمندر میں جا جذب ہوتا تھا ہے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ تینوں وحشی قبائل یعنی سنکس۔ تورگوت اور تاتاری کوہستان خنجان کی طرف سے آنے کے بعد منچوریا کے جنگلات کو عبور کر کے دریائے نن ہو کی طرف آئے۔ دریائے نن ہو کو انہوں نے عبور کیا۔ اور دریائے نن ہو کے کنارے سنکیا نگ کے نام کے شہر سے باہر ہوتے ہوئے انہوں نے مشرق کا رخ کیا۔ اب وہ اس وسیع دلدلی علاقوں کے اندر سفر کر رہے تھے۔ جو دریائے ہیلر دریائے کیرولین۔ دریائے اونان اور دریائے امور کے علاوہ دریائے نن ہو کے درمیان ایک وسیع حلقہ سا بناتا تھا۔

کوغتائی کو قبلائی خان کے مقرر کردہ محتسب ایک ایک پل کی خبر دے رہے تھے۔ دشمن کی نقل و حرکت سے پوری طرح اسے آگاہ کر رہے تھے۔ جب اسے خبر ملی کہ دریائے نن ہو کو عبور کرنے کے بعد اور سنکیا نگ کے شہر کے پاس سے گزرنے کے بعد تینوں وحشی قبائل اس سمت بڑھ رہے ہیں جہاں دریائے اونان اور دریائے کرولین دریائے کے امور میں گرتے ہیں۔ تب اپنے لشکر کے ساتھ کوغتائی نے دریائے ہیلر کو عبور یا۔ اور دریاؤں کے بیچوں بیچ دلدلی حلقے کے اندر بڑی تیزی سے سفر کرتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھا تھا۔

وہ تینوں وحشی قبائل بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے جس وقت اس جگہ کے قریب آئے۔ جہاں دریائے کیرولین اور دریائے اونان دریائے آمور میں گرتے ہیں تب انہیں خبر ہوئی کہ قبلائی خان کا ایک لشکر ان کے تعاقب میں لگ گیا ہے۔ یہ خبر ملتے ہی انہوں نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اور کوغتائی کے ساتھ انہوں نے نمٹنے اور جنگ

کرنے کا تہیہ کرلیا۔ کوغتائی بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے جا کے خیمہ زن ہو گیا تھا۔

آنے والی رات۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے۔ انتہا درجے کے محتاط رہے۔ اگلے روز کوغتائی اپنے دست راست صدرالدین اور جلال الدین کے علاوہ کومانگا اور مارتو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد جب فارغ ہوا۔ تب مانچو قبیلے کے سردار مارتو کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

مارتو۔ وہ محتسب جوان علاقوں میں ہمارے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کے ذمہ یہ کام لگاؤ۔ کہ جب دشمن ہمارے سامنے صف آرا ہو تو وہ مجھے آ کے یہ بتا سکے کہ دشمن کے جنگ کرنے کی ترتیب کیا ہے۔ اسی کے مطابق میں بھی اپنی ترتیب رکھتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ کرنا پسند کروں گا۔

مارتو نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا تھا۔ پھر سب کوغتائی کے خیمے میں آئے۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد ان وحشی قبائل کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کوغتائی نے اپنے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجوا دیئے تھے۔

وحشی قبائل بھی جان گئے تھے۔ کہ قبلائی خان کا لشکر جو ان کے مقابل آیا ہے۔ ان کے ساتھ جنگ کرنے کے درپے ہے۔ لہٰذا انہوں نے بھی اپنی صفیں درست کرنی شروع کر دی تھیں۔

کوغتائی نے ابھی تک اپنے لشکر کی شکل کو آخری ترتیب نہیں دی تھی۔ کومانگا۔ مارتو اور یورچی کے علاوہ صدرالدین اور جلال الدین کے ساتھ اپنے لشکر کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے قریب اس کا وہی وحشی گھوڑا پرسکون حالت میں کھڑا ہوا تھا۔ جو کبھی کسی کو اپنی پیٹھ پر سوار نہ ہونے دیتا تھا۔ اور جو قبلائی خان کی طرف سے اسے انعام میں ملا تھا۔ اس گھوڑے کو کوغتائی کافی حد تک جنگ میں اپنے اشاروں پر کام کرنے کے لئے سدھا چکا تھا۔ دشمن کے لشکر کے سردار جس وقت اپنے لشکر کی ترتیب درست کر رہے تھے تب کوغتائی نے چند لمحوں تک آسمان کی طرف دیکھا۔ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ کہتا رہا۔ پھر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ سجدے میں گرا رہا۔ پھر اٹھا۔ دونوں

ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے اللہ تو ہی خواب جگاتی رات۔ صبح اگاتی خورشید اور چاندی کے پھول کھلاتے چاند کے علاوہ پریم نگر کے گیت سناتے دلوں کا خالق ہے۔

کوغتائی دعا مانگ رہا تھا۔ کومانگا۔ مارتو یورچی۔ صدرالدین اور جلال الدین اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے سب کی گردنیں عقیدت اور احترام میں جھکی ہوئی تھیں۔ گڑگڑاتی آواز میں کوغتائی پھر کہہ رہا تھا۔

''اے خالق مہربان تو ہی منجمد سرما کی راتوں میں گرما کے ادراک کی پرواز عطا کرتا ہے۔ میرے اللہ پردیس کی ان بے مہر گزرگاہوں میں میں اجنبی ہوں۔ راستے کی بھول بھلیوں سے بھی واقف نہیں۔ ان دربدر بے بسیرا طیور کی طرح ہوں جو نہیں جانتے وقت کن سمتوں سے آتا ہے۔ کن سمتوں کو نکل جاتا ہے۔ جو نہیں جانتے کہ رات کو روتے چاند کا تھکا تھکا چہرہ ہنستے دن کا استقبال کیسے کرتا ہے۔

میرے اللہ یہ تینوں وحشی قبائل ہمارے سامنے صفیں درست کر رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ آوازوں کی دہکتی کرچیوں بھڑکتی شہد کی مکھیوں اور کوہستانی بھٹکتی پاگل ہواؤں اور نوحہ بردار گونجوں کیطرح ہم پر حملہ آور ہو جائیں۔ میرے اللہ مجھے استطاعت فرما۔ کہ میں وقت کے بدترین سانحے کی طرح ان پر وارد ہوں میرے اللہ مجھے ہمت دے کہ میں ان کی حالت دیولاخوں کے یخ کدوں اور نحوست کے گرداب جیسی بناتا چلا جاؤں۔ میرے مالک تو مہربان ہے اپنے بندوں کے لئے رحیم اور بہترین وکیل و حفیظ ہے۔ میرے اللہ۔ مجھے دشمن کے مقابلے میں اپنی مدد سے نواز مجھے ہمت اور طاقت دے کہ میں بے خانماں کر دینے والی آلام بھری مہیب آوازوں کی طرح دشمن پر وارد ہوں۔ اور ان کی حالت ٹیلوں سے لپٹ کر روتی ویرانیوں اور مفلسی کے جھونپڑے میں اونگتی ہواؤں اور کلفتوں بھری کوچہ و بازار جیسی کرتا چلا جاؤں۔

میرے اللہ۔ تو ہی کاتب وقت ہے۔ تو ہی آسمان کے ازل تاب جلوؤں کو جلا بخشنے والا ہے۔ تو ہی زمین کے ابدی روپ سروپ کا خالق ہے۔ میرے اللہ ان اجنبی سرزمینوں میں میری مدد فرما۔ مجھے ہمت دے کہ میں ان وحشی قبائل کے لئے دکھ کی لکیر۔

درد کا ستارا۔ عزیمت کا نقیب اور دلفگار وحشی گھٹا بنتا چلا جاؤں۔ میرے مالک تو ہی بادلوں کی.....نومولود لوح پر برق کی برہم لکیریں نقش کرتا ہے۔ اے خدا میری مدد فرما۔ مجھے ہمت اور استطاعت دے کہ میں کروٹ لیتی چنگاریوں کی طرح اپنے دشمن پر وارد ہوں۔ اور ان کی حالت بے حس پیڑوں سے لپٹ کر روتی رات اور سسکیاں لیتی سوکھی شاخوں جیسی کرتا چلا جاؤں۔ میرے اللہ۔ ان ناآشنا اجنبی اور ان دیکھی زمینوں میں تو ہی میری مدد میری استعانت کرنیوالا ہے۔ میرے اللہ میری مدد فرما۔"

دعا مانگنے کے بعد کوغتائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں نم آلود تھیں۔ اس کے پیچھے کھڑے کوما نگا۔ مارتو۔ یورجی۔ صدرالدین اور جلال الدین بھی اپنی نم آلود آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دعا مانگنے کے بعد کوغتائی کی حالت ایسی ہوگئی تھی۔ جیسے اس کی آنکھیں برق برسا جائیں گی۔ چہرہ اس کا تپ کر تانبہ ہوگیا تھا۔ ادھر اس کی پیشانی پر ان دیکھی اور ان گنت فتح مندی کی لکیریں دیکھی جاسکتی تھیں۔

اتنے میں ایک شخص بڑی تیزی سے کوغتائی کے پاس آیا۔ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

امیر آپ نے وحشی قبائل کے لشکر کی ترتیب مانگی تھی۔ بس اس کا پتہ کر کے آرہا ہوں۔

وسطی حصہ میں تنکسی قبیلہ رہے گا۔ بائیں جانب تورگوت اور دائیں جانب تاتاری رہیں گے۔ اپنے اپنے لشکر کی صفوں کو وہ آخری شکل دے چکے ہیں۔

جب لشکریوں کی ترتیب درست ہوئی تب لشکر کے اندر کام کرنے والے چھوٹے سالاروں کو کوما نگا نے لشکر کے سامنے بلایا۔ ان کے ساتھ بھی کوغتائی نے رازدارانہ گفتگو کی۔ پھر وہ واپس لشکر میں جاکر کھڑے ہوگئے تھے۔

اس ترتیب کو مسلمانوں کے علاوہ دوسری اقوام جس طرح درمیان والے لشکر کو قلب۔ بائیں طرف والے کو میسرہ اور دائیں طرف والے کو میمنہ کہتے تھے۔ اس طرح منگولوں تاتاریوں اور دیگر ترک قبائل قلب لشکر کو قل۔ میسرہ کو جون غار اور میمنہ کو بارون غار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بہرحال کوغتائی کے حکم پر لشکر کے تینوں حصوں کی ترتیب

درست کردی گئی تھی۔ جو لشکر کوغتائی اور کوما نگا کی سرکردگی میں تھا۔ اس میں صرف کرائت اور کرغیز شامل تھے۔ یہ سب کے سب مسلمان تھے۔ کرغیز اگلی صفوں میں اور ان کے پیچھے کرائت ترک تھے۔ مارتو کی کمان داری میں سارے مانچو تھے اور ان کی اکثریت بھی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ یورجی کی کمانداری میں گاتھ اور سیتھین قبائل تھے۔ ان میں سے بھی کچھ مسلمان تھے۔ تاہم یورجی نے گو ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن کافی حد تک وہ اسلام کے اصولوں سے متاثر تھا۔

اپنے لشکر کی لگاتار ایک ماہ تک تربیت دینے کے بعد کوغتائی لشکر کو اپنے ڈھب پر تربیت دے چکا تھا۔ کچھ دیر تک مڑ کے اس نے اپنے لشکریوں کی طرف دیکھا۔ چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر صرف چند لمحے اس نے اپنے سامنے دشمن پر نگاہ کی۔ اپنی تلوار فضا میں بلند کی۔ پھر زوردار انداز میں ایک ساتھ کوغتائی کی سرکردگی میں تکبیریں بلند ہوئیں۔ اس کے بعد کوغتائی نے اپنے لشکر کو طوفانوں کی طرح آگے بڑھایا۔ اس کے بعد وہ ان تینوں وحشی قبائل پر سرد راتوں کے تنہا اندھیروں میں آہیں کھڑی کرتی صداؤں کے طوفانوں وحشت کی ردا اوڑھ کے خوف کے جلتے دشت کھڑے کرتے سرابوں اور آرزوؤں کی کھنڈر بستیوں میں قلب تپاں کے خونی افسانوں اور برف خواہشوں تک کی پگھلا دینے والی گردش ایام کی تپتی نامہربانیوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

دوسری جانب وہ تینوں وحشی قبائل بھی کوغتائی کے حملہ آور ہونے کے منتظر تھے۔ جونہی کوغتائی ان پر حملہ آور ہوا۔ وہ بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے خیالات کی سانس کو روک دینے اور تصورات کا ماتھا سلگا دینے والے شب کے سفاک عناصر اور تاریک خوابوں کی عفریتوں کی طرح جوابی حملہ کر چکے تھے۔

کوغتائی ان کے سالار۔ سردار اور لشکری حملہ آور ہوتے ہوئے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کر رہے تھے۔ خداوند قدوس کی عظمتوں کو اجاگر کر رہے تھے۔ شاید خدا کے تصور اور آخرت کے یقین سے محروم ان قبائل کے لئے تکبیر کی یہ صدائیں جو احساس کی دکالت کے علاوہ وجدان اور ادراک تک میں اتر جاتی تھیں نئی تھیں۔ شاید زمزموں کی طرح تند لہروں سی آوازیں دلآویز بھی تھیں اور بلیغ بھی جو انہوں نے پہلے کبھی نہ سنی

تھیں۔ شاید چین کی سرزمینوں کے ان کھلے میدانوں میں خوش رنگ و لہجے اور بے نام خوشبو کے ساتھ بلند ہونے والے حروف حق سے وہ قطعاً نا آشنا تھے۔ اس لئے کہ جب تکبیریں بلند کرتے ہوئے کوغتائی کی سرکردگی میں کرائت۔ کرغیز۔ مانچو۔ گاتھ اور سیتھین ان پر حملہ آور ہوئے۔ تو تکبیروں کی آوازوں نے ان وحشی قبائل کو ایک عجیب سی سنسنی میں لپیٹ کے رکھ دیا تھا۔

کوغتائی کے تربیت یافتہ لشکری طوفانوں کی طرح دشمن پر برستے ہوئے دشمن کے اندر گھسنے کے لئے بڑی بے چینی کا اظہار کر رہے تھے۔ اور ان کا یہ ردعمل ان وحشی قبائل کے لشکریوں کو یقیناً پریشان کر رہا تھا۔ شاید انہوں نے اس سے پہلے ایسے مسلمان مجاہد نہ دیکھے تھے۔ جو اپنے چہرے پر فطرت کی سحر کاری لئے وقت کے تیور پر دکھ کی تختیوں۔ آتی جاتی رتوں کی لکیروں۔ اور چڑھتی آبجو کی لہروں تک میں اپنے مقصد میں کامیابی کی تحریریں لکھنے کا ہنر جانتے تھے۔ شاید وہ مسلمان مجاہدوں کے ان جذبوں سے بھی واقفیت نہ رکھتے تھے۔ جن کے تحت وہ کشاکش ہائے افکار کی طرح صدیوں کے بند کواڑ کھولنے اور جبر و تشدد کی ڈوریاں کاٹنے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔

ان تینوں وحشی قبائل کا خیال تھا۔ کہ قبلائی خان نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے جو لشکر بھیجا ہے۔ وہ زیادہ دیر تک ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا۔ لیکن یہاں تو معاملہ الٹ ہو رہا تھا۔ اس لئے کہ کوغتائی کے تربیت یافتہ لشکری آہوں کے اثر اور ظلم کے لمبے ہاتھوں ستم پیشہ عناصر۔ غم و اندوہ کے کھوج اور شب کے سرابوں پر بھی اپنا حرف مقصود لکھتے چلے جا رہے تھے۔ جس وقت دونوں لشکر بری طرح جنگ میں مصروف تھے اور قیامت خیز ہنگاموں میں ذات کی محرومیاں اپنے عروج پر تھیں اور محبت کے قحط میں پیار اور نفرتیں چاروں طرف رقص کر رہی تھیں۔ اور دم توڑتی سسکیاں میدان جنگ کو اپنی آماجگاہ بنا چکی تھیں۔ کوغتائی نے کومانگا کو مخصوص اشارہ کیا۔ جس پر کوغتائی اور کومانگا کے پیچھے جنگ کرنے والے کرغیزوں کی کمانداری کومانگا نے سنبھال لی تھی۔ کوغتائی نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور کرغیزوں کے پیچھے پیچھے جنگ کرنے والے کرائت ترکوں کے قریب آیا۔

شاید راز داری سے سارا معاملہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا۔ جونہی کوغتائی ان کے پاس آیا۔ چھوٹے سالاروں نے فوراً اپنے لشکریوں کو اشارہ دیا۔ اور کرائت ترکوں پر مشتمل لشکر پیچھے سے ہٹ کر ذرا بائیں جانب آ گیا تھا اور بالکل مستعد حالت میں کوغتائی کے پیچھے انہوں نے صفیں درست کر لی تھیں۔

یہ ساری کارروائی چند لمحوں کے اندر مکمل ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ بڑی راز داری کے ساتھ کوغتائی نے کومانگا اور چھوٹے سالاروں کے ساتھ یہ معاملہ پہلے سے طے کر رکھا تھا۔

اس کے بعد زوردار انداز میں کوغتائی نے چین کی سرزمینوں میں پھر تکبیریں بلند کیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آگے بڑھا۔ اس کے پیچھے پیچھے کرائت ترک بھی موت کا کھیل کھیلنے کے لئے تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا چکے تھے۔ کرائت ترکوں کے ساتھ کوغتائی وحشی قبائل کے لشکر کے ایک پہلو پر آیا۔ پھر اس نے اپنا رخ موڑا اور کرائت ترکوں کے لشکر کے ساتھ وہ وحشی قبائل پر سبھی وادیوں اور اجڑے کوہستانوں میں رقص کرتی اور ہر شے کو رلاتی فضا زیست کے بند دروازوں پر دستک دینے طوفانی آلام اور کڑے موسموں کی مہربانیوں میں پہلی رتوں کے زہر اور تخریب کی شوریدہ آتش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کوغتائی کے اس حملے نے تینوں وحشی قبائل کے سارے ولولوں ان کے سارے جذبوں کو منجمد کر کے رکھ دیا تھا۔ ان پر پہلے ہی جنگ کا دباؤ تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ اب جو پہلو کی طرف سے حملہ آور ہو کر کوغتائی نے اپنے لشکریوں کے ساتھ ان کے لشکر کے درمیانی حصے کی کالی صفوں کو کاٹ کر ان کے لشکر کے وسطی حصے کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا۔ تب ان وحشی قبائل کے لشکر کی حالت فردگاہ حیات میں لحد کے خشک پھولوں۔ جلتے سینوں میں روحوں کی اڑتی راکھ اور چار سو پھیلتی آگ۔ خون دھوئیں اور لہو میں رقص کرتی دہشت جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد تنکس تور گوت اور ہمریوں کی کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کوغتائی۔ کومانگا۔ مرتہ اور یورجی نے اپنے اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ پوری طاقت اور قوت سے

ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر دستوں کو بھی اپنے پیچھے پیچھے آنے کے لئے کہا۔

یہ تعاقب دریائے نن ہو تک جاری رہا۔ اور تعاقب کے دوران کوغتائی اور اس کے ساتھی سالاروں نے تینوں وحشی قبائل کی تعداد کافی حد تک کم کر دی تھی۔ بچے کچھے وحشی قبائل دریائے نن ہو کو بڑی مشکل سے عبور کر کے منچوریا کے جنگلوں میں گھس گئے تھے۔ کوغتائی نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے نن ہو کے کنارے پڑاؤ کر لیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس کے اپنے پڑاؤ کی اشیاء کے علاوہ دشمن کے پڑاؤ سے جو چیزیں ملی تھیں۔ سب وہاں پہنچ گئیں شاید کوغتائی دریائے نن ہو کے کنارے چند روز تک احتیاط کے ساتھ قیام کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وحشی قبائل کہیں پھر دریائے نن ہو کو عبور کرنے کے بعد منگولوں کے آبائی دشت پر حملہ آور نہ ہوں۔ ساتھ ہی اس نے تیز رفتار قاصد فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے قبلائی خان کی طرف روانہ کر دیے تھے۔

☆☆☆☆☆

اپنے سرحدی شہر قزل میں قائدو ایک کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نشست کے سامنے اور دائیں بائیں سونے چاندی زر و جواہرات سونے چاندی کے سکوں کے علاوہ دوسری قیمتی اشیاء کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ جن میں ہر قسم کے پارچہ جات کے علاوہ جوتے تک شامل تھے۔

ان چیزوں کو دیکھنے کی بجائے قائدو کی نگاہیں اپنے سامنے کمرے کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ اسی لمحہ اس کی حسین اور پر جمال اور خوبصورت بیٹی اس کمرے میں داخل ہوئی۔ قائدو کے سامنے آئی۔ اور اپنی رس برساتی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے میرے باپ آپ نے مجھے طلب کیا ہے؟

قائدو منہ سے کچھ نہ بولا۔ اپنے پہلو میں نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس بات پر اپنا سر بھی ہلا دیا تھا۔

آئی یاروق فی الفور نہیں بیٹھی۔ بلکہ اپنے باپ کے دائیں۔ بائیں اور سامنے جو زر و جواہرات۔ دولت اور مختلف قیمتی اشیاء کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ انہیں حیرت اور تعجب سے دیکھتی رہی۔ پھر کھڑے ہی کھڑے اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یہ اس قدر دولت کہاں سے آئی۔ جس میں اس قدر قیمتی کپڑے۔ جوتے۔ زر و جواہرات۔ سونے چاندی کے ڈھیر اور خصوصیت کے ساتھ کپڑے اور جوتے بھی

سارے رتانہ ہیں۔ اس قدر مال و دولت تو ہمیں کسی جنگ میں بھی نہیں ملا۔

قائدو کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ بڑی شفقت کے ساتھ اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

یاروق پہلے میرے پاس بیٹھو۔ پھر میں تجھے تفصیل بتاتا ہوں۔

اپنے خوبصورت اور حسین جسم کو بل دیتی ہوئی یاروق اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ کچھ دیر تک قائدو سارے سامان کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر یاروق کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

یاروق میری بیٹی۔ میں تیری شادی کا اہتمام کر رہا ہوں۔

قائدو کے ان الفاظ پر یاروق تڑپ سی گئی۔ چبھتے ہوئے لہجے میں اس نے قائدو کی طرف دیکھا۔ پھر احتجاجی انداز میں کہنے لگی۔

اے میرے باپ۔ آپ کیسی گفتگو کر رہے ہیں۔ میری شادی کی اس قدر فکر آپ کو کیوں لاحق ہونے لگی ہے۔ آپ ایک بار مجھے کوغتائی کے ساتھ منسوب کر چکے ہیں۔ ذہنی اور دلی طور پر میں کوغتائی ہی کو اپنی زندگی کا ساتھی سمجھ بیٹھی ہوں۔ گو نہ آپ نے کوغتائی کو جانا اور نہ میں نے اسے سمجھا کہ وہ کس قسم کا انسان ہے۔ وہ ایک انتہا درجہ کا طاقتور اور تیغ زنی میں مہارت رکھنے والا جوان ہے۔ اسی بنا پر آپ اسے اپنے پاس روکنا چاہتے تھے اور میرے ساتھ اسے منسوب کر کے آپ نے ایک طرح کی اسے ترغیب دی کہ وہ دلائی لامہ کو چھوڑ کر واپس ہمارے پاس آ جائے۔ اب جب کہ آپ مجھے اس کے حوالے کر چکے ہیں۔ مجھے اس سے منسوب کر چکے ہیں۔ تو میں اب دائمی طور پر اسے اپنی زندگی کا ساتھی تسلیم کر چکی ہوں اگر وہ مجھے مل گیا۔ تو میری خوش قسمتی۔ نہ ملا تو زندگی بھر شادی نہیں کروں گی۔

قائدو نے بڑی سنجیدگی سے یاروق کی طرف دیکھا۔ پھر شفقت بھرے لہجے میں کہنے لگا۔

میری بیٹی وہ تجھے کیسے ملے گا۔ وہ اس وقت قبلائی خان کے سپہ سالاروں میں سے ایک ہے۔ گو اس نے ہمارے پاس جھوٹ بولا کہ وہ دلائی لامہ کو چھوڑنے جا رہا

ہے۔ لیکن میں نے اس کے جھوٹ کا برا نہیں مانا۔ اس لئے کہ ایسا کر کے اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی گلو خلاصی کروائی۔ اور پھر یہ کہ ہماری نسبت قبلائی خان پہلے اس کی خدمات حاصل کر چکا تھا۔ لہذا کوغتائی نے اگر ایسا کیا ہے۔ مجھے اس سے کوئی شکوہ یا کوئی گلہ نہیں ہے اور یہ جو تم اسے اپنی زندگی کا ساتھی سمجھ چکی ہو۔ تو یہ سوچو اسے کیسے حاصل کرو گی۔ اب تمہارا اور اس کا ملاپ قطعی ناممکن ہے۔

یاروق تھوڑی دیر تک بڑے غور سے قائدو کی طرف دیکھتی رہی پھر رس بھرے انداز میں کہنے لگی۔

ناممکن نہیں ہے میرے باپ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کوغتائی کو پسند کرنے لگی ہوں۔ اسے چاہنے اور اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔ میرا دل کہتا ہے۔ کہ میرا یہ جذبہ یک طرفہ نہیں ہے اگر کوغتائی کے دل میں میرے لئے تھوڑی سی بھی محبت۔ چاہت کی تھوڑی سی بھی کسک ہوئی تو نیلے جاودانی آسمان نے چاہا تو ایک روز ہم دونوں ملیں گے اور زندگی کے بقایا دن میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے گزاریں گے۔ اے میرے باپ یہ میرے دل۔ میرے ذہن اور میرے ضمیر کی پکار ہے۔ اور لگتا ہے ایسا ہو کے رہے گا۔ اب آپ کو ایک دم میری شادی کا خیال کیسے آ گیا۔ مجھے تو کوغتائی کا انتظار ہے۔ اور میں اس کا انتظار کروں گی۔ مجھے ایک اور امید بھی ہے۔ ہوسکتا ہے جب ہم اریق بوغہ پر اپنے آبائی دشت کو حاصل کرنے کے لئے حملہ آور ہوں تو قبلائی خان اریق بوغہ کی مدد کے لئے کوغتائی کو ان سرزمینوں کی طرف بھیجے۔ اگر اس نے ایسا کیا۔ تو میرے باپ میں اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گی۔ میں ہر صورت میں اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہوں۔ یوں جانیں یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ اب آپ بتائیں یہ فی الفور آپ کو میری شادی کا کیسے خیال آ گیا اور یہ جو دولت کے انبار اپنے دائیں بائیں اور سامنے آپ نے لگا رکھے ہیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے۔

قائدو مسکرایا۔ اور کہنے لگا۔

بیٹی۔ ایک چینی سوداگر آیا ہے۔ وہ نوجوان ہے۔ یہ ساری دولت خچروں پر لاد کر وہ میرے پاس آیا ہے۔ ہمارے پاس جو اس کے بھیجے ہوئے چھوٹے تاجر مال

لے کر آتے رہے ہیں۔ وہ جا کر اس کے پاس تمہاری خوبصورتی اور تمہارے حسن کا ذکر کرتے رہے ہیں تمہارا ذکر سن سن کر وہ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔ تمہیں چاہنے لگا ہے۔ ان سوداگروں نے اس سے یہ بھی جا کے کہا کہ آئی یاروق جیسی خوبصورت لڑکی کہیں ملے گی ہی نہیں۔ لہذا وہ اپنے وطن سے نکلا۔ یہ دولت خچروں پر لادی اور ہماری سرزمینوں کا رخ کیا۔ سیدھا میرے پاس آیا۔ ہر دولت میرے حوالے کی۔ اور تم سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس وقت میں نے اسے مہمان خانے میں ٹھہرایا ہے۔ میں پہلے تم سے معاملہ طے کرنا چاہتا تھا۔ پھر اسے بلا کر آخری فیصلہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔
اب بولو۔ میری بیٹی تم کیا چاہتی ہو۔

آئی یاروق کچھ کہنا چاہتی تھی۔ قائدو ایک بار پھر بول پڑا۔

میری بیٹی۔ جو فیصلہ بھی کرنا۔ سوچ سمجھ کر کرنا۔ کوغنائی اس وقت یہاں نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم اسے پسند کرتی ہو۔ اس سے محبت کرتی ہو۔ تم اسے چاہتی ہو۔ لیکن اس کے ملنے کے آثار دور دور تک کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ جہاں تک چینی سوداگر کا تعلق ہے۔ گو اس نے ابھی تک تمہیں دیکھا نہیں۔ لیکن تمہاری خوبصورتی تمہارے حسن کے چرچے سن سن کر وہ ایسا متاثر ہوا۔ کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر یہاں آیا۔ یہ دولت کے انبار اس نے میرے قدموں میں لگا دیئے اور تم سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اب بولو تم کون سا راستہ اختیار کرنا چاہتی ہو۔

آئی یاروق نے پھر غور سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگی۔

جس راستے کا تعین میں نے کیا۔ اس کا ذکر تو میں پہلے ہی آپ سے کر چکی ہوں۔ پھر بار بار آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ اے میرے باپ کوغنائی کے علاوہ میں کسی کو بھی اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند نہیں کروں گی۔ گو وہ ہمارے بدترین دشمن کے پاس چلا گیا ہے۔ پھر بھی میرے باپ میرے دل سے اس کی محبت زائل نہیں ہوئی۔ نہ اس کی چاہت میں کوئی فرق آیا ہے۔ جو مجھے اس سے ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں۔ کہ آپ سنجیدگی سے اس چینی سوداگر کے ساتھ میری شادی کے خواہاں ہیں۔ یا آپ یہ دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

قائدو مسکرایا۔ آئی یاروق کی طرف دیکھا۔ ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

اس طرح آئی دولت کو بھی کون ٹھکراتا ہے۔ اس قدر دولت تو آج تک ہمیں کسی جنگ سے بھی حاصل نہیں ہوئی۔ اگر یہ دولت ہمیں مل جاتی ہے۔ تو پھر اس سے ہم اپنے دشمن کے خلاف جنگوں کا ایک طویل سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں۔

آئی یاروق نے کچھ سوچا۔ چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ پھر کہنے لگی۔

اگر یہ بات ہے۔ تو پھر آپ کو میری شادی سے کوئی غرض و غایت نہیں ہونی چاہیے۔ آپ صرف یہ دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ کو مل جائے گی۔ رہی بات میں اس چینی کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے رہتی ہوں یا نہیں۔ پہلے وعدہ کریں کہ آپ کو اس سے کوئی غرض و غایت نہیں ہوگی۔

قائدو نے پھر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا۔

اس چینی سوداگر سے کوئی غرض و غایت نہیں۔ میں تو اس کی لائی ہوئی دولت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں۔ اگر تم کوغنائی ہی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا چکی ہو۔ اور اسے اپنا شوہر بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہو۔ تو میں تمہارے اس فیصلے کے آگے سر جھکا دوں گا۔ کوغنائی واقعی اس قابل ہے۔ کہ اسے تمہاری زندگی کا ساتھی بنایا جائے۔

قائدو رکا۔ پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

لیکن ایک اور بات بھی یاد رکھو۔ جب تک تم اس چینی سوداگر سے شادی نہیں کرتی ہو۔ اس وقت تک یہ دولت ہمیں نہیں مل سکتی۔

آئی یاروق نے سوچا۔ اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ پھر کہنے لگی۔

آپ اس چینی سوداگر کو بلائیں۔ ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ اس کی شادی کرا دیں میں بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہتی ہوں یا نہیں۔ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ آپ اپنی دولت حاصل کر کے ایک طرف ہو جائیے گا۔ بس میں جانوں اور وہ چینی سوداگر جانے۔

قائدو نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ اور پھر ایک مسلح جوان کو آواز دے کے بلایا۔

جب وہ اندر آیا تو قائدو نے اپنے سرکردہ لوگوں کے علاوہ اس چینی سوداگر کو بھی طلب کیا۔ وہ جوان تعظیم دے کے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں قائدو کے سرکردہ سرداروں کے علاوہ وہ چینی سوداگر بھی آیا۔ اس نے جب آئی یاروق کو دیکھا۔ تو دنگ رہ گیا۔ اس کے حسن سے وہ ایسا متاثر ہوا۔ کہ ٹکٹکی باندھے آئی یاروق کو دیکھے جا رہا تھا۔ سارے سرداروں سے مشورہ کرنے کے بعد اس چینی سوداگر سے آئی یاروق کی شادی کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔

(مورخین نے چینی سوداگر کے ساتھ آئی یاروق کی شادی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن بہت مختصر سے الفاظ میں)

شادی کی تقریب کے دوران آئی یاروق نے اس چینی سوداگر کا جائزہ لیا۔ جس سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ عمر میں آئی یاروق سے کافی بڑا تھا۔ چھوٹے قد کا مگر توانا شخص تھا۔ اسے دیکھنے کے بعد آئی یاروق کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پیشانی پر ناپسندیدگی کی کئی لکیریں نمایاں ہو کر رہ گئی تھیں۔ تقریب کے اختتام پر جب سب لوگ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور اس کمرے میں صرف آئی یاروق قائدو اور چینی سوداگر رہ گئے۔ تب اپنے باپ کی موجودگی کے باوجود آئی یاروق نے کسی قدر بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے چینی سوداگر کو مخاطب کیا۔

سب سے پہلے تو میں تمہیں اس سرزمین میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ دوسرے میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ تم میری خوبصورتی میرے حسن کا چرچا سن کر مجھ سے شادی کرنے کے لئے ہماری سرزمینوں میں وارد ہوئے۔

اب جب کہ میرے باپ نے میری شادی تمہاری ساتھ کر دی ہے۔ تو یاد رکھنا میں اس وقت تک بیوی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔ جب تک تم اپنے آپ کو ایک بہترین گھڑسوار نہیں بنا لیتے۔

چینی سوداگر چونکا۔ بڑے غور سے اس نے آئی یاروق کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

میں پہلے سے ایک عمدہ قسم کا گھڑسوار ہوں اس سلسلے میں مجھے کسی سے کوئی تربیت یا مشق کی ضرورت نہیں ہے۔

آئی یاروق نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا بظاہر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ لیکن اس کی آنکھیں بتاتی تھیں جیسے وہ اس چینی سوداگر کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گی۔ تاہم چہرے پر مصنوعی بشاشت برساتے ہوئے کہنے لگی۔

اگر میں تمہاری اس گھڑسواری کا امتحان لوں تب؟

چینی سوداگر جوش و جذبے میں چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

امتحان لینا ہے تو ابھی اور اسی وقت لے سکتی ہو۔

آئی یاروق نے اپنے باپ قائدو کی طرف دیکھا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میرے باپ ذرا اپنے چوبدار سے کہیں کہ میرے گھوڑے کے علاوہ ایک اور گھوڑے پر ساز ڈال کر لائے۔

اس پر قائدو نے اپنے چوبدار کو بلایا۔ آئی یاروق کے علاوہ ایک اور گھوڑا لانے کے لئے کہا۔ چوبدار باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور دونوں گھوڑے لانے کی اس نے اطلاع کی۔ تب آئی یاروق اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور چینی سوداگر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میرے ساتھ آؤ۔

شاید قائدو سارا معاملہ جو کچھ ہونے والا تھا۔ سمجھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔ وہ تو صرف دولت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ کر چکا تھا۔ اس کو اس سے کوئی غرض و غایت نہیں کہ اس کی بیٹی آئی یاروق چینی سوداگر کے ساتھ اس کی بیوی کی حیثیت سے رہتی ہے یا نہیں۔ بہرحال آئی یاروق چینی سوداگر کو لیکر باہر نکلی۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے۔ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ پھر آئی یاروق نے اسے مخاطب کیا۔ میرے پہلو بہ پہلو میرے ساتھ ساتھ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آؤ۔ اس کے ساتھ ہی آئی یاروق نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی۔

چینی سوداگر بھی اچھا گھڑسوار لگتا تھا۔ سوار ہونے کے بعد اس نے گھوڑے کو مہمیز لگائی۔ اور آئی یاروق کے ساتھ ہو لیا تھا۔

گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آئی یاروق پہلو بہ پہلو اس کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں داخل ہوگئی۔ جنگلوں اور عام زندگی میں آئی یاروق کے وہ محافظ جو اس کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔

ایک بلند کوہستانی سلسلہ میں جہاں ڈھلان میں بڑے بڑے پتھر اور خطرناک ابھار تھے۔ وہاں جب ایک خطرناک موڑ آیا تب اچانک چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ آئی یاروق حرکت میں آئی۔ اپنی داہنی ٹانگ کو اس نے اٹھایا اور اس زور سے چینی سوداگر کے ماری کہ وہ اپنے گھوڑے سے گرا اور نیچے ڈھلان میں لڑکتا ہوا دور جا گرا تھا۔

ایسا کرنے کے بعد آئی یاروق نے فوراً اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ نیچے اتری۔ چینی سوداگر کے گھوڑے کو بھی پکڑ کر اس نے ایک طرف کر لیا۔ پیچھے سے اس کے محافظ آ گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے آئی یاروق چلا پڑی۔

چینی سوداگر نیچے گر گیا ہے۔ وہ گھوڑے پر اپنا توازن قائم نہیں رکھ سکا۔ یہاں آ کر اچانک گھوڑا تھوڑا سا بدکا اور وہ نیچے گر گیا۔ دیکھو اس کی کیا حالت ہے۔ فوراً اسے اوپر لاؤ۔

آئی یاروق کے کہنے پر کچھ سوار نیچے اترے۔ اور وہ ڈھلان میں بھاگتے ہوئے نیچے چلے گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ چینی سوداگر کو اٹھا کر اوپر لائے۔ وہ مر چکا تھا۔ آئی یاروق شاید ایسا ہی چاہتی تھی۔ بظاہر مغموم تھی۔ لیکن اندر ہی اندر مطمئن اور خوش تھی۔ پھر سب لوگ چینی سوداگر کی لاش لے کر واپس جا رہے تھے۔

چینی سوداگر کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بعد آئی یاروق جب اپنے باپ کے پاس آئی تو قائدو نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

بیٹی مجھے یہ امید نہیں تھی۔ کہ تم اس قدر جلدی اسے اپنے راستے کی دیوار سمجھ کر ہٹا دو گی۔ میں یہ تو جانتا تھا۔ بلکہ مجھے پختہ یقین تھا۔ کہ بیوی کی حیثیت سے تم اس کے ساتھ نہیں رہو گی لیکن مجھے یہ امید تھی کہ چند روز تم اسے برداشت کرو گی۔ بہرحال جو کچھ تم نے کیا ہے۔ یہ تمہارا فیصلہ ہے۔ تمہارے فیصلے سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کوغائی کے علاوہ تو تم کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی اور شوہر بنانا پسند نہیں کرو گی۔ ابھی جو

معاملہ ہوا۔ سو ہوا اب میں تجھ سے یہ کہوں کہ دو دن کے بعد لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ ہم دونوں باپ بیٹی اپنے آبائی دشت میں اریق بوغہ پر حملہ آور ہوں گے۔ اور اپنے دشت کا زیادہ سے زیادہ حصہ اس سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت وہ اکیلا ہے۔ قبلائی خان۔ کوغائی بایان اور دیگر بڑے بڑے منگول سالار اس وقت جنوبی چین میں مصروف ہیں۔ لہٰذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اپنے آبائی دشت کے ایک حصہ پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

آئی یاروق نے مسکراتے ہوئے اپنے باپ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر دو روز بعد دونوں باپ بیٹی اپنے لشکر۔ اپنے سالاروں کے ساتھ دریائے ینسی کے کنارے اپنے سرحدی شہر قزل سے کوچ کر گئے تھے۔

قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق نے اس دفعہ حملہ آور ہونے کا عجیب و غریب طریقہ استعمال کیا۔ اس سے پہلے وہ اپنے سرحدی شہر قزل سے نکل کر عموماً دریائے قزل کے کنارے کنارے مشرق کا رخ کرتے تھے۔ اس جگہ آ کر اپنا رخ بدلتے تھے جہاں دریائے قزل کوہستان خنجان کے دروں سے نکل کر دریائے ینسی کی طرف آتا ہے اور اس کے سامنے ہوسگال نام کی نمکین پانی کی جھیل ہے۔ نمکین پانی کی اس جھیل اور کوہستان خنگائی کے درمیان سے ہوتے ہوئے عموماً وہ اپنے آبائی دشت پر حملہ آور ہوتے تھے۔

لیکن اس بار انہوں نے دوسرا رخ اختیار کیا۔ پہلے انہوں نے قزل شہر سے کوچ کرنے کے بعد دریائے ینسی کا رخ کیا۔ دریائے ینسی کو عبور کرنے کے بعد وہ اس جگہ آئے جہاں دریائے قزل قم اور دریائے خمسارا دونوں آ کے دریائے ینسی میں گرتے ہیں۔ دریائے ینسی کو عبور کرنے کے بعد انہوں نے دریائے خمسارا کا چناؤ کیا۔ اور اس کے کنارے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے شمال مشرق کا رخ اختیار کیا تھا۔

جس طرح دریائے قزل قم کوہستان خنگائی کے جنوبی حصوں سے نکل کر دریائے ینسی میں گرتا ہے۔ جو آگے قطب شمالی میں پہنچ کر گم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دریائے خمسارا بھی کوہستان خنگائی کے شمالی حصوں سے نکل کر اسی جگہ آ کر دریائے ینسی سے ملتا ہے۔ جہاں دریائے قزل قم اپنا سنگم بناتا ہے۔

آبائی دشت کے لئے گوتبلائی خان کا چھوٹا بھائی اریق بوغہ چاک و چوبند رہا تھا۔ اس بار اس کے اطلاعیہ گردں اس کے نقیبوں اس کے مخبروں تک کو خبر نہ ہوئی کہ قائدو اور اس کی خوبصورت حسین اور جفاکش بیٹی آئی یاردق ایک مختلف انداز میں اس پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔

دریائے خسارا کے کنارے کنارے بڑی تیزی کے ساتھ قائدو اور آئی یاردق نے کوہستان خنگائی کا رخ کیا۔ کوہستان خنگائی کے دشوار گزار دروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک دم اپنے آبائی دشت میں نمودار ہوئے۔ اس وقت تک اریق بوغہ کو ان کے حملہ آور ہونے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ کوہستان خنگائی کے شرقی وسیع میدانوں کے اندر اریق بوغہ نے قاعدو اور آئی یاردق کی راہ روک لی تھی۔

اریق بوغہ کے پاس جو لشکر تھا۔ وہ سارے کا سارا منگولوں پر مشتمل تھا۔ لیکن لشکر کے لحاظ سے قائدو کو ایک فوقیت تھی۔ اس کے لشکر میں جہاں منگول تھے۔ وہاں ترکوں کے بے شمار قبائل تھے۔ جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ خود وہ منگول بھی جو قائدو کے تحت کام کر رہے تھے۔ بڑی تیزی کے ساتھ اسلام قبول کرتے جا رہے تھے۔ اس کا اعتراف مورخین نے بھی کیا ہے۔

اب لشکری لحاظ سے قائدو کو اریق بوغہ پر فوقیت یہ تھی کہ ایک تو اس کا لشکر اریق بوغہ سے زیادہ تھا۔ دوسرے اس کے لشکر میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ چنگیز خان کے بعد اس کے پوتے ہلاکو خان نے چونکہ مسلمانوں پر بڑے مظالم کئے تھے۔ لہذا ترک مسلمان منگولوں کے خلاف انتقام کا ایک فطری جذبہ رکھتے تھے۔ اسی جذبے کے تحت کوہستان خنگائی کے مشرقی حصے میں ترکوں نے اور ان منگولوں نے جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ چنگیز خان کے دشت کے منگولوں کے ساتھ جن کی قیادت اریق بوغہ کر رہا تھا، خوفناک جنگ کی۔

یہاں انوکھی اور حیرت کی بات یہ ہے۔ کہ قائدو کے تحت جو منگولوں کا لشکر تھا۔ جس میں مسلمان اور پرانے منگول دونوں شامل تھے۔ وہ قائدو کی کمانداری میں تھا۔ اور وہ ترک جو مکمل طور پر اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان کی قیادت آئی یاردق کر رہی تھی۔

قائدو اور آئی یاردق نے کوہستان خنگائی کے مشرقی وسیع میدانوں کے اندر اریق بوغہ پر دو طرفہ حملہ کیا۔ مسلمان ترک آگے بڑھتے ہوئے منگولوں کو اس طرح اپنے سامنے زیر کرنے لگے تھے۔ جیسے بھوکے بھیڑیے لومڑیوں کو بھنبھوڑ کے رکھ دیتے ہیں۔

کچھ دیر تک کوہستان خنگائی کے مشرقی میدانوں کے اندر ہولناک جنگ ہوئی۔ جس کے نتیجے میں اریق بوغہ کو بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ جھیل بیکال کی طرف بھاگ گیا۔ اس طرح کوہستان خنگائی تک جو منگولوں کا آبائی دشت تھا۔ جس میں دریائے خسارا اور دریائے قزل قم کے درمیان پڑنے والے وسیع تو وہ نام کے میدان بھی تھے۔ ان پر قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاردق نے قبضہ کر لیا تھا۔

☆☆☆☆☆

قبلائی خان اپنی خیمہ گاہ نشست میں اپنے بیٹے۔ اپنے پوتے سلطنت کے سارے سرکردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھا اپنے سپہ سالاروں کے ساتھ جنوبی چین پر ازسرنو حملہ آور ہونے سے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اس کے چوبدار نے کوغتائی کے طرف سے آنے والے قاصد کی اطلاع دی۔ یہ خبر سن کر قبلائی خان ہی نہیں اس کا بیٹا چنگ کم جواں سال پوتا تیمور بھی چونکے تھے۔ کوغتائی سے حسد رکھنے والا سپہ سالار بایان بھی عجیب سے انداز میں چوبدار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دوسرے سالاروں کی نگاہیں بھی ایک تجسس کے سے انداز میں چوبدار پر جم گئی تھیں۔ یہاں تک کہ قبلائی خان نے چوبدار کو حکم دیا کہ کوغتائی کی طرف سے آنے والے قاصد کو فی الفور اس کے سامنے لایا جائے۔

تھوڑی دیر بعد چوبدار اس قاصد کو پکڑ کر لایا۔ جو کوغتائی کی طرف سے آیا تھا۔ اور اسے قبلائی خان کے سامنے کھڑا کر دیا۔ یہ ان محبتوں میں سے ایک تھا۔ جو اس علاقے میں مقرر تھے۔ جہاں کوغتائی حملہ آور ہوا تھا۔ اور جو قبلائی خان کو اپنے اپنے علاقے کی خبریں دینے کے پابند تھے۔ قبلائی خان کے سامنے آ کر اس نے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے تعظیم دی۔ کچھ کہنے ہی لگا تھا۔ کہ قبلائی خان نے اسے پہلے ہی مخاطب کر لیا۔

بتاؤ کوغتائی کی طرف سے کیا خبر لے کر آیا ہے۔

جواب میں اس آنے والے قاصد نے کوغتائی کی پیش قدمی کے علاوہ دریائے ہیلر کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے اور اپنے کھڑکھڑاتے چھکڑوں کے ساتھ دریائے

ہیلر کو عبور کر کے چاروں دریاؤں یعنی ہیلر۔ کیرلین۔ اونان آمور دریائے نن ہو کے درمیان کھلے میدانوں میں ہونے والی جنگ اور پھر اس جنگ کے نتیجے میں وحشی قبائل تکس۔ تورگوت اور تاتاریوں کی بدترین شکست کی خبریں تفصیل کے ساتھ قبلائی خان سے کہہ دی تھیں۔

قاصد جب خاموش ہو گیا۔ تب قبلائی خان نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ ابھی تک وہ خاموش اور چپ تھا۔ مسکرا رہا تھا۔ اس موقع پر اس کے پہلو میں بیٹھے اس کے بیٹے چنگ کم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے باپ۔ قسم نیلے جاودانی آسمان کی۔ میں اس کوغتائی سے ایسی ہی امیدیں وابستہ رکھے ہوئے تھا۔ یہاں آپ کے پاس آنے سے پہلے میرا بیٹا تیمور کہہ رہا تھا کہ کوغتائی یقیناً ان تینوں وحشی قبائل کو بدترین شکست دے گا۔ اس لئے کہ تیمور اب کوغتائی سے عقیدت اور ارادتمندی کی حد تک پیار کرنے لگا ہے۔

چنگ کم رکا۔ اس کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

میرے باپ۔ یہ کوغتائی یقیناً ان جوانوں میں سے ہے۔ جو گردی رکھے خوابوں جلاوطن امیدوں اور زندان میں اٹھتی خواہشوں تک کی آزادی کا سامان کر ڈالتے ہیں۔ یہ یقیناً ان سورماؤں میں سے ایک ہے۔ جو سکوت کی بیکراں گود اور وقت کی خاموش محرابوں اور سرد اجاڑ تنہا شام کے اندھے سایوں تک میں بھی زیست کی مسافتوں کا ثمر حیا کی خوشبو بہاروں کے رنگ اور سرسبز و شاداب اور زندگی کی خوش کن خواہشیں بھر دینے کی صنائی جانتے ہیں۔

چنگ کم رکا۔ اس کے بعد ایک عجیب سے جذبے میں اپنے باپ قبلائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اے میرے باپ۔ یہ کوغتائی طلسماتی دستگیری اور ابدی سہاروں جیسا طاقتور اور حوصلوں کے ثبات کی نئی روشنی اور انوکھے انقلاب نو جیسا بڑا تند صحرا کی گرد میں صف بصف کاسئہ حیات میں خوف کے گوشے بھر دینے والی سرسراتی فضا سے بھی کہیں زیادہ بہادر۔ دلیر اور شجاع ہے۔

میرے باپ۔ اس نے ایک عظیم معرکہ مارا ہے۔ دریائے نن ہو کے غربی میدانوں کے اندر جس کا زیادہ تر علاقہ دلدلی ہے۔ اور جس کے نشیب و فراز اور محل وقوع سے وہ سارے وحشی قبائل واقف ہیں۔ وہاں ان وحشی قبائل کو شکست دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور پھر آپ جانتے ہیں تینوں وحشی قبائل تنکس۔ تورگوت اور تاتاری اس سے پہلے محاذوں میں یقیناً منگولوں کے لئے دردسر بنے رہے ہیں۔ بار بار وہ کوہستان خنجان اور منچوریا کے جنگلوں سے نکل کر منگولوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے رہے ہیں۔ کوغتائی نے انہیں شکست دے کر اور ان کا قتل عام کر کے ان وحشی قبائل کے خلاف اپنی طاقت و جراتمندی کی مہر لگا دی پھر آنے والے قاصد نے جو اس کا طریقہ جنگ ہمیں بتایا ہے۔ یقیناً یہ ہمارے لئے نیا ہے۔ اور اس نے کمال حکمت سے کام لیتے ہوئے ان وحشی جنگجو قبائل کو شکست سے دو چار کیا۔ میرے باپ جب اپنے لشکر کے ساتھ کوغتائی واپس آئے۔ تو میری خواہش ہے کہ اس کا ایسا شاندار استقبال کیا جائے کہ یہ استقبال کم از کم منگولوں کی تاریخ میں ایک یادگار بن کر رہ جائے۔

جب تک چنگ کم بولتا رہا۔ قبلائی خان مسکراتا رہا۔ چنگ کم خاموش ہوا تب اس کا بیٹا اور قبلائی خان کا جواں سال پوتا تیمور بول پڑا۔

دادا جو کچھ میرے باپ نے کہا ہے۔ یہ صرف ان کی ہی نہیں میری قلبی کیفیت کی بھی ترجمانی ہے۔ اس کوغتائی جیسا سالار۔ اس جیسا سورما۔ اس جیسا لشکریوں کی رہنمائی کرنے والا ہمیں کہیں سے مل ہی نہیں سکتا۔

چنگ کم اور اس کے بیٹے تیمور کی گفتگو کو بایان انتہا درجے کا ناپسند کر رہا تھا۔ منہ بسور رہا تھا پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں۔ تاہم ضبط کئے ہوئے تھا۔ اس لئے کہ چنگ کم اور تیمور کے سامنے بولنا خود اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ تیمور جب خاموش ہوا۔ تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا۔

میرے بچو۔ تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔ کوغتائی سے جو میں نے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ قسم نیلے جاودانی آسمان کی وہ ان سے کہیں زیادہ آگے نکل کے میرے سامنے آیا ہے۔ اب میں بد سے بدترین حالات میں بھی اپنے اس سالار پر مکمل بھروسہ کر سکتا

ہوں۔ میں اس سلسلے میں آباقا خان اور اس کے بھائی تکودار کا بھی انتہا درجہ کا ممنون اور شکر گزار ہوں انہوں نے میری طرف ایک ایسا لاجواب بے مثال مسلمان سپہ سالار روانہ کیا جو وقت کا تیز دھارا بن کر دشمن پر چھا جانے کا ہنر جانتا ہے۔

قبلائی خان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ اسے خاموش ہو جانا پڑا۔ ایک بار پھر چوبدار اس کے پاس آیا۔ اور اسے اطلاع دی کہ آبائی دشت میں اریق بوغہ کا ایک قاصد آیا ہے۔ یہ اطلاع سن کر قبلائی خان۔ اس کا بیٹا اور پوتا چونک سے گئے تھے۔ قاصد کو جب اس کے سامنے لایا گیا تو اسے دیکھتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا۔

لگتا ہے۔ تو کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آیا۔ اس لئے کہ تیرا چہرہ اداسی کی گرد میں اٹا ہوا ہے۔ تب تو میرے چھوٹے بھائی اریق بوغہ کی طرف سے کیا خبر لے کے آیا ہے۔

جواب میں اس قاصد نے تفصیل کے ساتھ قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق کے حملہ آور ہونے دریائے قزل قم کے بجائے دریائے خمسارہ کے کنارے کنارے آگے بڑھ کر کوہستان خنگائی کو عبور کرنے اور کوہستان خنگائی کے مشرقی وسیع میدانوں کے اندر جنگ کی تفصیل اور اریق بوغہ کی شکست کی تفصیل سنا ڈالی تھی۔ یہ خبر سن کر قبلائی خان اداس ہو گیا تھا۔ اس کا بیٹا چنگ کم اور پوتا تیمور بھی افسردہ ہو گئے تھے۔ وہاں بیٹھے ہوئے باقی سارے سپہ سالار اور چھوٹے سالار بھی پریشانی میں ڈوب گئے تھے۔ پھر قبلائی خان نے اپنے بیٹے چنگ کم اور پوتے تیمور کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے بچو۔ جہاں کوغتائی کی طرف سے ہمیں ایک اچھی اور خوش کن خبر ملی ہے۔ وہاں اریق بوغہ کی طرف سے دل ہلا دینے والی خبر بھی ہمیں موصول ہوگئی ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ۔ قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق نے حملہ آور ہو کر کوہستان خنگائی کا مغربی حصہ اریق بوغہ سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ ایک طرح سے آبائی دشت میں در اندازی ہے۔ اور اسے کسی بھی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔

قبلائی خان تھوڑی دیر خاموش رہا۔ اس کے بعد دوبارہ چنگ کم اور تیمور کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز بچو۔ میں جانتا ہوں۔ تینوں وحشی قبائل کے خلاف جنگ کرنے کے

بعد کوغتائی۔ اس کے سالاروں اور لشکریوں کے حوصلے بلند ہیں۔ لیکن وہ تھکے ہارے ہوئے بھی ہوں گے۔ یقیناً وہ فتح مندی کے نعرے مارتے ہوئے واپس ہماری طرف آ رہے ہوں گے۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ آبائی دشت میں ایک اور مہم پکار رہی ہے۔ چنگ کم میرے بیٹے تیز رفتار قاصد دو مختلف سمتوں کو روانہ کرو کچھ قاصدوں کو کوغتائی کی طرف روانہ کرو وہ یقیناً بڑی تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہا ہوگا تا کہ ہمیں وحشی قبائل کے خلاف اپنی فتح کی خوشخبری سنائے کوغتائی کو یہ پیغام بھجواؤ کہ جہاں تک ہماری طرف بڑھ چکا ہے وہیں رک جائے راہبر اور راہنما اس کے ہمراہ نہیں جو ہمارے آبائی دشت کے چپے چپے سے واقف ہیں ان کی راہنمائی میں وہ صولت گولی کے اس پار منگولوں کے آبائی دشت کا رخ کرے اور قائدو اس کی بیٹی آئی یاردق کے خلاف اریک بوغا کی مدد کرے تفصیل کے ساتھ کوغتائی کے نام قاصدوں کے ہاتھ پیغام بھجوا دو دوسرے قاصدوں کو میرے چھوٹے بھائی اریق بوغا کی طرف آبائی دشت میں روانہ کرو۔ اریق بوغا سے کہو کہ مجھے بے حد دکھ اور افسوس ہے کہ تم قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاردق کے ہاتھوں شکست اٹھا گئے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا آبائی دشت کی حفاظت کرنا ہمارا فرض اولین ہے اور اس سے ہم کسی بھی صورت غفلت نہیں برت سکتے۔ اسے یہ بھی پیغام بھجواؤ کہ میں ایک سالار کوغتائی کو اس کی طرف روانہ کر رہا ہوں قاصدوں کے ہاتھ اریق بوغا کو کوغتائی کے متعلق تفصیل بھی بتا دو تا کہ وہ جان سکے کہ وہ کس پائے کا سالار ہے اسے سختی کے ساتھ یہ بھی تنبیہ کر دو کہ کوغتائی جب اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے تو ساری صورت حال اور محل وقوع سے کوغتائی کو آگاہ کرے اس کے بعد کوغتائی جس طریقے سے بھی قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاردق سے نپٹنا چاہے گا۔ اریق بوغا اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کرے گا ایک طرح سے اریق بوغا پر یہ بھی واضح کر دو کہ قائدو اور آئی یاردق کے خلاف یہ جنگ کوغتائی کی سپہ سالاری میں لڑی جائے گی۔ اریق بوغا ایسا ہی کرے گا جیسا کوغتائی کہے گا میرے بیٹے اس خبر نے مجھے پریشان کر دیا ہے میں اب جانے لگا ہوں تم فی الفور قاصدوں کو روانہ کرو اس کے ساتھ ہی قبلائی خان وہاں سے اٹھ گیا تھا دیگر سالار بھی اس کے جانے کے بعد اپنی نشستیں چھوڑ چکے تھے جبکہ چنگ کم اور اس کا بیٹا تیمور

دونوں قاصدوں کو روانہ کرنے کے لئے لشکر گاہ کا رخ کر رہے تھے۔

کوغتائی نے اپنے سالاروں کے ساتھ چند روز تک دریائے نن ہو کے کنارے قیام کیے رکھا ایسا اس نے اس احتیاط کے ساتھ کیا تھا کہ اگر اس کے ہاتھوں شکست کھانے والے' تنکس' تورگوت اور تاتاری پھر ہن کیانگ کے میدانوں میں اس سے قسمت آزمائی کرنا چاہیں تو ان کی بیخ کنی کی جا سکے جس جگہ اپنے لشکر کے ساتھ کوغتائی نے قیام کر رکھا تھا اس کے قریب ہی دائیں جانب ہن کیانگ نام کا خاصا بڑا شہر تھا جہاں سے ضرورت کی ہر شے مل سکتی تھی اور اسی شہر کی نسبت سے دریائے امور دریائے اونان دریائے کیرولین دریائے ہیلر اور دریائے نن ہو کے درمیان پڑنے والے ان وسیع علاقوں کو ہن کیانگ کے میدانوں ہی کے نام سے پکارا جاتا تھا اس میں کھلے میدان بھی تھے چھوٹا سا ایک صحرائی حصہ بھی تھا دور تک پھیلی ہوئی دلدلیں اور نمکین پانی کی جھلیں بھی تھیں۔

چند روز وہاں قیام کرنے کے بعد کوغتائی نے اندازہ لگالیا کہ اس کے ہاتھوں شکست کھانے والے قبائل اب بڑھ کے قسمت آزمائی نہیں کریں گے لہذا اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے پڑاؤ اٹھانے اور وہاں سے کوچ کرنیکا حکم دے دیا تھا۔

یہ حکم ملتے ہی ہر چیز سمیٹ لی گئی دشمن کے پڑاؤ سے بھی کافی سامان ملا تھا ہر چیز چھکڑوں پر لاد دی گئی لشکریوں اور سالاروں کے یورت جو بڑے بڑے چھکڑوں کے اندر نصب تھے اور جنہیں خچریں یا بیل کھینچتے تھے حرکت میں آئے پھر یہ یورتوں والے چھکڑے کھڑکھڑاتے ہوئے ہن کیانگ کے میدانوں سے ہوتے ہوئے دریائے ہیلر کا رخ کر رہے تھے جو جنوب کی سمت تھا۔

دریائے ہیلر کو اس جگہ سے عبور کیا گیا جہاں اس کے وسطی حصے میں لکڑی کا ایک پل بنا ہوا تھا اس کے بعد کوغتائی بڑی تیزی سے دریائے ہوانگ ہو کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔

کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ ابھی دریائے ہوانگ ہو سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ سامنے کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے وہ قبلائی خان کے بھیجے ہوئے محتسب

تھے کو مانگا یورجی اور مارتو انہیں پہچان چکے تھے ان کے کہنے پر کوغتائی نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا اتنی دیر تک وہ سوار قریب آ گئے کوغتائی نے انہیں مخاطب کیا۔

کیا تم ہمارے لئے قبلائی خان کا کوئی اور حکم لے کر آئے ہو؟

اس پر آنے والوں میں سے ایک نے بڑے غور سے کوغتائی کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آپ کا اندازہ یقیناً درست ہے اس کے بعد آنے والے اس محتسب نے منگولوں کے آبائی دشت میں رونما ہونے والے حادثے قائدو کے ہاتھوں اریق بوغا کی شکست اور قائدو کے کوہستان خنگائی تک کے علاقے پر قابض ہو جانے کے سارے حالات تفصیل سے سنا ڈالے تھے ساتھ ہی قبلائی خان کا یہ حکم بھی سنا ڈالا تھا کہ کوغتائی جنوب میں قبلائی خان کی طرف آنے کے بجائے منگولوں کے آبائی دشت کا رخ کرے اور وہاں اریق بوغا کے ساتھ مل کے قائدو کو ان علاقوں سے نکال باہر کرے جن پر وہ قابض ہو چکا ہے۔

سارے حالات سن کر کوغتائی تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا اس دوران کو مانگا مارتو اور یورجی تینوں سردار بڑے تعجب اور غور سے دیکھتے رہے صدر الدین اور جلال الدین جو قریب ہی کھڑے تھے دونوں کی نگاہیں بھی اپنے امیر کوغتائی پر جمی ہوئی تھیں کچھ دیر تک دبی دبی مسکراہٹ کے بعد کوغتائی بول اٹھا اس نے تینوں سرداروں کو مخاطب کیا تھا میرے عزیزوں ایک عرصے سے میری خواہش تھی کہ میں ان منگولوں کے آبائی دشت کو دیکھوں گا ہمارے آباؤ اجداد خود سائبیریا کے شمالی برفانی مرغزاروں سے اٹھ کر آئے تھے لیکن کم از کم میں نے وہ علاقہ نہیں دیکھا ہوا گو چنگیز خان اور اس کی نسل کا دشت جنوبی سائبیریا میں ہے لیکن اگر حالات کبھی سازگار ہوئے میں ان علاقوں کو بھی دیکھوں گا جہاں سے ہمارے ترک آباؤ اجداد ہجرت کر کے جنوب کی طرف آئے بہر حال یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں چنگیز خان کے دشت کی طرف رخ کروں گا اور اس دشت کی حفاظت کروں گا یہ وہی دشت ہے جہاں سے کبھی بڑی خونخواری کی حالت میں چنگیز خان نکلا تھا اور زمین کے ایک بڑے حصے کو اپنے سامنے روندتا چلا گیا تھا اور اب یہ وہی دشت

ہے جس کی حفاظت کے لئے منگول پریشانی کا شکار ہیں۔

آنے والے قاصدوں سے سارے حالات جاننے کے بعد کوغتائی نے کو مانگا مارتو اور یورجی سے مشورہ کیا پھر یہ فیصلہ ہوا کہ بڑی تیزی سے منگولوں کے آبائی دشت کا رخ کیا جائے اور قائدو کے مقابلے میں قبلائی خان کے چھوٹے بھائی اریق بوغا کی مدد کی جائے اور ان علاقوں کو واپس لیا جائے جن پر قائدو زبردستی قابض ہو گیا ہے۔

آنے والے قاصدوں نے کوغتائی کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ منگولوں کے دشت میں اریق بوغا کی طرف بھی قاصد روانہ کر دیئے گئے ہیں اور اس کو اطلاع کر دی گئی ہے کہ اس کی مدد کے لئے کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ دشت کا رخ کر رہا ہے سارے حالات جاننے کے بعد اور اپنے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد کوغتائی نے اپنا رخ بدلا۔

اپنے لشکر کو وہ حرکت میں لایا دریائے ہوانگ ہو کے قریب وہ آیا پھر دریا کے کنارے کنارے وہ مغرب کی طرف بڑھا یہاں تک کہ اس جگہ آیا جہاں صحرائے گوبی اور کوہستان ہوہات سے آنے والا دریا شینسی دریائے ہوانگ ہو میں ملتا ہے۔

یہاں ایک بار پھر کوغتائی نے اپنا رخ بدلا دریائے شینسی کے کنارے کنارے وہ بڑی تیزی کے ساتھ شمال کی طرف بڑھا کوہستان ہوہات کے دروں میں سے گزرنے کے بعد چھکڑوں میں نصب اپنے یورتوں اور سامان سے بھرے چھکڑوں کے ساتھ اس نے صحرائے گوبی کو عبور کیا جہاں صحرائے گوبی کی حدود کوہستان خنگائی سے ملتی ہیں وہاں اس نے پھر ایک بار کچھ دور تک اپنے راہنماؤں کے پیچھے کوہستان خنگائی کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرف سفر کیا اس کے بعد اچانک اس نے رخ بدلا اور صحرائے گوبی کے شمال مغرب کناروں میں جو کھارے پانی کی جھیلیں ہیں ان کے بیچوں بیچ گزرتا ہوا وہ منگولوں کی جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیان پڑنے والے وسیع میدانوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد کوغتائی نے ایک جگہ اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کیا اس لئے کہ آگے قبلائی خان کا چھوٹا بھائی اریق بوغا اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا اس لئے کہ قبلائی خان کے بھیجے ہوئے قاصدوں نے اسے کوغتائی کے آنے کی

اطلاع کر دی تھی جونہی کوغتائی قریب گیا۔ ارق بوغا اپنے سالاروں کے ساتھ وہاں خود
موجود تھا کوغتائی جب کو مانگا مارتو اور یورچی کے ساتھ اپنے گھوڑے سے اترا تو ارق بوغا
پرجوش انداز میں آگے بڑھا پہلے وہ خود چاروں سے بغلگیر ہوا اس کے بعد اس کے بڑے
بڑے سالار ان چاروں سے مل رہے تھے جب ایسا ہو چکا تب بڑی شفقت میں ارق
بوغا نے کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی میرے عزیز تمہاری شخصیت کی ساری تفصیل مجھے آنے والے قاصدوں
نے بتا دی ہے میں اپنے بڑے بھائی قبلائی کے لشکر میں سالار کی حیثیت سے تمہارے
تقرر پر تمہیں مبارک باد دیتا ہوں میں تمہیں اس بات پر بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ
دریائے نن ہو کے کناروں کے قریب تو نے 'تنگس' 'توگوت اور تاتاری قبائیل جیسے وحشی
لشکریوں کو شکست دے کر منچوریا کے جنگلات میں بھاگنے پر مجبور کر دیا یہاں پر بھی
صورت حال دریائے نن ہو سے مختلف نہیں ہے دراصل قائدو جب مجھ پر حملہ آور ہوا اس
کے لشکر کی تعداد مجھ سے کئی گناہ زیادہ تھی اور پھر وہ کئی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہوا میں
یہاں یہ کہتے ہوئے عار محسوس نہیں کروں گا کہ قائدو کے لشکر میں مسلمانوں کی تعداد کافی
حد تک بڑھ گئی ہے اس کے لشکر میں شامل اکثر منگول بھی اسلام قبول کر چکے ہیں ان کے
لڑنے پر آگے بڑھنے اور صفوں کو ادھیڑنے کا عمل منگولوں سے مختلف ہے جو میرے
ماتحت کام کر رہے ہیں اسی بناء پر انہوں نے ہمیں پسپا کر کے کوہستان خنگائی اور دریائے
ینسی کے دونوں معاونوں دریائے تزل قم اور خسارہ کے درمیان پڑنے والے ان میدان
پر قبضہ کر لیا ہے جنہیں تووہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ارق بوغا رکا پھر بڑے پیار سے کوغتائی کی پیٹھ تھپتھپاتے
ہوئے کہنے لگا۔

کوغتائی گو عمر میں تم میرے بیٹوں سے بھی کم ہو لیکن اب یہاں جو قائدو کے
خلاف جنگ لڑی جائے گی اس کے سپہ سالار اعلیٰ تم ہو گے اور میں ارق بوغا یوں جانو
تمہاری ماتحتی میں کام کرتے ہوئے قائدو کے خلاف حرکت میں آؤں گا دیکھو تم اور
تمہارے لشکری تھکے ہوئے ہیں تم لوگ دریائے نن ہو کے کنارے تین وحشی قبائیل کے

ساتھ جنگ کر چکے ہو اور ایک لمبا سفر بھی طے کر کے آئے ہو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ
دو دن مکمل اپنے لشکر کو آرام کرنے دو اس کے بعد قائدو کے خلاف حرکت میں آئیں
گے میرے خیال میں جب تمہارے لشکری تازہ دم ہو جائیں گے تو وہ بہتر کارکردگی کا
مظاہرہ کریں گے۔

کوغتائی نے ارق بوغا کی اس تجویز سے اتفاق کیا اپنے لشکر کو اس نے پڑاؤ کا حکم
دیا یہ حکم ملتے ہی آن کی آن میں چھکڑے حرکت میں آئے چھکڑوں میں جتے ہوئے
خچروں اور بیلوں کو علیحدہ کر دیا گیا ایک گول دائرے کی صورت میں چھکڑوں کے اندر
نصب خیمے اور یورت کھڑے کر دیئے گئے اور بننے والے اس گول دائرے کے اندر
جانور کھڑے کر کے ان پر سائبان تان دیئے گئے تا کہ انہیں سردی سے بچایا جا سکے اس
طرح کوغتائی نے ارق بوغا کے کہنے پر ان میدانوں میں خود اور اپنے لشکریوں کو دو دن
تک مکمل آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔

تیسرے روز کوغتائی نے فجر کی نماز اپنے لشکریوں کے ساتھ باجماعت ادا کرنے
کے بعد اپنے سرداروں ارق بوغا اور اس کے سرداروں کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا پھر
ارق بوغا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے محترم اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو جن علاقوں میں اس وقت ہم نے حرکت
میں آنا ہے اس کا ایک نقشہ عارضی طور پر مجھے زمین پر بنا کے اس سارے علاقے کی
حیثیت سے مجھے آگاہ کریں تا کہ دشمن کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے مجھے آسانی
رہے۔

اس پر ارق بوغا نے اپنے چوبدار کو ایک کپڑا اور قلم دوات لانے کے لئے کہا فی
الفور ایک کپڑا اور قلم دوات اسے مہیا کر دیا گیا اس کپڑے پر سوچ سوچ کر اس سارے
علاقے کا نقشہ ارق بوغا نے بنایا اور اس میں ان علاقوں کو بھی ظاہر کیا جن پر قائدو
قابض ہو گیا تھا اور قائدو کے سرحدی شہر قزل کی بھی اس نقشے میں نشاندہی کر دی تھی۔

جب ایسا کر چکا تب کچھ دیر تک کوغتائی اس نقشے کو بڑے غور اور انہماک سے
دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور ارق بوغا کی طرف دیکھتے

ہوئے وہ کہنے لگا۔

جو نقشہ آپ نے مجھے بنا کر سمجھانے کی کوشش کی ہے وہ میرے ذہن میں بیٹھ چکا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ جن علاقوں پر قائدو قابض ہو گیا ہے اس کے مشرقی جانب کوہستان خنگائی کا طویل سلسلہ ہے اور یہ سلسلہ پہلے شرقاً غرباً صحرائے گوبی کی طرف سے آتا ہے پھر اس جگہ درہ بنتا ہے جہاں ان کوہستانوں سے دریائے قزل قم نکل کر دریائے ینیسی سے ملنے کے لئے شمال مغرب کی طرف بہتا ہے آگے پھر کوہستان خنگائی کا سلسلہ ایک بلند دیوار کی صورت میں شمال کی طرف بڑھتا ہے اور اس جگہ پھر ایک درہ بنتا ہے جہاں سے دریائے خسارہ بھی کوہستانی سلسلوں سے نکل کر دریائے قزل قم کی طرح دریائے ینیسی میں جا کر گرتا ہے پھر وہاں سے یہ کوہستانی سلسلہ ذرا سا خم کھاتا ہوا دریائے ینیسی کی طرف جاتا ہے اور دریائے ینیسی بالکل سیدھا دریائے خسارہ اور دریائے قزل قم کے علاوہ دیگر معاون دریاؤں کا پانی لے کر بحر منجمد شمالی کی طرف چلا جاتا ہے۔

میرے محترم آپ کا کہنا ہے کہ قائدو اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ تودہ کے میدانوں پر قابض ہونے کے بعد وہیں قیام کیے ہوئے۔

آپ نے مجھے یہ بھی بتا دیا ہے کہ گذشتہ جنگیں جو اس کے ساتھ ہوتی رہیں ہیں تو وہ جنگیں بھی اکثر و بیشتر تودہ کے ہی میدانوں میں ہوتی رہیں ہیں اور وہاں سے نکل کر دریائے قزل قم کو عبور کر کے قائدو ہمیشہ اپنے سرحدی شہر قزل کی طرف جاتا رہا ہے۔

آپ کے اس انکشاف نے کہ قائدو کے لشکر کی تعداد آپ کے لشکر سے زیادہ ہے مجھے حملہ آور ہونے کے طریقہ کار کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے جو طریقہ میں اختیار کرنے لگا ہوں وہ میں آپ سے کہتا ہوں اگر اس میں کوئی کمی یا خامی دیکھیں تو اسے رفع کر دیا جائے گا۔

قائدو پر تین اطراف سے حملہ کیا جائے گا اس طرح تین مختلف لشکر ترتیب دیئے جائیں گے ایک لشکر آپ کا ہو گا وہی جس کی کمانداری آپ پہلے کرتے رہے ہیں ایک لشکر میرے پاس ہو گا اور یہ لشکر کرغیزوں اور کرائت ترکوں پر مشتمل ہو گا میری ساتھ سردار کو مانگا ہو گا تیسرا لشکر نائیو۔ گاتھ اور سیتھین قبائل پر مشتمل ہو گا اس لشکر کی کمانداری

مارتو کرے گا جبکہ یورجی اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد کوغنائی تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

محترم اریق بوغا آپ ان علاقوں سے ہماری نسبت زیادہ واقف ہیں آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کوہستان خنگائی کے ان دروں کا رخ کریں گے جہاں سے دریائے خسارہ نکلتا ہے ان دروں سے گزرنے کے بعد دریائے خسارہ کے بائیں کنارے آپ تودہ کے میدانوں کا رخ کریں گے میں کوہستان خنگائی کے ساتھ جنوب کی طرف ان دروں کا رخ کروں گا جہاں سے دریائے قزل قم شمال مغرب کی طرف بہتے ہوئے دریائے ینیسی میں جا کر گرتا ہے میں بھی دریائے قزل قم کے دائیں کنارے سفر کرتے ہوئے تودہ میں قائدو کے لشکر کی طرف بڑھوں گا۔

تیسرا لشکر جس کی کمانداری مارتو کر رہا ہو گا آپ کے کہنے کے مطابق کوہستان خنگائی کے درمیانی حصے میں جو درے ہیں ان دروں کو عبور کر کے یہ لشکر تودہ کے میدانوں میں داخل ہو گا تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے تینوں عساکر ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں گے۔

اب جو صورت حال ہمارے سامنے آئے گی وہ اس طرح ہے کہ دریائے خسارہ کے کنارے سفر کرنے کے بعد آپ قائدو کے لشکر کے شمال کی طرف پڑاؤ کریں گے میں دریائے قزل قم کے ساتھ ساتھ تودہ کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد اس کے جنوب کی طرف پڑاؤ کر لوں گا جبکہ مارتو اور یورجی اپنے لشکر کے ساتھ سیدھا آگے بڑھتے ہوئے ان کے مشرقی جانب پڑاؤ کر لیں گے اس طرح جب ہم تین اطراف سے دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے پڑاؤ کریں گے تو یاد رکھنا ایک بار ہمارے ایسا کرنے سے قائدو اور اس کے لشکریوں کے پاؤں تلے سے زمین کھسک کر رہ جائے گی وہ سمجھ جائیں گے کہ اریق بوغا کے لئے کافی بڑی کمک پہنچ گئی ہے اس موقع پر اگر وہ ہمارے ساتھ جنگ بھی کریں گے تو سہمے سہمے ڈرے ڈرے خوفزدہ جنگ کی ابتداء کریں گے اور جب ایسا ہو گا تو مجھے امید ہے کہ شکست اور ہزیمت کو ان کا مقدر بنا کر رکھ دیں گے۔

ارتق بوغا ہی نہیں اس کے سالاروں کے علاوہ کومانگا' مارتو اور یورچی نے بھی کوغتائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر تینوں لشکر حرکت میں آئے مارتو اور یورچی وہیں سے مغرب کی طرف بڑھے کوہستان خنگائی میں سے گزرتے ہوئی وہ تودہ کے میدانوں کا رخ کر رہے تھے اس طرح کوغتائی اور کومانگا بڑی تیزی کے ساتھ کوہستانی سلسلے کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھے اور جن دروں سے دریائے قزل قم نکلتا ہے وہاں انہوں نے اپنا رخ بدلا اور دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ تودہ کے میدانوں کا رخ کیا اسی طرح ارتق بوغا بھی شمال کی طرف بڑھا دریائے خسارا کی طرف سے ہوتا ہوا وہ بھی تودہ کے میدانوں کا رخ کر رہا تھا یہاں تک کہ کوغتائی نے قائدو کے لشکر کے جنوب میں ارتق بوغا نے اس کے شمال میں جبکہ مارتو اور یورچی نے اس کے لشکر کے مشرقی طرف پڑاؤ کیا تھا۔

ان کے ایسا کرنے سے قائدو اور اس کے سالار ہی نہیں خود حسین اور خوبصورت آئی یاروق بھی پریشان ہوگئی تھی' انہیں یقین ہوگیا تھا کہ ارتق بوغا کو کافی بڑے کمک مل گئی ہے اسی بناء پر وہ تین اطراف سے ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے صورت حال مشکل اور تفتیش ناک ہوگئی تھی اور جنگ کیے بغیر وہ وہاں سے بھاگ بھی نہیں سکتے تھے اس لئے انہیں خدشہ تھا کہ اگر وہ وہاں سے جنگ کیے بغیر پسپا ہوئے تو تینوں اطراف سے ان کا تعاقب کیا جائے گا اور انکا خوب قتل عام کیا جائے گا لہذا ان تینوں لشکروں سے جن کی کمانداری مکمل طور پر اب کوغتائی کر رہا تھا جنگ کرنا اب قائدو کی مجبوری ہوگیا تھا۔

تینوں لشکریوں نے ایک رات قائدو کے لشکر کے اطراف میں گزاری سخت پہرہ لگا دیا گیا تھا تاکہ کہیں قائدو کے لشکری ان پر شب خون نہ ماریں ساتھ ہی دور دور تک اپنے طلایہ گر بھی پھیلا دیئے تھے تاکہ اگر قائدو پسپا ہوکر دریائے قزل قم کو عبور کرکے اپنے سرحدی شہر قزل کی طرف جانا چاہے تو اس کا تعاقب کیا جائے لیکن قائدو نے ایسا نہیں کیا اگلے روز کوغتائی نے اپنے لشکر کے دیگر دونوں حصوں سے رابطہ کرنے کے بعد تینوں لشکروں میں جنگ کے طبل بجوا دیئے تھے پھر حملہ آور ہونے کے لئے تینوں لشکر ایک

ساتھ آگے بڑھے تھے۔

دریائے قزل قم کی طرف کوغتائی اور کومانگا' قائدو اور آئی یاروق کے لشکر پر بلکتی دھوپ میں گرم جھلساتی ہواؤں جاڑے کے ہولناک پالے میں کپکپی طاری کر دینے والے اولوں اور تفکرات کے ہجوم میں رینگتے خیالات کے تیز دھاروں کی طرح حملہ آور ہوگئے تھے کوہستان خنگائی کی طرف سے مارتو اور یورچی اس طرح حملہ آور ہوئے تھے جیسے اپنے اتھاہ میں ان گنت طوفان لیے سمندر کے کرب خیز تھپیڑوں نے ہر چیز کو اپنے سامنے بہا لیجانے کا عزم کرلیا ہو جبکہ دریائے خسارہ کی طرف سے خود ارتق بوغا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اندھی شب کے تنہا لمحوں میں سنگریزوں کی دھواں دھار برسات کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا جواب میں قائدو آئی یاروق اور ان کے سالار بھی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی تینوں لشکروں پر تپتی بنجر دھرتی پر آسیب کے سایوں اور زیست کی صفوں کو لہولہو کر دینے والے ناآشنا خیالوں کی دہشت کی طرح ٹوٹ پڑے تھے اس طرح دریائے قزل قم دریائے خسارہ اور کوہستان خنگائی کے درمیان تودہ نام کے ان میدانوں میں ہولناک جنگ کی ابتداء ہوگئی تھی۔

میدان جنگ بڑی تیزی سے تنگ و تاریک دشتوں میں کالے حروف کے رقص ماتی فضاؤں میں اٹھتے پرشور بدگمانیوں اور برسوں کے رشتے کاٹتی خواب آلود شوریدہ دہشت کی طرح ہونا شروع ہوگیا تھا کچھ دیر تک قائدو اس کے سالار اور اس کی بیٹی آئی یاروق بڑی پامردی سے تینوں اطراف کے حملوں کو روکتے رہے لیکن آہستہ آہستہ کوغتائی اس کے سردار اور ارتق بوغا ان پر حاوی ہونا شروع ہوگئے تھے یہاں تک کہ قائدو آئی یاروق اور ان کے لشکریوں کی حالت بے اعتنائی کی فضاؤں میں بے خانماں رتوں۔ اجاڑ راستوں کی دھند میں خونی خواہشوں کی آندھیوں اور زرد ماحول کی بے بسی میں زنگ آلود جنونی نوحوں جیسی ہونا شروع ہوگئی تھی۔ کچھ دیر مزید کوشش کرکے قائدو اور آئی یاروق نے اپنے لشکر کو سنبھالنے اور دشمن کے لشکر کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے آئی یاروق کو ابھی تک یہ خبر نہیں تھی کہ اس کے مقابلے میں کوغتائی آچکا ہے کچھ دیر کی مزید جنگ کے بعد قائدو آئی یاروق اور ان کے سالاروں کو بدترین شکست ہوئی اور

وہ بھاگ کھڑے ہوئے کوغتائی نے پورے لشکر کو ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔

یہ تعاقب دریائے قزلقم کے اس پل تک جاری رہا جسے عبور کر کے قائدو اور آئی یاروق اپنے سرحدی شہر قزل کی طرف چلے گئے تھے پل کے قریب کوغتائی نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اریق بوغا نے پل پار کر کے آگے جانے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن کوغتائی نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

اریق بوغا! میرے محترم میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں جو ہم نے کیا ہے اس پر اکتفا کرو یاد رکھنا دریائے قزل قم کے اس پار قائدو کا علاقہ شروع ہوتا ہے قائدو جہاں جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا ہے وہاں اس کے پاس لشکریوں کی تعداد بھی کافی ہے اس نے لکڑی کا یہ پل پار کر کے یہ جو توہ کے میدانوں پر قبضہ کیا ہے تو یہ خیال مت کرنا کہ وہ جو لشکر اپنے ساتھ لے کر آیا ہے اس کے بعد اس کے پاس کوئی لشکری حیثیت نہیں ہے اس کے سرحدی شہر قزل کے علاوہ اس کے پیچھے دور تک پھیلی اس کی سلطنت میں ان گنت اور بیشمار لشکری ہیں اگر ہم اس پل کو پار کر کے اس کی سرزمین پر قدم رکھتے ہیں تو یاد رکھنا وہ ہمیں کسی پھندے کسی جال میں پھانس کر واپس دریائے قزل قم کو عبور نہ کرنے دے گا لکڑی کا یہ پل ختم کر دے گا اس کے بعد ہمارے ساتھ نہ ختم ہونے والی جنگ کی وہ ابتداء کرے گا کہ ہمیں اس کے علاقوں میں کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی کیونکہ اس سے ہم نے اپنے علاقے واپس لے لیے ہیں اس کے لشکر کو بھی کافی نقصان پہنچایا ہے لہذا اس کے لئے اسی قدر عبرت کافی ہے۔

اریق بوغا نے کوغتائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا اس کے علاوہ کوغتائی نے یہ تجویز پیش کی کہ لکڑی کے جس پل کو قائدو اور اس کے لشکری دریائے قزل قم کو عبور کر کے آئے ہیں اس کے رسے کاٹ کر اسے ختم کر دیا جائے ساتھ ہی اس نے اریق بوغا کو یہ بھی کہا کہ جب وہ چند دن یہاں قیام کرنے کے بعد واپس چلا جائے تو وہ اپنے چند دستے دریائے قزل قم کے کناروں کے ساتھ پہرہ دینے پر مقرر کر دے اور جب بھی دریائے قزل قم پر قائدو کوئی پل بنانے کی کوشش کرے تو اسے ختم کر دیا جائے تاکہ دریائے قزل قم کو عبور کر کے قائدو اپنے آبائی دشت پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

اریق بوغا نے کوغتائی کی اس تجویز پر اس کی طرف توصیفی انداز میں دیکھا پھر کوغتائی کی تجویز کے مطابق اس پل کے رسے کاٹ دیئے گئے اس پل کو ختم کر دیا گیا چند روز تک کوغتائی نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ اریق بوغا کے ہمراہ توہ کے ان میدانوں میں قیام کیا رکھا اس کے بعد وہ قبلائی خان کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اس جنگ کے چند روز بعد قائدو اور اس کی بیٹی آئی یاروق دونوں شام کے وقت اپنے گھوڑے دوڑا رہے تھے ان کے پیچھے اور آگے ان کے محافظ دستے بھی تھے ایک جگہ آئی یاروق نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اپنے باپ کو بھی رکنے کے لئے کہا قائدو نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور جواب طلب سے انداز میں وہ اپنی بیٹی آئی یاروق کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

قائدو نے دیکھا آئی یاروق کے چہرے پر تجسس اور کچھ کہنے کے لئے دور دور تک الفاظ بکھرے پڑے تھے قائدو اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا اور کہنے لگا۔

آئی یاروق تو میری بیٹی ہے تیرا چہرہ پڑھ کر میں بتا سکتا ہوں تو کیا کہنے والی ہے اس وقت میں تمہارے چہرے کو پڑھ رہا ہوں تو میرا دل کہتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو کہو بیٹی کیا معاملہ ہے دیکھو مجھ سے کوئی چیز مت چھپانا تم جانتی ہو اس کائنات میں تم میری سب سے بڑی پونجی ہو بیٹی جو کچھ بھی تم کہنا چاہتی ہو کہو تم جانتی ہو تمہاری کسی بات کا میں برا نہیں مانتا آئی یاروق کچھ دیر تک سوچتی رہی گہرے تفکرات میں ڈوبی رہی قائدو کے الفاظ نے شاید اسے کچھ حوصلہ دیا تھا ایک بھرپور نگاہ اس نے اپنے باپ پر ڈال پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میں نے آپ کو بتائے بغیر ایک کام کی ابتداء کی تھی لیکن آج میں ہر چیز آپ پر ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔

میرے باپ توہ کے میدانوں میں جو ہمیں اریق بوغا کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی تو اس شکست نے مجھے ایک تجسس میں ڈال دیا تھا میرا دل کہتا تھا کہ اریق بوغا کے پاس ہمارے آبائی دشت میں اس قدر لشکر نہیں کہ وہ تین اطراف سے حملہ آور ہو کر ہمیں شکست دے اس شکست کا باعث کوئی اور ہی تھا آپ برا نہ مانیں تو اس وقت میرے دل

میں یہ وسوسے بھی اٹھتے تھے کہ اس جنگ میں ہمارے مقابل کوغتائی آیا تھا یہ میرا خیال تھا ان میدانوں میں شکست کھا کر قزل شہر آ کر میں نے کچھ مخبر یہ جاننے کے لئے بھیجے کہ اریق بوغا کو کسی نے مدد کی وہ کون سے عساکر تھے جو ہم پر مختلف اطراف سے حملہ آور ہوئے اور ہماری شکست کا باعث بنے۔

میرے باپ جو مخبر میں نے یہ جاننے کے لئے بھیجے تھے وہ آج صبح ہی صبح واپس آئے ہیں اور انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا ہے کہ ہمیں یہ شکست اریق بوغا کے ہاتھوں نہیں بلکہ کوغتائی کے ہاتھوں ہوئی ہے انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ قبلائی نے پہلے کوغتائی کو منچوریا کے جنگلات کی طرف بھجوایا جہاں سے تنگس تورگوت اور تاتاری قبائیل نکل کر ہمارے آبائی دشت پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے آنے والے مخبروں نے یہ اطلاع دی ہے کہ کوغتائی نے دور مشرق کے دریائے نن ہو کے پاس ان تینوں قبائیلوں کو ہولناک شکست دے کر ان کے لشکر کی تعداد کافی کم کر کے انہیں منچوریا کے جنگلات کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ جس وقت کوغتائی ان وحشی قبائیل کو شکست دینے کے بعد واپس قبلائی خان کی طرف جا رہا تھا تو قبلائی خان نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کے آبائی دشت کا رخ کرے اور ہمیں تو وہ کے میدانوں سے مار بھگائے کہنے والوں کا کہنا ہے کہ یہاں آنے کے بعد کوغتائی نے اپنے لشکر کے ساتھ صرف دو دن آرام کیا اس کے بعد اس نے ایک نئے اور انوکھے طریقے سے ہم پر حملہ آور ہونے کی ٹھانی اور جو نتیجہ ہے وہ ہمارے سامنے ہے اے میرے باپ ہمیں کوغتائی کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے آئی یاروق رکی تھی اس دوران اس نے کچھ سوچا اس کے چہرے پر تفکرات کے آثار بھی دیکھے جا سکتے تھے پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

جو طلایہ گر میں نے یہ ساری خبریں لانے کے لئے بھیجے تھے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم سے نبٹنے کے بعد کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ واپس قبلائی خان کی طرف جا چکا ہے؟

کاش میں ______

یہاں تک کہنے کے بعد آئی یاروق کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کا باپ اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

میری بیٹی میں نے تمہیں پالا ہے میری گود میں تم نے پرورش پائی ہے مجھ سے بہتر تمہیں کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا میرا دل میرے اندازے کہتے ہیں کہ تم اس سے ملنا چاہتی تھی۔

آئی یاروق نے ایک سرد آہ بھری اور باپ کی طرف دیکھے بغیر کہہ دیا۔

کاش میں اس سے مل سکتی۔

قائدو ابھی تک آئی یاروق کے چہرے پر گہری نظریں جمائے ہوئے تھا یہاں تک کہ یاروق کی ساعت سے اس کی وسوسوں بھری آواز سنائی دی اگر وہ تم سے ملنے سے انکار کر دیتا تب؟

نہیں میرے باپ میرا دل کہتا ہے کہ وہ مجھ سے ملنے سے انکار نہیں کرے گا وہ حالات کا پابند ہے اگر ہم نے قبلائی خان سے پہلے اس کی خدمات حاصل کی ہوتیں تو یقیناً آج وہ ہمارے ساتھ قبلائی خان کے خلاف جنگ کر رہا ہوتا کیونکہ اس نایاب موتی کو ہم سے پہلے قبلائی خان نے حاصل کر لیا لہٰذا وہ اپنے فرائض اور اپنے منصب کی ذمہ داریاں پوری کر رہا ہے ہاں میرے باپ مجھے ایک جستجو ضرور ہے اور وہ یہ کہ قبلائی خان کے پاس اس وقت بایان بھی ہے اس کا سپہ سالار اعلیٰ ادیانگ بھی ہے اس کے علاوہ آچو ہے تیراسون اور کرنک چی ہے اس کے پاس بہت سے سورما قسم کے سالار ہیں میرا دل اس کشمکش میں پڑا ہوا ہے کہ ان سارے سالاروں میں قبلائی خان کے ہاں کوغتائی کی کیا حیثیت ہے۔

قائدو چپ تھا سوچ رہا تھا ابھی تک اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا آئی یاروق جب خاموش ہوئی تب اس نے فیصلہ کن انداز میں پوچھ لیا۔

میری بیٹی اگر کسی موقع پر کسی حادثے کے تحت تمہاری اور کوغتائی کی ملاقات ہو جائے تم اس سے محبت کا اظہار کرو وہ بھی جواب میں تمہاری محبت کا جواب محبت سے

دے تب میری بیٹی تمھارا کیا ردعمل ہوگا۔
یاروق چونکی تیز نگاہوں سے اپنے باپ کی طرف دیکھا اس کے چہرے کا جائزہ لیا
پھر ہلکے سے انداز میں مسکرائی کہنے لگی۔
میرا ردعمل کیا ہوگا آپ جانتے ہیں کہ میں کوغتائی کے علاوہ اگر کسی کو اپنی زندگی کا
ساتھی بنانا چاہتی تو میں چینی سوداگر کا خاتمہ نہ کرتی آپ نے اس سے مجھے بیاہا...... میں
نے شادی پر رضامندی بھی ظاہر کر دی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ میں اس کے ساتھ اس کی
بیوی کی حیثیت سے نہیں رہی۔ آپ دولت چاہتے تھی وہ آپ کو مل چکی ہے میں اپنے
آپ کو کوغتائی کے ساتھ منسوب کر چکی ہوں اگر کسی موقع پر اس کی اور میری ملاقات ہوتی
ہے اگر وہ میری محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے تو میں اس سے شادی کرلوں گی اس کی
بیوی بنا میں اپنے لیے ایک بہت بڑا فخر اور ایک انوکھی سعادت جانوں گی مجھے امید ہے
اس سلسلے میں آپ کوئی اعتراض کھڑا نہیں کریں گے۔
اگر تم اس سے شادی کر لیتی ہو تو بیٹی کہاں رہو گی تم اس کے ساتھ قبلائی خان کے
لشکر میں نہیں جا سکتی وہاں لوگ تمہیں ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کریں گے تمہارا خاتمہ
کر دیں گے جہاں تک کوغتائی کا تعلق ہے تو وہ قبلائی خان کے لشکر سے نکل کر ہمارے
پاس آنا بھی پسند نہیں کرے گا۔
آئی یاروق نے مسکراتے ہوئے اپنے باپ کی بات کاٹ دی۔
اگر کوغتائی مجھ سے شادی کر لیتا ہے تو میرے باپ یہ ضروری نہیں کہ ہم قبلائی کے
لشکر میں رہیں یا کوغتائی یہاں رہے کوئی تیسری مناسب جگہ بھی ہو سکتی ہے جہاں ہم سکون
سے میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتے ہیں۔
آئی یاروق نے کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہی تھی۔
میرے باپ اگر کوغتائی نے مجھ سے شادی کر لی تو پھر میں اسے لے کر ثمرقند چلی
جاؤں گی آپ جانتے ہیں ہماری وہاں کئی حویلیاں ہیں ان میں سے ایک میں میں کوغتائی
کے ساتھ پرسکون زندگی کی ابتدا کر سکوں گی۔
قائدو مسکرایا کہنے لگا۔

میری بیٹی اگر تم ایسا کرتی ہو تو میں تمھارا باپ اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کھڑا
کروں گا اگر کوغتائی تمہیں اپناتا ہے تو ہمارے خلاف جنگ کرنے کے باوجود میری
نگاہوں میں اس کی عزت اس کا وقار دو چند ہو جائے گا۔
اپنے باپ قائدو کی اس گفتگو سے آئی یاروق ایسی خوش ہوئی کہ آگے بڑھ کر اس
نے قائدو کی پیشانی چوم لی پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔
اے میرے باپ آپ نے میرا دل خوش کر دیا ہے اب مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں
جب آپ میرے ساتھ ہیں اور کوغتائی کو میرا جیون ساتھی ماننے پر آمادہ ہیں تو میں
جانوں گی مجھے زندگی کی ساری خوشیاں مل گئی ہیں اس پر قائدو اور آئی یاروق وہاں سے
چلے گئے تھے۔

دریائے ہوانگ ہو کے معاون دریا کے کنارے جو بہت بڑا بدھ مت کا گڑھ تھا اس میں ایک روز دلائی لامہ ماگس پا۔ بایان۔ چنگ لی۔ وانگ چو۔ آچو۔ کروک جی۔ شیرامون اور کچھ دیگر لوگ جمع تھے کہ چنگ اور وانگ چو جو دونوں چچا زاد بھائی تھے کچھ دیر تک آپس میں کھسر پھسر کرتے رہے پھر سب کو مخاطب کرتے ہوئے چنگ لی کہنے لگا۔

آپ سب لوگوں کو ایک بری خبر سنانے کے لئے یہاں جمع کیا گیا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہوا ہے وہ یہ کہ ہمارے دست راست تونگ کو خاقان اعظم کے کہنے پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔

چنگ لی کے اس انکشاف پر وہاں بیٹھے سب لوگ چونک سے گئے تھے پھر شیرامون نے بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

ایسا کیوں ہوا ہے اور ہمیں اس کی خبر ابھی تک کیوں نہیں ہوئی۔ تونگ ہمارے عزیز ترین دوستوں میں سے ہے اس نے بدھ مت کے فروغ کے لئے بڑا کام کیا ہے اس نے ہی ان گنت گواہ مہیا کیے جن کی گواہی دینے پر قبلائی خان نے مسلمانوں کی بستی میں قتل عام کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

شیرامون جب خاموش ہوا تو چنگ لی نے پھر کہنا شروع کیا۔

آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ میری اور وانگ چو کی دو بہنوں کے علاوہ تونگ کی بھی دو بہنیں کوغتائی کو پیش کی گئی تھیں کہ ان میں سے کسی کے ساتھ شادی کرے کوغتائی نے ان

میں سے کسی سے بھی شادی نہیں کی تونگ کی ایک بہن اس نے صدر الدین اور دوسری جلال الدین سے بیاہ دیں وہ دونوں ان دنوں کوغتائی کے دست راست ہیں گو وہ ان دنوں کوغتائی کے ساتھ ہمارے آبائی دشت کی طرف گئے ہوئے ہیں لیکن ان کی غیر موجودگی میں تونگ کی دونوں بہنیں قبلائی خان کے پاس گئیں قبلائی خان اور اس کے بیٹے چنگ کم اور اس کے پوتے تیمور بیوکی جاسوئی اور بنی کوکا چین کی موجودگی میں ان دونوں نے حلفیہ بیان دے دیا ہے کہ ان کے بھائی تونگ نے صرف مسلمانوں کا قتل عام کروانے کے لئے جھوٹے گواہ مہیا کیے اور جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی ان کے کہنے پر قبلائی خان نے مسلمانوں کی بستی میں قتل عام کروا دیا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ تونگ کو گرفتار کر کے ایک یورت میں بند کر دیا گیا ہے اور اس کے اردگرد کڑا پہرہ لگا دیا گیا ہے قبلائی خان کو کوغتائی کی واپسی کا انتظار ہے میرے خیال میں اس کے واپس آنے کے بعد وہ تونگ کا معاملہ اٹھائے گا اور اس کی سزا تجویز کرے گا اس سلسلے میں میرے خیال میں وہ بایان اور کوغتائی سے مشورہ لینا پسند کرے گا ہوسکتا ہے اس معاملے میں بایان کو بھی اعتماد میں لے لیا جائے لیکن معاملہ کچھ الٹ پلٹ لگتا ہے اس لئے کہ میرا دل کہتا ہے کہ تونگ کا بچنا مشکل ہوگیا ہے اس بنا پر کہ خود اس کی سگی بہنوں نے اس کے خلاف بیان دے دیا ہے۔

چنگ لی جب خاموش ہوا تب دلائی لامہ ماگس پا بول پڑا۔

جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ ساری حرکتیں احمد کروا رہا ہے احمد اور اس کا مسلمان شاگرد سانگا ان دنوں قبلائی کے مالیات پر چھائے ہوئے ہیں میرے خیال میں مسلمانوں کی اس بستی میں قتل عام کا احمد اور سانگا کو بڑا دکھ تھا ہوسکتا ہے کوغتائی جلال الدین اور صدر الدین کی غیر موجودگی میں تونگ کی دونوں بہنوں کو احمد ہی نے ورغلایا ہو اور اس کے ورغلانے پر ہی دونوں نے جا کے اپنے بھائی کے خلاف بیان دے دیا ہو۔

دلائی لامہ ماگس جب خاموش ہوا تو بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے جواں سال سالار شیرامون بول پڑا۔

محترم لامہ آپ کا اندازہ درست ہے یہ احمد ان سرزمینوں میں یقیناً بدھ مت کے

خلاف بڑی سرگرمی سے کام کر رہا ہے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا میرے خیال میں جب تک ان سرزمینوں میں احمد کا خاتمہ نہیں کیا جاتا اس وقت تک ہم بدھ مت کے پیروکار طاقت اور قوت نہیں پکڑ سکتے۔

شیرامون جب خاموش ہوا تو وانگ چو بول پڑا شیرامون تمھارا اندازہ درست ہے ان علاقوں میں ہمارے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ احمد ہی ہے میں اور میرا چچا زاد بھائی چنگ لی پہلے ہی ارادہ کیے ہوئے ہیں کہ جوں ہی ہمیں مناسب موقع ملا اس احمد کا خاتمہ کر دیا جائے گا میرے خیال میں اس کے خاتمے کے بعد ہمارے راستے میں کوئی بڑی رکاوٹ نہیں رہے گی جہاں تک کوغتائی کا تعلق تو وہ ان معاملوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتا وہ ایک جنگجو اور اعلیٰ پائے کا تیغ زن ہے اور اس کی زیادہ توجہ جنگوں کی طرف مبذول ہے ویسے بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا اس لیے کہ اگر اس پر ہاتھ ڈالا گیا تو قبلائی ہم سب کی گردنیں کٹوا کر رکھ دے گا اور پھر اس پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں ہے اس لئے اگر اسے ذرا سا بھی نقصان پہنچا تو قبلائی خان کے لشکر میں جس قدر کرائت، کرغیز، مانچو، گاتھ اور سیتھین ہیں وہ ایسی خونی بغاوت کریں گے کہ سارے لشکر کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے اور وہ ایسی قوت رکھتے ہیں کہ ہم منگول ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ قبلائی خان کو بھی لے ڈوبیں گے لہذا کوغتائی کو ایک طرف رکھ دو سب سے پہلے اس احمد کا خاتمہ کرنا چاہیے اور یہی ہمارے راستے کا سب سے بڑا پتھر ہے اس کے جانے کے بعد ہمارے سارے راستے صاف ہو جائیں گے۔

اس بار وانگ چو نے فیصلہ کن انداز میں کہنا شروع کیا۔

اس احمد کا تو ہم بہت جلد خاتمہ کر دیں گے اس لیے کہ اس کے خاتمے کے لئے میں اور چنگ لی نے ایک تجویز مرتب کر لی ہے اور مجھے امید کہ جلد اس پر عمل کرتے ہوئے ہم اس احمد کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے میرے خیال میں اس کے خاتمے کے بعد حالات ہمارے حق میں پلٹا ضرور کھائیں گے فی الوقت جو سب سے اہم بات ہے وہ ٹونگ کا معاملہ ہے بدقسمتی یہ ہے کہ اس معاملے میں ہم قبلائی خان سے اس کی سفارش بھی نہیں کر سکتے جو بھی سفارش کرے گا وہ ٹونگ کے ساتھ دھر لیا جائے گا زندگی

سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

وانگ چو جب خاموش ہوا تو گفتگو کا آغاز بایان نے کیا جو اب تک بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا اس نے ایک گہری نگاہ ماگس پا پر ڈالی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

لامہ ابھی تک سبھی بولتے رہے ہیں لیکن میں چپ ہوں میں ایک دوسرے موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں ٹونگ کا معاملہ واقعی ہمارے لیے انتہا درجہ کا نقصان دہ ہے احمد کے خاتمے کا معاملہ بھی طے ہو گیا ہے امید ہے چنگ لی اور وانگ چو دونوں مل کر اسے ٹھکانے لگا دیں گے اس کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے دراصل میں آپ سے ایک اور موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ بھی بڑا اہم موضوع ہے۔

لامہ آپ جانتے ہیں آپ کی بھتیجی سیرم ان علاقوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور پر جمال لڑکی ہے گو ہر سال جاموئی کے قبیلے سے قبلائی خان کے لئے لڑکیوں کا انتخاب ہوتا ہے لیکن ان لڑکیوں میں سے کوئی بھی حسن اور خوبصورتی میں سیرم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اگر سیرم دلائی لامہ کی بھتیجی نہ ہوتی تو قبلائی خان اب تک یقیناً اپنے بیٹے چنگ لم کے حرم میں داخل کر چکا ہوتا لیکن سیرم چونکہ دلائی لامہ کی بھتیجی ہے اور دلائی لامہ سے منسوب کسی بھی لڑکی کو زبردستی کسی کے حرم میں ڈالنا بہت بڑا گناہ خیال کیا جاتا ہے اسی بنا پر آج تک سیرم کو کسی نے غلط نگاہ سے دیکھا نہیں اور یہ سب آپ کی ذات کی وجہ سے ہے۔

لامہ دراصل بات یہ ہے کہ شیرامون میرا جوان سال بھتیجا ہے اور یہ گذشتہ کئی ماہ سے سیرم کو پسند کر رہا ہے اس سے محبت کرتا ہے اسے چاہتا ہے آج تک اس نے اپنی محبت کو سیرم سے چھپا کر رکھا یہ براہ راست سیرم کے متعلق آپ سے گفتگو بھی نہیں کر سکتا تھا اس معاملے کو آگے بڑھانے کے لیے اس نے میرا سہارا لیا ہے اور استدعا کی ہے کہ میں آپ سے سیرم کا رشتہ مانگوں مجھے امید ہے کہ شیرامون کے لئے آپ سیرم دینے سے انکار نہیں کریں گے۔

بایان کے ان الفاظ سے ماگس پا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی کچھ دیر وہ سوچتا رہا مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

سیرم سے متعلق میں خود بڑا فکر مند تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ شیرامون میری بھتیجی سیرم کو پسند کرتا ہے اور بایان میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ تم نے شیرامون کے لیے سیرم کو مجھ سے طلب کیا ہے میں خود چاہتا تھا کہ سیرم کے لئے کوئی بدھ مت سے تعلق رکھنے والا کوئی اچھا اور بہادر جوان مل جائے جس کے ساتھ اسے بیاہ دوں اس لئے کہ سیرم کے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔

ماگس پا کے ان الفاظ پر سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے آخر بایان بول پڑا۔

دلائی لامہ ہم سمجھے نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سیرم کیسے بھٹکنا چاہتی ہے اور اس کے بھٹکنے کی کیا وجہ ہے اس پر ماگس پا کچھ سوچتے ہوئے بول پڑا۔

میرے عزیز دل جس وقت میں تبریز گیا تھا تو سیرم اور میرا بھتیجا دونوں میرے ساتھ تھے وہاں جب کوغائی سے ہماری ملاقات ہوئی اور ہر کسی نے وہاں کوغائی کی بہادری اور جرات مندی اور اس کی طاقت اور قوت کی تعریف کرنا شروع کی تب مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں اس کی شخصیت سے متاثر ہو کر سیرم اس کی طرف مائل نہ ہو جائے لہذا میں نے سیرم کے سامنے کوغائی کی انتہا درجہ کی بدتعریفی کی اسے دنیا کا سب سے بڑا اوباش بدمعاش بتایا اور یہ بھی کہا کہ یہ لڑکیوں کو بے آبرو کرنے میں بڑا فخر محسوس کرتا ہے اس کے علاوہ بھی میں نے سیرم کے سامنے کوغائی کے متعلق زہر اگلا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں نے ایک طرح سے سیرم کو کوغائی سے متنفر کر دیا میں نہیں چاہتا تھا کہ سیرم کوغائی کی طرف مائل ہو اس سے محبت کرے اس لئے کہ میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میری بھتیجی بدھ مت کے کسی نوجوان کو چھوڑ کر ایک مسلمان سے شادی کرے۔

یہاں تک کہنے کے بعد دلائی لامہ کچھ دیر رکا کچھ سوچا پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز اپنے مقصد میں کافی حد تک میں کامیاب رہا سیرم کو وقتی طور پر میں

نے کوغائی سے متنفر کر دیا جہاں کہیں بھی وہ کوغائی کو دیکھتی اسے دیکھتے ہی بھاگ کھڑی ہوتی اس سے بچنے کی کوشش کرتی اس کے روبرو نہ آتی نہ ہی اس سے گفتگو کرنے کی کوشش کرتی لیکن اب ایسا لگتا ہے سیرم ڈانوا ڈول ہو رہی ہے اس بناء پر کہ اس کے ساتھ کچھ حادثات پیش آئے ہیں جن سے میرا اندیشہ ہے کہ وہ حادثات اسے کوغائی کی طرف مائل کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

چھوٹے موٹے حادثوں کا ذکر میں نہیں کروں گا جن کی بناء پر سیرم کوغائی سے متاثر ہوئی اور جو باتیں میں نے اس سے کہیں وہ مشکوک نظر آنے لگیں سب سے بڑا حادثہ جس سے وہ بڑی متاثر ہوئی وہ یہ کہ جس وقت قبلائی خان نے خوبصورت لڑکیوں کو کوغائی کے سامنے پیش کیا کہ وہ ان میں سے جس سے چاہے شادی کر لے اور کوغائی نے ان سب لڑکیوں میں سے کسی میں دلچسپی نہیں لی اور سب کو دوسروں کے حوالے کر دیا تب اس کے اس رویے سے سیرم بے حد متاثر ہوئی تھی۔ یورت میں جا کر اس نے مجھ سے کافی دیر بحث کی اور کہنے لگی جو الفاظ میں نے اس سے کہے تھے ان کے مطابق کوغائی ایسا نہیں ہے اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ وہ لڑکیوں کو بے آبرو کرنے میں دلچسپی لیتا ہوتا تو پھر ان چھ خوبصورت اور حسین لڑکیوں کو اوروں کے حوالے نہ کرتا بلکہ اپنے پاس رکھتا۔

یہ ایک بہت بڑی دلیل تھی جو سیرم نے میرے سامنے پیش کی لیکن میں اسے مطمئن نہ کر سکا بلکہ اتنا کہہ دیا کہ وہ اس موضوع پر گفتگو نہ کرے بہرحال وہ ابھی تک کوغائی کی طرف متوجہ نہیں ہوئی ابھی وقت ہے کہ اسے شیرامون کے ساتھ بیاہ دیا جائے لیکن اس سلسلے میں میں اس سے اور اس کے بھائی سے بات کروں گا میں سیرم کو اس کی مرضی کے خلاف کسی سے نہیں بیاہوں گا دلائی لامہ کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بایان بول پڑا تھا۔

محترم لامہ اگر شیرامون کے ساتھ سیرم نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تب؟

ماگس پا کی گردن تھوڑی دیر کے لئے جھکی رہی پھر کہنے لگا۔

مجھے بھی امید ہے کہ وہ شیرامون سے شادی کرنے سے انکار کر دے گی اس لئے

کہ گذشتہ کئی دنوں سے میں اندازہ لگا رہا ہوں اس کا جھکاؤ آہستہ آہستہ کوغنائی کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے اس کے متعلق وہ مجھ سے طرح طرح کے سوال کرتی ہے اس کی ذات کے متعلق مجھے کریدتی ہے لیکن میں جب چپ رہنے کے لئے کہتا ہوں تو مایوس اور افسردہ سی ہو جاتی ہے بہر حال یہ میرا فیصلہ ہے کہ سیرم کو کسی بھی صورت میں کوغنائی کے حوالے نہیں کیا جانا چاہیے نہ ہی اسے اس مقام پر کھڑا ہونے کی اجازت دی جانی چاہیے جہاں وہ کوغنائی سے بے پناہ محبت کرنے لگے اگر ایسا ہوا تو یہ دلائی لامہ کی حیثیت سے میرے لئے ایک بہت بڑا حادثہ اور بدنامی کا داغ ہوگا میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کر رکھی ہے کہ میں اسے کوغنائی کی طرف سے متنفر کرتا رہتا ہوں خواہ مخواہ اس پر الزام لگاتا رہتا ہوں ہر طرح کے عیب اس کے سامنے پیش کرتا ہوں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ ان باتوں پر سیرم کوئی دھیان نہیں دے رہی وہ کوغنائی کی ذات اس کی شخصیت اس کی دلیری اس کی جرات مندی اس کی طاقت اور قوت سے متاثر ضرور ہے اس کا اندازہ میں اس کی باتوں اس کے چہرے کے تاثرات سے لگاتا رہتا ہوں۔

لامسپا جب خاموش ہوا تو بایان کچھ سوچتے ہوئے بول پڑا۔

محترم لامہ خوبصورت اور حسین سیرم کو کوغنائی سے بچانے اور اسے شیرامون کی طرف مائل کرنے کے لئے ایک طریقہ کار میرے ذہن میں آتا ہے یہ ایک گھٹیا طریقہ ہے اختیار نہیں کرنا چاہیے لیکن مجبوری ہے لہذا اسے اختیار کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

دلائی لامہ نے تیز نگاہوں سے بایان کی طرف دیکھا پھر اس کی آواز سنائی دی۔

کیسا اور کون سا طریقہ؟

بایان نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر وہ کہہ رہا تھا۔

لامہ میں چاہتا ہوں کہ آج کی اس نشست میں مکمل طور پر فیصلہ کر لیا جائے کہ ہر صورت میں سیرم کو شیرامون کی زندگی کا ساتھی بنانا ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کی بھتیجی ہر روز گھوڑ دوڑ کے لئے صبح سویرے نکلتی ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک کام کروں گا جس وقت وہ گھوڑ دوڑ کے لئے کوہستانی سلسلے میں نکلے اس کے پیچھے وہ دو سوار لگا دوں گا

جو اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے ہوں گے وہ اس پر اس طرح حملہ آور ہوں گے جیسے وہ اسے بے آبرو کرنا چاہتے ہوں اور اسے اٹھا کر کہیں لیجانا چاہتے ہوں میں اس وقت جب سیرم ان کے ساتھ بری طرح ہاتھا پائی میں مصروف ہوگی شیرامون وہاں پہنچ جائے گا وہ دونوں جوان تھوڑی دیر تک شیرامون سے تیغ زنی کریں گے اور شیرامون ان پر غالب آئے گا اور وہ دونوں تھوڑی دیر بعد بھاگ جائیں گے اس طرح سیرم شیرامون کی ممنون ہو جائے گی کہ شیرامون نے اس کی زندگی اس کی عزت بچائی ہے اس طریقے سے میرے خیال میں شیرامون کی طرف سیرم کو آسانی سے مائل کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار نہیں اگر ایک بار سیرم نے شیرامون کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے سے انکار کر دیا تو پھر یاد رکھیے گا کہ زندگی بھر سیرم کو شیرامون کی زندگی کا ساتھی بننے پر آمادہ نہیں کیا جا سکے گا۔

بایان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

محترم لامہ جو ترکیب میں نے کہی ہے یہ واقعی گھٹیا قسم کی ہے لیکن جو مقصد ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں اسے حاصل کرنے کے لئے اگر یہ گھٹیا تدبیر اختیار کر لی جائے تو میرے خیال میں بڑی معتبر ہو جائے گی اس کے علاوہ سیرم کو شیرامون کی طرف مائل کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ کار نہیں ہے اگر آپ لوگوں کے ذہن میں کوئی اور طریقہ کار آتا ہے تو بتائیں اس پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔

شیرامون بایان کی اس گفتگو سے خوش ہو رہا تھا اس موقع پر آچو بول پڑا وہ کہہ رہا تھا۔

میرے خیال میں جو ترکیب محترم بایان نے پیش کی ہے اس سے بہتر کوئی ترکیب ہو نہیں سکتی اس پر اگر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو ہر صورت میں سیرم کو شیرامون کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔

آچو کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ چنگ لی بول پڑا۔

جو کچھ آچو نے کہا ہے ایسا ہونا چاہیے اس تدبیر پر عمل کرتے ہوئے ہر صورت میں سیرم کو شیرامون کی بیوی بنانا چاہیے کسی بھی صورت میں سیرم کو کوغنائی کی طرف مائل

نہیں ہونے دینا چاہیے۔

دلائی لامہ مائس اب تک خاموش تھا چنگ لی جب خاموش ہوا تو وہ کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

جو تدبیر جو ترکیب بایان نے بیان کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں بایان میرے خیال میں تم اس پر بہت جلد عمل کرنے کی کوشش کرو اگر کوغتائی واپس آ گیا تو ہو سکتا ہے حالات ہمارے خلاف پلٹا کھا جائیں۔

بایان مسکرا دیا اور کہنے لگا۔

لامہ تم بے فکر رہو اس ترکیب کو میں ایک دو روز تک عمل جامہ پہنانے کی کوشش کروں گا پھر دیکھیں گے کیسے سیرم شیرامون کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے پر رضامند نہیں ہوتی۔

بایان کی اس گفتگو کا جواب دلائی لامہ دینا ہی چاہتا تھا کہ سب خاموش ہو گئے اس لئے کہ باہر شور اٹھ کھڑا ہوا لوگ زور زور سے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوغتائی کی آمد کی اطلاع کر رہے تھے اس پر وہ سب اس پگوڈا سے نکل کر لشکر گاہ کا رخ کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ لشکر گاہ میں داخل ہوا قبلائی خان اس کے بیٹے چنگ کم پوتے تیمور بٹی کوکا چین بیوی جاموئی سپہ سالار اعلیٰ اودیا تنگ اور وہ لوگ جو پگوڈا میں بیٹھ کر کوغتائی کے خلاف سازش کر رہے تھے انہوں نے بہترین انداز میں کوغتائی کا استقبال کیا جب سب لوگ کوغتائی کو اس کی دونوں فتوحات کی مبارک باد دے چکے تب قبلائی خان آگے بڑھا بڑے پیار سے ایک بار پھر اس نے کوغتائی کو گلے لگایا تھوڑی دیر تک بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

کوغتائی میرے ساتھ آؤ تم نے منگولوں کے لئے وہ کارنامے انجام دیئے ہیں جن کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں تمہاری جرات مندی کی تعریف کروں اس موقع پر قبلائی کا بیٹا چنگ کم اور پوتا تیمور آگے بڑھے دونوں نے کوغتائی کا ایک ایک ہاتھ تھام لیا پھر اسے اس نشست گاہ کی طرف لے کر چل دیئے تھے جو کوغتائی کی آمد سے پہلے ہی ترتیب دے دی گئی تھی۔

قبلائی کے علاوہ دیگر سب لوگ جب اپنے اپنے منصب کے مطابق اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تب اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے کوغتائی کو قبلائی خان مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوغتائی تمہاری غیر موجودگی میں ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہوا ہے اور مجھے یہ بھی احساس ہوا ہے کہ مجھ سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی تمہیں معلوم ہے کہ میں نے مسلمانوں کی ایک بستی کا قتل عام کروانے کا حکم دیا تھا ایسا میں نے ایک سرکردہ آدمی نوگ اور اس کے بہت سے لوگوں کی گواہی پر دیا تھا لگتا ہے یہ فیصلہ غلط اور بے بنیاد تھا اس لئے کہ نوگ کی دونوں بہنوں نے جنہیں تم نے صدر الدین اور جلال الدین سے بیاہ دیا تھا میرے روبرو آ کر یہ بیان دے دیا ہے کہ مسلمانوں کی اس بستی کا قتل عام غلط ہوا ہے نوگ اور اس کے سارے آدمیوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے اور جھوٹی گواہیاں دی ہیں۔

میں نے نوگ اور اس کے سارے ساتھیوں کو حراست میں لے لینے کا حکم دے دیا سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے نوگ سے جب میں نے تحقیق کی اس تحقیق میں میرا بیٹا میرا پوتا بھی میرے ساتھ تھا جب اس پر سختی کی گئی تو اس نے تسلیم کر لیا کہ واقعی جھوٹی گواہیاں پیش کر کے مسلمانوں کی اس بستی کا قتل عام کروایا گیا۔

کوغتائی تم میری سلطنت کے محتسب اعلیٰ ہو تمہارا تقرر کرتے وقت میں نے کہا تھا کہ سارے مقدمات تمہارے سامنے پیش ہوں گے ان کا فیصلہ تم ہی کرو گے لیکن انصاف کی بنیاد پر اب یہ معاملہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ذہن میں یہ بات بٹھا لانا کہ مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا غیر جانب دار رہتے ہوئے فیصلہ کرنا بتاؤ اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔

یہ خبر سن کر کوغتائی کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں اور آسودگیاں پھیل گئیں تھیں کچھ دیر تک وہ سوچتا رہا پھر وہ قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم خاقان میں کسی کی طرف داری نہیں کروں گا اگر مجھ سے پوچھتے ہیں اور میرے فیصلے کو آخری سمجھتے ہیں تو میں انصاف کی بات کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ نوگ اور اس کے سارے ساتھیوں کو قتل کر دینا چاہیے اس لئے کہ انہوں نے آپ کے سامنے غلط

بیانی سے کام لیتے ہوئے ایک بستی کا آپ کے ہاتھوں قتل کروایا اس طرح آپ کو انہوں نے گناہ گار کیا اس بستی کے سارے لوگوں کے قتل کی ذمہ داری ان پر نہیں آپ پر پڑتی ہے اور یہ کام چونکہ انہوں نے آپ سے کروایا لہٰذا وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں کاٹ دی جائیں اگر آپ نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ یہ خیال کریں گے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ درست ہے قبلائی خان نے چونکہ انہیں چھوڑ دیا ہے لہٰذا قبلائی خان نے تصدیق کر دی ہے کہ ہم نے ٹھیک کام کیا تھا اور آئندہ وہ پھر ایسے ہی کام کریں گے اور اگر آپ میرے کہنے کے مطابق انہیں سزا دیتے ہیں تو خاقان میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ ان کی عبرت خیز سزا کی وجہ سے آنے والے دنوں میں کوئی غدار ان جیسی حرکت کر کے آپ کے ہاتھوں بے گناہ لوگوں کا قتل عام نہیں کروائے گا میرے ذہن میں جو بات آئی ہے وہ میں نے کہہ دی ہے آگے اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا آپ کے فیصلے پر منحصر ہے۔

قبلائی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا جس وقت تنکس، تورگوت اور تاتاری قبائل کے خلاف تم نے شاندار فتح حاصل کی تھی اور انہیں منچوریا کے جنگلات میں بھاگ جانے پر مجبور کیا تھا اسی وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تمہاری آمد پر فتح کا ایک بہترین جشن منایا جائے گا اب تم نے اس جشن کی رنگینیوں میں قائدو اور اس کے لشکریوں کو شکست دے کر مزید اضافہ کر دیا ہے تم نے نہ صرف یہ کہ تین باغی قبائل کو پسپا کیا بلکہ ہمارے آبائی دشت کی حفاظت بھی کی لیکن فتح کے اس جشن کی ابتداء سے پہلے پہلے میں تونگ کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ پھر کسی کو غلط فیصلہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

اس کے بعد قبلائی خان نے اپنے چوبدار کو بلایا اور اسے کہا کہ کچھ مسلح جوانوں کو ساتھ لے تونگ اور اس کے سارے ساتھی جو گرفتار کیے گئے ہیں اس کے سامنے پیش کرے۔

چوبدار چند مسلح جوانوں کو لے کر فوراً حرکت میں آیا تھوڑی دیر بعد غدار تونگ اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو اس نشست گاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا اس موقع پر دلائی لامہ ماگس پا چنگ لی دانگ چو آچو بایان شیراسون اور ان کے دیگر ساتھی پریشان اور گم

سم تھے ابھی تک انہیں یہ علم نہیں ہوا تھا کہ کوغائی کے ساتھ مل کر ان سے متعلق قبلائی خان نے کیا فیصلہ کیا ہے بہرحال سب حیرت اور پریشانی سے تونگ اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

جب تونگ اور اس کے سارے ساتھی نشست گاہ کے سامنے کھڑے کر دیئے گئے تب قبلائی نے ایک بار پھر کوغائی کو مخاطب کیا۔

کوغائی جو فیصلہ تم نے ان کے متعلق کیا ہے وہ آخری ہے اس پر عمل درآمد کیا جائے گا تاکہ آنے والے دنوں میں ان جیسا عمل کوئی دہرانے کی کوشش نہ کرے میں ان سب کے قتل کا حکم دینے لگا ہوں تم ان کے لئے اس سے بھی کڑی سزا تجویز کرتے ہو تو ابھی بتاؤ۔

کوغائی مسکرایا نفی میں اس نے گردن ہلا دی جس پر ایک بار پھر قبلائی خان نے اپنے چوبدار کو قریب بلایا اس کے کان میں کھسر پھسر وہ پیچھے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد کچھ مسلح منگول نشست گاہ میں داخل ہوئے ان کی آمد پر تونگ اور اس کے ساتھیوں کو چوبدار نے ایک لائن میں کھڑا کر دیا تھا پھر آنے والے مسلح منگول حرکت میں آئے ایک دم انہوں نے تیر چلائے اور تونگ اور اس کے سارے ساتھیوں کو چھلنی کرتے ہوئے ہلاک کر دیا تھا۔

جس وقت تونگ اور اس کے سارے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا گیا تب چنگ لی دانگ چو ماگس پا بایان، کردک چی، شیراسون آچو اور ان کے دیگر ساتھیوں کی حالت ناقابل برداشت تھی اس موقع پر چنگ لی نے بایان اور اس کے قریب بیٹھے ماگس پا کی طرف اپنا چہرہ لیجاتے ہوئے سرگوشی کی۔

لگتا ہے حالات یکسر ہی ہمارے خلاف ہو گئے ہیں یہ جو تونگ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے تو یوں جانیں ان سرزمینوں میں ہم ہار گئے کوغائی اور اس کے احمد جیسے ساتھی جیت گئے دوسرے معنوں میں آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں ان سرزمینوں میں بدھ مت ہار گیا اور اسلام کا بول بالا ہوا۔

ماگس پا اور بایان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اس لیے جن منگولوں نے

تیر چلا کر تونگ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا تھا وہی ان کی لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے کتوں اور چیلوں کی خوراک بنانے کے لئے لے گئے تھے اس کے بعد ایک بار پھر قبلائی خان نے اپنے چوبدار کو بلایا اور جشن کی ابتداء کرنے کا حکم دیا۔

یہ حکم ملنا تھا کہ چوبدار پیچھے ہٹا تھوڑی دیر بعد منگول چینی اور شمالی برف زاروں کی ان گنت لڑکیاں نشست گاہ کے سامنے نمودار ہوئیں ان کے ساتھ سازندوں کی ایک بڑی جماعت تھی پھر سازندے حرکت میں آئے اور لڑکیوں نے رقص کا وہ سماں باندھ دیا تھا کہ ہر دیکھنے والی کی آنکھ حیرت میں ڈوب کر رہ گئی تھی رقص و سرور کی یہ محفل کافی دیر تک جاری رہی یہاں تک کہ قبلائی خان نے اسے ختم کرنے کا حکم دیا پھر اپنی جگہ پر اٹھا اور کوغائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوغائی اب تم آرام کرو چند روز لشکر یہیں اس عارضی مستقر گاہ میں قیام کیے رہے گا اس کے بعد ہم جنوبی چین پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کریں گے تمہاری فتح مندی نے ہمارے دو محاذ بند کر دیے ہیں ایک منچوریا کے وحشی قبائل دوسرا قائدو جو ہمارے آبائی دشت پر بار بار حملہ آور ہوتا تھا اب میرے خیال میں ہم مطمئن انداز میں جنوب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے شمالی چین کی طرح جنوبی چین پر بھی قابض ہو سکتے ہیں۔

قبلائی خان لحہ بھر کے لئے خاموش ہوا پھر اس نے آواز دے کر اپنے مالیاتی امور کے ماہر مسلمان احمد کو بلایا احمد فوراً اپنی نشست سے اٹھ کر قبلائی خان کے سامنے آیا قبلائی خان نے مسکراتے ہوئے احمد کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

اپنے نائب سانگا کو بلاؤ احمد نے سانگا کو آواز دی جس پر سانگا فوراً اپنی نشست سے اٹھ کر احمد کے پہلو میں آن کھڑا ہوا سانگا الغوزی ترک تھا مالیات کا ماہر تھا مسلمان تھا اور احمد کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا دونوں جب مستعد سے ہو کر قبلائی خان کے سامنے کھڑے ہو گئے تب قبلائی خان نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تھوڑی دیر پہلے جن لوگوں کو موت کی سزا دی گئی ہے یہ وہی لوگ ہیں جو مسلمانوں

کی بستی کی تباہی کے ذمہ دار ہیں میں مانتا ہوں یہ ہماری غلطی ہے اور ہماری غلطی کے باعث مسلمانوں کی اس بستی میں قتل عام ہوا اب تم دونوں ایسا کرو کہ اس بستی میں جاؤ بستی کے سارے لوگوں کا جائزہ لو جس کسی کا بھی جس قدر نقصان ہوا ہے اس سے زائد اس کی مالی امداد کرو تا کہ کسی حد تک لوگوں کے نقصان کا ازالہ ہو جائے گو مرنے والوں کو لوٹایا نہیں جا سکتا لیکن ان کی اس قدر مالی امداد کرو کہ وہ کسی حد تک مطمئن اور آسودہ ہو جائیں۔

قبلائی خان تھوڑی دیر کے لئے رکا ایک نگاہ اس نے اپنے قریب بیٹھے کوغائی کی طرف ڈالی پھر وہ دوبارہ احمد سے کہہ رہا تھا۔

تم دونوں اکیلے مت جانا کچھ لوگ تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں ہو سکتا ہے بستی کے لوگ جن کا قتل عام ہوا ہے ان کے لواحقین ہی تمہیں نقصان پہنچائیں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو یہ جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے ساتھی بھی ہمارے لشکر میں یا ارد گرد موجود ہوں گے وہ بھی تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں لہٰذا اس سلسلے میں کوغائی سے رابطہ قائم کرنا یہ تم دونوں کی حفاظت کا اہتمام کرے گا مسلمانوں کی اس بستی کی بحالی کے لئے جس قدر بھی تم رقم خرچ کرو گے اس کا حساب تم سے نہیں لیا جائے گا یہ سارا معاملہ میں تمہاری صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔

احمد اور سانگا سے ہٹ کر ایک بار پھر قبلائی خان نے کوغائی کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا کوغائی میں تم سے ایک بات کہنا بھول گیا تم یہ تو جانتے ہو کہ شمالی چین پر اس وقت مکمل طور پر ہمارا قبضہ ہے کچھ مسلمان جو چین کے کچھ علاقوں پر امیر ہیں کچھ لشکر میں شامل تھے کچھ جو دیگر امور کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے وہ حج کے لئے گئے ہوئے تھے آج ہی وہ لوٹے ہیں میں نے انہیں آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے اس وقت وہ لشکر گاہ میں موجود ہیں تم ان سے بھی مل لینا میرے خیال میں وہ تم سے مل کر خوش ہوں گے اس لئے کہ ایک دو روز تک وہ اپنی اپنی منزلوں کو روانہ ہو جائیں گے اب تم بھی اٹھو آرام کرو اس لئے کہ لگاتار سفر کرتے ہوئے تم تھکان محسوس کر رہے ہو گے تمہیں آرام کی ضرورت ہے اس کے ساتھ ہی قبلائی خان نے وہ نشست ختم کر دی تھی۔

اسی روز کوغتائی نے احمد اور سانگا کے ساتھ کچھ مسلح جوان روانہ کر دیئے جو مسلمانوں کی تباہ حال بستی کی طرف گئے ایک ایک گھر اور ان کے مکینوں کا جائزہ لیا جس قدر کسی کا نقصان ہوا تھا اس سے زیادہ ادائیگی کی گئی اس طرح احمد اور سانگا نے مسلمانوں کی اس تباہ حال بستی کی ان کی ضروریات سے بڑھ کر مدد کی تھی۔

عصر کی نماز کے بعد کوغتائی آرام کرنے کے لئے اپنے یورت میں گھس گیا تھا اور اس وقت اٹھا جب مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا جس وقت وہ یورت سے باہر نکلا تو دنگ رہ گیا اس لئے کہ اس کے یورت سے باہر چٹائیاں بچھا کر ان پر سفید رنگ کی خوبصورت چادریں بچھا دی گئی تھیں کوغتائی خان جب یورت سے نکلا تو اس نے دیکھا یورت کے سامنے ان چادروں کے قریب ہی' کوما نگا' مارتو' یورجی' صدر الدین' جلال الدین احمد سانگا سیف الدین جمال الدین اور بہت سے دیگر لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

انہیں وہاں کھڑے دیکھ کر اور اپنے یورت کے سامنے چٹائیاں اور ان پر بچھی ہوئی چادروں پر نگاہ ڈالتے ہوئے کوغتائی کسی قدر پریشان ہو گیا تھا آہستہ آہستہ وہ ان کی طرف بڑھا اس جگہ آیا جہاں سب لوگ کھڑے ہوئے تھے کوما نگا کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی نے پوچھ لیا۔

کوما نگا میرے عزیز یہ کیا معاملہ ہے یہ چٹائیاں اور ان پر یہ سفید چادریں اور تم سب کا یہاں جمع ہونا خیریت تو ہے۔

کوما نگا مسکرا دیا کہنے لگا۔

امیر آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے سب مل کر نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد یہاں ہلکی سی ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا ہے وہ لوگ جو حج کے لئے گئے تھے ان کی یہاں آپ سے ملاقات بھی کروائی جائے گی ان کی دعوت کا بھی اہتمام کیا جائے گا اس کے بعد میرے خیال میں اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوں گے۔

کوغتائی مطمئن ہو گیا تھا پہلے سب نے مل کے مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد سب ان چٹائیوں پر بیٹھ گئے تھے کوما نگا نے احمد سانگا اور سیف الدین کو بھیجا کہ وہ مہمانوں کو لے کر آئیں اس پر وہ تینوں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد کوغتائی نے ایک گہری نگاہ اپنے قریب بیٹھے صدر الدین اور جلال الدین پر ڈالی پھر دھیمے سے لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں نے تم دونوں سے جو امیدیں وابستہ کیں تھیں قسم خداوند کی تم ان سے بھی بڑھ کر بھرپور اعتماد کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہو مجھے امید تک نہ تھی کہ تم دونوں کی بیویاں اس قدر جلد قبلائی خان کے پاس جا کر اپنے بھائی تولی کے خلاف سچائی کا مظاہرہ کریں گی اور وہ بھی اس وقت جب تم میرے ساتھ منگولوں کے آبائی دشت میں گئے ہوئے تھے تم دونوں کی غیر موجودگی میں تم دونوں کی بیویوں کا قبلائی خان کے پاس جا کر حقیقت اگلنا اس بات کی دلیل ہے کہ تم دونوں نے اپنی بیویوں کو خوب اعتماد میں لیا ہے۔

جب تک کوغتائی بولتا رہا دونوں مسکراتے رہے جب کوغتائی خاموش ہوا تب صدر الدین بول پڑا۔

امیر آپ نے ایک کام ہمیں سونپا تھا اس کام کو ہم نے اپنی اوپر پوری طرح مسلط کیا فرض کی طرح اور دونوں نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ جلد از جلد اس سچائی کو واشگاف کرنا ہے اس لئے کہ مسلمانوں کا قتل عام ہمیں شاق گزرتا تھا اور ہم ہر لمحہ یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ وہ وقت ضرور آئے گا جب حقیقت اور سچائی قبلائی خان کے سامنے آئے گی اور وہ

اس کے مطابق عمل کرے گا یہاں آنے کے بعد ہم دونوں اپنی بیویوں کا شکریہ ادا کر چکے ہیں کہ انہوں نے ہماری غیر موجودگی میں ہم پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے بچی بات قبلائی خان کے سامنے کہنے میں کسی خوف کسی خدشے کا اظہار نہیں کیا۔

صدر الدین جب خاموش ہوا تو جلال الدین بول پڑا امیر ایک اور بات بھی ہے اب میری اور صدر الدین کی بیویاں جو دونوں بہنیں ہیں ان خدشات کا اظہار کر رہی ہیں کہ ان کے کہنے پر قبلائی خان تونگ اور اس کے بدھ مت ساتھیوں کے خلاف حرکت میں آیا اور انہیں قتل کیا وہ خوف زدہ ہیں کہ کہیں بدھ مت کے پیروکار ان دونوں کے خلاف حرکت میں نہ آئیں اور انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔

جلال الدین کے الفاظ پر کوغائی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا تیز نگاہوں سے اس نے جلال الدین کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

جلال الدین میری طرف سے ان دونوں بہنوں کو یہ احساس دلاؤ کہ کوئی ان پر حملہ آور نہیں ہو سکتا کسی نے بھی ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جائے گا بہرحال تم دونوں فکر مت کرو تم دونوں کے یورت میرے قریب ہیں اور ہمارے اردگرد کرائت اور کرغیز پھیلے ہوئے ہیں پھر بھی میں اپنے کچھ ساتھیوں کو پابند کر دوں گا کہ وہ ہر وقت تمہاری بیویوں کی حفاظت کے سلسلے میں چوکنے اور مستعد رہیں۔

کوغائی خاموش ہو گیا اس لیے کہ سیف الدین احمد اور سانگا لوٹ آئے تھے ان کے ساتھ مسلمانوں کا وہ وفد بھی تھا جو چین کی اس سرزمینوں سے حج کے لئے گیا ہوا تھا اور اب لوٹ کر آیا تھا جب وہ قریب آئے تو سب نے اٹھ کر ان سے پر جوش مصافحہ کیا راستے میں شاید احمد انہیں کوغائی کے متعلق تفصیل بتا چکا تھا لہٰذا سب سے پہلے انہوں نے کوغائی سے مصافحہ کیا اور ہر ایک نے اسے ان سرزمینوں پر آنے کی مبارک باد دی جب سب بیٹھ گئے تب احمد نے کوغائی سے مسلمانوں کے اس وفد کا تعارف کروانا شروع کیا۔

پہلا شخص جس سے کوغائی کا تعارف کروایا گیا اس کا نام شمس الدین عمر تھا تاریخ میں اسے سید اجل کے نام سے یاد کیا گیا ہے شمس الدین عمر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بخارا کے سلطان عبدالملک بن عبدالجلیل کی نسل سے تھے جن کا شجرہ نسب حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے مل جاتا ہے چین میں رہتے ہوئے شمس الدین عمر نے اسلام کی تبلیغ کے لئے بہترین کام سرانجام دیئے اس کام میں ان کے بیٹے بھی ان کے ساتھ شامل تھے ان کے نو بیٹے تھے جن کے نام ناصر الدین محمود بیان نصار حسن حسین احمد مسعود اور جعفر تھے انہوں نے اسلام کی تبلیغ کے لئے چین میں کئی کتابیں لکھیں جس میں سب سے مشہور کتاب دعوت کبریٰ کی ہے۔

دوسرا شخص جس سے تعارف کروایا گیا وہ علی یحییٰ تھا جو ترکوں کے قبیلے الیغور سے تعلق رکھتا تھا بوڑھا ہو چکا تھا یہ عراق سے اپنے ساتھ بارود کے ماہر دو جوانوں کو ساتھ لے کر گیا تھا جن کے نام اسماعیل اور علاؤ الدین تھے اور چین کے کئی علاقوں کو فتح کرنے میں اس علی یحییٰ اور اسماعیل اور علاؤ الدین نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

تیسرا شخص جس سے تعارف کرایا گیا یہ امیر آفندہ تھا یہ بھی تبلیغ ہی کا کام سرانجام دیتا تھا چین کے صوبہ کانسو میں اس نے اسلام پھیلانے کی انتہا درجہ کی جدوجہد کی امیر آفندہ حافظ قرآن تھا اور عربی میں خوب مہارت رکھتا تھا اس نے تاتاریوں میں اسلام پھیلایا اور تاتاریوں کی خاصی بڑی تعداد اس نے اپنے اردگرد جمع کر لی تھی قبلائی خان نے جب موجودہ شہر بیجنگ آباد کیا تو اس شہر میں مسلمانوں کی تعداد بعد میں اتنی بڑھ گئی کہ اس شہر کے اندر سولہ مسجدیں تعمیر کی گئیں ان ساری مسجدوں کے اخراجات امیر آفندہ ہی پورے کیا کرتا تھا۔

ایک اور شخص جس سے کوغائی کا تعارف کروایا گیا وہ بھی بوڑھا تھا نام اس کا پوشو کینگ تھا یہ نام عربی اثرات کو ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ لفظ پو دراصل عربی لفظ ابو کی مختصر شکل ہے یہ شخص چنگیز خان کے دور میں بھی چین میں بلند عہدے اور مرتبے پر فائز رہا تھا یہ منگولوں نے جو مختصر سا بحری بیڑہ تیار کیا تھا اس کا نگران بھی مقرر کیا گیا تھا۔

دیگر لوگوں سے بھی کوغائی کا مختصر تعارف کروایا گیا تھا اس تعارف کے بعد شمس الدین عمر مزید کوغائی کے قریب ہوا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر کوغائی پہلے تو ہم آپ کو اس سرزمینوں پر آنے کی مبارک باد دیتے ہیں پھر یہاں آنے کے بعد دو مہینوں میں آپ کی کامیابی بھی ہماری خوشی کا باعث بنی ہے میں

بھی آپ کو ایک اچھی خبر سناتا ہوں آپ تبریز سے آئے ہیں جس وقت آپ تبریز سے چلے تھے اس وقت حکمران اباقا خان تھا مجھے یہ بھی بتا چلا ہے کہ اباقا کا چھوٹا بھائی احمد تکودار جو اسلام قبول کر چکا ہے اور وہ آپ کا بہترین دوست ہے آپ کے لئے اچھی خبر یہ ہے کہ اباقا خان فوت ہو چکا ہے اس وقت تبریز میں آپ کا دوست احمد تکودار حکمران ہے۔

یہ خبر کوغنائی کے لئے انتہائی خوش کن تھی یہ خبر سنانے پر اس نے شمس الدین عمر کا شکریہ ادا کیا تھوڑی دیر مزید گفتگو ہوئی پھر کومانگا کے کہنے پر چند لشکری حرکت میں آئے اور وہاں کھانے کے برتن چن دیئے گئے تھے کھانا کھانے کے بعد شمس الدین عمر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے اور کوغنائی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہنے لگے ہمیں صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا آج رات کے پچھلے پہر ہم سب اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے اس لئے کہ ان سرزمینوں میں ہم اسلام کی تبلیغ کے لئے مصروف ہیں کوغنائی نے کھانے کی دعوت قبول کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا پھر سب وہ کوغنائی سے مل کر اپنی آرام گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد کوغنائی فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک طرف سے ماروئی اور اس کا باپ شوہان دونوں آتے دکھائی دیئے قریب آ کر دونوں رک گئے پھر بڑی عاجزی سے ماروئی نے کوغنائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغنائی میرے بھائی میں اور میرا باپ دونوں کافی دیر سے ذرا فاصلے پر ہٹ کر بیٹھے ہوئے تھے اس لئے کہ آپ کے مہمان آئے ہوئے تھے اور ہم دونوں باپ بیٹی آپ کی مجلس میں مخل نہیں ہونا چاہتے تھے۔

کوغنائی نے خفگی کے انداز میں ماروئی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

ماروئی تم نے یہ اچھی حرکت نہیں کی ایک طرف تم کوغنائی کو اپنا بھائی کہتی ہو۔ دوسری طرف یہ بھی انکشاف کرتی ہو کہ تم اپنے باپ کے ساتھ کافی دیر کی آئی ہوئی ہو اور دور ہٹ کر منتظر رہی ہو یہ جو مہمان آئے ہوئے تھے وہ سب مسلمان تھے ماروئی تم میری بہن ہو عزت اور وقار میں تم کسی سے کم نہیں ہو تمہیں دور بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی تم اپنے باپ کو لے کر یہاں آتیں اور میرے ساتھ کھانا کھاتیں۔

کوغنائی کی باتوں سے ماروئی اور اس کا باپ شوہان دونوں خوش ہو گئے تھے شوہان کہنے لگے۔

نہیں بیٹا کھانا تو ہم دونوں کھا کر آئے ہیں دراصل ماروئی آپ کے پاس آنے کے لئے ضد کر رہی تھی یہ آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔

کوغائی نے سوالیہ سے انداز میں ماروئی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

کیسا شکریہ؟

ماروئی مسکرائی پھر کہنے لگی۔

امیر کوغائی میرے بھائی اجنبی انجان بننے کی کوشش مت کرو میں جانتی ہوں آپ کی کوششوں سے تونگ اور اس کے بدترین ساتھیوں کو سزا ملی آپ کی ہی وجہ سے ہماری بستی کی عزت اور وقار کو بحال کیا گیا بستی کے لوگوں کا جس قدر نقصان ہوا اس سے بڑھ کر انہیں نوازا گیا اور یہ سب آپ کی کوششوں کی وجہ سے ہے آپ کی اسی کارگزاری پر میں آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آئی ہوں۔

کوغائی تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے ماروئی کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

ماروئی پہلے یہ بتاؤ کہ تم کھانا کھا کر آئی ہو کہ نہیں دیکھو جھوٹ مت بولنا نہ ہی مجھے ٹالنے کی کوشش کرنا اگر تم دونوں باپ بیٹی نے کھانا نہیں کھایا تو میں تم دونوں کے لئے کھانا منگواتا ہوں اس پر بڑی بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے ماروئی کہنے لگی۔

نہیں امیر کوغائی ایک بہن اپنے بھائی سے کیسے جھوٹ بولے گی ہم دونوں باپ بیٹی کھانا کھا کر آئے ہیں بس آپ کے پاس آنے کا مقصد آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔

کوغائی نے کچھ سوچا پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہاں آ کر بیٹھو میں تم دونوں سے ایک اہم موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

ماروئی اور شوہان دونوں باپ بیٹی آگے بڑھ کر سفید چادروں پر بیٹھ گئے کوغائی نے سیف الدین کو اپنے قریب بلایا سیف الدین جب کوغائی کے پہلو میں آ کر بیٹھا تب کوغائی نے اسے مخاطب کیا۔

سیف الدین میں جانتا ہوں تم نے ابھی تک شادی نہیں کی دیکھو میں تیرے سامنے ایک تجویز پیش کرنے لگا ہوں میں یہ تجویز تم پر مسلط نہیں کروں گا نہ ہی اسے میرا حکم سمجھ کر قبول کرنا تمہیں آزادی ہے کہ میرے مشورے کو قبول کر دیا ٹھکرا دو۔

دیکھو ماروئی تمہارے سامنے بیٹھی ہوئی خوبصورت ہے حسین ہے نوعمر ہے میں جانتا ہوں اوباشوں نے اسے بے آبرو کر کے داغدار کر دیا ہے اس کے باوجود یہ ایک

مسلمان بہن ہے اس کا وقار اس کی عزت بحال کرنا ہم سب کا کام ہے اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اس سے بیاہ دوں گا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ تمہاری بہترین اور کامیاب بیوی ثابت ہوگی اور بہترین انداز میں تمھاری خدمت کرے گی۔

دیکھو یہ میرا مشورہ ہے تمہیں آزادی ہے اسے قبول کرو یا رد کرو اگر تم قبول نہیں کرتے تو پھر میں کسی اور کو ماروئی سے شادی کے لئے کہوں گا بہرحال ہر صورت میں کل تک میں کسی نہ کسی سے ماروئی کی شادی کر دینا چاہتا ہوں تاکہ یہ اپنا گھر آباد کر کے باعزت زندگی کی ابتدا کرے اور اس کا باپ بھی اس کے ساتھ رہے اب بولو تم کیا کہتے ہو۔

سیف الدین تھوڑی دیر تک عجیب سے جذبے میں کوغائی کی طرف دیکھتا رہا۔ اس موقع پر اس کے چہرے پر دور دور تک عقیدت اور ارادتمندی کے سائے دیکھے جا سکتے تھے۔ کچھ دیر وہ اسی انداز میں کوغائی کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

امیر کوغائی آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔ میں ماروئی کو بے آبرو ہونے سے پہلے بھی جانتا ہوں۔ خوبصورت اور جوان ہے۔ بڑی باوفا' باوقار اور عصمت شعار لڑکی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اوباشوں نے زبردستی بے آبرو کرتے ہوئے داغ لگا دیا لیکن امیر کوغائی یہ داغ ایسا نہیں کہ اسے ہم اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں۔ یہ ہماری جماعت کی ایک اکائی' ہماری جمعیت کا ایک حصہ ہے۔ میں اسے بیوی کی حیثیت سے قبول کرتا ہوں۔ آپ جب چاہیں اس کے ساتھ میرا نکاح پڑھا دیں۔ اسے اپنی بیوی بناتے ہوئے قسم خداوندی میں خوشی اور سعادت مندی محسوس کروں گا۔

سیف الدین کے اس جواب سے کوغائی ایسا خوش ہوا تھا کہ بیٹھے ہی بیٹھے اس نے سیف الدین کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ یہ ساری گفتگو رازدارانہ سے انداز میں ہوئی تھی۔ کسی نے سنی نہ تھی لہٰذا دوسروں کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ لیکن جب یہ معاملہ طے ہو چکا تب کوما نگا کی طرف دیکھتے ہوئے کسی قدر بلند آواز میں کوغائی بول پڑا۔

کوما نگا! میرے عزیز کل اسی وقت میرے یورت کے سامنے اسی طرح چٹائی پر چادریں بچھائی جائیں اس لئے کہ کل اسی وقت سیف الدین اور ماروئی کی شادی کا

اہتمام کیا جائے گا۔

پھر کوغائی مڑا۔ ماروی کے باپ شوہان کی طرف دیکھا اور اسے کہنے لگا۔

شوہان میرے بزرگ جو فیصلہ میں نے کیا ہے۔ کیا آپ کو اس کے خلاف کوئی اعتراض ہے۔

شوہان بھی بڑی عقیدت اور ارادتمندی سے کوغائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر کوغائی آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں اعتراض کھڑا کرنے والا میں کون ہوں آپ ماروی کو اپنی بہن کہہ چکے ہیں۔ جب بھائی اپنی بہن کے متعلق کوئی فیصلہ کر رہا ہے تو میں کیوں کوئی اعتراض کھڑا کروں گا اور پھر میری بیٹی اپنے گھر والی ہو رہی ہے اس سے بڑھ کر ایک باپ کو کون سی خوشی میسر آ سکتی ہے۔ آپ میری بیٹی کے نکاح کا اہتمام کر رہے ہیں میرا خدا آپ کو اس کا صلہ دے گا۔

شوہان کی گفتگو سے کوغائی خوش ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا ماروی کی گردن جھکی ہوئی تھی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ کوغائی پریشان ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک ماروی کو گھورتا رہا۔ باقی لوگ بھی ماروی کی حالت دیکھتے ہوئے اداس اور افسردہ ہو گئے۔ پھر ایک دم ماروی پھوٹ پڑی رونے لگی تھی۔

کوغائی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا کہنے لگا۔

روتی کیوں ہو تم کوئی بے بس تو نہیں تمہارے ساتھ دیکھو کتنے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تمہارے ساتھ جو کچھ بیتی وہ میری آمد سے پہلے بیت چکی اب اگر کسی نے تمہاری طرف غلط نگاہ بھی اٹھا کر دیکھی تو قسم خداوند قدوس کی میں وہ آنکھ ہی پھوڑ کے رکھ دوں گا۔ ذرا نگاہ اٹھاؤ اپنے بھائی کی طرف تو دیکھو۔

ماروی بے چاری نے جلدی جلدی سر پر بندھے ہوئے رومال سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔ کوغائی کی طرف دیکھا کوغائی نے دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

ماروی تیرا میرا رشتہ بہن بھائی کا ہے۔ بتا جو فیصلہ میں نے تیرے متعلق کیا ہے۔ یہ تجھے منظور ہے۔ یا تو میرے فیصلے کو رد کرتی ہے۔ ہچکچا نہیں میں تیرا بھائی ہوں۔ کیا جو

فیصلہ میں نے کیا ہے تو اسے قبول کرتی ہے۔

ماروی نے پھر گردن جھکا لی اور اثبات میں اس نے سر ہلا دیا تھا۔ اس پر سب لوگ خوش ہو گئے تھے۔ کوغائی تھوڑی دیر تک بڑی ممنونیت سے ماروی کی طرف دیکھتا رہا پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کومانگا! میرے بھائی کل اس وقت تک شادی کے سارے معاملات طے ہو جانا چاہئیں۔ شادی پر اٹھنے والے اخراجات کی ساری رقم میں مہیا کروں گا۔ زیادہ لوگوں کو دعوت نہیں دی جائے گی جو اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہی جمع ہوں گے اور ماروی اور سیف الدین کے نکاح کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ کومانگا میرے بھائی کل تک ماروی کے لئے عروسی جوڑا بن جانا چاہیے۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک تمہیں خاصی بڑی رقم دیتا ہوں عروسی جوڑے کے لئے۔ اس کے لئے اور بہت سے لباس بھی بناؤ۔ اسے یہ احساس رہے کہ اس کے بھائی نے ایک اچھے اور احسن طریقے سے اس کی شادی کا اہتمام کیا ہے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد کوغائی کے کہنے پر سب لوگ اٹھ کر اپنے اپنے یورت کی طرف چلے گئے تھے۔ شوہان اور ماروی بھی دونوں باپ بیٹی وہاں سے چل دیئے تھے۔

☆☆☆☆☆

سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد کوغنائی کوہستانی سلسلے کے اندر حسب معمول گھڑ دوڑ کے لئے نکلا تھا۔ اس کے ساتھ صدر الدین اور جلال الدین تھے۔ اس کی حفاظت پر مامور کرائت اور کرغیز بھی ذرا فاصلے پر رہتے ہوئے اس پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔

ایسے میں کوہستانی سلسلے کے اندر ایک نسوانی چیخ انتہائی ہولناکی کے ساتھ بلند ہوئی تھی۔

یہ چیخ سن کر کوغنائی چونکا تھا۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ چہرے کے تاثرات فوراً بدل گئے تھے۔ جس سمت سے اسے چیخ سنائی دی تھی اپنے گھوڑے کو اس نے اس سمت بھگا دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ذرا فاصلے پر اس نے دیکھا ایک لڑکی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہی تھی۔ اور اس کے پیچھے پیچھے دو سوار اس کو پکڑنے کے در پے تھے۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک سوار آگے آیا۔ لڑکی کے گھوڑے کو اس نے روک دیا اور دوسرے نے لڑکی کو اس کے گھوڑے سے روک لیا۔ اور اس کارروائی میں لڑکی زمین پر گر گئی تھی۔ کوغنائی کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں بھی گھوڑے سے اترے لڑکی کو انہوں نے دبوچ لیا۔ تینوں میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی تھی اور اس ہاتھا پائی میں لڑکی بے چاری کا لباس لیر لیر ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک کوغنائی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور جو لڑکی کو دبوچ رہے تھے

انہیں للکارتے ہوئے کوغنائی گرج پڑا۔

ٹھہرو اگر تم میں سے کسی نے اس لڑکی کو نقصان پہنچایا تو یاد رکھنا تمہاری گردنیں کاٹ دوں گا۔

اس کے ساتھ ہی اپنی ڈھال سنبھالتے ہوئے اور اپنی تلوار بے نیام کرنے کے بعد کوغنائی اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ لڑکی کو دبوچنے والے اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ جونہی انہوں نے کوغنائی کو اپنے قریب دیکھا انہوں نے بھی اپنی تلواریں سنبھال لی تھیں۔ لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کوغنائی دنگ رہ گیا۔ وہ حسین اور پر جمال سیرم تھی۔ دونوں جوان جو اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے تھے اور جو سیرم کو کہیں اٹھا کر لے جانا چاہتے تھے بڑی تیزی اور تندی سے کوغنائی پر ٹوٹ پڑے تھے اور اس پر حملہ کر دیا تھا۔ اس موقع پر جلال الدین اور صدر الدین بھی قریب آ گئے تھے۔ اپنے گھوڑوں سے اتر کر وہ بھی حملہ آوروں سے ٹکرانا چاہتے تھے۔ لیکن ہاتھ کے اشارے سے کوغنائی نے انہیں روک دیا تاہم احتیاط کی خاطر وہ دو مختلف سمتوں میں کھڑے ہو گئے تھے تاکہ کوغنائی سے ٹکرانے والے بھاگ نہیں۔

کوغنائی شاید زیادہ دیر تک ان سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ جس وقت وہ دونوں اس کے ساتھ الجھے ہوئے تھے اچانک ان میں سے ایک کو کوغنائی نے اس زور سے لات ماری کہ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا ایک چٹان کے قریب جا گرا۔ دوبارہ آگے بڑھنا چاہتا تھا مگر صدر الدین نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا۔ اور فوراً اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے تھے۔

اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے دوسرا بزدل سا ہو گیا تھا۔ اتنے میں کوغنائی نے اسے گرجدار آواز میں مخاطب کیا۔

اپنے ہتھیار پھینک دو۔ ورنہ یاد رکھنا میں زیادہ دیر تمہارے ساتھ ٹکراؤں گا نہیں۔ اب جو میری تلوار اٹھے گی تو اس طرح گرے گی کہ جو تمہیں شانوں سے لے کر رانوں تک چیرتی چلی جائے گی۔

کوغنائی کے ان الفاظ نے اسے دہلا کر رکھ دیا تھا۔ چند قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔

شاید وہ لڑنے سے ہاتھ کھینچ چکا تھا۔ اتنی دیر تک جلال الدین آگے بڑھا اس سے اس کی تلوار چھین لی اور اس کے ساتھی کی طرح اس کے ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیئے تھے۔

کوغتائی سیرم کے قریب آیا جو ابھی تک بے چاری زمین پر بیٹھی رو رہی تھی اس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ بدن ننگا ہو رہا تھا جسے وہ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ کوغتائی نے اس کی طرف پیٹھ کر لی۔ اپنے سر سے عمامہ اتارا اور عمامے کو پشت کی طرف لے جاتے ہوئے اس نے دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

دلائی لامہ کی بھتیجی! یہ میرا عمامہ لو اس سے اپنے بدن کو ڈھانپو۔

کوغتائی نے اس کی طرف دیکھا نہیں وہ ابھی تک مخالف سمت دیکھ رہا تھا۔ سیرم اٹھی کوغتائی سے اس نے عمامہ لے لیا۔ اور اس نے اس سے اپنے بدن کو ڈھانپ لیا۔ پھر کوغتائی نے منہ دوسری طرف رکھے ہی رکھے اسے مخاطب کیا۔

کیا تم نے میرا عمامہ اوڑھ لیا ہے۔

سیرم نے شرماتے ہوئے ہلکی سی آواز میں جواب دیا۔

جی ہاں۔

کوغتائی نے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا یہ کون تھے ان کے ساتھ تمہاری کیا دشمنی تھی۔

سیرم کی گردن جھک گئی تھی بے چاری گہری سوچوں میں کھو گئی تھی۔ وہ دونوں وہی تھے جنہیں بایان نے مقرر کیا تھا۔ شیرامون کی بدقسمتی کہ اس جعلی مقابلے میں اس نے سیرم کو چھڑا کر اس کی ہمدردیاں حاصل کرنا تھیں لیکن بیچ میں کوغتائی پہنچ گیا۔ شیرامون ذرا فاصلے پر اوٹ میں کھڑا ہو کر یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے اندازہ لگایا کہ اب اس کی دال نہیں گلتی اور یہ کہ سیرم پر حملہ آور ہونے والے اس کے دونوں ساتھی گرفتار ہو گئے ہیں تب وہ فکرمندی میں اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اپنے آپ کو سنبھالنے کے بعد سیرم نے لمحہ بھر کے لئے بڑے غور سے کوغتائی کی طرف دیکھا دوبارہ اس کی گردن جھک گئی پھر وہ کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

محترم کوغتائی یہ دونوں تو جنسی پاگل ہیں آشوب جسم اور عذاب و حادثات پھیلاتی گندی خواہشوں کی طرح میرے پیچھے پڑ گئے تھے۔ میں آج تک ان بلاؤں میں نیلی پیلی روشنیوں۔ جوت جگاتی رنگین کرنوں۔ لفظ بناتی خواہشوں اور شعر تراشتے خیالات کی طرح ادھر ادھر بھاگتی پھرتی رہی کبھی کسی نے دلائی لامہ کی بھتیجی کی حیثیت سے مجھ پر نفرت، نفاق، اور گندی خواہشوں بھری نگاہ نہیں ڈالی لیکن آج پتہ چلا کچھ لوگ آوارہ دھوئیں کی لکیروں اذیتوں میں رچے جنونی تصورات کی طرح میرے درپے ہیں۔ اگر آپ بروقت نہ پہنچتے تو میری حالت ان اندھی فضاؤں میں ظلمتوں میں چھپی راکھ اور کھنڈروں کی دہلیز پر لیر لیر اجل زدہ خوابوں سے بھی بدتر ہو کر رہ جاتی۔

محترم کوغتائی میں نے آج تک کبھی بھی محبت کے بدروں چاہت کے دریچوں الفت کی چلمنوں اور اپنائیت کی کرنوں کے دوش پر کھڑے ہو کر کسی مرد کے لئے اپنے دل کا دروازہ نہیں کھولا۔ کہ شاید کوئی حسد اور رشک کا مارا میرے پیچھے پڑ جائے۔ میں نے آج تک مہکتی ہوا کے جھونکوں کی طرح کسی مرد کو چاہت کا پیغام نہیں دیا۔ کہ کوئی میری محبت پر رشک کرتے ہوئے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا۔ اور میری خواہشوں کو آنسوؤں کے فسوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتا۔

لمحہ بھر کے لئے سیرم خاموش رہی ایک بار پھر اس نے ہمدردی بھری نگاہ کوغتائی پر ڈالی پھر کہنے لگی۔

آپ میرے لئے درد کا درماں۔ میری طلب کا تقاضا اور سراپا خلق و حمیت بن کر یہاں پہنچے ہیں اگر آپ نہ آتے تو یہ لوگ یقیناً میری آنکھوں میں کرب خیزیوں..... لبوں پر سناٹوں بھری آہوں اور سینے میں کھولتے الفاظ کے ڈھیر لگا چکے ہوتے آپ نے میری ذات کی انا میرے جسم کی آن میرے چہرے کے نقش و نگار میرے بدن کے روپ سنگھار کی حفاظت کی ہے اور آپ کا یہ احسان میں زندگی بھر بھول نہ سکوں گی فراموش نہ کر سکوں گی۔

سیرم تھوڑی دیر کے لئے پھر خاموش رہی اس کے بعد اس نے دوبارہ کہنا شروع

محترم کوغنائی آپ آسمانوں تک پھیلے اندھیروں میں میرے لئے دودھیا روشنی کی کرن اور بادلوں کے جگر کی پہلی بوند ثابت ہوئے ہیں۔ یہ لوگ میری زیست کے خالی بازے کٹورے میں رسوائی بے خیالی اور بے آبروئی کے سکے ڈالنا چاہتے تھے پر آپ ان کے مقابلے میں میرے لئے تقدس کا آثار اور میری آرزوؤں کا اسم اعظم ثابت ہوئے آپ کا مجھ پر یہ اینا احسان ہے کہ قدرت نے کبھی مجھے موقع دیا تو میں آپ کے احسان کا بدلہ ضرور چکاؤں گا۔

جب تک سیرم بولتی رہی کوغنائی اپنی جگہ پر کھڑا چپ چاپ اسے دیکھتا رہا۔ جب خاموش ہوئی تب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دلائی لامہ کی بیٹی میرے خیال میں تم کچھ زیادہ ہی تکلفات میں پڑ گئی ہو میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے تمہیں اتنے لمبے چوڑے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہ دونوں تمہاری عزت کے درپے تھے۔ ایک انسان کی حیثیت سے تمہاری عزت تمہارے ناموس کی حفاظت کرنا میرا فرض عین بنتا تھا۔ دلائی لامہ کی بھتیجی ایک بات یاد رکھنا عورت کی عزت وہ گوہر...... وہ موتی ہے جس کی حفاظت کے لئے جان کی بازی بھی لگانا پڑے تو دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

زمین پر بیٹھے ہی بیٹھے سیرم نے کوغنائی کی طرف ایسے انداز میں دیکھا جس میں دور دور تک اپنائیت، ہمدردی، دردمندی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ کوغنائی نے پھر اسے مخاطب کیا۔

اب زمین پر کب تک بیٹھی رہو گی اٹھو میں تمہیں تمہارے یورت تک چھوڑ کر آتا ہوں۔

کوغنائی کا کہنا مانتے ہوئے سیرم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کوغنائی اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہارا گھوڑا بدک کر دور چلا گیا ہے۔ میرے خیال میں خود ہی آ جائے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ میرے گھوڑے پر بیٹھو میں تمہیں حفاظت سے تمہارے یورت تک پہنچاتا ہوں۔

سیرم کوغنائی کے ساتھ آگے بڑھی۔ کوغنائی نے گھوڑے کی رکاب کو پکڑ کر رکھا۔ اس لیے کہ سیرم نے اپنی برہنگی کو ڈھانپنے کے لئے دونوں ہاتھوں سے کوغنائی کے عمامے سے اپنے بدن کو چھپا رکھا تھا۔ سیرم رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے ہچکچا رہی تھی اس لیے کہ اگر وہ اینا کرتی تو اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے زین کو پکڑنا پڑتا تھا۔ اس طرح اس کے بدن کے کئی حصے ظاہر ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اس صورت حال کو شاید کوغنائی نے بھی بھانپ لیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر سیرم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر تم اجازت دو اور برا نہ مانو تو میں تمہیں سہارا دے کر گھوڑے پر بٹھا دوں۔

سیرم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ منہ سے کچھ نہ بولی اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ اس پر کوغنائی نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سیرم کو پھولوں کی طرح اٹھا کر اپنے گھوڑے کی زین پر بٹھا دیا تھا۔ جس وقت اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کوغنائی آگے بڑھنے لگا۔ تب سیرم نے اسے مخاطب کیا۔

عظیم کوغنائی آپ مجھے دلائی لامہ کی بیٹی کہہ کر کیوں مخاطب کرتے ہیں۔ میں تو آپ کے ساتھ تبریز سے یہاں تک اچھا خاصا سفر طے کر چکی ہوں۔ آپ میرے نام سے واقف ہیں۔ میری عادات بھی جان چکے ہیں۔ پھر آپ مجھے کیوں میرے نام سے مخاطب نہیں کرتے۔

کوغنائی مسکرا دیا۔ منہ سے کچھ نہ بولا۔ اپنے گھوڑے کی باگ تھامے آگے بڑھنے لگا تھا۔ صدر الدین اور جلال الدین نے سیرم پر حملہ آور ہونے والوں کو بھی اپنے گھوڑوں پر بٹھا لیا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے سیرم کا گھوڑا جو بدک کر ایک طرف ہو گیا تھا وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

سیرم کے یورت کے پاس آ کر کوغنائی رک گیا۔ جس طرح دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر اس نے اسے گھوڑے پر بٹھایا تھا۔ اس طرح اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر گھوڑے سے نیچے اتارا کہنے لگا۔

اب تم اپنے یورت میں جاؤ۔ سیرم تقریباً بھاگتی ہوئی اپنی یورت میں چلی گئی تھی۔

اس کا گھوڑا یورت کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ کوغنائی آگے بڑھ گیا۔ راستے میں اس نے جلال الدین اور صدرالدین کو مخاطب کیا۔

تم ان دونوں کو قبلائی خان کے پاس لے جاؤ اور جو صورت حال پیش آئی ہے تفصیل کے ساتھ بتا دو۔ وہ جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کرے۔

کوغنائی اپنے یورت کی طرف بڑھ گیا تھا۔ جب کہ صدرالدین اور جلال الدین ان دونوں اوباشوں کو قبلائی خان کی طرف لے جا رہے تھے۔

تقریباً بھاگتی ہوئی سیرم جب اپنے یورت میں داخل ہوئی تو یورت میں اس وقت اکیلا اس کا بھائی توماس بیٹھا ہوا تھا۔ سیرم کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے توماس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ چہرے پر پریشانیاں اور فکر مندیاں برسنے لگی تھیں۔ سیرم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میری بہن کیا ہوا؟ یہ تمہارا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا ہے۔ اور تم نے یہ کسی کے عمامے سے اپنے آپ کو کیوں چھپا رکھا ہے۔ اس پر یورت کے اگلے حصے میں لگے پردے کی اوٹ کی طرف جاتے ہوئے سیرم کہنے لگی۔

میں لباس تبدیل کر لوں پھر بتاتی ہوں۔

تھوڑی دیر بعد لباس تبدیل کر کے سیرم نکلی تو ماس کی طرف آنے کی بجائے وہ یورت کے دروازے کی طرف بھاگی شاید وہ کوغنائی کو دیکھنا چاہتی تھی اسے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ کوغنائی تو جا چکا تھا۔ سیرم کے چہرے پر اداسیاں برس گئی تھیں۔ گردن جھکائے وہ مڑی توماس کے پاس آ کر وہ بیٹھ گئی۔ توماس نے پھر اسے مخاطب کیا۔

بتاؤ میری بہن کیا ہوا؟ لگتا ہے تیرے ساتھ کوئی بہت بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔

سیرم بے چارگی کی دکھ میں گردن جھک گئی تھی۔ جو کچھ اسے پیش آیا تھا۔ وہ تفصیل کے ساتھ اس نے اپنے بھائی توماس کو بتا دیا تھا۔ توماس بے چارا بھی فکر مند اور پریشان ہو گیا تھا۔

سارے حالات سنانے کے بعد سیرم کچھ دیر تک خاموش رہی پھر دروازے کی

طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

بھائی میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ لامہ آخر ہر وقت اس کوغنائی کے خلاف ہی کیوں بولتا رہتا ہے۔ طرح طرح کے عیب اس کی ذات سے نکالتا ہے۔ بے شمار الزام اس پر عائد کرتا رہتا ہے۔ اسے آبرو کا دشمن، اسے ناموس کا لٹیرا جوان لڑکیوں کا بدترین دشمن ہوس کا دیوتا تک پکارتا رہتا ہے۔ لیکن میرے بھائی آج میرا دل کہتا ہے کہ یہ سب کھوکھلے اور خود تراشیدہ الفاظ تھے کوغنائی ایسا نہیں ہے۔ جس طرح آج اس نے میری عزت کی حفاظت کی ہے۔ اور اس نے منہ دوسری طرف کر کے عمامہ مجھے تھمایا تھا کہ میں اپنے جسم کو ڈھانپوں۔ ایسا انتہا سے انتہا درجہ کا شریف انسان بھی نہیں کرتا۔ میرے بھائی میرا دل کہتا ہے کوغنائی کے متعلق جو کچھ لامہ نے کہا ہے وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ وہ بہادر ہے جرات مند ہے دلیر طاقتور اور پرقوت ہے۔ ایسے لوگ اوباش بدمعاش آبرو اور ناموس کے لٹیرے نہیں ہو سکتے۔

سیرم جب خاموش ہوئی تب اس کا بھائی توماس ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بول پڑا۔

سب سے پہلے تو کوغنائی کی مہربانی کہ اس نے میری بہن کی عزت اس کے ناموس کی حفاظت کی ہے۔ دیکھ سیرم میری بہن! اگر تو لامہ سے نہ کہے تو میں تجھ پر ایک انکشاف کرتا ہوں۔

چونکنے کے انداز میں سیرم نے توماس کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگی۔

تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو میں وعدہ کرتا ہوں جو کچھ بھی تم کہو گے لامہ سے نہ کہوں گی۔

توماس مسکرایا پھر کہنے لگا یہ کوغنائی کے متعلق جو کچھ بھی لامہ آج تک تمہیں کہتا رہا ہے یہ جھوٹ بے بنیاد اور ایک طرح کی الزام تراشی ہے۔ لامہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ دراصل وہ تمہاری شادی کسی بدھ مت کے پیروکار سے کرنا چاہتا ہے۔ اسے خدشہ تھا کہ کوغنائی کی جرات دلیری اس کی شجاعت اس کی طاقت اور اس کی قوت سے متاثر ہو کر تم ضرور اس کی طرف مائل ہو جاؤ گی اس سے محبت کرنے لگو گی۔ جس کے نتیجے میں تمہاری شادی کوغنائی سے کرنا پڑے گی۔ اور لامہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری شادی کسی مسلمان سے

ہو یہ فیصلہ لامہ نے تبریز ہی میں کرلیا تھا اور وہیں سے اس نے تمہارے سامنے کوغتائی کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا تھا۔ اس میں مجھے بھی ملوث کیا تھا اور کہا تھا کہ میں یہ سارا معاملہ تمہیں نہ بتاؤں آج جبکہ کوغتائی نے تمہاری عزت تمہارے ناموس کی حفاظت کی ہے تو میں نے اصلیت تمہارے آگے اگل دی ہے۔ اب لامہ سے اس کا ذکر نہ کرنا ورنہ وہ مجھے ٹھکانے لگا دے گا۔

سیرم کے چہرے پر بے پناہ غصے کے آثار بکھر گئے تھے۔ کہنے لگی۔

لامہ کی ایسی تیسی جو تمہیں ٹھکانے لگائے۔ میں اس سلسلے میں کوغتائی سے مدد حاصل کروں گی سن میرے بھائی اگر لامہ نے اس نیت سے کوغتائی پر الزام لگائے ہیں کہ میں اس کی طرف مائل نہ ہوں اسے پسند نہ کروں اس سے اپنی چاہت کا اظہار نہ کروں تو اب میں ایسا کر کے دکھاؤں گی۔ کوغتائی سے بڑھ کر کوئی زندگی کا ساتھی مجھے مل ہی نہیں سکتا۔ میں اس سے اپنی چاہت اور محبت کا اظہار کروں گی۔ اگر اس نے بھی مجھے چاہا تو میں اس کی بیوی بن کر اپنی ذات پر ہمیشہ فخر کرتی رہوں گی۔ کیا اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔

توماس مسکرادیا۔ منہ سے کچھ نہ بولا۔ نفی میں اس نے گردن ہلا دی تھی۔ وہ مطمئن ہوگئی تھی۔ اس کے بعد دونوں بہن بھائی روزمرہ کے کاموں میں لگ گئے تھے۔

صدرالدین اور جلال الدین دونوں نے ان دونوں جوانوں کو جو منگول تھے قبلائی خان کے سامنے پیش کیا۔ قبلائی خان کے پاس اس وقت اس کا بیٹا چنگ کم پوتا تیمور اور دفاع کا مشیر اودیانگ بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں مغلوں کو قبلائی کے سامنے پیش کرنے کے بعد صدرالدین نے وہ سارے حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے جو ان دونوں کے حوالے سے سیرم کو پیش آئے تھے۔

قبلائی خان تھوڑی دیر تک ان دونوں منگولوں کی طرف دیکھتا رہا اس کے بیٹے چنگ کم پوتے تیمور اور دفاع کے مشیر اودیانگ کے چہرے پر بھی غصے اور غضب ناکی کے آثار تھے۔ اودیانگ نے گرجتی ہوئی آواز میں ان دونوں کو مخاطب کیا۔

دلائی لامہ ماگس پا کی بھتیجی کے علاوہ تمہیں ان علاقوں میں کوئی اور لڑکی نہ ملی تھی جس سے تم دونوں منہ کالا کرتے۔

ان دونوں کی گردنیں جھکی رہیں کوئی جواب نہ دیا۔ قبلائی خان نے صدرالدین کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

جب کوغتائی نے ان دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا اور ان دونوں سے اس کا ٹکراؤ بھی ہوا تو اس نے ان دونوں کو کیوں سزا نہ دی۔ وہ ایسا کرنے کا مجاز ہے وہ جس قدر بھی سزا ان کے لیئے تجویز کرتا میرے لیے قابل قبول ہوتی۔

صدرالدین چند قدم آگے بڑھا اور دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

خاقان! امیر کوغتائی ان دونوں کو یقیناً سزا دیتا لیکن سزا نہ دینے کی ایک وجہ ہے انہوں نے ہمیں ان دونوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا حکم اس لیئے دیا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اگر ماگس پا کی بھتیجی سیرم کے ساتھ ایسا معاملہ کوئی کرائت کرغیز کا تھ یا ختن کرتا تو کوغتائی وہیں ان کی گردن کاٹ دیتا۔ لیکن یہ دونوں چونکہ منگول ہیں لہٰذا امیر نے ان دونوں کا فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا ہے۔

قبلائی خان مسکرایا پھر صدرالدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جلال الدین تم یہیں رہو۔ صدرالدین تم جاؤ کوغتائی کو بلا کر لاؤ۔

صدرالدین وہاں سے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ کوغتائی بھی تھا قبلائی خان نے اسے اپنے پہلو میں بیٹھنے کے لئے کہا جب بیٹھ گیا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان کہنے لگا۔

بیٹے جب تم نے ان دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا تو ان کی سزا کیوں نہ تجویز کی۔ دلائی لامہ ماگس پا ہمارے لئے بڑا محترم قابل عزت ہے۔ اس کی بھتیجی گو حسین ترین ہے لیکن وہ بھی ہمارے لیے محترم ہے مذہبی لوگوں کی اولاد تک کی ہم قدر اور ان کی عزت کرتے ہیں اسی بناء پر میں نے آج تک کسی مذہبی آدمی کی بیٹی کو اپنے حرم میں زبردستی داخل نہیں کیا۔ حالانکہ جس قدر لڑکیاں یہاں ہیں سیرم ان سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ ان دونوں کی سزا تجویز کرتے۔

قبلائی خان رکا پھر کہنے لگا۔

صدرالدین مجھے بتا چکا ہے کہ تم نے ان دونوں کی سزا اس لیے تجویز نہیں کی کہ یہ دونوں منگول ہیں۔ مجرم خواہ منگول ہو کر غیر۔ کرائت گاتھ یا سیتھین ہو تم سب کے امیر ہو سب کے فیصلے کرنے کے مجاز ہو ان دونوں کا فیصلہ بھی تم ہی کرو گے۔

کوغتائی نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھا پھر قبلائی خان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

خاقان میرا دل کہتا ہے کہ یہ معاملہ ان دونوں نے خود نہیں کیا۔ ان سے پوچھیں کہ ایسا کرنے کے لیے انہیں کس نے کہا۔ کون ان کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ یہ دونوں دلائی لامہ ماگس پا کی بیٹی پر دست درازی کرنے کی ہمت اور جرات نہیں کر سکتے۔ ضرور ان کی پشت پر کوئی قوت ہے پہلے ان سے پوچھا جائے۔

کوغتائی کے ان الفاظ پر قبلائی خان ہی نہیں۔ اس کے بیٹے اور پوتے کا رنگ بھی غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔ اس بار چنگ کم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ان دونوں کے منہ پر دو دو طمانچے پوری قوت سے مارے پھر کہنے لگا بتاؤ کس نے تمہیں ایسا کرنے کے لیے کہا۔ جھوٹ بولو گے تو کتے کی موت مارے جاؤ گے۔

منگول شش و پنج اور پشیمانی اور جستجو کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس بار بوڑھا قبلائی خان برس پڑا۔

میرا دل کہتا ہے کہ کوغتائی کا اندازہ درست ہے یہ جو تم ایک دوسرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھ رہے ہو تو ضرور تمہاری پشت پناہی کوئی کر رہا ہے یاد رکھنا اگر تم نے سچ نہ اگلا حقیقت نہ کہی تو بڑی بدترین اور کڑی سزا سے گزرو گے۔

ان دونوں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر ان دونوں میں سے ایک قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

خاقان ہمیں ایسا کرنے کے لیے بایان نے کہا تھا دراصل شیرامون سیرم کو پسند کرتا ہے اس سے شادی کرنے کا خواہاں ہے۔ اسے اندیشہ تھا کہ سیرم کبھی بھی اس سے شادی پر آمادہ نہیں ہوگی۔ اس لیے بایان نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم سیرم پر حملہ آور ہوں

اسے اغوا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ سارا جھوٹ موٹ کا ڈرامہ تھا اور جس وقت ہم سیرم کے ساتھ دست درازی کر رہے ہوں گے اوپر سے شیرامون آئے گا اور تھوڑی دیر تک ہم سے تیغ زنی کا مقابلہ کرے گا پھر ہم بھاگ جائیں گے۔ اس طرح سیرم یہ سمجھے گی کہ شیرامون نے اس کی عزت اور جان بچائی ہے اور اس کی مدد کی ہے۔ اس طرح شیرامون کی سیرم ممنون ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر شیرامون اس کو شادی کا پیغام دے گا تو وہ اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے گی۔ بس خاقان یہی اس سارے المیے کی حقیقت ہے۔

اس منگول کے اس انکشاف پر قبلائی خان کا چہرہ غصے میں تپ سا گیا تھا۔ چنگ کم۔ تیمور اور اویانگ کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ پھر دھیمے سے لہجے میں قبلائی خان نے کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی! میرے بیٹے ان سارے واقعات کی خبر کسی کو نہیں ہونی چاہیے یہ بھی بہت بہتر ہے کہ اس وقت یہاں میں۔ میرا بیٹا۔ میرا پوتا اویانگ اور تم ہو جلال الدین اور صدر الدین کو بھی بعد میں سختی سے سمجھا دینا کہ اس واقعہ کی خبر کسی کے کانوں میں نہ پڑے۔ مجھے امید نہ تھی کہ بایان اور شیرامون اس قدر ذلت پر اتر آئیں گے۔ بہرحال انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ان دونوں منگولوں نے اصل واقعات ہمارے سامنے اگل دیئے ہیں۔ اس طرح لشکر میں بغاوت کھڑی ہونے کا خطرہ ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد قبلائی خان رکا پھر صدرالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

ان دونوں منگولوں کو تھوڑا سا پیچھے لے کر ان کا کام تمام کر دو۔ اور پھر تم جاؤ جا کر آرام کرو۔ اس واقعے کو یوں سمجھو کہ یہ ہوا ہی نہیں۔ صدر الدین اور جلال الدین پیچھے ہٹے ان دونوں منگولوں کا خاتمہ کر دیا۔ پھر وہ اپنے یورت کی طرف چلے گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر قبلائی خان کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کوغتائی! تمہاری آمد سے پہلے میں نے یہ سوچ رکھا تھا کہ ہنولی چین سے ان

علاقوں پر یلغار کروں گا جو ابھی تک ہماری فتح سے بچ گئے ہیں۔ بیٹے جنوبی چین کے خاصے بڑے حصے پر ہم پہلے ہی قابض ہو چکے ہیں۔ شمالی چین سے نکل کر جنوبی چین کے ان علاقوں کی طرف آنے کے کچھ عرصہ بعد جنوبی چین کے کم سن حکمران نے ہماری فرماں برداری اختیاری کر لی تھی۔ میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جس وقت میں شمالی چین سے نکل کر جنوبی چین کی طرف بڑھا اس وقت جنوبی چین میں سنگ خاندان کا ایک نوعمر شہزادہ حکمران تھا اور اس کی راہ نمائی اُس کی ماں کر رہی تھی۔ جب میں جنوبی چین کے کچھ علاقوں پر حملہ آور ہوا تو دونوں ماں بیٹے نے ہماری فرمانبرداری اختیار کر لی اور اس وقت وہ میرے اپنے بسائے گئے شہر خان بالیغ میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جنوبی چین میں ان کا وزیر اپنی طاقت اور قوت کو مستحکم کر رہا ہے بہت سے شہروں پر اس نے اپنا تسلط جما رکھا ہے اور ہم سے لڑنے پر آمادہ ہے جب تک اس وزیر کو زیر نہیں کیا جاتا اور جو شہر بچ گئے ہیں ان پر قبضہ نہیں کیا جاتا اس وقت تک ان علاقوں میں ہمارے لئے خطرات ابھرتے رہیں گے۔

لیکن حالات اب ایک دم پلٹا کھا گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں لشکر کے اندر سرکشی اور بغاوت کی کھچڑی پک رہی ہے۔ فی الوقت میں جنوبی چین کی مہم کو التوا میں ڈالتا ہوں لشکر کل یہاں سے کوچ کرے گا اور ہم خان بالیغ کا رخ کریں گے میں اپنے لشکریوں کو چند ہفتے وہاں آرام کرنے کا موقع دوں گا۔ اس دوران بایان اور شیرامون کے دل سے بھی شاید یہ اندیشہ نکل جائے گا کہ جو منگول پکڑے گئے ہیں انہوں نے ان کے خلاف کوئی انکشاف کیا ہوگا جب خاموشی طاری رہے گی تو وہ یہ جانیں گے کہ ان دونوں منگولوں کو کچھ جانے بغیر انہیں قتل کر دیا گیا ہے لہٰذا وہ مطمئن رہیں گے۔ لیکن آئندہ میں ان دونوں پر کسی بھی صورت اعتبار نہیں کروں گا۔

قبلائی خان رکا کچھ سوچا اس کے بعد اس نے دوبارہ کوغتائی کی طرف دیکھا

کوغتائی میرے بیٹے اب تم جاؤ جا کر آرام کرو اس لیے کہ لشکر کل سے واپس خان بالیغ کی طرف جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی کوغتائی وہاں سے اٹھ کر اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا۔

اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا شیرامون بدھ مت کے پگوڈا کے پاس آیا۔ گھوڑے کو ایک طرف باندھ کر وہ اندر داخل ہوا اندر پہلے سے دلائی لامہ ماگس پا، بایان آچو کروک یی چنگ لی داگ چو خطائی قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

شیرامون جونہی اندر داخل ہوا بڑی بے چینی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بایان نے پوچھ لیا۔

کیا تمہارا کام اپنے انجام کو پہنچ گیا۔؟

شیرامون کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ بڑا پریشان اور فکرمند تھا۔ بایان ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ پھر جو کچھ پیش آیا تھا تفصیل کے ساتھ اس نے کہہ ڈالا تھا۔

سب لوگ پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔ بایان کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر شیرامون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ انتہا درجے کا برا ہوا۔ یہ کوغتائی بیچ میں کہاں سے آ گیا۔ اور تم نے اسے موقع ہی کیوں دیا کہ وہ میرے ساتھیوں پر حملہ آور ہو اس کی وہاں آمد سے پہلے ہی تمہیں ان پر حملہ آور ہو جانا چاہتے تھے تاکہ سیرم کو تمہاری طرف مائل کیا جا سکتا۔ اب تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا ہے۔ اب اس نے تو ہمارے لیے خطرات ہی خطرات پیدا کر دیئے ہیں۔ سیرم تو ہاتھ سے گئی اس لیے کہ بار بار تو یہ تدبیر نہیں دہرائی جا سکتی۔ میرا خیال ہے جیسا کہ ماگس پا پہلے بتا چکے ہیں۔ اس کا رجحان کوغتائی کی طرف

تھا۔ اب جو کوغتائی نے اس کی مدد کی تو سیرم تو مکمل طور پر کوغتائی کی گود میں جا بیٹھے گی۔

ہمارے لیے جو انتہا درجے کی بری بات ہوئی ہے وہ یہ کہ کوغتائی اپنے دونوں ساتھیوں صدرالدین اور جلال الدین کے ساتھ میرے دونوں آدمیوں کو پکڑ کر لے گیا ہے اب دیکھتے وہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے وہ ان سے پوچھ گچھ کرے ویسے میرے ساتھی راز اگلنے والے تو نہیں لیکن کوغتائی نے ان پر سختی کی تو ہمارے لیے دشواریاں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ کوغتائی کوئی ایسا حربہ بھی استعمال کر سکتا ہے جس سے وہ میرے دونوں ساتھیوں سے راز اگلوا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا۔ تو یاد رکھنا قبلائی خان ہمارے لیے مصیبتیں کھڑی کر دے گا۔

جب تک بایان بولتا رہا سارے لوگ غور سے اسے سنتے رہے جب وہ خاموش ہوا تب ماگس پا بول پڑا۔

میرے عزیزو! جن راستوں کی طرف جانے سے میں سیرم پر پابندی لگانا چاہتا تھا۔ جس منزل کی طرف میں اسے بڑھنے نہیں دینا چاہتا تھا حالات نے اسے اسی منزل کے سنگ میل پر لا بٹھایا ہے۔ جو تدبیر استعمال کر کے ہم سیرم کو شیرامون کے قریب کرنا چاہتے تھے اسی تدبیر نے سیرم کو شیرامون سے دور اور کوغتائی سے قریب تر کر دیا ہے۔ شیرامون جیسا کہ تم نے بتایا کوغتائی ان دونوں پر حملہ آور ہوا اور دونوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔ ان دونوں کے ساتھ کشمکش میں سیرم کا لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور کوغتائی نے اس کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے اپنا عمامہ اتار کر اسے پیش کیا تاکہ وہ اپنی عریانی کو ڈھانپے اس کی اس حرکت نے میرے بنائے گئے سارے کھیل کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

میں نے تو سیرم کے ذہن میں یہ بات ڈال رکھی تھی کہ کوغتائی لڑکیوں کے معاملے میں انتہا درجہ کا اوباش' بدمعاش' بداخلاق' بدکردار' لڑکیوں کی بے آبروئی پر قہقہے لگانے والا اور لڑکیوں کی عصمت سے کھیلنے والا یہاں تک کہ بھی بڑے بڑے الزامات خود گھڑ کے میں نے سیرم کے ذہن میں کوغتائی کے خلاف ڈالے تھے۔ اب جو رویہ کوغتائی نے اختیار کیا ہے تو سیرم کے ذہن میں آپ سے آپ یہ بات اٹھ کھڑی ہوگی کہ میں کوغتائی

سے متعلق غلط بیانی سے کام لیتا رہا ہوں اب تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں سیرم کا سامنا کیسے کروں گا اگر ایک بار اسے پتہ چل گیا کہ میں نے کوغتائی پر الزامات اس لیے لگائے تھے تاکہ سیرم کو اس سے دور رکھوں تو یاد رکھنا سیرم مجھ سے ایسی نفرت کرنے لگے گی کہ میری صورت دیکھنے کی روادار نہ رہے گی اور اگر ایک بار وہ مجھ سے نفرت کرنے لگی تو میرا بھتیجا تو ماس بھی مجھ سے متنفر ہو جائے گا اس لیے کہ وہ اپنی بہن کے نقش قدم پر چلنا فخر خیال کرتا ہے۔

ماگس پا جب خاموش ہوا تب بایان نے شیرامون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

شیرامون تم ایک غلطی تو کر چکے تھے کہ تم نے سیرم کی مدد کرنے میں تاخیر سے کام لیا اور اس تاخیر کا یہ نتیجہ نکلا کہ کوغتائی وہاں پہنچ گیا چلو اسے تو حالات کی ستم ظریفی جانو لیکن جب کوغتائی میرے دونوں آدمیوں کو گرفتار کر کے لے جا رہا تھا تو کم از کم تمہیں اپنے کسی آدمی کو ان کے پیچھے روانہ کرنا چاہتے تھا اور یہ جاننے کی کوشش کرنا چاہتے تھی کہ کوغتائی انہیں لے کر کہاں گیا۔ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اگر دونوں کو قتل بھی کر دیتا ہے تو یاد رکھنا ہم کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم زبان بھی کھولتے ہیں تو دھر لیے جائیں گے اس لیے کہ یہ سمجھا جائے گا کہ یہ کھیل ہم نے کھیلا تھا اور وہ آدمی ہم نے ہی بھیجے تھے۔ اسی لیے کوغتائی اگر ان کی گردنیں کاٹتا ہے تو ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اپنی زبانیں بند رکھیں اور خاموش رہیں۔

بایان کو یہاں تک کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی دوران ان کا ایک آدمی اندر آیا اور بایان کی طرف دیکھا۔ مخصوص اشارہ کیا جسے دیکھ کر بایان اس کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر تک آنے والا بایان کے کان میں کھسر پھسر کرتا رہا پھر وہ چلا گیا۔

بایان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا چہرے پر پہلے کی نسبت زیادہ پریشانیاں اور ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

لو ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ کوغتائی نے میرے دونوں آدمیوں کو صدرالدین اور جلال الدین کے حوالے کیا اور انہیں حکم دیا کہ انہیں قبلائی خان کے پاس لے

جائے ابھی ابھی میرا جو آدمی آیا ہے وہ وہی تفصیل بتا کے گیا ہے کہ میرے دونوں آدمیوں کو قبلائی کے سامنے پیش کیا اور سارا معاملہ بھی جلال الدین اور صدر الدین نے اس سے کہہ دیا۔

اس پر قبلائی خان نے پھر کوغتائی کو بلایا تا کہ وہ اس کی سزا تجویز کرے وہاں قبلائی خان اور کوغتائی کے ساتھ گفتگو ہوئی جسے کوئی سن نہیں سکا بہرحال اب جو میرا آدمی آخری صورت حال بتا کر گیا ہے وہ یہ ہے کہ میرے دونوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اب یہ خبر نہیں کہ میرے دونوں آدمیوں نے یہ جو ہم نے تدبیر بنائی تھی اس کی تفصیل قبلائی خان اور کوغتائی سے کہی ہے یا نہیں۔

بایان جب خاموش ہوا تو شیرامون کسی قدر مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

بایان! میرے محترم ان دونوں کو قتل کر دیا گیا یہ ہمارے لیے اچھا ہوا اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی وقت بھی ہمارے لیے خطرات اٹھ کھڑے ہو سکتے تھے اب ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کوغتائی اور قبلائی خان کے سامنے کوئی راز نہیں اگلا' اگر انہوں نے کوئی راز اگلا ہوتا تو اب تک ہمارے خلاف طوفان اٹھ کھڑا ہوتا۔ قبلائی خان ہمیں طلب کر چکا ہوتا۔ اور ہمارے خلاف کسی تادیبی کارروائی کی ابتدا بھی ہو چکی ہوتی۔ ان دونوں کا قتل ہو جانا ہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔ اگر کوئی راز انہوں نے اگلا ہوتا تو بایان کیا آپ سمجھتے ہیں قبلائی خان اب تک یوں خاموش بیٹھا رہتا۔ میں سمجھتا ہوں ہمارے لیے یہ ایک خوشخبری ہے کہ ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔

شیرامون کچھ دیر خاموش رہا اس کے بعد دوبارہ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اب میں محترم ماگس پا سے گزارش کروں گا کہ جس ترکیب کو استعمال کرتے ہوئے ہم نے سیرم کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی اس میں تو ہم ناکام ہو چکے ہیں۔ اب ماگس پا چونکہ سیرم کے چچا ہیں۔ سیرم انہیں چاہتی بھی ہے لہٰذا ماگس پا اگر چاہیں تو براہ راست سیرم سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجھ سے شادی کرے ماگس پا سیرم کو یہ

بھی بتا سکتے ہیں کہ بایان نے شیرامون کے لیے سیرم کا ہاتھ مانگا ہے۔ ہو سکتا ہے سیرم میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر وہ تیار نہ ہوئی تو پھر کوئی اور طریقہ کار استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال میں نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ سیرم کو ہر صورت میں اپنی بیوی اور اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کی کوشش کروں گا۔

شیرامون خاموش ہو گیا۔ ہر کوئی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ شیرامون ماگس پا کی طرف دیکھ رہا تھا شاید وہ ماگس پا سے کسی مناسب جواب کا منتظر تھا۔ مگر ماگس پا کی بجائے بایان بول پڑا۔

شیرامون! سیرم سے تمہاری شادی اور میرے دونوں آدمیوں کا مارا جانا ایک موضوع ہے اس کے علاوہ میرا جو آدمی آیا ہے وہ دو اور موضوع پر بھی حیرت انگیز انکشافات کر کے گیا ہے۔

شیرامون پریشانی میں بایان کی طرف دیکھنے لگا تھا باقی لوگوں کی نگاہیں بھی بایان پر جم چکی تھیں۔ یہاں تک کہ چنگ لی بول پڑا کہنے لگا۔

محترم بایان! دوسری دو خبریں کون سی ہیں جن کی اطلاع آپ کا آدمی آپ کو دے گیا ہے۔

بایان نے کچھ سوچا پھر بڑی سنجیدگی میں وہ کہہ رہا تھا۔

ان دو میں سے پہلی حیرت انگیز خبر یہ ہے کہ ماروئی نام کی وہ لڑکی جس کو چنگ لی اور وانگ چوتم دونوں بھائیوں نے بے آبرو کیا تھا۔ آج شام کوغتائی کے یورت کے پاس اس کی شادی سیف الدین سے کرائی جا رہی ہے اور یہ سارا اہتمام سیف الدین اور احمد کر رہے ہیں۔

اور دوسری تعجب میں ڈالنے والی خبر یہ ہے کہ دو دن بعد قبلائی خان نے اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لشکر واپس خان بالیغ کی طرف جائے گا۔ یہ فیصلہ کیسے کس طرح اور کن حالات میں کیا ہے اس کی سمجھ کچھ نہیں آ رہی۔ بہرحال لشکر واپس خان بالیغ کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس کی وجہ ضرور ہے قبلائی خان جنوبی چین پر اپنے قبضے کو مکمل کرنے کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا ابھی تک ہم نے جنوبی

چین کے تھوڑے سے حصے پر قبضہ کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جنوبی چین کے کم سن شہزادے اور اس کی ماں کو ہم گرفتار کر چکے ہیں اور وہ دونوں اس وقت خان بالیغ میں محصورین کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن کم سن بادشاہ کا وزیر بان شی ابھی اپنے ساتھ ایک بہت بڑی طاقت اور قوت رکھتا ہے اور جب سے ہم نے جنوبی چین کے اندر اپنی یورش اپنے حملوں کو روکا ہوا ہے اس دوران اس نے مزید طاقت پکڑی ہے۔ اور ان شہروں کو بھی اس نے اپنی گرفت میں لے لیا ہے جن میں سے چند ہم پہلے ہی فتح کر چکے تھے۔ اس موقع پر قبلائی خان کا یہاں سے واپس خان بالیغ کی طرف جانا کسی علت کی وجہ کے بغیر نہیں ہے۔ میرے ذہن میں یہ وہم بھی چکر لگا رہے ہیں کہ کہیں میرے آدمیوں نے اس پر یہ انکشاف نہ کر دیا ہو کہ مارکس پا کی بھتیجی سیرم کے ساتھ یہ سارا کھیل ہم نے کھیلنے کی کوشش کی اگر ایسا ہو چکا ہے تو یاد رکھنا یہ ہم سب کے لیے انتہا درجہ کی بدقسمتی ہے۔ قبلائی خان اگر خاموش رہا تو زندگی بھر ہم پر اعتماد نہیں کرے گا۔ اور اگر کھل گیا تو ہم میں سے کسی کی گردن محفوظ نہیں رہے گی۔ بہرحال فی الحال ہمارے لیے خاموشی اور چپ ہی بہتر ہے۔

بایان جب خاموش ہوا تب چنگ لی سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو! ابھی تک ہمیں پکا علم نہیں ہے کہ قبلائی خان کیوں واپس جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے بایان آپ کے آدمیوں نے منہ نہ کھولا ہو۔ خان بالیغ کی طرف جانے کی کوئی اور ہی وجہ ہو۔ بہرحال خان بالیغ واپس جا کر ہم ایک انتہائی کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

بایان وقت پر پوچھتے ہوئے سب نے چنگ لی کی طرف دیکھا پھر شیر امون بولا۔

چنگ لی کھل کے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ تمہارا اشارہ کس سمت ہے

چنگ لی نے تھوڑی دیر کے لیے وانگ پو سے مشورہ کیا پھر کہنے لگا۔

میرے عزیزو! تم جانتے ہو قبلائی خان اپنے شہر خان بالیغ میں ہو اور وہ شکار سے نہ نکلے یہ ناممکن ہے۔ اس لیے کہ وہاں اس نے عمدہ اور بہترین قسم کی شکارگاہیں ترتیب دے رکھی ہیں۔

چنگ لی لمحہ بھر کے لیے خاموش رہا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام آگے بڑھا رہا تھا۔

ہر بات بھی ہم سب پر عیاں ہے کہ اب قبلائی خان اپنے سارے سالاروں میں سے کوغتائی کو زیادہ اہمیت دینے لگا ہے۔ میرے خیال میں ہم سب کی نسبت وہ زیادہ اعتماد اور اعتبار بھی اس پر کر رہا ہے۔ ظاہر ہے جب قبلائی خان واپس جا کر شکار کے لیے نکلے گا تو حسب سابق وہ اپنے بیٹے اور پوتے کو تو اپنے ساتھ لے جاتا ہی ہے۔ میرا دل کہتا ہے اس بار وہ کوغتائی کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گا اور خان بالیغ کا نظم و نسق بایان کے حوالے کر جائے گا۔

اس طرح شہر مکمل طور پر ہماری گرفت میں ہوگا اور ہم اپنا کام احسن طریقے سے انجام دے سکیں گے جو کام میں سرانجام دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قبلائی خان چنگ کم۔ تیمور اور کوغتائی کی غیر موجودگی میں احمد کا خاتمہ کر دیا جائے اس لیے کہ مسلمانوں کو آگے لانے والا اور بدھ مت کے تمام اثرات کو پیچھے دھکیلنے والا یہ شخص ہے اگر یہ زیادہ عرصہ زندہ رہا تو یاد رکھنا قبلائی خان کی نظروں میں ہم سب کی اہمیت مٹی کے برابر کر کے رکھ دے گا اس کے قتل ہونے کے بعد مسلمان سنبھل جائیں گے ہر کوئی اپنے آپ کو خطرات میں گھرا ہوا پائے گا اور کوئی بھی بدھ مت کے پیروکاروں کے خلاف غلط قدم اٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

چنگ لی جب خاموش ہوا تو بایان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

لیکن احمد کو تم قتل کیسے کرو گے اس کو قتل کرنا کوئی آسان نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ قبلائی خان کا منظور نظر ہے۔ لوگوں میں مقبول بھی ہے۔

چنگ لی نے قہقہہ لگایا کہنے لگا۔

مقبول ہوا تو کیا آپ سب لوگ جانتے ہیں خان بالیغ شہر میں بے شمار ختائی بستے ہیں اور وہ سب ہماری گرفت میں ہیں۔ جس وقت قبلائی خان۔ اس کا بیٹا پوتا اور کوغتائی شکار کے لیے چلے جائیں گے۔ میں اس شہر کے اندر آباد ختائیوں کو ملوں گا ایک رات وہ ہنگامہ کھڑا کر دیں گے اسی ہنگامے کے دوران میں بہترین منصوبہ بندی ترتیب دوں گا

میں اور وانگ چو دونوں مل کر احمد کا خاتمہ کر دیں گے۔ اور شہر کے اندر مشہور یہ کیا جائے گا کہ احمد نے ختائی قبیلے کے کسی فرد کی دل شکنی کی تھی۔ رات کے وقت انہوں نے احمد کے خلاف ہنگامہ برپا کیا۔ احمد نے جب اس ہنگامے کو فرو کرنے کی کوشش کی تو بلوائیوں نے احمد کا خاتمہ کر دیا۔ میرے خیال میں جب ایسا ہو جائے گا تو احمد کے مرنے کے بعد قبلائی خان کسی قسم کی جواب طلبی نہیں کرے گا۔ اگر اس نے ختائیوں کے خلاف قدم اٹھانے کی کوشش کی تو سوچ سمجھ کر اٹھائے گا اس لیے کہ شہر کے علاوہ اس کے لشکر میں منگولوں کے پہلو بہ پہلو ختائی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ احمد کے قتل کو وہ اتنی اہمیت نہیں دے گا کہ وہ ختائیوں کو اپنے خلاف کرنا پسند کرے۔

چنگ لی جب خاموش ہوا تو سب اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے پھر بایان نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئی کہنا شروع کیا۔

چنگ لی تمہاری ترکیب بے حد عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ خان بالیغ شہر جا کر قبلائی خان شکار کے لیے ضرور نکلے گا اس کے بیٹے اس کے پوتے اور خود اس کی موجودگی کے علاوہ کوغائی کے جانے کے بعد اگر تم اور وانگ چو دونوں مل کر کسی طریقے سے اس احمد کا خاتمہ کر دو تو یاد رکھنا یہ ایک بہت بڑا معرکہ ہوگا۔

بایان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے شیرامون بول پڑا تھا۔

میرے خیال میں احمد کے بعد کوغائی کا بھی نمبر آنا چاہئے اس کا قتل کیا جانا احمد سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

بایان نے گھورنے کے انداز میں دیکھا اور شیرامون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

شیرامون! احمد کی بات اور ہے وہ مالیات کا ماہر ہے مالیات کا کام چلانے کے لئے احمد کے بعد سانگا ہے گو وہ بھی مسلمان ہے لیکن قبلائی خان کا کام چلاتا رہے گا۔ لیکن جہاں تک قبلائی خان کے خیالات اور جذبات کوغائی سے متعلق ہیں ان سے میں یہ اندازہ لگا چکا ہوں کہ اگر کوغائی پر ہاتھ ڈالا گیا تو قبلائی خان کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ اگر اس کا خاتمہ کیا جاتا ہے تو اس کے ذاتی جاسوس شکاری کتوں کی طرح ادھر ادھر

سونگھتے ہوئے خبریں لینے کی کوشش کریں گے اور قاتلوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اگر یہ پتہ چل گیا کہ کوغائی کو کس نے قتل کیا ہے تو پھر قاتلوں کا انجام کیا ہوگا۔ اس کا اندازہ تم خود بھی کر سکتے ہو۔ بہر حال فی الحال کوغائی کو اپنے ذہن سے نکال دو اس کی اہمیت قبلائی کی نگاہوں میں بہت بڑھ چکی ہے اور مزید یہ کہ اگر کوغائی پر ہاتھ ڈالا جاتا ہی تو یاد رکھنا لشکر میں ایک بغاوت اٹھ کھڑی ہوگی۔ کرات' کرغیز' گاتھ' سیتھین اور مانچو کے علاوہ جو لشکر میں دیگر ترک قبائل ہیں وہ ایسی بغاوت اور سرکشی اختیار کریں گے کہ قبلائی خان کو ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے۔ اور یہ ترک قبائل قبلائی خان کے ذہن میں ضرور یہ بات ڈالیں گے کہ منگولوں میں سے کسی نے کوغائی کا خاتمہ کیا ہے پھر جو بدبختی منگول سرداروں اور سپہ سالاروں کی آئے گی اس وقت تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے لہٰذا کوغائی کے خاتمے کو نظر انداز کر دو اور اسے فراموش کر دو فی الحال احمد کو ہی اپنا ہدف بنا کر رکھو۔

بایان کی اس گفتگو سے سب نے اتفاق کیا پھر یہ معاملہ طے کرنے کے بعد وہ سب اس پگوڈا سے اٹھ کر اپنی لشکر گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

کوغائی جب تبلائی خان سے اٹھ کر اپنے یورت میں داخل ہوا تو دنگ رہ گیا اس لیے کہ وہاں حسین اور خوبصورت سیرم اس کے یورت کی بہترین صفائی ستھرائی کرنے کے بعد یورت کے اندر جو مختصر سامان تھا اس کی ترتیب درست کر رہی تھی۔

کوغائی جب اپنے یورت میں داخل ہوا تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیزیں سیرم نے ایک طرف رکھ دیں۔ کوغائی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ کوغائی اس سے پہلے ہی بول پڑا۔

تم میرے یورت میں کیوں آئی ہو؟

حیرت زدہ اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے سیرم نے کوغائی کی طرف دیکھا پھر بھولے پن سے کہنے لگی۔

کیا آپ کے یورت میں آنے کے لیے کسی سے اجازت نامہ لینے کی ضرورت ہے۔

کوغائی نے کسی قدر سنجیدگی میں جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اجازت نامہ لینے کی تو ضرورت نہیں ہے لیکن وہی سیرم ہو جو اس سے پہلے مجھے دیکھتے ہی بدک جاتی تھی۔ میرا چہرہ میرا حلیہ اور میرا سایہ تک دیکھنے کے بعد بدک کر بھاگ اٹھتی تھی۔ اب تم کیوں اور کس بناء پر آپ سے آپ میرے یورت میں آئی اور میرے یورت کی صفائی ستھرائی کا کام سرانجام دے رہی ہو۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس

سے پہلے تم مجھے دیکھتے ہی کیوں بھاگ جایا کرتی تھی۔

کوغائی کے اس سوال پر سیرم بے چاری کی گردن جھک گئی تھی۔ اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ پھر اس نے تبریز اور اس کے بعد کوغائی سے متعلق ماگس پا نے جو باتیں کہی تھیں تفصیل کے ساتھ کوغائی سے کہہ دی تھیں۔

ماگس پا کے سارے جھوٹے الزامات اور الزام تراشیاں سن کر کوغائی کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں آگ برسانے لگی تھیں۔ پھر بھپرتی ہوئی آواز میں اس نے سیرم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تمہارا چچا ماگس پا خود بہت بڑا بدمعاش' بدچلن' بدکار بدفعال۔ لپا لفنگا' شہدا اچکا بے غیرت اور بے حمیت انسان ہے۔ اس نے کیا سمجھ کر تمہارے سامنے میری ذات پر الزام تراشی کی ہے۔ میں اس لفنگے سے اپنی کردار کشی کرنے پر بات ضرور کروں گا اب تم جاؤ اور آئندہ کبھی میرے یورت میں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ تم جیسے لوگ جو اوروں پر بے بنیاد الزام دھرتے ہیں ایسے لوگوں سے میں نفرت کرتا ہوں۔ آئندہ میں تمہیں اپنے یورت کے اندر تو بہت دور کی بات آس پاس بھی نہ دیکھوں۔

کوغائی کے ان الفاظ سے سیرم بے حس و حرکت اپنی جگہ پر کھڑی رہی تاہم وہ بے چاری خوف دہشت کے مارے کپکپا رہی تھی۔ شاید اس سے پہلے اس نے کوغائی کا یہ روپ نہیں دیکھا تھا۔ کوغائی نے پھر اسے مخاطب کیا۔

تم اپنی جگہ لرز کانپ کیوں رہی ہو جو کچھ میں نے کہا تم نے سنا نہیں ہے۔

سیرم نے بڑی عاجزی سے کوغائی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

جو کچھ آپ نے کہا میں نے سنا پر میں جاؤں گی نہیں۔ اس لیے کہ میں نے کبھی بھی آپ کی ذات پر الزام تراشی نہیں کی۔ نہ میں نے آپ کے کردار اور اخلاق کو شبہے کی نگاہ سے دیکھا۔ اس میں شک نہیں کہ لامہ نے مجھے آپ کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی۔ ایک انسان کی حیثیت سے بشری تقاضوں کے تحت میں اس کی باتوں میں آ گئی۔ لیکن گمراہی کی جو پٹی ماگس پا نے میرے چہرے پر باندھی تھی وہ میں نے کھول دی ہے۔ اب آپ کی اصلیت اور ماگس پا کا حقیقی چہرہ میرے سامنے عیاں ہو گیا

ہے۔

کوغتائی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پھر کہا۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

فرق پڑتا ہے اور بہت بڑا فرق پڑتا ہے۔ آپ کی سیرت کا جو نقشہ لامہ نے میرے سامنے پیش کیا تھا۔ حقیقی معنوں میں آپ اس کا بالکل الٹ ہیں۔ لامہ سے تو میں واپس جا کر بات کروں گی۔ لیکن میں آپ سے کہوں یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ میں آئندہ کبھی آپ کے یورت کے اندر تو دور کی بات اردگرد بھی نظر نہ آؤں تو میں آپ کی یہ بات نہیں مانوں گی۔

کوغتائی نے گھورنے کے انداز میں سیرم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

نہیں مانوں گی تو نقصان اٹھاؤ گی۔

سیرم نے نہ جانے اتنی جرأتمندی اور اتنی جسارت کہاں سے جمع کر لی۔ آگے بڑھی بڑی بے باکی اور بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اس نے کوغتائی کے شانے پر رکھا۔ پھر پیار بھری آواز میں کہنے لگی۔

کیا نقصان پہنچائیں گے آپ مجھے میں اب بھی آپ سے کہتی ہوں کہ میں آپ کے یورت میں آؤں گی آپ کے یورت کی صفائی کروں گی سارے سامان کی ترتیب بھی میں خود ہی درست کیا کروں گی۔ آپ زیادہ سے زیادہ مجھے کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ مجھے مار دیں گے قتل کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی سیرم نے کوغتائی کے شانے پر رکھا اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ اپنی گردن کوغتائی کے سامنے خم کر دی پھر لڑکھڑاتی ہوئی سی آواز میں کہنے لگی۔

اگر آپ واقعی یہ خیال کرتے ہیں کہ میں آپ کی مجرم ہوں یا میں نے آپ کے کردار پر کوئی دھبہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ یا میں نے آپ کے کردار کی کوئی خامی کسی کے سامنے بیان کی ہے تو اپنی تلوار بے نیام کریں اور میری گردن کاٹ دیں۔ آپ کے ہاتھوں مرنا میں اپنے لیے فخر اور سعادت جانوں گی۔

سیرم کے سامنے کوغتائی عجیب طرح کا بے بس دکھائی دے رہا تھا۔ کہنے لگا۔

یہ میرے سامنے سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور عمدہ الفاظ کا سہارا لے

کر مجھے متاثر کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اب تم جاؤ۔ دیکھو۔۔۔۔

کوغتائی کو رک جانا پڑا اس لیے کہ سیرم سیدھی کھڑی ہو کر کہنے لگی۔

اس وقت تو میں جا رہی ہوں اس لیے کہ میں نے لامہ سے بات کرنی ہے لیکن شام کو میں پھر آؤں گی۔ اس لیے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ یہاں شام کو ماروئی کی شادی ہے۔ اس کا نکاح سیف الدین سے ہو رہا ہے۔ نکاح کی اس تقریب میں میں ضرور شرکت کروں گی۔ سب کام میں خود انجام دوں گی اگر آپ نے مجھے منع کرنے کی کوشش کی تب بھی میں باز نہیں آؤں گی۔ میں آپ سے کہہ چکی ہوں اگر آپ مجھ سے زیادہ بے زاری کا اظہار کریں گے بہت زیادہ ناراض ہوں گے تو زیادہ سے زیادہ آپ میری گردن کاٹ سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپ مجھے کیا سزا دیں گے۔ اور میں تو آپ کے ہاتھوں اپنی گردن کٹوانے کے لیے بھی تیار ہوں۔

پھر سیرم یورت سے نیچے اتری ایک بار پھر مڑی اور کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں میں کسی لالچ کی بناء پر آپ کے پاس نہیں آئی۔ آپ نے جوان اوباشوں کے ہاتھوں میری جان میری عزت کی حفاظت کی تو کیا یہ آپ کا مجھ پر کم احسان ہے کہ میں آپ کی خدمت نہ کروں میں ایسا کروں اس لیے کہ آج سے آپ میرے محسن اور مربی ہیں اور اپنے محسن کی خدمت کرنا میں اپنی ذات کے لیے فرض عین خیال کرتی ہوں۔ شام کو میں پھر آؤں گی اور اگر آپ نے مجھے منع کرنے کی کوشش کی تو میں لشکر میں شور شرابہ واویلا کھڑا کر دوں گی اس کے ساتھ ہی کوغتائی کے جواب کا انتظار کیے بغیر سیرم وہاں سے چلی گئی تھی۔

سیرم جب اپنے یورت میں داخل ہوئی تو یورت میں اس وقت ماگس پا کے علاوہ اس کا بھائی تو ماس دونوں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ جونہی سیرم یورت میں داخل ہوئی اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے لامہ نے اسے مخاطب کیا۔

بیٹی! تم کہاں چلی گئی تھی۔ میں بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

اس پر سیرم لامہ کے سامنے بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔

میں بھی ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔

پہلے آپ کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں اس کے بعد میں اپنی داستان کی ابتدا کروں گی۔

لامہ نے گھورنے کے انداز میں سیرم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

بہتر ہے پہلے تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

سیرم نے نفی میں گردن ہلائی۔

نہیں پہلے آپ کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اس پر ماگس پا کھنکھارا پھر میٹھی آواز میں وہ سیرم کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سیرم میری پیاری بیٹی میں تمہارا چچا ہوں۔ تمہارے ماں باپ کے مرنے کے بعد اب میں ہی تم دونوں کا باپ ہوں۔ میں پچھلے کئی ماہ سے تمہاری شادی کے متعلق فکرمند تھا۔ اب میں نے تمہارے لیے ایک رشتہ تلاش کیا ہے۔ بیٹی مجھے امید ہے کہ تم انکار نہیں کرو گی۔

میں ابھی وہیں سے اٹھ کے آ رہا ہوں۔ وہاں بایان کے علاوہ اور بہت سے سردار بھی جمع تھے۔ بایان نے شیرامون کے لیے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔ میری بیٹی۔ شیرامون منگول ہے۔ سب سے بڑھ کر بدھ مت کا پیروکار ہے قبلائی خان کا قریب ترین عزیز ہے میرے خیال میں شیرامون سے بڑھ کر اچھا اور بہتر زندگی کا ساتھی تمہیں نہیں مل سکتا۔ بتا میری بیٹی اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے۔

سیرم مسکرائی۔ گھورنے کے انداز میں اس نے ولائی لامہ ماگس پا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

لامہ اگر میرا خیال آپ پوچھتے ہیں تو میں سچی بات کہوں گی اگر میری دلی کیفیت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو پھر میں یہ کہوں گی کہ میں شیرامون کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی ہوں اس کی زندگی کا ساتھی اس کی بیوی بننے کی بات تو بہت دور رہی میں تو اس کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ آئندہ آپ کسی بھی سمت سے میرے لیے کوئی رشتہ نہ

لے کر آئیں اگر وہ منگول ہے تو کیا ہوا۔ منگول کیا آسمان سے گرتے ہیں اور دوسرے لوگ زمین سے پھوٹتے ہیں۔ میں ایسے کسی شخص سے شادی کرنا پسند نہیں کروں گی اپنی شادی کا انتخاب میں خود کروں گی یا آپ یہ سمجھیں کہ میں یہ انتخاب کر چکی ہوں۔

سیرم کے ان الفاظ سے ولائی لامہ ماگس پا پریشان اور فکرمند ہو گیا تھا۔ اس کی حالت سے ایسے لگتا تھا جیسے سیرم نے وہ الفاظ ادا کر کے ولائی لامہ کے پاؤں تلے سے زمین کھینچ لی ہو۔ دوسری جانب توماس شاید کچھ سمجھ رہا تھا۔ ہلکے ہلکے مسکرایا تھا اور آنکھیں جھپکاتے ہوئے اپنی بہن کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔ سیرم پھر بول پڑی۔

لامہ میں کیا آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ آپ نے تبریز سے لے کر یہاں تک کوغنائی پر الزام تراشی کرتے ہوئے اس کے اخلاق پر جعلی داغ لگاتے ہوئے اسے عصمتوں کا دشمن لڑکیوں کی آبرو کا بیری کہتے ہوئے کیوں آپ نے مجھے اس سے متنفر کرنے کی کوشش کی۔ آپ جانتے ہیں کہ آج اس نے اپنی جان پر کھیل کر میری جان کی میری عزت کی حفاظت کی کیا ایسا شخص جو لڑکیوں کی عصمت کا دشمن ہو انہیں بے آبرو کرنے کا شوقین ہو وہ مجھ جیسی خوبصورت لڑکی کی عزت بچانا پسند کرے گا ایسے لوگ تو عزتوں سے کھیلنے والے ہوتے ہیں آپ نے کیوں کوغنائی کی اصلیت مجھ سے چھپائی اور اس کے کردار کو میرے سامنے داغدار کرنے کی کوشش کی۔ لامہ آپ ایک مذہبی آدمی ہیں جھوٹ مت کہیے گا۔ جھوٹ سے مجھے سخت نفرت اور بےزاری ہے اور آپ میری اس عادت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

سیرم کی اس گفتگو سے ولائی لامہ انتہا درجہ کا پریشان اور فکرمند ہو گیا تھا۔ وہ سیرم سے ایسی گفتگو کی توقع تک نہیں کر رہا تھا۔ گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہا کچھ نہ بولا تب سیرم پھر بول پڑی۔

کیا آپ نے مجھے کوغنائی سے بدظن کرنے کی کوشش اس لیے کہ میں اس کی طاقت، قوت، اس کی دلیری اس کی جرات مندی اس کی شرافت اس کے عمدہ کردار کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف مائل نہ ہو جاؤں اس سے محبت نہ کرنے لگوں۔ اس کو اپنی زندگی کا ساتھی اپنے مستقبل کا ہونے والا شوہر نہ چن لوں۔ اگر آپ نے ایسا کیا ہے تو

لامہ آپ نے ایک بدترین اور ناقابل معافی حرکت کی ہے۔ اور یہ ایک ایسا جرم ہے جسے سن کر ہر کوئی آپ کو لعنت ملامت کرنا پسند کرے گا۔

سیرم نے اس سے پہلے کبھی ایسے الفاظ دلائی لامہ کے لیے استعمال نہ کئے تھے۔ لہٰذا دلائی لامہ کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ اس کی پریشانی کی وجہ یہ بھی تھی کہ سیرم حقیقت پسندی سے کام لے رہی تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جس منصوبے کو وہ مخفی رکھنا چاہتا تھا وہ اس قدر جلد عیاں ہو گا۔ ایک گہری نگاہ اس نے تو ماس پر ڈالی۔ اس نگاہ میں شک اور شبہات بھرے ہوئے تھے۔ جواب میں تو ماس نے بھی اپنی نگاہیں جھکائی نہیں بلکہ لامہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ مجرم نہیں ہے۔ لامہ نے نگاہیں پھیرلیں پھر سیرم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بیٹی تیرا کہنا درست ہے دراصل مجھے تبریز ہی میں شک ہو گیا تھا کہ تم کوغتائی کی طاقت قوت جرات مندی اس کی تیغ زنی سے متاثر ہو کر ضرور اس کی طرف مائل ہو جاؤ گی۔ میں ایسا نہیں چاہتا تھا اس لئے کہ کوغتائی مسلمان ہے اور تم بدھ مت کی پیروکار میں تمہاری شادی بدھ مت کے ہی کسی پیروکار سے کرنا چاہتا تھا۔ بس کوغتائی سے تمہیں متنفر کرنے کی یہی وجہ تھی۔

میری بیٹی تھوڑی دیر پہلے تم مجھے بتا چکی ہو کہ تم نے اپنے لیے اپنی زندگی کا ساتھی چن لیا ہے یا میں یوں بھی کہہ سکتا ہوں کہ تم نے اس شخص کا انتخاب کر لیا ہے جس سے تم شادی کرنا پسند کرو گی۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ وہ خوش قسمت کون ہے۔

سیرم نے تیز نگاہوں سے دلائی لامہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی

لامہ! کوغتائی کے علاوہ ایسا کون شخص ہو سکتا ہے جسے میں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کروں گی۔ سیرم کی شادی اب صرف کوغتائی سے ہو گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر سیرم شادی نہ کرنے کی تو۔ بہت دور کی بات زندہ رہنا بھی پسند نہیں کرے گی۔

ماگس پا کی گردن تھوڑی دیر کے لیے جھکی رہی پھر سیرم کو اس نے مخاطب کیا۔

کیا اس سلسلے میں تم نے کوغتائی سے بات کی ہے۔ اگر اس نے تم سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تب۔

میں نے اسی سلسلے میں کوغتائی سے بات نہیں کی۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا جب چوٹ پتھر پر پڑے تو وہ بھی صدا دیتا ہے۔ کوغتائی تو ایک انتہائی نیک دل ہمدرد رحم آشنا شخص ہے۔ جب میں اس پر اظہار کروں گی کہ میں اس کو چاہتی ہوں اس سے بے لوث محبت کرتی ہوں اور یہ کہ لامہ نے مجھے اس سے متنفر کرنے کی کوشش کی اور خوامخواہ کے الزامات اس کی سیرت پر لگائے تب مجھے یقین ہے کہ وہ بھی مجھے پسند کرنے لگے گا اس لیے کہ آپ جانتے ہیں ان علاقوں میں میرے جیسی خوبصورت لڑکی بھی کوئی نہیں اور مجھے امید ہے کوغتائی مجھے اپنی بیوی بنانا ضرور پسند کرے گا۔

کچھ دیر تک یورت میں خاموشی رہی یہاں تک کہ لامہ کی آواز پھر سنائی دی۔

دیکھ بیٹی! بایان نے تو مجھے شیرامون کے لیے تم سے بات کرنے کے لیے کہا تھا۔ اب میں بایان کو کیا کہوں گا کہ سیرم شیرامون کی بجائے کوغتائی سے شادی کرنا پسند کرتی ہے۔ کیا اس طرح بایان ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرے گا۔

ماگس پا مزید کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے سیرم بول پڑی۔

بایان کون ہوتا ہے۔ کیا اس کی ناپسندیدگی کو دیکھتے ہوئے میں ایک ایسے شخص کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے لیے تیار ہو جاؤں جسے میں قطعی طور پر ناپسند کرتی ہوں۔ لامہ آپ اس سلسلے میں بالکل نہ آئیں۔ میں شادی کوغتائی سے کروں گی۔ اسے میں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا پکا عزم کر چکی ہوں۔ اور میرے اس عزم میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو یہ خدشہ ہے کہ میں شیرامون سے شادی کرنے سے انکار کرتی ہوں تو وہ ہمارے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرے گا تو پھر آپ مطمئن رہیں۔ میں نے جس شخص سے محبت کی ہے جسے پسند کیا ہے جسے میں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کیے ہوئے ہوں اس نے جب میری حفاظت کا ذمہ لیا تو یہ بایان اور شیرامون اس کے سامنے پتنگوں کی طرح ہواؤں میں اڑتے دکھائی دیں گے۔ اب آپ اس موضوع پر مزید کوئی گفتگو نہ کیجئے گا۔ نہ میں کچھ سننا پسند کروں گی۔ آپ آئندہ بایان یا شیرامون دونوں میں سے کسی کا نام بھی مجھ سے نہ لیجئے گا کوغتائی سے شادی کرنا میرا آخری فیصلہ ہے اور آئندہ کبھی بھی میرے فیصلے میں مخل ہونے کی کوشش نہ کیجئے گا۔

ماگس پا نے سیرم کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھا اور یورت سے نکل کر چلا گیا تھا۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد تک یورت میں خاموشی رہی اس دوران سوچ کے انداز میں توماس کی گردن جھکی ہوئی تھی جب کہ سیرم غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ توماس نے اپنی گردن سیدھی کی پھر سیرم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میری بہن سن! کیا تو واقعی کوغائی سے محبت کرنے لگی ہے اسے چاہنے لگی ہے۔

سیرم نے مسکراتے ہوئے اپنے بھائی توماس کی طرف دیکھا خاموش رہ کر کچھ سوچا اس کے بعد اپنے خیالات کو مجتمع کرتے ہوئے وہ پیار بھرے انداز میں اپنے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

توماس میرے بھائی! کوغائی سے متعلق اس سے پہلے لامہ نے جو میرے ذہن میں خود ساختہ گندے الفاظ بھرے تھے انہیں میں نے ریت پر لکھے حروف غلط اور عارضی نقوش بر دیوار سمجھ کر مٹا دیا ہے میرے بھائی جس طرح ہر مرد کو کسی ہمدم دوشیزہ جان کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہر لڑکی بھی کسی ساتھی کی رفاقتوں کی طلب گار ہوتی ہے۔ اس سے پہلے میں روز و شب کے زندان میں سمندر کی مضطرب لہروں کی طرح سرگرداں تھی۔ حقیقت جاننے کے بعد کوغائی کی اصلیت معلوم ہونے کے بعد اور جس وقت اس نے مجھ پر حملہ آور ہونے والوں سے میری جان اور میری عزت کی حفاظت کی اور جس طرح اسنے منہ دوسری طرف کرتے ہوئے اپنی پشت کی طرف اپنا عمامہ بڑھاتے ہوئے مجھے عریانی ڈھانپنے کی تلقین کی تو اس کے اس انداز نے میرے بھائی مجھے مار کے رکھ دیا۔ میں اس کے اخلاق اس کے کردار کی بلندیوں کو سلام کرتی ہوں۔ اب وہ میرے لیے محبت کی انوکھی اچھوتی تحریر اور چاہتوں بھری خوشی کی نئی بساط ہے۔

بھائی! اس سے پہلے میں سنگ سیتی تتلوں' اندھیروں میں اڑتے جگنوؤں ابر کے قافلوں میں پرواز کرتے سفید پروں کے طیور کی حقیقتوں سے آگاہ نہیں تھی۔ اب ایسا نہیں ہے اب میری دنیا بدل چکی ہے۔ پہلے میں دنیا کے گھور اندھیرے میں انجانے جذبوں جیسی گم سم تھی۔ میرے خانہ دل میں محبت کے کسی اسرار کی لو نہ تھی۔ میری آنکھوں میں لکھی پہیلیوں میں محبت کی کوئی سرگوشی نہ تھی۔ میری سانسوں میں روح کو معطر کرتی خوشبو کی کوئی تحریر نہ تھی۔ میرے لبوں کے ڈھیر سناٹوں میں حروف وصل اور خیالوں کی سرسوں میں شبنموں کا کوئی نگر نہ تھا۔ کوغائی کی اصلیت جاننے اس کے اخلاق و کردار کو پہچاننے اور اس سے محبت کرنے کے بعد توماس میرے بھائی میرے دل کے سوئے سوئے در و بام چہک اور میرے دل کے آنگن کے پھول مہک اٹھے ہیں۔ اب کوغائی ہی ملگجی شام کے آئینوں میں میرے لیے امن و آشتی کا گیت اور جلتی دھوپ کے لمبے سفر میں مہربان ساون کی ٹھنڈی پھوار ہے۔ اب وہ میری ذات کی شہ رگ میری شخصیت کا عمدہ ترین گوشہ ہے توماس میرے بھائی کوغائی سے محبت کرنے کے بعد اب میں محسوس کرتی ہوں جیسے میری مہکتی دہکتی سانسوں اور میرے لبوں کی نطق میں سارے حروف گلاب اور سارے الفاظ چراغ بن کر رہ گئے ہوں۔

جب تک سیرم بولتی رہی توماس خاموش رہ کر سنتا رہا مسکراتا رہا جب سیرم خاموش ہوئی تب اس نے اس کی طرف دیکھا اور خوشیاں برساتی آواز میں کہنے لگا۔

میری بہن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تو کوغائی سے محبت کرنے لگی ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے چاہا جائے۔ شریف النفس انسان ہے طاقت والا ہے۔ بہادر ہے تیغ زنی میں بے مثال ولا جواب ہے۔ ہر لڑکی اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرے گی یوں جانو یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری بہن نے اپنی زندگی کے ساتھی کے طور پر کوغائی کا انتخاب کیا ہے۔ پر میری بہن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ کوغائی بھی تمہاری محبت کا جواب محبت سے دے گا اور یہ کہ تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرے گا اور پھر اندیشے بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ تبریز سے ادھر آتے ہوئے راستے میں اس کی منگنی قائدو کی حسین اور خوبصورت بیٹی آئی یاروق سے ہو چکی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے دل میں آئی یاروق کا نام پیوست ہو چکا ہو وہ تمہیں پسند کرتا ہو اور کسی بھی وقت مناسب موقع جان کر وہ آئی یاروق کے پاس چلا جائے یا اسے لے کر اپنے لیے کوئی نیا نگر بسا لے۔ میری بہن ایسی صورت میں تم کیا کرو گی۔

توماس کی ان باتوں کے جواب میں سیرم تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی سوچتی رہی

پھر کہنے لگی۔

توماس جن خیالات کا تم نے اظہار کیا ہے یہ اندیشے نہیں ہیں۔ میرے بھائی جس وقت کوغتائی کی منگنی قائدو کی بیٹی آئی یاروق سے ہوئی تھی اس وقت کوغتائی سے متعلق میرے جذبے منفی تھے۔ اس لیے کہ لامہ نے میرے ذہن میں اس کے متعلق نفرت کا لاوا بھر رکھا تھا۔ اس وقت میں اس کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور نہ ہی میں نے سوچا تھا۔ اس وقت جب اس کی منگنی آئی یاروق سے ہوئی تھی تب میں نے اپنے دل میں یہ ضرور سوچا تھا کہ یہ شخص منفی کردار کا ہونے کے باوجود انتہا درجے کا خوش قسمت ہے کہ اسے آئی یاروق جیسی حسین اور خوب صورت لڑکی مل رہی ہے۔ لیکن اب کوغتائی کی اصلیت جاننے کے بعد میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ کوغتائی کی نہیں بلکہ آئی یاروق کی خوش قسمتی ہے کہ اسے کوغتائی جیسا زندگی کا ساتھی ملا تھا۔

میرے بھائی رہی تمہاری یہ بات کہ کوغتائی کی منگنی آئی یاروق سے ہو چکی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ایک مرد ایک ہی وقت میں ایک سے زائد بیویاں بھی رکھ سکتا ہے۔ اگر کوغتائی نے بیک وقت مجھے اور آئی یاروق کو اپنی زندگی کے ساتھی کے طور پر اپنے ساتھ رکھنا چاہا تو میں فخر محسوس کروں گی کہ میں اور آئی یاروق دونوں کوغتائی کی بیویاں ہیں۔

اب میں تمہارے تیسرے سوال کی طرف آتی ہوں یہ سب ہے۔ درست ہے تم نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے۔ کوغتائی میری محبت کا جواب محبت سے نہ دے یہ ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی لیکن بھائی میرے۔ میں نے تو ناممکن کو ہر صورت میں ممکن بنا کے رکھنا ہے۔ میں کوغتائی سے ملتی رہوں گی۔ وہ ایک بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کا انسان ہے۔ مجھے امید ہے ایک نہ ایک روز کسی نہ کسی لمحے میں اس کے دل میں اپنی محبت کا چراغ اپنی چاہت کی مشعل روشن کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گی۔

میری بہن جس دن تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی تو پھر وہ دن تمہارے بھائی کے لیے انتہائی خوشی کا دن ہوگا۔ توماس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہا اس کے بعد وہ اندیشوں بھری آواز میں کہنے لگا۔

سیرم میری بہن! ماگن پا کی گفتگو سے لگتا ہے کہ اس کا رجحان ذہنی اور دلی طور پر بابان اور شیرامون کی طرف ہے وہ شرپسند لوگ ہیں۔ کوغتائی کو لامہ پسند نہیں کرتا۔ اس نے جو تمہیں شیرامون سے شادی کرنے کا مشورہ دیا ہے تو اس کے پیچھے بھی مجھے کوئی سازش لگتی ہے۔ میری بہن اب اس یورت میں تیرا اور میرا رہنا دونوں کے لیے خطرناک ہے ہمارا چچا' بابان' شیرامون اور اس ساتھیوں کو خوش کرنے کے لیے ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ ہم دونوں کی زندگیوں کا خاتمہ بھی کروا سکتا ہے۔ بلکہ وہ اس قدر نیچے بھی گر سکتا ہے کہ تمہیں اغوا کر کے شیرامون کی گود میں ڈال دے۔ جس دن ایسا ہوا اس دن تمہارے بھائی کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ ان حالات میں میرا مشورہ ہے کہ ہمیں یہ یورت چھوڑ دینا چاہیے۔

توماس کی باتوں سے سیرم بے چاری اداس اور پریشان ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

میرے بھائی! تمہارے اندیشے میرے دل کی ترجمانی کر رہے ہیں اگر تم کچھ دیر نہ بولتے تو یہی الفاظ میں تم سے کہنے والی تھی۔ پر یہ یورت چھوڑ کر ہم کہاں جائیں گے۔

توماس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

یورت سے اپنی ضروریات اور اپنی ذاتی ساری چیزیں سمیٹ لو میں بھی اپنی چیزیں سمیٹتا ہوں۔ دونوں بہن بھائی۔ یورت کو چھوڑنے کے لیے نکلتے ہیں کوغتائی کی طرف جاتے ہیں اس سے ملتے ہیں۔ سارے حالات سے اسے آگاہ کرتے ہیں مجھے امید ہے کہ وہ کہیں علیحدہ یورت کا انتظام کر دے گا۔ اگر وہ اپنے یورت کے قریب ہی ہم دونوں کے لیے کراتوں۔ کرغیزیوں سیتھین اور ختاتھوں کی اور مانچو کے درمیان ہمارے لیے کوئی یورت مہیا کر دے تو پھر میری بہن یا! رکھنا ہمیں وہاں نہ کوئی خطرہ ہوگا نہ اندیشہ۔

اپنے بھائی، توماس کی اسی گفتگو سے سیرم مطمئن ہو گئی تھی۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں بہن بھائی نے اپنی ضرورتوں اور اپنا ذاتی سامان سمیٹا پھر وہ اپنے یورت سے نکل گئے تھے۔

دونوں بہن بھائی تیزی سے چلتے ہوئے کوغتائی کے یورت سے اتنی فاصلے پر

تھے کہ سامنے کی طرف سے کومانگا آتا دکھائی دیا۔ اس نے جو دونوں بہن بھائی کو سامان اٹھائے دیکھا تو تب وہ ان کے سامنے آیا اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ تم دونوں بہن بھائی آج سامان اٹھائے کدھر جا رہے ہو؟

کومانگا کے اس سوال پر توماس اور سیرم دونوں پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے ان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کومانگا بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی سیرم بول پڑی۔

کومانگا میرے بھائی! کبھی کبھی پھول کے زندان سے خوشبو کو بھی نکل بھاگنا پڑتا ہے۔ کبھی روشنی کے بسارے حروف زنگ آلود اندھیروں میں اور کبھی پیار کے راستوں پر دنا جذبے خواہشوں کے روح فرسا دھوپ کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ معاملہ ہم دونوں بہن بھائی کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ ہم دونوں بہن بھائی پناہ کی تلاش میں نکلے ہیں۔ ہم دونوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ کسی وقت بھی کچھ لوگ ہمارا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

سیرم کی اس گفتگو سے کومانگا فکر مند ہو گیا تھا۔ کچھ دیر وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر کہنے لگا۔

سیرم میری بہن! انسان کی زیست میں کبھی کبھی ایسی گھڑیاں بھی ضرور آتی ہیں۔ جب وہ سارا جلال اور دبدبہ مٹا کر اپنے دل کے صنم کدے میں کسی کی تصویر سجانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میری بہن میری باتوں کا برا مت ماننا۔ جو باتیں میں تم سے کرنے لگا ہوں اس کی ایک وجہ ہے اس لیے کہ میں نے آج دن کے پہلے حصے میں تجھے امیر کوغنائی کے یورت کی صفائی اور اس کی ساری چیزوں کی ترتیب درست کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

میری بہن! میری باتوں کا برا مت ماننا۔ کبھی خوشبو کی صبح بہاراں میں اخلاص کے پھول بھی کھل جاتے ہیں۔ کبھی اجنبی آشنا سائے اپنے ہی در و بام کے نقش و نگار میں کھونے لگتے ہیں کیا تو اب بھی سہمے پرندوں کے خوف اور رنجگی شور کرتی آوازوں کی طرح امیر کوغنائی کو دیکھتے ہی دور بھاگ کھڑی ہوتی ہے۔ یا یہ کہ تو نے بے حقیقت تھکے ہارے الفاظ کے خول اتار دیئے ہیں۔ یا معاملہ کچھ اور ہے اور تو چمکتے سرخ ریشم اور

گیتوں کی بات جیسی کسی کی محبت کا شکار ہو گئی ہے۔

کومانگا کے ان الفاظ پر سیرم مسکرائی پھر ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگی۔

کومانگا میرے بھائی! آپ کا اندازہ درست ہے میں واقعی محبت کی اڑنے والی لڑیوں سے اپنے دل کی کھیتی نہ بچا سکی۔

کومانگا کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

میری بہن کیا تمہارا اشارہ امیر کوغنائی کی طرف ہے اور تم ان سے دور بھاگنے کے بجائے کیا اس سے محبت کرتی ہو۔

سیرم مسکرائی کہنے لگی۔

بھائی آپ کا یہ اندازہ بھی درست ہے۔ اب میں ان سے دور بھی نہیں بھاگتی اب میں ان کے پاس رہنا چاہتی ہوں ان کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ انہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کیے ہوئے ہوں۔ اب ان سے دور بھاگنا میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی اور ہولناک خطا سمجھتی ہوں۔

سیرم کی اس گفتگو کا جواب کومانگا دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ اپنے یورت کی طرف سے کوغنائی آتا دکھائی دیا۔ قریب آ کر اس نے گہری نگاہ سے ایک بار سیرم اور توماس کا جائزہ لیا پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟ کومانگا مسکرایا کہنے لگا۔

امیر! یہ دونوں بہن بھائی پناہ کی تلاش میں نکلے ہیں میں ان سے گفتگو کر رہا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں کسی کی طرف سے خطرہ ہے اور کوئی ان کی جانوں کے درپے ہے۔

فکر کی ان گنت لہریں کوغنائی کے چہرے پر لہرا گئی تھیں۔ کہنے لگا۔

یہ دونوں بہن بھائی ٹھیک کہتے ہیں۔ خطرہ تو انہیں ہے۔ لیکن زیادہ خطرات سیرم کے لیے ہیں توماس شاید بچ جاتی۔ سیرم کے پیچھے بہت سی قوتیں پڑی ہوئی ہیں۔ جو اسے برباد کرنا چاہتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر اس کی جان کے درپے بھی ہو جائیں گی۔

کوغنائی کے ان الفاظ سے سیرم ہی نہیں۔ توماس کے پاؤں تلے سے فکر مندی میں

زمین نکل گئی تھی۔ دونوں بہن بھائی نے ایک دوسرے کی طرف عجیب سے انداز میں دیکھا پھر سیرم نے کوغنائی کو مخاطب کیا۔

امیر! آپ کی گفتگو نے مجھے ایک الجھن میں مبتلا کر دیا ہے میں سمجھتی ہوں آپ میرے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔ ایسی باتیں جن کا شاید ابھی تک میرے یا میرے بھائی کو بھی علم نہیں۔ کیا آپ وضاحت نہیں کریں گے کہ مجھے کس کس سے خطرہ ہے۔

کوغنائی نے ایک لمبا سانس لیا کہنے لگا سیرم! ابھی ایسی باتوں کا وقت نہیں آیا۔ میں خاموش رہنے پر مجبور ہوں تم دونوں بہن بھائی سے یہ کہوں کہ تمہارے لیے خطرات ہیں خصوصیت سے سیرم تمہارے لیے خطرات منڈلاتے پھر رہے ہیں۔

سیرم نے بڑی عاجزی سے کوغنائی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

امیر اسی لیے تو ہم بہن بھائی پناہ کے لئے نکلے ہیں۔ ہمیں اپنے چچا دلائی لامہ سے بھی خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔

کوغنائی نے کچھ سوچا پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کومانگا! ان دونوں کے لئے اپنے کرائتوں اور کرغیزوں کے حلقے کے اندر ایک یورت کا اہتمام کر دو۔ جس کے اندر یہ دونوں بہن بھائی رہیں ساتھ ہی اپنے لشکریوں کو تاکید بھی کر دو کہ کوئی بھی شخص ان کے یورت میں داخل نہ ہونے پائے خصوصیت کے ساتھ ان کا چچا ماگس پا اور اس کے حلقے کے سارے لوگ ادھر بھٹکنے بھی نہ پائیں۔ میں سمجھتا ہوں ماگس پا ان دنوں ان دونوں بہن بھائی کا سب سے بدترین دشمن ہے۔

کوغنائی کی اس گفتگو پر سیرم نے بڑی ممنونیت سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

امیر کوغنائی میں آپ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ ہمیں اپنے لشکریوں کے حصار اور حلقے کے اندر پناہ دے رہے ہیں۔ اور ہمارے لیے یورت کا بھی اہتمام کر رہے ہیں۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ پر کچھ کہنے سے پہلے آپ سے التجا بھی کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نہ تو میری باتوں کا برا مانیے گا اور جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اس سے انکار بھی نہ کیجیے گا یوں جانیے جو کچھ میں کہنے لگی ہوں اس

میں میری زندگی موت کا سوال ہے۔

سیرم کے ان الفاظ پر کومانگا پگھل گیا تھا۔ گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ پھر وہ حرکت میں آیا اپنا منہ کوغنائی کی کان کے قریب لے گیا۔ اور سرگوشی میں کہنے لگا۔

امیر برا مت مانیے گا سیرم جو کچھ کہنے لگی ہے انکار مت کیجیے گا جو کچھ وہ چاہتی ہے ہاں کرتے جائیے گا اس لیے کہ سیرم اب اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کو چاہتی ہے۔ آپ کو پسند کرتی ہے۔ آپ سے محبت کرتی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے آپ اسے ٹھکرائیے گا نہیں اس جیسی حسین دوشیزہ بیوی کی حیثیت سے آپ کو کہیں نہیں ملے گی میں اسے بہن کہہ چکا ہوں میری آپ سے گزارش ہے میری بہن کی دل شکنی نہ کیجیے گا۔

جب تک کومانگا سرگوشی کرتا رہا کوغنائی مسکراتا رہا جب وہ پیچھے ہٹا سیرم کی طرف دیکھتے ہوئے کوغنائی کہنے لگا۔

کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔

سیرم بھی مسکرا رہی تھی شاید وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ اس کے حق میں کومانگا نے کوغنائی سے گفتگو کی ہے لہٰذا اپنے تبسم پر قابو پاتے ہوئے کہنے لگی۔

اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں آپ کے یورت میں آ جا سکتی ہوں۔

کوغنائی مسکرایا کہنے لگا۔

آ جا سکتی ہو مگر دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ ماگس پا دلائی لامہ کی حسین اور خوبصورت اور کنواری بھتیجی کوغنائی کے خیمے میں کیوں آتی جاتی ہے۔

سیرم مسکرائی اور کہنے لگی۔ کہنے والا جو چاہے کہتا رہے میری طرف سے جہنم میں جائیں۔ مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔

سیرم رکی پھر دوبارہ کہنے لگی۔

کیا آپ مجھے اس بات کی بھی اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے یورت کی صفائی ستھرائی اس کی دیکھ بھال اور۔۔۔۔۔۔

سیرم اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لیے کہ کوغنائی اس سے پہلے ہی بول پڑا۔

سیرم! تمہیں ایسا کرنے کی بھی اجازت ہے۔ صرف تم ہی نہیں تمہارا بھائی تو ماس

بھی جب اور جس وقت چاہے میرے خیمے میں آ جاسکتا تھی۔ تم دونوں بہن بھائی کو اس
کرنے کی اجازت ہے۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہوں کہ تمہیں فکر مند ہونے کی
ضرورت نہیں۔ میں تم دونوں کی حفاظت کا بہترین اہتمام کروں گا۔ اگر تم دونوں کی طرف
کسی نے غلط نگاہ بھی ڈالی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ اپنی نگاہ سے محروم ہو جائے
گا۔ میں بدمعاشوں اور اوباشوں کے سامنے تمہیں بے بس اور لاچار نہیں رہنے دوں گا۔
کون کونسی قوتیں تمہارے درپے ہیں ان قوتوں سے تمہارے چچا مانگس پا کے کیا تعلق ہیں
ان ساری حقیقتوں سے واقف ہوں۔ لیکن اس وقت میری مجبوریاں ہیں میں تمہیں کچھ
نہیں کہہ سکتا وقت آنے پر سب کچھ بتا دوں گا۔
اور تم دونوں بہن بھائی چونک اٹھو گے۔

سیرم اب فکر مند نہیں تھی اس لئے کہ اسے کوغتائی کی پناہ تو مل رہی تھی اسے اب
یقین ہو گیا تھا کہ کوغتائی کی محبت بھی اسے مل جائے گی جھجکتے ہوئے انداز میں وہ پھر بول
پڑی۔

امیر کوغتائی کیا آپ مجھے اس بات کی بھی اجازت دیتے ہیں کہ آج شام میں
ماروئی اور سیف الدین کی شادی میں شرکت کرسکوں۔

کوغتائی نے پھر بڑی نرمی کیساتھ اسے دیکھتے ہوئے کہا تم دونوں بہن بھائی
ماروئی اور سیف الدین کی شادی میں شرکت کر سکتے ہو۔ قبلائی خان نے بلایا ہے میں ذرا
اس کی طرف جا رہا ہوں۔ کوماتگا تم دونوں کیلئے یورت کا اہتمام کر دیتا ہے۔ تمہاری
حفاظت کا بھی عمدہ انتظام کر دے گا۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں اس کے ساتھ
ہی کوغتائی آگے بڑھ گیا تھا۔ کوماتگا بھی حرکت میں آیا اور کوغتائی کے یورت کے بالکل
قریب اس نے سیرم اور توماس کے لیے یورت کا بندوبست کر دیا تھا۔

اسی روز شام سے پہلے پہلے سیف الدین اور ماروئی کے نکاح کا اہتمام کوغتائی
کے خیمے کے سامنے بڑی سادگی سے کر دیا گیا تھا۔ نکاح میں سیرم اور اس کا بھائی توماس
بھی شامل تھے۔ جب نکاح کی رسم ادا ہو چکی تب سیرم نے جو ماروئی کے پاس بیٹھی ہوئی
تھی ماروئی کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کے کان میں مسکراتی ہوئی سرگوشی کرتے ہوئے

کہنے لگی۔

ماروئی یہ مت خیال کرنا کہ کچھ لوگوں نے تم پر ظلم و جبر کیا اور اس طرح تم لوگوں کی
نگاہوں میں گر چکی ہو ہرگز نہیں اس لیے کہ اس میں تمہاری اپنی رضامندی اور خواہش
شامل نہ تھی۔ یاد رکھنا پھول کی اجلی نرم پتیوں پر بھنوروں کے میلے پاؤں کے بے جہت
نشانات کی منحوس چھاپ پھول کی قدر و قیمت کو کم نہیں کر دیتی۔ ابر کا کالا سمندر بھی اگر
سفید پھولوں کی شبنم سے دھلی پیشانی پر چھا جائے تو اس میں اپنے رنگ نہیں بھر سکتا۔
میری بہن حلقہ حواس خمسہ کو روشن رکھنے والا بے طاق دیا بھی کبھی کبھی پاگل جھونکوں سے
لرزنے لگتا ہے۔ لیکن یہ پاگل جھونکے اس کی افادیت کو ختم نہیں کر سکتے۔ تم اب بھی ہم
سب کی نگاہوں میں بہاروں کی پہلی سرگوشی میں مہکتی خوشبو کے جھونکے جیسی مقدس رنگ
و روشنی کی رتوں کی لطافت اور خبر کے وجدان احترام جیسی پاکیزہ ہو۔ تم ہماری اجتماعی
زندگی کی ایک اکائی ہو اور ہم تمہاری قدر کریں گے۔ میں تمہیں پہلے بتا چکی ہوں کہ میں
اپنے چچا دلائی لامہ کا خیمہ چھوڑ کر یہاں امیر کوغتائی کے قریب پناہ لے چکی ہوں اور مجھے
اس بات کی خوشی ہے کہ امیر کوغتائی نے ہم دونوں بہن بھائی کو اپنے محفوظ حلقے میں پناہ
دے دی ہے۔ اب دلائی لامہ اور اس کے چہیتے اور چاہنے والے ہمیں کوئی نقصان نہیں
پہنچا سکتے۔ یہاں تک کہنے کے بعد سیرم لمحہ بھر کے لیے رکی پھر دوبارہ وہ ماروئی کو مخاطب
کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ماروئی میں تمہیں خود بھائی سیف الدین کے یورت میں چھوڑ کے آؤں گی میں
تمہیں ایک اچھی خبر بھی سناؤں وہ یہ کہ آج شام تک میں اور میرا بھائی توماس دونوں
اسلام قبول کر لیں گے۔ اس طرح ہم تم لوگوں کے حلقے میں مستقل طور پر داخل ہو جائیں گے
اس سلسلے میں اور میرا بھائی توماس محترم جمال الدین سے بات کر چکے ہیں انہوں نے
وعدہ کیا ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے پہلے ہم دونوں بہن بھائی کو حلقہ بگوش اسلام کریں
گے۔

سیرم کی گفتگو کا ماروئی جواب دینا چاہتی تھی کہ اتنی دیر تک کوغتائی قریب آیا اور
سیرم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سیرم اگر تم زحمت محسوس نہ کرو تو ماروئی کو تم خود سیف الدین کے یورت میں چھوڑ کر آؤ۔ سیف الدین تمہارے ساتھ جاتا ہے اس پر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے سہارا دیکر سیرم نے ماروئی کو اٹھایا پھر سیرم سیف الدین کیساتھ ماروئی کو اس کے یورت میں چھوڑ آئی تھی اور جس جگہ ماروئی اور سیف الدین کے نکاح کا اہتمام کیا گیا تھا وہیں سب کی موجودگی میں جمال الدین نے سیرم اور توماس دونوں کو کلمہ پڑھاتے ہوئے حلقہ اسلام میں داخل کر دیا۔

اس موقع پر سب خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ کومانگا اپنی جگہ سے اٹھا اور کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

امیر آج ہمیں ایک نہیں دو خوشیاں نصیب ہوئی ہیں۔ سیف الدین اور ماروئی کی شادی ہوئی ہے ماروئی اور اس کا باپ سیف الدین کے ساتھ رہا کریں گے۔ دوسری خوشی جو پہلی خوشی سے بھی کہیں زیادہ بے پایاں ہے کہ میری بہن سیرم اور توماس نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اور یہ دونوں ہماری پناہ میں ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کرنا ان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ان دونوں خوشیوں کے موقع پر میں چاہتا ہوں جہاں اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

کھانے کا اہتمام کیا جائے۔ کومانگا کی تجویز کے جواب میں کوغتائی نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تب کومانگا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جلال الدین اور صدرالدین کی طرف دیکھتے ہو کہنے لگا۔

میرے دونوں عزیزو! سب کے کھانے کا یہاں اہتمام کرو سیف الدین اور ماروئی کا کھانا ان کے یورت میں پہنچاؤ..... ہمارے لیے بے حد خوشی کا دن ہے۔

کومانگا مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ کوغتائی سیرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سیرم تم میرے ساتھ آؤ خوشی کے اس موقع پر میں تمہیں کچھ دینا چاہتا ہوں۔ سیرم چپ چاپ کوغتائی کے پیچھے ہولی اس لئے کہ کوغتائی اپنے یورت کی طرف بڑھا تھا۔ دونوں آگے پیچھے یورت میں داخل ہوئے۔

کوغتائی نے لوہے کا ایک صندوق کھولا۔ اس میں سے کچھ انتہائی قیمتی زیورات اور نقدی اس نے نکالی اور دونوں چیزیں اس نے سیرم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ دونوں رکھ لو۔ تمھارے کام آئیں گی اس لیے کہ اب تم اپنے دلائی لامہ ماگس پا سے علیحدگی اختیار کر چکی ہو۔ یہ علیحدگی اب عارضی نہیں مستقل ہے۔ اس لئے کہ وہ بدھ مت ہے اور تم اسلام قبول کر چکی ہو۔ اپنے بھائی توماس کی ساتھ رہتے ہوئے یہ نقدی تمہارے کام آئیگی زیورات تم اپنے استعمال میں لا سکتی ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو یہاں جنگ کے دوران مجھے میرے حصے کے طور پر ملی ہیں۔

سیرم نے مسکراتے ہوئے زیورات اور نقدی کی تھیلیاں کوغتائی سے لی لیں۔ تھوڑی دیر تک الٹ پلٹ کر انہیں دیکھتی رہی پھر دونوں تھیلیاں اس نے لوہے کے صندوق پر رکھ دیں اور کہنے لگی۔

امیر میں یہ رکھ کر کیا کروں گی؟

کوغتائی نے سیرم کو اپنی بات مکمل نہیں کرنے دی اور بول پڑا۔

یہ تمھارے کام آئیں گی اب تمھاری زندگی کا رخ تبدیل ہو چکا ہے۔ میں نہیں جانتا آنے والے دنوں کو سنوارنے کیلئے تمہارے کیا خیالات ہیں۔ لیکن کوئی بھی لڑکی ان حالات میں جن سے تم دوچار ہوئی ہو۔ زیادہ عرصہ تک تنہائی کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ میں نے تمہارے متعلق کچھ باتیں کہی تھیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس کی خوش فہمی تھی اس لئے کہ اب تک تم مجھ سے اس طرح بدکتی اور بھاگتی رہی ہو۔ جیسے کوئی بزدل انسان چور اور سانپ کا لفظ سن کر بھاگ اٹھتا ہے۔ بہر حال حالات جو بھی ہوں۔ میں تمھیں ایک مشورہ دونگا یہ مشورہ میں تمہیں اس لیے دوں گا کہ تم اسلام قبول کر چکی ہو۔ اپنے چچا کو چھوڑ چکی ہو میں تمھیں تنہا رہتے ہوئے دشواریوں کا شکار نہیں دیکھ سکتا۔ اپنی زندگی میں تم نے اگر کسی کو چاہا ہے تو بلا جھجک تم اس کا نام لو۔ اس سے شادی کر سکتی ہو۔ اس طرح تم اپنے بھائی کیساتھ پرسکون زندگی کی ابتدا کر سکو گی۔ مجھے آنے والے دنوں کے بھی خدشات سامنے رکھنے ہیں۔ دو دن بعد لشکر یہاں سے کوچ کر جائے گا۔ یہاں تو سارے

شکرزن کیا چھوٹے کیا بڑے سب یورتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں وہاں جا کے تبلای نے جو خان بلیغ نام کا نیا شہر بسایا ہے وہاں بجانے حالات کیا ہوں اور تمہیں اپنے بھائی کے ساتھ رہتے ہوئے پھر دشواری سے گزرنا پڑے۔ لہٰذا میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ کسی سے شادی کر کے اپنا گھر آباد کر لینا میں تمہیں خوش اور مطمئن دیکھنا چاہتا ہوں۔

کوغتائی کی ان باتوں سے حسین سیرم کی حالت جلتی دوپہر کی طرح ہو گئی تھی۔ سلگتی جادو بھری آنکھوں میں درد کی فراوانیاں غم واندہ کی طغیانیاں رقص کر گئی تھیں۔ چہرے پر انسردگی کی پرچھائیاں الم وملال کی لہریں اپنا رنگ دکھا گئی تھیں۔

اس کی حالت دیکھتے ہوئے کوغتائی پریشان ہو گیا کہنے لگا۔ لگتا ہے تم نے میری باتوں کا برا مانا ہے۔ میرا کوئی جملہ اگر تمہیں گراں گزرا ہوں تو میں معذرت خواہ ہوں۔

سیرم نے فوراً اس کی بات کاٹی اور کہنے لگی۔

مجھے آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ جن پر تکیہ کیا جائے تو اگر وہی تنہائیوں کے دشت اور بیگانگی کے گہرے کنویں میں پھینکنے لگیں تو پھر کسی سے کیا گلہ کیا شکوہ!

ایک بار پھر کوغتائی نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

کیا کسی نے تمھاری دل شکنی کی ہے؟ کس نے تمہارے ارادوں کو رد کیا ہے؟ کیا کسی نے تمھاری محبت کا جواب محبت سے نہیں دیا۔ دیکھو ان حالات میں مجھے تم ایک طرف رکھو۔ اس لیے کہ میری ذات سے تو تمہارا بدکنا اور خوفزدہ ہونا ہی وابستہ ہے۔ اگر تم کسی اور کو پسند کرتی ہو اور وہ تم کو نہیں اپنا رہا تو تم مجھے اس کا نام بتاؤ۔

سیرم نے دکھ بھرے انداز میں کوغتائی کی بات کاٹ دی بول پڑی۔

امیر ایسی کوئی بات نہیں آپ غلط اندازہ لگا رہے ہیں۔ یا تو آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔ یا آپ کی سوچوں کی سمت ہی غلط ہے۔ پر میں آپ سے ایک بات کہوں جس کو میں پسند کرتی ہوں اسے میں حاصل ضرور کروں گی۔ اس لیے کہ کوئی تنہا پرندہ بھی اگر مسلسل پر ہلاتا رہے تو تہرمار کے سرخ ساگر کو عبور کر کے منقطع لمحوں سے پھر اپنا رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ میں اپنی کوشش کرتی رہوں گی۔ اور مجھے امید ہے میں اپنی

کوششوں میں کامیاب رہوں گی اس لیے کہ بچپن سے لیکر جوانی اور بڑھاپے تک عورت کا کام ہی قربانی دینا ہے۔

شادی سے پہلے عورت جانثار بہن اور وفادار بیٹی بن کر خوابگاہوں کے ریشم فعل کے ہولے اور رت کے پھول کی طرح مہر تعلق ہر رشتے پر اپنی محبت اپنے ایثار کو نچھاور کرتی رہتی ہے جب کسی کی بیوی بنتی ہے تو جیسے اپنی زندگی کا ساتھ بنالی ہے اس کے لیے شبنم گلاب اور صابن کر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ جب ماں بنتی ہے تو پھر جبر کے سربسر دائروں میں سچائیوں کی خوشبو اور حزن بھرے اوقاتوں میں مہربان محبت کی منزل کی طرح اپنوں کیلئے مامتا بھرے سائبان تان دیتی ہے۔

سیرم کو خاموش ہو جانا پڑا کہ کوما نگا یورت کی طرف آ رہا تھا۔ کوغتائی نے پھر سیرم کو مخاطب کیا۔

یہ دونوں تھیلیاں اٹھاؤ اور سنبھال کر اپنے پاس رکھو۔ میں کہہ رہا ہوں یہ تمہارے کام آئیں گی میں تم پر احسان نہیں کر رہا خلوص نیت کیساتھ یہ پیشکش کر رہا ہوں۔

سیرم آگے بڑھی لوہے کے صندوق کا ڈھکن اٹھایا اور دونوں تھیلیاں اس میں رکھیں اور کہنے لگی۔

آپ بے فکر رہیں ان میں سے مجھے جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑی میں آپ سے مانگ لوں گی۔

سیرم کے اس فیصلے کے سامنے کوغتائی کسی ردعمل کا اظہار نہ کر سکا اس لیے کہ کوما نگا یورت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے دونوں کو باہر آ کر کھانا کھانے کے لیے کہا اس پر دونوں باہر نکلے اور سب کے ساتھ کھانا کھانے لگے۔

قبلائی خان اپنے بیٹے چنگ کم پوتے تیمور بیوی جاموئی بیٹی کوکاچین اور اپنے سپہ سالار اعلیٰ ادیا تگ کے ساتھ دو روز بعد ہونے والے کوچ کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ بولتے بولتے خاموش ہوگیا اس لئے کہ دلائی لامہ ماگس پا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ دلائی لامہ کے پیچھے بایان شیرامون آچوکروک چی چانگ لی۔ وانگ چو کے علاوہ عیسائی دنیا کا پادری فورلیس اور قبلائی خان کے پاس قیام کرنے والا وینس کا سوداگر مارکوپولو اور کچھ دیگر لوگ بھی تھے۔

ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان کا بیٹا چنگ کم اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے میرے باپ نیلے آسمان کی قوت مجھ سے جھوٹ نہ بلوائے یہ جو سب لوگ اس طرح اکھٹے آرہے ہیں یہ کسی انتہائی اہم معاملے کے ساتھ آپ کی طرف آئے ہیں۔

چنگ کم کہتے کہتے خاموش ہوگیا کہ وہ سب نزدیک آ گئے تھے۔ قبلائی خان نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں بیٹھنے کیلئے کہا جب سب بیٹھ گئے تب دلائی لامہ کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان نے پوچھ لیا۔

ماگس پا خیریت تو ہے؟ تم سب لوگوں کا یوں اکھٹے آنا۔ کسی علت کسی وجہ کے بغیر نہیں ہے۔

قبلائی خان نے دیکھا ماگس پا بڑا سنجیدہ بڑا افسردہ پریشان تھا قبلائی خان کے کہنے پر کچھ دیر وہ اپنی انگلیاں چٹخاتا رہا۔ پھر دکھیا سے لہجے میں بول پڑا۔

مالک آپ جانتے ہیں میری بھتیجی سیرم اور میرا بھتیجا تو ماس ہی دونوں میری فصیل جسم و جان کی آخری سیڑھی۔ میری روح کی شادابی۔ میری آنکھوں کے آئینوں کا سکھ چین اور میری زندگی کی مسکراہٹ ہیں ان کے بغیر میں من کے گورا ندھیر کا ٹوٹا سپنا خواہشوں کی مسافت کا اسیر ہوں۔

دلائی لامہ یہیں تک بات کر پایا تھا کہ قبلائی اس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔

لامہ پہلیاں مت بجھواؤ کھل کے کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اسے میں تسلیم کرتا ہوں تم اپنی بھتیجی اور بھتیجے سے پیار کرتے ہو ان کی دیکھ بھال ان کی پرداخت اپنی اولاد کی طرح کرتے ہو۔ مگر یہ تو کہو کہ انہیں ہوا کیا۔

ماگس پا نے ایک سرسری سی نگاہ اپنے ساتھ آنے والے سب پر ڈالی پھر قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مالک یوں جانیں کہ ان دونوں کو اغوا کرلیا گیا ہے۔ بھٹکا دیا گیا ہے وہ کل دوپہر کے بعد سے میرے یورت سے غائب ہیں جب میں نے پتہ کرایا تو مجھے خبر ہوئی کہ وہ لشکر گاہ کے اس حصے میں ہیں جہاں کرائتوں نے کرغزیوں کاتھوی اور سیتھین کے یورت میں وہاں کوغنائی کے کہنے پر ان کے لیے علیحدہ یورت کا اہتمام کر دیا گیا ہے اور مجھ پر یہ بھی انکشاف کر دیا گیا ہے کہ ان دونوں بہن بھائیوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ میں آپ سے یہ گذارش کرنے آیا ہوں کہ میری بھتیجی اور میرا بھتیجا مجھے واپس دلایا جائے۔

ماگس پا کی اس گفتگو سے قبلائی خان تو طنزیہ انداز میں مسکرا رہا تھا جب کہ اس کے بیٹے چنگ کم کی حالت عجیب و غریب ہو رہی تھی اس کی آنکھیں غصے میں برق برسا رہی تھیں چہرہ ایسے ہوگیا تھا جیسے انگارہ ہوکر وہ پھٹ پڑے گا اور پھر بے پناہ غصے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے دلائی لامہ کو مخاطب کیا۔

لامہ تم یہ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو۔ جو الفاظ تم نے ادا کیے ہیں۔ یہ ادا کرنے

سے پہلے تمہیں ہزار بار سوچنا چاہیے تھا۔ تم ایک ایسے شخص پر الزام تراشی کر رہے ہو جو ہمارا ہی نہیں سارے لشکروں کا پسندیدہ ہے۔ کوغتائی پر ایسا الزام لگانے سے پہلے تمہیں اپنے اردگرد نگاہ دوڑانی چاہیے تھی۔ اپنی بھتیجی اپنے بھتیجے سے بات کرنی چاہیے تھی تم نے کہا ہے کہ تمہاری بھتیجی اور بھتیجے کو اغوا کرلیا گیا ہے انہیں ورغلایا گیا ہے اور تمھاری باتوں کا یہ مطلب بھی نکالا جاسکتا ہے کہ انھیں زبردستی مسلمان کرلیا گیا۔ تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ سارے گھناؤنے فعل کوغتائی نے کیے ہیں کیا کوغتائی سے تم ایسے افعال کی امید رکھتے ہو یاد رکھنا ایسے الزامات کوغتائی کیلئے ناقابل برداشت ہونگے اور اگر وہ تم لوگوں کے خلاف غضبناک ہوگیا تو یاد رکھنا۔ تم میں سے کوئی بھی ــــــ!

چنگ کم کی بات کاٹتے ہوئے بایان بول پڑا۔

چھوٹے خاقان کوغتائی کو آسمان کی طرف اتنا بھی نہ اٹھائیں کہ ہم اسے جب اچانک گرائیں تو مٹی اور ملبے کا ڈھیر بن کے رہ جائے۔ آپ اسے ناقابل تسخیر طاقت اور قوت میں بے مثال سمجھتے ہیں۔ لیکن میں آپ سے کہوں جس دن وہ مجھ سے ٹکرایا۔ اس دن میں نے اگر اسے مٹی کا ڈھیر سمجھ کر لات نہ ماردی تو بایان نہ کہنا۔

چنگ کم بایان کے ان الفاظ کے جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس بار قبلائی خان بے پناہ غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے بول پڑا۔

بایان تمھاری گفتگو سے سرکشی اور بغاوت کی بو آتی ہے۔ یاد رکھنا جس دن تم اور کوغتائی آپس میں ٹکرا گئے جو جیتا اس کی عزت و وقار میری نظروں میں کئی گناہ زیادہ ہو جائے گا اور جو ہارا وہ میری نگاہوں میں پست اور ذلیل ہو کے رہ جائے گا۔

قبلائی خان رکا کچھ سوچا اور بایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

یہ تو ایک بات ہے دوسری بات میں تم سے یہ کہوں کہ یہ جو تم سب لوگ جمگھٹا کر کے مانگس پا کیساتھ آئے ہو۔ تو کیا تم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ کہ تم مانگس پا کیساتھ اس کی طاقت اور قوت ہو؟ اس کے بعد انتہائی نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے قبلائی خان نے پادری نورِیس اور مارکو پولو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نوریس اور مارکو پولو تم دونوں کو کیسے جرات ہوئی کہ تم اس سلسلے میں مانگس پا کے ساتھ آؤ۔ کیا تم بھی کوغتائی کے خلاف یعنی مسلمانوں کے خلاف ایک عزم کیئے ہوئے ہو۔ یہ جو تم ایک گروہ اور جماعت کی صورت میں آئے ہو اور تمہاری خواہش کے جواب میں اگر کوغتائی کو بلا کر جواب طلب کروں اور اس کے ساتھ سیرم تو ماس کو مانگا مار تو یورچی اور کرائیت کرغیز کا تھا اور تمھیں کے دوسرے سالار بھی آئیں تو کیا تم سمجھتے ہو۔ یہاں میں اپنی اس مجلس گاہ کو اکھاڑہ بنا دوں کہ اپنے لشکر کے دو گروہوں کو اپنے سامنے ٹکرانے کا موقع فراہم کردوں۔ بایان یہ قدم جو تم نے اٹھایا ہے میری نگاہ میں نہایت ناپسندیدہ ہے اگر تم واقعی کوغتائی سے ٹکرانا چاہتے ہو تو میں کسی مناسب موقع پر تمہیں ضرور موقع فراہم کرونگا۔ لیکن اس موضوع پر مانگس کیساتھ آ کر تم سب نے انتہائی حماقت اور تعصب کا اظہار کیا ہے۔ اس طرح تم میرے لشکر کو طبقاتی اور گروہی حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہو یاد رکھنا میں کسی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دونگا۔ اگر کسی نے ایسا کرنا چاہا تو میں اس کی گردن کاٹنے میں تاخیر سے کام نہیں لوں گا۔

اب جبکہ تم سب آ ہی گئے ہو تو میں سیرم اور تو ماس کو بلاتا ہوں۔ میں خود ان سے پوچھتا ہوں کہ کس نے ان دونوں کو بھڑکایا ہے کون انھیں زبردستی کرغیزوں اور کرائتوں کے حلقے میں لے کے گیا ہے تم سب کی موجودگی میں سچائی سامنے آجائے گی۔ اس کے بعد قبلائی نے اپنے ایک مسلح جوان کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تعظیم دی تب قبلائی خان اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

بھاگ کر جاؤ کوغتائی کے یورتوں میں سے سیرم اور تو ماس کو بلا کر لاؤ۔ اگر وہ اکیلے آنا چاہیں۔ تو درست ہے اگر وہ اکیلے نہ آنا چاہیں اور جس کسی کو بھی اپنے ساتھ لانا چاہیں تو ان کو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ تم کسی کو مت روکنا۔ جاؤ انھیں جلد بلا لاؤ۔ اس کے ساتھ ہی وہ مسلح جوان بھاگتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا تھا

☆☆

کوغنائی اپنے یورت میں اکیلا تھا کہ یورت کے دروازے پر سیرم اور توماس دونوں بہن بھائی نمودار ہوئے۔ ان کیساتھ قبلائی خان کا بھیجا ہوا مسلح جوان بھی تھا سیرم بیچاری بڑی بے بسی اور لاچارگی میں یورت میں بیٹھے کوغنائی کی طرف دیکھنے لگی۔ کوغنائی کی نگاہ جب اس پر پڑی تو وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جھگڑے میں نصب یورت میں سے باہر نکلا۔ سیرم اور توماس کے سامنے آیا۔ اور سیرم اور توماس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ تم اداس اور افسردہ ہو۔ خیریت تو ہے؟ کیا تم دونوں بہن بھائی کو کسی نے کچھ کہا ہے۔

سیرم نے کوغنائی پر اداس بھری نگاہ ڈالی اور قبلائی خان کے مسلح جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ میرے ساتھ قبلائی خان کے لیے چلیں۔ ایک جوان کو انہوں نے مجھے اور توماس کو بلایا ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ قبلائی خان کے سامنے میرے چچا دلائی لامہ مائس پا نے نالش پیش کی ہے کہ مجھے اور توماس کو کسی نے اغوا کر کے گمراہ کر کے آپ کے لشکر کے حصار میں پہنچا دیا ہے۔ اس نے یہ بھی الزام لگایا ہے۔ کہ مجھے اور توماس کو آپ لوگوں نے زبردستی حلقہ اسلام میں داخل کر لیا ہے۔ میں وہاں اکیلی نہیں جاؤں گی۔ اس لیے کہ اس مسلح جوان کا کہنا ہے کہ وہاں مائس پا کے علاوہ اس وقت بایان، آچو، چنگ لی وانگ، موکرک، چی، ٹیرامون اور دیگر افراد کے علاوہ مارکو پولو پادری نورٹس بھی ان

کی حمایت میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں اور توماس اکیلے ان سب کا کیسے سامنا کریں گے۔

کوغنائی کے چہرے پر لمحہ بھر کیلئے ناپسندیدگی اور برہمی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ پھر قبلائی خاں کے مسلح جوان کو کہنے لگا۔

تمھیں قبلائی خان نے کیا پیغام دیا تھا۔

وہ مسلح جوان بڑا متودب ہو کر بولا۔

خاقان نے مجھے یہ کہا تھا کہ سیرم اور توماس کو بلا کر لاؤ اور ان کے ساتھ اگر کوئی آنا چاہے تو میں اسے منع نہ کروں۔ کوغنائی کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے آواز دیکر صدرالدین اور جمال الدین کو پکارا وہ دونوں بھاگتے ہوئے کوغنائی کے پاس آن کھڑے ہوئے صدرالدین کی طرف دیکھتے ہوئی کوغنائی کہنے لگا۔

صدرالدین تم اور جلال الدین دونوں سیرم اور توماس کیساتھ جاؤ قبلائی خان نے انھیں بلایا ہے۔ ان کے خلاف دلائی لامہ نے کوئی نالش پیش کی ہے۔ میں تم دونوں کو ان کیساتھ اس لیے بھیج رہا ہوں تاکہ اگر انہیں میری یا کسی اور کی ضرورت پیش آئے تو تم بلا لو جہاں تک ان کے تحفظ کا سوال ہے تو اگر یہ اکیلے بھی جائیں تو ان پر کسی نے میلی نگاہ بھی ڈالی تو میں وہ نگاہ باہر نکال کر رکھ دوں گا۔

کوغنائی کے ان الفاظ پر سیرم دھیرے دھیرے مسکرائی تھی پھر پیار بھرے انداز میں کہنے لگی۔

آپ خود میرے ساتھ کیوں نہیں چلتے؟ کوغنائی مسکرایا۔۔۔۔۔ کہنے لگا۔

سیرم تم ماحول کو سمجھو اس وقت میرا وہاں جانا مناسب نہیں میں جلال الدین صدرالدین کو تمھارے ساتھ بھیج رہا ہوں مگر ایک بات یاد رکھنا میری اگر وہاں ضرورت ہوئی تو تم فکر مت کرنا۔ میں وہاں پہنچوں گا اور تمھاری پوری حمایت اور تحفظ کے ساتھ پہنچوں گا۔ اب تم ان کے ساتھ جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ کیا ردعمل سامنے آتا ہے۔

کوغنائی کے کہنے پر سیرم اور توماس جلال الدین اور صدرالدین کیساتھ وہاں سے چلے گئے تھے۔

جب وہ سب قبلائی خان کی نشست گاہ میں پہنچے تب قبلائی خان نے ہاتھ کے

اشارے سے سیرم اور توماس کو اپنے قریب بیٹھنے کیلئے کہا۔ جب وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔ تب سیرم کو مخاطب کرتے ہوئے قبلائی خان بول اٹھا۔

سیرم تم میری پوتیوں کی جگہ ہو۔ اس لیے کہ میرا پوتا تیمور عمر میں تم سے کافی بڑا ہے ماگس پا میرے پاس آیا ہے اور اس نے یہ شکایت پیش کی ہے کہ کچھ لوگوں نے تم دونوں بہن بھائیوں کو اغوا کیا ہے۔ ورغلایا ہے اور تم دونوں کو کرائیت اور کرغیزوں کے حلقے میں لے گئے ہیں وہاں تمہیں دائرہ اسلام میں داخل کرلیا ہے۔ کیا لامہ کا یہ الزام درست ہے۔

سیرم اور توماس نے ایک ساتھ کھا جانے والے انداز میں قریب ہی بیٹھے دلائی لامہ کی طرف دیکھا سیرم بول اٹھی۔

محترم خاقان یہ جھوٹ دروغ گوئی بکواس اور الزام ہے۔

قبلائی خان نے ہی نہیں اس کے پوتے تیمور بیٹے چنگ کم بیوی جاموئی بیٹی کوکا چین سب کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی قبلائی خان نے پھر پوچھا۔؟

کیا وجہ ہے تم نے اپنے چچا دلائی لامہ کا یورت کیوں چھوڑا۔

سیرم سنبھلی۔ پھر دھیرے سے لہجے میں کہنے لگی۔

خاقان جہاں زندگی مجبوری کا کفن اور بدگمانی کا حصار بن جانے جہاں محبت کے پرتو اور چاہت کے عکس نفرت کے تصرف عہد فراموشی کی سزا بن جائیں۔ وہاں سے نکلنا ہی پڑتا ہے۔ جہاں کاسہ دل میں نہ محبت کا صلہ رہے نہ رشتوں کی آس کا پھل جہاں رشتے گم ہو کر رہ جائیں اور زخم آلود روح کی طرح ہو جائیں اس جگہ کو چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔ خاقان جہاں زندگی تحفظ آنسو میں ڈوبی ہوئی ویران گذرگاہ اور رات کی بے سکون تنہائی ہو جائے جہاں کسی کے لئے مستقبل کی امیدیں ستاروں کی سرد ہوتی ہوئی تو زرد ہوتی گلاب پتیوں کی صورت اختیار کرلیں جہاں ماحول کسی بند کوچے کی پاتال اور خنک ہوا میں تبدیل ہو جائے جہاں کسی کے لئے دنیا کیں بے نور مرقد اور سرد بجھے شعلے کی صورت اختیار کرلیں خاقان وہاں سے نکلنا ہی پڑتا ہے۔ ایسا ہی ماحول ہمارے لیے لامہ کے یورت میں ہو گیا تھا۔ لہٰذا ہم دونوں بہن بھائیوں نے لامہ کے یورت کو چھوڑ دیا

لامہ زبردستی میری شادی کسی کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ جس کے ساتھ یہ مجھے بیاہنا چاہتا تھا میں اسے پسند نہیں کرتی اس سے نفرت کرتی ہوں پھر کیسے میں لامہ کے یورت کو چھوڑ کر اپنے لیے تحفظ کے حصار کی طرف نہ جاتی۔

قبلائی خان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر بڑے پیار اور شفقت سے سیرم کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے پوچھ لیا۔

جہاں لامہ تمھاری شادی کرنا چاہتا تھا کیا وہاں کسی اور کو تم پسند کرتی ہو۔ یا ویسے ہی تم نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔

تیز نگاہوں سے سیرم نے قبلائی خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

خاقان جسے میں پسند کرتی ہوں فی الحال میں اس کا نام نہیں لوں گی اس لیے کہ ابھی تک اس نے مجھ سے محبت کا کھل کر اظہار نہیں کیا میری محبت اس سے ابھی تک یکطرفہ ہے لہٰذا میں اس کا نام نہیں لوں گی بہر حال لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے ضرور کہوں گی کہ میں جس سے محبت کرتی ہوں وہ ایک گہرا کھولتا سمندر ہے اور میں اس کی بے اتھاہ گہرائی میرے لیے وہ چاہتوں کی خوشبو بھرا گلاب ہے میں اس کی پنکھڑی پر رقص کرتی ہوئی شبنم۔ وہ عزت نفس کا پرچم ہے اور میں اس کی خوابیدہ لہلہاہٹ۔ وہ میرے سانسوں کا تسلسل میرے لبوں کی مٹھاس میرے لہو کی حرمت اور پتھروں میں رکھا ہوا ایک نایاب موتی ہے۔ خاقان میرے لیے وہ وقت کے افلاک پر چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے جسے میں اپنی منزل سمجھ چکی ہوں۔ وہ حسد کے نگار خانوں اور عذاب و حادثات کے کرب میں ہم دونوں بہن بھائیوں کیلئے امن اور تحفظ کا سایہ دار شجر ہے میرے لیے وہ محبت کے روپ کا پیغام چاہتوں کی خوشبو کا مژدہ ہے۔

جب تک سیرم بولتی رہی سب دھیرے دھیرے مسکراتے رہے اس کی طرف دیکھتے بھی رہے جب وہ خاموش ہوئی تب قبلائی خان نے اس سے پھر پوچھ لیا۔

جس سے تم محبت کرتی ہو۔ جس کا تم نام نہیں لینا چاہتی۔ جس سے تمھاری محبت ابھی تک یکطرفہ ہے۔ کیا میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ کوغتائی ہے۔

سیرم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگی۔

خاقان آپ کا اندازہ درست ہے۔ اگر آپ نے میری محبت میری چاہت میں کوغتائی کا نام لے ہی لیا ہے۔ تو اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گی کہ میں نے زندگی میں پہلی بار اپنے غرور اور تکبر کو لات مار کر صرف کوغتائی کیلئے اپنے دل کے دروازے اپنی آنکھوں کے کواڑ اور اپنی چاہتوں کے دریچے کھولے ہیں اگر میری یہ حرکت کسی کو گراں گزرتی ہے۔ اگر میری یہ محبت کسی کے لیے ناپسندیدہ ہے۔ اگر میرا یہ فیصلہ کسی کو منظور نہیں تو پھر میں مجبور ہوں میں اپنی جان دے سکتی ہوں۔

اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتی۔ خاقان میں اور میرے بھائی نے لامہ کا یورت چھوڑ دیا ہے۔ اب مڑ کے پیچھے دیکھنا ہم دونوں بہن بھائیوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

سیرم جب خاموش ہوئی تو (مطمئن انداز میں) تھوڑی دیر تک قبلائی خان مسکراتا رہا۔ کبھی کبھی وہ نگاہ اٹھا کے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے چنگ کم پوتے تیمور بیوی جاموئی بیٹی کوکا جین اور دیگر لوگوں کو بھی دیکھ لیتا تھا ساتھ ہی ساتھ کچھ سوچ بھی رہا تھا آخر اس نے گفتگو کا آغاز کیا اور دلائی لامہ ماگس پا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

لامہ تم ایک مذہبی آدمی ہو۔ ایسے لوگوں کی میں بڑی عزت بڑا احترام کرتا ہوں۔ لیکن مجھے افسوس ہے تم نے جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لیا۔ تم نے آ کر جو شکایت پیش کی اس میں واضح طور پر تم نے یہ بیان کہ سیرم اور توماس کو کوئی اغوا کر کے ورغلا کر لے گیا ہے اور پھر کرائتوں اور کرغیزوں کے حصار میں انہیں زبردستی حلقہ اسلام میں داخل کر لیا۔ لیکن یہاں جو باتیں تمہاری موجودگی میں تمہاری بھتیجی سیرم نے کی ہیں کیا وہ تمہیں غلط اور جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے۔

قبلائی خان ذرا دم لینے کیلئے رکا تو اس دوران سیرم اسے مخاطب کرتے ہوئے بول پڑی۔

خاقان اگر لامہ نے ہماری غیر موجودگی میں اپنی نالش کے دوران یہ کہا ہے کہ ہمیں اغوا کیا گیا ہے ورغلایا گیا ہے تو یہ غلط بیانی ہے۔ دھوکہ فریب ہے۔ اگر اس کا یہ کہنا ہے کہ کرائتوں اور کرغیزوں کے حلقے میں لے جا کر زبردستی حلقہ اسلام میں داخل کر لیا گیا ہے۔ تو یہ دروغ گوئی جھوٹ ایمانی ہے۔ ہم نے اپنی مرضی سے اپنی خواہش سے لامہ کا

یورت چھوڑا اور اپنی ہی رضامندی سے ہم دونوں بہن بھائی حلقہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں نہ ہم سے کسی نے زیادتی کی ہے۔ نہ جبر۔

سیرم کی اس گفتگو اور اس کے اس برجستہ جواب نے دلائی لامہ ہی نہیں اس کے ساتھ آنے والے بایان آچو چنگ لی وانگ چو۔ شیرامون اور ان کے ساتھ آنے والے سب لوگ کو مایوس کیا تھا اور اس مایوسی سے نکلنے کے لئے شیرامون نے قبلائی خان سے کہا۔

خاقان آپ کی موجودگی میں سیرم نے تھوڑی دیر پہلے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ کسی کو پسند کرتی ہے کسی کو چاہتی ہے آخر جس کو پسند کرتی ہے اس کا نام بھی لیا گیا ہے یعنی یہ کوغتائی کو پسند کرتی ہے ساتھ ہی اس نے یہ انکشاف بھی کر دیا ہے کہ اس کی یہ محبت یک طرفہ ہے اور کوغتائی نے ابھی اس سے محبت کا اظہار نہیں کیا جبکہ ماگس پا نے کوغتائی سے پہلے میرے لیے سیرم کا ہاتھ مانگا اس وقت سیرم نہ کوغتائی کو پسند کرتی تھی نہ اس میں دلچسپی لیتی تھی جبکہ کوغتائی ابھی تک اس سے اس کی محبت کے ردعمل کا اظہار نہیں کر سکا۔ آخر کس بنا پر اس نے مجھے ٹھکرا کر ایک ایسے شخص کو مجھ پر فوقیت دینے کی کوشش کی جو اسے پسند تک نہیں کرتا۔ ایسا کر کے ماگس پا کی اس بھتیجی نے منگولوں کی آگہی پر ایک کرائت کو غالب کیا ہے۔ مغلوں کی عزت و وقار کو ایک کرائت کے سامنے سانسوں کے بے ربط سلسلوں کی طرح ریزہ ریزہ کیا ہے۔

اس نے ہمارے جذبوں کی توقیر کی توہین کی ہے ہمارے عزت کے در و بام کی اہانت کی ہے۔ اس سے سب کے سامنے پوچھا جانا چاہیے کہ ایک منگول پر ایک کرائت کو اس نے کیوں ترجیح دی۔

شیرامون کی اس گفتگو کو قبلائی خان چنگ کم تیمور اور قبلائی خان کے دفاعی مشیر اویانگ تک نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا۔ قبل اس کے قبلائی خان چنگ کم یا تیمور میں سے کوئی بولتا۔ سابق سپہ سالار اور موجودہ دفاعی مشیر اویانگ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بول اٹھا۔ شیرامون جو الفاظ تم نے اپنی زبان سے ادا کیے ہیں وہ ایک منگول کو ہرگز زیب نہیں دیتے۔ ابھی کل کی بات ہے جب منگو خان دشت کا خاقان بنا

تھا تو تیری سرکشی تیری بغاوت پر تجھے قتل کیا جانے لگا تھا۔ لیکن خاقان قبلائی خان کی مہربانی کہ یہ تجھے بچا کر ان سرزمینوں کی طرف لے آیا۔ اب پھر تو یہاں محفوظ ہونے پر سرکشی اور بغاوت کے پر پرزے نکالنے لگ گیا ہے منگولوں اور کرائتوں کی بات کر کے تو لشکر کے اندر طبقاتی اور گروہی تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے اور ہم تمہیں ایسا کرنے کی بھی اجازت نہیں دیں گے۔

ادیا تگ کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ جب تک وہ بولتا رہا چنگ کم اور تیمور دونوں قبلائی خان سے مشورہ کرتے رہے پھر تحکمانہ اور گونجتی ہوئی آواز میں چنگ کم نے شیرامون کو مخاطب کیا۔

شرامون تم نے یہ سوال کیا ہے کہ سیرم نے تم پر کوغائی کو کیوں فوقیت دی۔ اب ہم نے تم پر یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ ترجیح یہ فوقیت کیوں دی گئی اس کے لئے تھوڑی دیر انتظار کر۔ اس کے ساتھ ہی چنگ کم نے صدر الدین اور جمال الدین کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا تھوڑی دیر ان سے کسر پھسر کرتا رہا۔ پھر جلال الدین اور صدر الدین دونوں مسکراتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

پھر سب نے دیکھا کہ جلال الدین اور صدر الدین کیساتھ کوغائی کو مانگا مارتو یورجی سیف الدین احمد مالیات میں احمد کا نائب سانگا اور کچھ دوسرے کرائیت کرغیز مانچوگا تھا اور سیتھین چھوٹے سالار وہاں آئے تھے۔

ہاتھ کے اشارے سے قبلائی خان نے سب کو بیٹھنے کیلئے کہا۔

پھر چنگ کم اپنی جگہ سے اٹھا اور شرامون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

شیرامون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو میں نے کوغائی کو منگالیا ہے۔ تیرا اور اس کا تیغ زنی کا مقابلہ یہاں سب کے سامنے ہوگا۔ پھر پتہ چلے گا کہ اگر تم پر کس معاملے میں اسے فوقیت دی گئی ہے تو کیوں دی گئی ہے اب اٹھو اور اپنی تلوار سنبھال لو میں کوغائی کو بھی مقابلہ کرنے کے لیے کہتا ہوں۔

شیرامون کے سامنے سے چنگ کم ہٹ گیا۔ بایان اپنا چہرہ شیرامون کے قریب لے گیا اور اسے تسلی اور حوصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

شیرامون آج تیغ زنی میں اس کوغائی کو وہ شکست دو کہ سب کے سامنے ذلیل اور رسوا کر کے رکھ دو شیرامون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور سب کے سامنے آ گیا تھا۔ اتنی دیر تک چنگ کم کوغائی کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

بھائی! شیرامون کو شکوہ ہے کہ کسی نے اس پر تمہیں فوقیت دے دی ہے۔ وہ صرف یہ جاننا چاہتا ہے کہ آخر تمہیں اس پر کیوں فوقیت دی گئی ہے۔ تمھارا اور اس کا تیغ زنی کا مقابلہ ہوگا اور پتہ چلے گا کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بناء پر کسی نے شرامون پر تم کو فوقیت دی ہے اس کے بعد چنگ کم بڑے پیار سے اپنا منہ کوغائی کے کان کے قریب لے گیا اور تھوڑی دیر تک اس سے سرگوشی کرتا جسے سن کر کوغائی کی حالت ایسی ہوگئی تھی۔ جیسے کوئی شدت کوئی ہیجان گھس آیا ہو۔ چنگ کم پیچھے ہٹ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا تھا۔ کوغائی ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔ اس کی حالت یکسر بدل گئی تھی ایسے گویا۔ اس کی روح اور قلب کے مستقر میں نفرتوں کے بدلتے موسم اور آنکھوں کے آکاش میں بے خوف کر دینے والی کدورتیں بھر دی گئی ہوں۔

تھوڑی دیر تک وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ برچھا نما بھاری اپنی تلوار نیام سے بے نیام کر لی تھی اس موقع پر قبلائی خان نے قریب بیٹھے اپنے دفاع کے شیر ادیا تگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ادیا تگ تیغ زنی کے اس مقابلہ کے منصف تم ہو گے اپنی جگہ سے اٹھو اور خود ان دونوں کے مقابلے کا اہتمام کرو۔

ادیا تگ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے کے رنگ بتا رہے تھے کہ وہ تیغ زنی کے اس مقابلے سے خوش نہیں اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ سیدھا شیرامون کے پاس آیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

شیرامون میرے عزیز تیغ زنی کے اس مقابلے کیلئے تو نے بڑے سخت تیغ زن کا انتخاب کیا ہے۔ میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب کوغائی ہجر کے جنگل کے غاروں میں تنہائی زہریلی ہواؤں تماشہ گاہ حیات میں قاتل سرابوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوگا اور تم اس کے سامنے تھکے تھکے لٹے لٹے بجھے بجھے خشک بنجر زمین پر دستار غربت اوڑھے ۔ ۔ ۔

موت کی سرد وادیوں میں راستوں کے الجھاؤ کی طرح پڑے ہو گئے۔ شیر اموں طاقت اور قوت میں ہی نہیں شمشیر زنی میں بھی کوغائی ایک ایسی آندھی ہے۔ جسے روکا نہیں جا سکتا۔ وہ ایک ایسا طوفان ہے جس کے آگے بند نہیں باندھے جا سکتے۔

اودیاگنگ کے خاموش ہو جانے پر شیر اموں طنزیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگا۔

اودیانگ دیکھتے جاؤ کہ میں کرتا کیا ہوں میں تو اس مقابلے میں موت کا دست خون بن کر اس کی ساری خودسری کو بکھیر دوں گا۔

جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ شیر اموں۔ اس پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس وقت تو تم بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے ہو۔

لیکن جب عملی طور پر تم کوغائی کا مقابلہ کرو گے تو جو الفاظ میں نے تم سے کہے ہیں وہ تمہیں بڑی شدت سے یاد آئیں گے میں کوغائی کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ تم اور بایان اس سے دور دور رہے ہو کہ تم اس سے حسد اور رشک کرتے رہے ہو میں اس بناء پر اس کے قریب قریب رہا ہوں کہ وہ جرأت مند ہے۔ طاقت ور ہے دلیر ہے۔ پر زور ہے اور ایسے جوان کی قدر کرنا تم جانتے ہو یہ چنگیز خان کا شیوا تھا۔

جہاں تک قبلائی خان چنگ کم تیمور کا تعلق ہے تم اپنے ذہن میں یہ بات رکھو کہ وہ تینوں کوغائی کو اپنے گھر کا ایک فرد خیال کرتے ہیں۔ چنگ کم کوغائی کو اپنے بیٹے تیمور جیسا خیال کرتا ہے۔ ایسا اس بناء پر نہیں کہ ان تینوں کو اس نے کسی رعب اور لالچ میں ڈال رکھا ہے۔ بلکہ ایسا وہ اس کی ہمت اس کی جرات مندی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اب جب کہ تم نے مقابلہ کرنے کی ٹھان ہی لی ہے تیار ہو میں کوغائی کو تیرے سامنے لاتا ہوں۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے کوغائی کو اودیانگ نے بلایا کوغائی اس کے سامنے آیا۔ اودیانگ نے دونوں کو مخاطب کیا۔

کوشش یہ کرنی ہے کہ تم دونوں میں سے تلوار کی ضرب سے کسی کو زخمی نہ کرے۔ تلوار کا پھل نہیں دستہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دستے کے علاوہ ہاتھ پاؤں ہلاتے ہوئے ضرب لگائی جا سکتی ہے۔ اگر کسی نے تلوار کا پھل استعمال کرتے ہوئے زخمی کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ میں پیچھے ہٹنے لگا ہوں اس کے ساتھ ہی تم

مقابلے کی ابتدا کر دو۔

اودیانگ اپنی نشست پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ کچھ دیر شیر اموں اور کوغائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر کوغائی نے شیر اموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

شیر اموں مقابلے کی ابتدا کر دی ہو رہی ہے۔ میرے پاس وقت نہیں کہ میں یہاں تیرے سامنے کھڑا رہوں میں تجھے پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ پھر تیرے مقدر تیری قسمت میں وار کرنے کا کوئی لمحہ نہ رہے۔

جواب میں شیر اموں زخمی ریچھ کی طرح بپھر گیا اور کوغائی پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ دونوں بغیر ڈھال کے ایک دوسرے پر وار کرنے لگے تھے دونوں ایک دوسرے کی تلوار کو تلوار ہی سے روک کر اپنے دفاع کو بھی محفوظ کرتے جا رہے تھے

☆☆☆☆☆

شروع شروع میں کوغتائی کسی پاسدار زلف رخسار اور زندگی کے کسی امانت گزار کی طرح آہستہ آہستہ حملہ آور ہوتا رہا۔ جارحیت بھی دھیمی دھیمی تھی۔ دفاع زوردار تھا۔ پھر اچانک جیسے اس کی جوان رگوں میں کسی نے ان گنت ڈستے لمحے۔ امنگوں ترنگوں میں صحرائی آندھیاں اور حریم جان کے حلقوں میں کرب کی آگ بھر دی ہو اس کی حالت قہر جہنم۔ ریت کی دیواریں گراتے طاقت ور بگولوں اور بیکراں تیرگیوں کی کرب خیزیوں میں رقص کرتی وحشت ناک ہو گئی تھی۔

اچانک اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرتے ہوئے کوغتائی نے ایک قہر آلود نگاہ شیراموں پر ڈالی پھر زوردار آواز میں تکبیر بلند کی اس کے بعد اس نے جوابی حملوں میں تیزی پیدا کی تو شیراموں محسوس کرنے لگا۔ جیسے اس پر بسیط صحرا کے بگولوں بادو باراں کی شدت بدبختیوں کی ردا پھیلاتی قاتل فضاؤں نے وارد ہونا شروع کر دیا ہو۔

مقابلہ جاری رہا اب دیکھنے والے کی آنکھ دیکھ رہی تھی کہ لمحہ بہ لمحہ شیراموں کی حالت پانی کے گرداب میں پھنسے اپنا رنگ کھوئے الفاظ جیسی ہونا شروع ہو چکی تھی۔ لگتا تھا اس کے دل پر گہری تھکن۔ روح کی لوح پر بے پناہ ملامتیں رقص کر گئی ہیں شیراموں بڑی مشکل سے کوغتائی کے حملوں سے اپنا دفاع کر رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھوں میں جنون کی راہ۔ میں اجل زدہ خوابوں اور چہرے پر بے دلی بیتی جماتی شام کی بے نوا بکھری ہوتی چلی گئی تھی۔ دوسرے جانب کوغتائی کے جذبوں اس کے حملہ آور ہونے کے

انداز میں صحرائے وحشت میں گرجتے بادلوں کے حشر کی طرح تیزی اور تندی بڑھتی چلی جارہی تھی۔ وہ جسموں کی ہریالی روح کی خوشحالی سے محروم کر دینے والی دہکتی آگ اور کھولتے خون کی طرح شراموں پر مکمل طور سے حاوی ہوتا جارہا تھا۔ لگتا تھا اس نے مقابلے کے دوران اپنی جوانمردی دہمت سے ذرے ذرے کو سورج کی روشنی قطرے قطرے کو دریا کی روانگی عطا کر دینے کا عزم کر رکھا ہو۔

ایک موقعہ پر شیراموں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اچانک کوغتائی نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کا وہ دایاں ہاتھ پکڑ لیا جس میں اس کی تلوار تھی۔ شیراموں نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بہتر کوشش کی لیکن کوغتائی کی گرفت ایسی سخت تھی کہ وہ اپنا ہاتھ چھڑا نہ سکا۔ لاچار شیراموں نے پوری طاقت اور قوت سے اپنے پاؤں کی ٹھوکر کوغتائی کے گھٹنے پر ماری جس کو مسکراتے ہوئے کوغتائی برداشت کر گیا۔ ساتھ ہی ایک جھٹکے" سے کوغتائی نے اسے اپنی طرف کھینچا اور جیسی چوٹ شیراموں نے کوغتائی کے گھٹنے پر لگائی تھی ایسی ہی چوٹ جب کوغتائی نے شیراموں کے گھٹنے پر لگائی تو شیراموں درد سے کراہ اٹھا۔ تھوڑا سا جھک گیا تھا۔ عین اسی موقعہ پر کوغتائی نے اپنی تلوار۔ بلند کی اور تلوار کا دستہ پورا قوت سے اس کے شانے پر لگایا۔ جس کے نتیجے میں شیراموں بے سدھ سا ہو کر زمین پر بچھ گیا تھا۔ کوغتائی نے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر دور پھینک دی۔ آگے بڑھا۔ شراموں اب مکمل طور پر زمین پر چت ہو چکا تھا۔ کوغتائی نے اپنا دایاں پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ اور اوپاتگ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

اس موقعہ پر اوپاتگ اپنی جگہ سے اٹھا۔ آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ کہ بایان اس کے قریب آیا اور دھیرے سے لہجے میں کہنے لگا۔

محترم اوپاتگ۔ شیراموں کیساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

اوپاتگ نے تیکھی سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

بیٹی ۔ یہ مقابلہ ہے مقابلے سے پہلے میں نے دونوں کو سمجھا دیا تھا کہ ہر کوئی تلوار کا پھل ایک دوسرے پر استعمال نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ تلوار کا دستہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہر قسم کی ضرب لگائی جا سکتی ہے اس مقابلے میں کوغتائی ورنہ

طرح فتح مند رہا ہے۔ اور اس نے مقابلے کے دوران جو اصول میں نے مرتب کیے تھے ان کی خلاف ورزی بھی نہیں کی۔

کوغنائی نے جب دیکھا کہ اوپانگ اور بایان آپس میں گفتگو کرنے لگ گئے ہیں تب اس نے اپنا پاؤں شیرامون کی گردن سے ہٹالیا۔ نیچے جھکا شیرامون کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا پھر لہراتے ہوئے اسے سیرم کے قدموں کے قریب زمین پر پٹخ دیا تھا۔

اس کی اس حرکت پر سیرم اور اس کا بھائی مسکرا رہے تھے قبلائی خان چنگ کم تیمور شہزادی کوکا چین قبلائی خان کی بیوی جاسوئی سب کے چہروں پر گہری مسکراہٹ تھی۔

اوپانگ آگے بڑھا کوغنائی کے قریب آیا اور اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

عزیز کوغنائی تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے۔ جا اپنی نشست پر جا کر بیٹھ جا۔ کوغنائی سے ہٹ کر اوپانگ شیرامون کے پاس آیا۔ جو آہستہ آہستہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آگے بڑھ کر اوپانگ نے سہارا دے کر اسے اٹھایا پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

شیرامون مقابلہ شروع ہونے سے قبل میں نے چند باتیں کہی تھیں تو نے میری باتوں پر غور نہیں کیا۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ کوغنائی کا مقابلہ مت کرو یاد رکھنا میں کوغنائی کا اچھی طرح مطالعہ کر چکا ہوں۔ یہ ان جوانوں میں سے ایک ہے۔ جو اپنی ذات کے عرفان کی دہلیز پر کھڑے ہو کر دلوں میں ریت آنکھوں میں نمی بھر دیتے ہیں۔ یہ ان طوفانوں میں سے ایک ہے جو پرانے موسموں کی اہمیت کی طرح حرکت میں آ کر چاروں طرف مقتل کی ویرانیاں بکھیر دیتے ہیں۔ یہ ان تپتے سرابوں میں سے ایک ہے جو خواہشوں کی آندھیوں کے دوش پر دلوں کے گلدانوں میں ہزیمت کا زہر پھیلانے کا ہنر جانتے ہیں ایسے جوان جہاں دلوں کے بجھے دیئے روشن کرنے کا ہنر جانتے ہیں وہاں غم کا چڑھتا سورج بن کر اپنے مد مقابل کے کاسہ عمر میں موت کے سکے پھینکنا بھی جانتے ہیں تم نے دیکھا مقابلے کے دوران شروع ہی سے تم پر کیسے حاوی رہا۔ تمہارا ایک وار بھی اس کے لیے خطرناک ثابت نہیں ہوا جبکہ اس کا ہر وار تمہارے لئے جان لیوا تھا یہ علیحدہ بات ہے وہ اپنی تلوار کا پھل صحیح استعمال نہیں کرتا رہا اگر جس طرح تو اس کے مقابل آ

تا اس طرح میدان جنگ میں اس کے سامنے آتا تو بہت پہلے تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ریزے ریزے کر چکا ہوتا۔ اب اٹھو اور اپنی نشست پر جا کر بیٹھ جا۔ شیرامون اٹھا کپڑے جھاڑے اور جھکا جھکا ویران ویران سا اپنی نشست پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد قبلائی خان نے شیرامون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ شیرامون اب جبکہ تم کوغنائی سے مقابلہ ہار چکے ہو تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو تن آسانی کی آغوش میں بیٹھ کر خونی جزیروں کی ریت اڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی اپنی ریگزار ہستی کو کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم مل جاتے ہیں ان کے اپنے آشیانوں کے پار تنکے بھی ضرور پریشان ہوتے ہیں وہ لوگ جو اوروں کی خواہشوں کو چنگاریوں کی ترخ دینا چاہتے ہیں انھیں اپنی ہمت اور بساط کے مطابق اپنی ردا کے بل کھولنے چاہیں ورنہ ان کے اپنے ارمانوں کی خونی دیویاں ان کے ذہن کے رس تک کو بھی دیمک کے جالوں میں بدل کے رکھ دیں گی۔ شیرامون منتشر راہوں کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنی ذات کا لبادہ ناپ لینا چاہیے۔ اس کے بعد کہیں جا کے آلام کے مہیب سناٹوں کا سامنا کرنا چاہیے شیرامون جو لوگ لوح ازل کی تحریروں کو فراموش کر کے وہم کے عنکبوت کو اپنے لیے پناہ گاہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ ان کے دل زخم زخم روح لہولہو اور ان کے مقدر میں چاک بے دوا کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

جب تک قبلائی خان بولتا رہا شیرامون سر جھکائے سنتا رہا۔ یہاں تک کہ قبلائی خان خاموش ہوا اور بایان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

بایان اب تم ان سب کو لے کر جاؤ جس بات کا تم فیصلہ کرنے آئے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا۔ پہلی بات یہ کہ سیرم اور اس کے بھائی کو نہ کسی نے اغوا کیا ہے اور نہ ورغلایا ہے۔ وہ اپنی مرضی اپنی منشاء سے لاسہ کا یورت چھوڑ کے گئے ہیں۔

اپنی خوشی سے وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ بایان سب کو بتا دینا کہ اگر کسی نے سیرم اور اس کے بھائی تو ماس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ اپنی موت کو گلے لگانے کی کوشش کرے گا اب تم سب جاؤ۔

بایان اور شیرامون اور ان کے ساتھ جس قدر لوگ آئے تھے سب اٹھ کر وہاں

سے چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد قبلائی خان کوغتائی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے گہری مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

کوغتائی تو نے کیا خوب موت کی تیرگی پھیلاتی چادر کی طرح شیرامون کے ذہن کے ہر روزن میں مہیب گہری ہزیمت اور اس کے طلسماتی گمان میں شعلوں کے لرزہ رنگ بھر کے رکھ دیئے۔ جو لوگ نسلی پاگل پن کے خواب دیکھتے ہیں یقیناً شکست ان کا تاریخی ورثہ ذلت ان کے آنگنوں کی رقاصہ بن جاتی ہے۔ کوغتائی میں تیری جرات مندی تیری عظمت جنگی مہارت میں تیری صناعی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ یقیناً تیرے جیسے جوان ہی ایک جسم میں ہزاروں اندیشے لیے ہوتے ہیں۔ جو اپنے مدمقابل کیلئے نہ دست دعا نہ حرف سوال رہنے دیتے ہیں۔ تو نے کیا خوب عمدہ انداز میں حروف شناسائی کی طرح شیرامون کا مقابلہ کیا اس پر شکست اس پر ہزیمت طاری کر کے اس کی حالت گلیوں کے گندہ ملبہ اور بدی کی ڈھول بنا کے رکھ دیا۔ اب تم بھی اٹھو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر آرام کرو اس لیے کہ ایک دن بعد لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ اس پر کوغتائی بھی جب اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا تو قبلائی خان کو کچھ یاد آیا ہاتھ کے اشارے سے اسے قریب بلایا اور کچھ کہنے لگا۔

کوغتائی مجھے یہ تو بتا دیا گیا ہے کہ سیرم تمہیں پسند کرتی ہے۔ تم سے محبت کرتی ہے اور یہ بھی کہو کہ تمہارے اس کے متعلق کیا جذبات ہیں۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

خاقان میں اس سلسلے میں ابھی کچھ نہیں کہنا چاہتا آپ جانتے ہیں کل سے پہلے پہلے تک سیرم مجھ سے وحشت زدہ تھی میری صورت دیکھنے کی روادار نہ تھی مجھے دیکھتے ہی وحشت زدہ ہو کر بھاگ کھڑی ہوتی تھی۔ اب جو یکایک اس نے یہ کروٹ لی ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ اس وقتی حادثے کی وجہ سے جو پیش آیا کہ میں نے ان نوجوانوں سے اس کی عزت اس کی جان کو محفوظ کیا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اس کا عارضی اور سطحی جذبہ ہے کہ وہ میری مدد کرنے پر مجھے اپنا محسن خیال کرنے لگی ہے۔ اور میری طرف جھک گئی ہے۔ ایسے جذبے پائیدار نہیں عارضی ہوتے ہیں وقت کیساتھ ساتھ ان پر بے تعلقی کی

دھول پڑ جاتی ہے ابھی میں سیرم کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ انتظار کرونگا۔ ہو سکتا ہے میرے حوالے سے اس کے دل میں جو جذبہ اٹھا ہو یہ عارضی ہو اور اس کے بعد وہ اپنی دنیا کی طرف واپس جانا چاہے جب وہ ایسا کریگی تو کوئی اس کی راہ نہیں روکے گا۔

کوغتائی کی ان باتوں سے قبلائی خان سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کے اہل خانہ بھی اٹھ گئے تھے چند قدم آگے جا کر رکا۔ مڑا ہاتھ کے اشارے سے سیرم کو اپنے پاس بلایا۔ سیرم قبلائی کے قریب گئی۔ قبلائی خان نے ایسا شاید اس لیے کہا تھا کہ وہ سیرم سے چند باتیں علیحدگی میں کرنا چاہتا تھا۔ سیرم جب اس کے پاس گئی تو قبلائی خان اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ بچی یہ جو تم کوغتائی کی طرف مائل ہوئی ہو۔ کیا یہ اس حادثے کی وجہ سے ہے۔ جو کوغتائی نے دو مسلح نوجوانوں سے تمھاری عزت اور جان بچائی کہیں یہ عارضی جذبہ تو نہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ ریت کے نقوش کی طرح مٹ جائے گا اور پھر کوغتائی کو چھوڑ کر تم واپس اپنی دنیا میں جانا چاہو گی اس سلسلے میں کوغتائی سے میری تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ اس کے بعد کوغتائی نے جو کچھ کہا تھا وہ قبلائی خان نے سیرم سے کہہ دیا تھا۔

سیرم سنجیدہ ہو گئی تھی کچھ دیر سوچتی رہی پھر کہنے لگی۔

خاقان یہ عارضی جذبہ نہیں ہے بے شک اس سے پہلے میں کوغتائی سے بدکتی رہی ہوں لیکن یہ بھی سب کچھ ماگس پا کی وجہ سے تھا اس لئے کہ اس نے کوغتائی کے متعلق مجھے بری طرح بدگمان کر رکھا تھا۔ اس کے متعلق جھوٹی باتیں گھڑ گھڑ کر مجھے سناتا تھا۔ یوں جانیں کہ وقتی طور پر میں گمراہ ہو گئی تھی لیکن جب کوغتائی نے میری عزت میری جان کی حفاظت کی مجھے اپنے گھوڑے پر بیٹھا کر عزت و احترام کیساتھ اپنے یورت تک لے گیا تب میں نے اس کے اخلاق اور کردار کو سمجھا تب میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جو کچھ دلائی لامہ کہتا رہا ہے۔ وہ جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ اس کے بعد ان ساری باتوں کی تصدیق میرے بھائی توماس نے بھی کر دی اس لئے کہ لامہ نے توماس سے کہا تھا کہ سیرم کو کسی بھی صورت کوغتائی کی طرف مائل نہیں ہونے دینا چاہیے بہرحال خاقان میں آپ کو یقین دلاتی ہوں یہ عارضی جذبہ نہیں ہے۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے کوغتائی

کو پسند کرنے لگی ہوں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔ اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا
چاہتی ہوں۔ یہ ایک دائمی اور مستقل جذبہ ہے۔ اگر کوغتائی نے مجھے اپنی زندگی کا ساتھی
بنانا پسند نہ کیا۔ تو میں اس کے یورت کی داسی بنکر رہنا بھی پسند کروں گی۔ بہرحال کوغتائی
کو ترک کرنا اور اسے بھولنا اب میرے بس کی بات نہیں ہے۔

قبلائی خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

اگر یہ معاملہ ہے تو پھر تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوغتائی ایک روز
ضرور تمہاری طرف مائل ہوگا اور تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرے گا۔ اب تم جاؤ
کوغتائی کیساتھ جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ قبلائی خان اپنے اہل خانہ کے ساتھ آگے
بڑھ گیا تھا۔ سیرم مڑی اسے ساتھ لیجانے کیلئے اس کا بھائی توباس کوغتائی اور اس کے
دیگر۔ ساتھی ابھی تک وہیں کھڑے تھے۔ سیرم جب ان کے پاس آئی تو وہ سب اپنے
یورتوں کی طرف ہو لیے تھے۔

کوغتائی کے ساتھ چلتے چلتے کوغتائی کی طرف سیرم نے بڑے غور سے اچانک
دیکھا اس موقعہ پر اس کے سرخ ہونٹوں پر چاہت بھری لرزش تھی پھر اس نے جھرنوں کے
سرور بکھیرتی آواز میں کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

کوغتائی میرے عظیم محسن آپ نے شیراسون کو مقابلے میں زیر اور ذلیل کر کے
میرے وجدان کے صحن میں مہک اور میری رگوں میں سنہری الفاظ بھر کے رکھ دیئے
ہیں۔ آپ کی فتح مندی میرے ذہن کی وادیوں میں رخشندہ لوح قلم کی کرنوں اور میرے
ضمیر کے اندھیرے جنگل میں روشنی کی عروس بن کر سج گئی ہے۔ جو لوگ اوروں کو اپنے
سے کم تر خیال کرتے ہوئے تپتے صحراؤں میں سورج کو آئینہ سمجھ کر اس کی طرف دیکھتے
ہیں ان کا حشر ایسا ہی ہوتا ہے جو شیراسون کا ہوا۔ جو لوگ شیراسون کی طرح کوغتائی جیسے
عزت و ناموس کے محافظوں اور عصمتوں اور آبرو کے پاسبانوں کے سامنے بھولے
بسرے الفاظ کے پیکروں سے صوت و الفاظ کے پیراہن اتارنے کی کوشش کرتے ہیں
ان کی حالت اخلاق کی اندھی فضا میں طلسم وہم و گمان کی منزل سے بھی بدتر ہو جا
تی ہے۔ بہرحال عظیم کوغتائی میں آپ کی شجاعت آپ کی عظمت آپ کی دلیری آپ

کی جرات مندی اور آپ کی طاقت اور قوت کو سلام پیش کرتی ہوں آپ نے کیا
خوب۔ سیرم کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ کوغتائی نے مسکراتے ہوئے اس کی
طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

سیرم جو کچھ تم کہہ چکی ہو اتنا ہی کافی ہے کوغتائی کے ان الفاظ پر سیرم مسکرا دی تھی
پھر سب خاموشی سے آگے بڑھنے لگے تھے ایک روز بعد لشکر نے وہاں سے شمال کی
طرف کوچ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

قبلائی خان ایک روز اپنے لشکر کے ساتھ اپنے آباد کردہ شہر خان بالیغ (خان کا شہر) میں داخل ہوا اس شہر کا دوسرا نام تائی تو (دربار عظیم) اور اس کا تیسرا نام جو اسے مغرب کے سیاحوں نے دیا تھا وہ کانبالو کا تھا۔

جہاں یہ شہر آباد کیا گیا تھا وہاں پہلے ایک شہر تھا جو تباہ ہو گیا تھا۔ پرانی فصیل کے بعد قبلائی خان نے نئی فصیل بناتے ہوئے نیا شہر آباد کیا۔ (یہی شہر بعد میں بیجنگ کہلایا جو آج کل چین کا صدر مقام ہے)۔

اس شہر کی فصیل اسقدر بڑی تھی کہ فصیل کے احاطے کے اندر ایک بہت بڑی جھیل اور اس کے کنارے قبلائی خان کا محل تھا۔ شہر کی فصیل کے اندر جس قدر قبلائی خان کے پاس لشکر تھا اس سے دگنے لشکر کیلئے عمارتیں اور بارکیں بنائی گئی تھیں جہاں محفوظ انداز میں لشکر مقیم ہوتا تھا۔ قبلائی خان جب شہر میں داخل ہوا تو ایک جگہ اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ اس کے پہلو میں اس کے بیٹے چنگ کم، پوتے تیمور بوئی، بادونی شہزادی کوکو چین، ارباگ، کوغنائی، بایان، کومانگا، مارتو، یورجی اور سب سالاروں نے بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچیں جب ایسا ہوا تو لشکر بھی رک گیا۔ پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا۔۔۔

کومانگا تم جانتے ہو کوغنائی اس شہر میں اجنبی ہے پہلی بار اس میں وارد ہوا ہے اس شہر کی ایک ایک چیز سے اسے آگاہ کرنا تمہارا کام ہے۔ پھر قبلائی خان کوغنائی کے قریب

آیا اور اس سے دھیمے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کوغنائی میں چند دن تک شکار کے لیے شہر سے باہر نکل جاؤں گا۔ میری بیوی میرے بچے میرے ساتھ جائیں گے لشکر کا ایک حصہ اور میرے محافظ دستے بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ میری غیر موجودگی میں شہر کا نظم و نسق اور دیکھ بھال اور حفاظت تمہارے ذمہ ہوا کرے گی میں نے کومانگا سے کہہ دیا ہے وہ تمہیں شہر کے محل وقوع سے آگاہ کر دے گا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم کہاں رہائش رکھنا پسند کرو گے۔

کوغنائی نے کچھ سوچا اور کہنے لگا۔

پہلے مجھے یہ بتائیں کہ کومانگا یورجی اور مارتو کی رہائش کہاں ہے اس پر قبلائی خان مسکرایا اور کہنے لگا۔ مستقر میں سالاروں اور کمانداروں کی رہائش گاہیں بہترین انداز اور عمدہ طریقے سے تعمیر کی گئی ہیں۔ سارے سالار جن میں ارباگ اور بایان تک شامل ہیں۔ مستقر ہی میں قیام کرتے ہیں۔ سالاروں کے علاوہ لشکریوں کے بیوی بچے بھی ان کے ہمراہ مستقر میں اپنی رہائشوں میں رہائش رکھتے ہیں۔ اگر تم مستقر میں قیام نہیں کرنا چاہتے تو تمھارے لیے شہر کے اندر رہنے کا عمدہ انتظام کیا جا سکتا ہے۔

کوغنائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

خاقان جہاں کومانگا مارتو اور یورجی رہتے ہیں میں ان کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ رہنا پسند کروں گا قبلائی خان نے کچھ سوچا پھر وہ مزید کوغنائی کے قریب آیا اور اس سے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوغنائی یہ بات میرے اور تمہارے درمیان ہے کہ سیرم اور تورماس کو کیسے کیسے خطرے لاحق ہیں فی الحال میں ان باتوں کو راز رکھنا چاہتا ہوں فاش نہیں کرنا چاہتا یہ بات کی طے شدہ ہے کہ سیرم تمہیں پسند کرتی ہے۔ اب تمھارا یہ خیال کہ وہ وقتی طور پر تمھاری طرف مائل ہوئی ہے۔ یعنی تم نے اس کی جان اس کی عزت بچائی ہے اس کی بناء پر وہ تمہاری طرف مائل ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے وہ حقیقی طور پر تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے۔ بہرحال وقت بتائے گا کہ حقیقت کیا ہے میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سیرم اور تورماس کی حفاظت ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اور اسے تم ہی ادا کر سکتے ہو

لہٰذا میں تم سے یہ کہوں گا کہ جو رہائش گاہ تمہیں مہیا کی جاتی ہے اس میں سیرم اور توماس بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔

اس طرح تم ایک دوسرے کو جان اور سمجھ بھی سکو گے۔ اور تم اندازہ لگا سکو گے کہ سیرم عارضی طور پر تمہاری طرف مائل ہوئی ہے یا واقعی وہ مستقلاً تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ اور دل سے وہ تمہیں چاہتی ہے۔ میں کومانگا مارتو اور یورجی سے کہہ دیتا ہوں کہ جو رہائش گاہیں سالاروں کی ہیں ان میں سے سب سے اچھی رہائش گاہ جو ان کے قریب ہے وہاں تمہاری رہائش کا بندوبست کیا جائے اب سیرم اور توماس کو اپنے ساتھ نہ رکھنے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرنا اس لیے کہ ان دونوں کی حفاظت تم جانتے ہو ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور بہت سے لوگ سیرم کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی قدم اٹھا سکتے ہیں سیرم کے انکار پر اس کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں اسی طرح اس کے بھائی توماس کو بھی خطرہ ہے میرے خیال میں میری اس تجویز سے تم اتفاق کرو گے۔

کوغنائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

خاقان جیسا آپ کہتے ہیں۔ ویسا ہی ہوگا۔

کوغنائی کا جواب سن کر قبلائی خان خوش ہوگیا تھا پھر ہاتھ کے اشارے سے کومانگا کو قریب بلایا اور کہنے لگا۔

کومانگا تمھاری رہائش گاہوں کے نزدیک جو سب سے عمدہ رہائش گاہ خالی ہے اس میں کوغنائی کے رہنے کا اہتمام کرنا اور کوغنائی کے ساتھ سیرم اور توماس بھی رہیں گے اس لئے کہ ان دونوں انھیں تحفظ کی سخت ضرورت ہے جو انھیں صرف کوغنائی ہی مہیا کر سکتا ہے۔ کومانگا میں تم سے یہ بھی کہوں کہ میں چند دنوں تک شکارگاہوں کی طرف چلا جاؤں گا یہ بات میں کوغنائی کو بتا چکا ہوں۔ میری غیر موجودگی میں شہر کا نظم و نسق کوغنائی کے ذمے ہوگا۔ اس دوران شہر کے پورے محل وقوع سے کوغنائی کو تم آگاہ کر دو گے۔

قبلائی خان کے خاموش ہونے پر کومانگا مسکرایا اور کہنے لگا۔

خاقان آپ فکر مت کریں جو کام آپ میرے ذمے لگا رہے ہیں میں بڑے احسن طریقے سے اسے سرانجام دوں گا۔ جواب میں قبلائی خان مسکرایا اور لشکر کو اس نے

ستقر کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب کہ خود وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ جھیل کے کنارے اپنے محل کی طرف جا رہا تھا۔

ستقر میں جہاں کومانگا مارتو اور یورجی کے علاوہ دوسرے کرائیت کرغیز گاتھ اور سیتھیں سالاروں کی رہائش گاہیں تھیں ان کے بیچ ایک خالی عمارت میں کوغنائی کی رہائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کومانگا مارتو یورجی صدر الدین اور جمال الدین جب کوغنائی کو اس رہائش گاہ کے پاس لے کر گئے تب کومانگا اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ باقی لوگ بھی اتر چکے تھے۔ سیرم اور توماس جو اس ان کے ساتھ تھے وہ بھی پریشان اور فکرمند تھے کہ ان کی رہائش کا کیا اہتمام کیا جاتا ہے اس لئے کہ ابھی تک ان دونوں بہن بھائیوں کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ ان کے رہنے کا اہتمام کوغنائی کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

جب سب اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تب کومانگا سیرم اور توماس کے قریب آیا اور بڑے نرم لہجے میں سیرم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

سیرم میری بہن قبلائی خان کے کہنے پر تمھارے رہنے کا اہتمام امیر کوغنائی کیساتھ کیا جا رہا ہے۔ یہ جو عمارت خالی پڑی ہے یہیں امیر کوغنائی کی ــــــ رہائش ہوگی اور تم دونوں اس کے ساتھ رہو گے۔ کیا اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض ہے؟

کومانگا کے ان الفاظ پر سیرم خوش ہوگئی تھی تو ماس بھی مسکرا رہا تھا پھر اپنی خوشیوں کو چھپاتے ہوئے سیرم بول پڑی۔

کومانگا میرے بھائی مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مجھے اور میرے بھائی توماس کو اگر امیر کوغنائی کیساتھ رکھا جاتا ہے تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی کیونکہ ان دنوں مجھے اور میرے بھائی توماس کو تحفظ کی سخت ضرورت ہے اور یہ تحفظ امیر کوغنائی سے بڑھ کر ہمیں کوئی نہیں دے سکتا مگر ایک بات ہے امیر اس بات پر رضامند ہو جائیں گے کہ میں اور میرا بھائی توماس ان کے ساتھ رہیں۔

کومانگا مسکرایا اور کہنے لگا۔

ہو جائیں گے نہیں میری بہن بلکہ ہو چکے ہیں۔ کومانگا کو رک جانا پڑا اس لئے کہ

جمال الدین اور صدر الدین نے آگے بڑھ کر حویلی کا دروازہ کھول دیا تھا۔ پھر مارتو نے چند مسلح جوانوں کو بلا کر انھیں ہدایات دیں۔ جس کے نتیجے میں چند مزید افراد بلائے گئے حویلی کی صفائی کرا دی گئی ضرورت کی ہر چیز وہاں رکھ دی گئی تھی سب حویلی میں داخل ہوئے۔ حویلی کی دائیں طرف جو چھوٹا سا اصطبل تھا اس میں گھوڑوں کو باندھ دیا گیا تھا سب انتظار کے کمرے میں بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز ماچو قبیلے کے سردار مارتو نے کیا۔

امیر یہ آپ کی رہائش گاہ ہے۔ ضرورت کی ہر چیز حویلی کے اندر میسر کر دی گئی ہے۔ اب میں اس سلسلے میں اپنی بہن سیرم سے یہ پوچھوں گا کیا حویلی میں رہتے ہوئے کھانے کا انتظام کرے گی؟

سیرم مسکرائی اور بولی

مارتو! میرے بھائی! یہ کوئی پوچھنے کی بات تو نہیں ہے میں کھانے کا انتظام کیوں نہیں کروں گی۔ آپ اس سلسلے میں بے فکر رہیں امیر کوغنائی کو اس سلسلے میں مجھ سے کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

اس پر مارتو کھڑا ہو گیا کہنے لگا۔

امیر آپ آرام کریں ہم ابھی تھک گئے ہیں اس کے ساتھ ہی کوغنائی سیرم اور توماس بھی اٹھ کھڑے ہوئے سب کو انھوں نے الوداع کیا پھر وہ حویلی اور اس کے اندر جو سامان لایا گیا تھا اس کا جائزہ لینے لگ گئے تھے ہر چیز کو تینوں مل کر سجانے لگ گئے تھے۔

اپنے شہر خان بالیغ میں داخل ہونے کے بعد قبلائی خان نے چنگیز خان کے نامور سپہ سالار سوبدائی کے پوتے آجو کو بحری بیڑہ تیار کرنے کا حکم دیا اس لئے کہ آپ کو بحری جنگوں کا بڑا شوقین تھا یہ حکم ملتے ہی وہ اسی روز خان بالیغ سے روانہ ہو گیا تھا۔ تاکہ بحری بیڑے کی تعمیر کا کام شروع کر سکے۔ شاید جنوبی چین کو اپنے قبضے میں کرنے کے بعد قبلائی خان بحری بیڑے کو حرکت میں لاتے ہوئے دوسرے علاقوں پر بھی حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔

قبلائی خان نے تین دن خان بالیغ میں قیام کیا اس کے بعد وہ اپنے اہل خانہ اور

اپنے لواحقین کو لے کر شکار کی خاطر شکار گاہوں کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کی روانگی کے بعد بایان چنگ لی وانگ چو گروک پی اور شیرامون نے اپنے کھیل کی ابتدا کی اس کھیل میں ماگس پا بھی شامل تھا طے یہ پایا کہ قبلائی خان کی روانگی کے بعد دوسرے روز وہ بھی شکار گاہ کی طرف چلے جائیں گے اس سلسلے میں بایان نے قبلائی خان سے اجازت بھی لے لی تھی کہ وہ بھی شکار کے لیے نکلنا چاہتے ہیں قبلائی خان نے انھیں اجازت بھی دے دی تھی۔

سب سے پہلے یہ لوگ احمد کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے اس لئے کہ احمد پوری طرح قبلائی خان پر سوار تھا اور قبلائی خان احمد کی ہر بات مانتا تھا اور یہ ان لوگوں کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ طے یہ پایا کہ صرف چنگ لی اور وانگ چو خان بالیغ میں رہ کر کوغنائی کی نظروں اور اس کے عتاب سے بچتے ہوئے احمد کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے جبکہ باقی سب لوگ شکار گاہ کی طرف چلے جائیں گے۔

یہ بھی طے پایا گیا تھا کہ جونہی چنگ لی اور وانگ چو دونوں مل کر احمد کا خاتمہ کریں شہر کے اندر جس قدر ختائی قبائل کے لوگ تھے جو چنگ لی اور وانگ چو کے ساتھ تھے شہر کے اندر مل کر ایک غدر سا برپا کر دیں گے اور مشہور یہ کر دیا جائے گا چونکہ چند خطائیوں سے احمد نے ماضی میں زیادتیاں کی تھیں لہٰذا وہ حرکت میں آئے ہنگامہ کھڑا کیا اور احمد کا انھوں نے خاتمہ کر دیا۔ یہ سارا لائحہ عمل طے کرنے کے بعد چنگ لی اور وانگ چو خان بالیغ ہی میں رہے تھے باقی سب شکار گاہوں کی طرف چلے گئے تھے۔

کوغنائی ایک روز شہر میں بنائی جانیوالی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے گیا کلو سانگا مارتو۔ صدر الدین جلال الدین جمال الدین سیف الدین اور دیگر بہت سے لوگ اس کے ساتھ تھے۔

مسجد میں داخل ہونے کے بعد کوغنائی نے ادھر ادھر دیکھا پھر اپنے قریب ہی کھڑے احمد کے نائب سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

سانگا کیا بات ہے احمد نماز کے لیے نہیں آیا اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔

اس پر بڑے پرسکون انداز میں سانگا کہنے لگا۔

امیر وہ میرے ساتھ ہی نماز کیلئے آنا چاہ رہے تھے کہ دو مسلح جوان آئے اور انہوں نے احمد سے کہا کہ اسے قبلائی خان کے بیٹے چنگ کم نے بلایا ہے چنگ کم سے ملنے کے لئے وہ قصر کی طرف چلے گئے ہیں۔

سانگا کے ان الفاظ پر کوغتائی فکر مند ہو گیا کہنے لگا۔

یہ کیسے ممکن ہے چنگ کم تو شکار گاہ سے شہر میں آیا ہی نہیں اگر وہ آتا تو سب سے پہلے وہ مجھ سے ملاقات کرتا پھر کوغتائی نے کچھ سوچا اور وہ مسجد کے دروازے کی طرف بھاگا باقی سب لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ اپنے جوتے پہننے کے بعد کوغتائی نے مارتو کی طرف دیکھا اور اس سے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مارتو مجھے معاملہ کچھ خطرناک سا لگتا ہے چنگ کم شہر میں نہیں آیا۔ اگر آتا تو ہر صورت میں قصر میں جانے سے پہلے وہ مجھ سے ملتا۔ مجھے لگتا ہے یہ بایان اور اس کے کارندوں کی سازش ہے۔ میں کو مانگا صدر الدین اور جمال الدین کے ساتھ قصر کا رخ کرتا ہوں۔ تم یورجی اور چند مسلح دستوں کو لیکر فوراً قصر کا رخ کرو یاد رکھنا میرا اندازہ غلط نہیں۔ یہ احمد کی جان خطرے میں ہے۔

یہ الفاظ سنتے ہی مارتو فوراً جوتے پہنتے ہوئے مسجد سے نکل گیا تھا دوسری طرف کوغتائی کو مانگا سانگا صدر الدین اور جمال الدین بھی بھاگ کھڑے ہوئے تھے مسجد سے باہر نکلنے کے بعد مسجد میں لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

آپ سب لوگ محترم جمال الدین اور سیف الدین کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کریں میں ذرا احمد کی خیریت دریافت کرنے جا رہا ہوں اس کے ساتھ ہی کوغتائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد سے باہر نکل گیا تھا۔

ادھر چنگ لی اور وانگ چو اپنا کام کر چکے تھے انہوں نے ہی اپنے دو آدمی بھیج کر احمد کو بلایا تھا انھیں یہ خدشہ تھا کہ اگر انہوں نے خود احمد کو بلایا تو احمد نہیں آئے گا۔

لہٰذا انھوں نے چنگ کم کا نام استعمال کیا۔

لہٰذا جب دو مسلح جوانوں نے احمد سے کہا کہ چنگ کم نے اسے بلایا ہے تو احمد ان کے ساتھ ہولیا۔

وہ دونوں جوان احمد کو لیکر قصر کے کمرے میں داخل ہوئے جو بری طرح روشن کیا گیا تھا چاروں طرف چکا چوند سا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک نشست پر وانگ چو دروازے کی طرف پشت کیے ہوئے بیٹھا تھا احمد یہی سمجھا کہ چنگ کم بیٹھا ہوا ہے جونہی وہ آگے بڑھا کمرے کے دائیں بائیں موجود چند مسلح جوان اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کا خاتمہ کر دیا۔

جس وقت چنگ لی اور وانگ چو کی نگرانی میں کچھ مسلح جوان احمد کی لاش کو محل سے باہر لا رہے تھے عین اسی وقت کوغتائی کو مانگا جلال الدین صدر الدین اور سانگا وہاں پہنچ گئے تھے۔

ان سب کو دیکھتے ہوئے چنگ لی اور وانگ چو پریشان ہو گئے ان کے ساتھ جو مسلح جوان تھے ان کو کوغتائی اور اس کے ساتھیوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

کوغتائی اور اس کے ساتھیوں نے فوراً اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے چنگ لی اور وانگ چو کے ساتھیوں کی تعداد کافی تھی ساتھ ہی چنگ لی نے کچھ آدمی بھیج کر مزید مسلح جوانوں کو طلب کر لیا۔

ابھی یہ ٹکراؤ شروع ہوا ہی تھا کہ چنگ لی اور وانگ چو کی بدقسمتی کہ مارتو اور یورجی بھی مسلح دستے لیکر وہاں پہنچ گئے تھے اور اس کے سب ساتھیوں کو گھیر لیا گیا ان سے ہتھیار ڈلوا لیے گئے۔

عین اسی موقع پر شہر کے اندر خطائی قبیلوں کے لوگوں نے فساد شروع کر دیا تھا کوغتائی بڑی تیزی سے حالات کو سمجھ رہا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے یورجی کو حکم دیا کہ فوراً مستقر سے مزید مسلح دستے منگوائے اور شہر کے اندر جو بھی ہنگامہ کرے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

یہ حکم ملتے ہی یورجی نے چند مسلح جوان مستقر کی طرف روانہ کیے اور آن کی آن میں مستقر سے اچھا خاصا لشکر آن موجود ہوا جسے لیکر یورجی شہر کے اندر پھیل گیا تھا۔

چنگ لی وانگ چو اور اس کے ساتھیوں کو کوغتائی نے گرفتار کر لیا تھا۔ اسی وقت تیز رفتار قاصد قبلائی خان کی طرف بھجوائے اور شہر کے اندر جو صورتحال تھی اس سے اسے

آگاہ کیا گیا۔

اتنی دیر تک شہر کے اندر جو ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ اس پر یورچی نے قابو پالیا اس لیے کہ ختائی قبیلے کے سرکردہ لوگوں کو اس نے گرفتار کرلیا جو لوگ ہنگامہ کھڑا کرنے کیلئے نکلے تھے ان میں سے کچھ کا یورچی نے خاتمہ کروا دیا باقی لوگ اپنے گھروں میں دبک گئے تھے۔

قبلائی خان کی طرف سے کوغتائی کے نام یہ پیغام آیا کہ وہ لشکروں کا سالار ہے۔ شہر کا محافظ ہے جو حالات اس کے سامنے پیش آئے ہیں۔ اپنی مرضی اپنی خشاء سے وہ جو چاہے فیصلہ کرے اسے منظور ہوگا۔

چنگ لی اور وانگ چو اور اس کے ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کرلیا گیا تھا اس کے بعد چنگ لی اور وانگ چو کو کوغتائی کے حکم پر اس کے سامنے پیش کیا۔ کوغتائی جلتی شمعوں کی روشنی میں ان دونوں کی جانب بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر انہیں مخاطب کرکے کہنے لگا۔

تم دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس شہر میں خون آلود جذبوں کا میلا دھواں پھیلانا چاہتے ہو تمہیں اور ان سب کو میں جان چکا ہوں تم دونوں کو تو میں جب سے آیا ہوں۔ بغور جائزہ لیتا رہا ہوں تم لوگوں نے بدبختی کے گندے سفر میں خیالوں کی سرحدوں سے بھی آگے جانا چاہا۔ پھر وقت کی غیر محسوس چکی نے دیکھو تمہیں اپنے نیچے پیس کے رکھ دیا ہے۔ تم جیسے لوگ جو لہو کے شعلے بھڑکاتے ہیں اوروں کی قربتوں کے لمحوں پر درد کے اظہار کی دستک دیتے ہیں ان کی اپنی کواڑوں پر ان کے خرد کے اپنے بیچوں میں تصورات کی ٹھوکریں دستک دیتی ہیں تم دونوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خود اپنی زیست کی تہہ میں اجل کی تلچھٹ بھرنے کی کوشش کی ہے۔ ظالمو تم نے اس احمد کو مار ڈالا جو خود پیاسا رہ کر اوروں کی پیاس بجھاتا تھا۔ جو مالی مدد کرنے میں ایسا تھا کہ اس کے لئے اپنے غیر اور وہ غیروں کا تھا۔ تم نے آتے جاتے لمحوں کے آئینوں میں اپنی قوت اور طاقت اور سازش کا غلط اندازہ لگالیا۔

میں کوغتائی ہوں شہر کو اس کے مقام پر رکھ کر حرکت میں آتا ہوں میں جب سے

قبلائی خان کے پاس آیا ہوں میں بغور خصوصیت کے تم دونوں کا جائزہ لیتا رہا ہوں اس لئے کہ تم نے ماروئی کو بے آبرو کیا تھا۔ زیست کی آخری سانسوں کو دعوت دی مگر بچ نکلے یاد رکھنا کہ میں جانتا ہوں شر کی کن تاریک درزوں میں تم جذبوں کے سیاہ رنگ بکھیرتے رہے ہو۔ وصل کے کن بساطوں میں تم اپنی جوان تمنائیں حسین شامیں سجاتے رہے ہو۔ شب کے صحرا میں کہاں کہاں خیمہ زن ہو کر تم چاندی دوشیزاؤں کو بے آبرو کرتے رہے ہو کہاں کہاں گل رتوں کے آنگن اور دھنک خوابوں میں تم گناہوں کے کھیل کھیلتے رہے ہو۔

اوروں کو خون میں تربتر کرنے اور دشمنوں کو آنسوؤں کی بوندوں کے ترازو میں تولنے والو! میں تم سے تمہاری گئی رتوں کا سارا حساب وصول کرونگا۔

لمحہ بھر کیلئے کوغتائی رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

اب تم دونوں میرے سامنے درد و کرب کی آہٹوں میں سنسان گزرگاہوں جیسے خاموش اداسی کے قصوں میں شب کی اجڑی مانگ اور تلخی انکار میں گراں تہہ چنگی ہو بولو جواب دو کس بنا پر تم نے احمد کا خاتمہ کیا آج میں تم سے یہ بھی پوچھتا ہوں کہ کس بنا پر مسلمانوں کی اس بستی میں قتل عام کراتے ہوئے میری ملت میری قوم کی ایک بیٹی جس کا نام ماروئی ہے اس کو تم نے بے آبرو کیا اور بے عزت کیا۔

کوغتائی کی اس ساری گفتگو کے جواب میں وانگ چو اور چنگ لی کچھ نہ بولے گراں گہر آلود فضا میں خوف تیا اور گور اندھیری رات میں خوابوں کی گونج کی طرح چپ اور ساکت سے کھڑے رہے یہاں تک کہ کھولتے طبلے اور گونجتی آوازیں میں۔ کوغتائی نے پھر انہیں مخاطب کیا تم کیا خیال کرتے تھے کہ اپنے چند ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد تم ان سرزمینوں میں بسنے والے مسلمانوں کے قتل عام کرنے کی انتہا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے چنگ لی وانگ چو تم نے اپنے دست راست توتگ اور اس کے ساتھیوں کا انجام دیکھا کہ توتگ کی بہنوں نے اس کے خلاف شہادت دی اب تم دونوں کی باری ہے اس لئے کہ تم دونوں توتگ سے بھی زیادہ زہریلے اور بدکار قسم کے لوگ ہو۔

کوغتائی خاموش ہوا ہوا پھر پہلے سے بھی زیادہ غضبناک لہجے میں بول پڑا۔

چنگ لی دانگ چو تم اپنے ذہن میں یہ بھی خیال کر رہے ہو گے کہ عنقریب بایان شیراسون کردک چی حرکت میں آئیں گے قبلائی خان یا اس کے بیٹے چنگ کم سے مل کر تمھاری رہائی کا بندوبست کریں گے لیکن اب ایسا نہیں ہو گا اس لئے کہ اب گناہ کو اس کے مقام پر اور شر کو اس کی جگہ پر رکھ فیصلہ کیا جائے گا میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ یہ سازش تم نے تیار کی ہے جس کے تحت تم نے احمد کو قتل کیا ہے اس میں تم لوگوں کو کس کس کی حمایت ہے میں جانتا ہوں۔

کوغتائی لمحہ بھر کے لئے رکا دم لیا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

مجھے کسی اور سے غرض و غایت نہیں تم دونوں چونکہ اس قتل کی واردات میں رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہو۔ لہذا میں تم دونوں کیلئے ہی سزا تجویز کرونگا۔ ایک اور بات اپنے ذہن میں لکھ لینا یہ جس قدر تمہارے ہوازی کھڑے ہیں یہ بھی سن لیں کہ آج اس واردات میں اگر بایان شیراسون یا ان کا کوئی اور ساتھی بھی یہاں موجود ہوتا تو خدا کی قسم تمہارے ساتھ میں ان کی گردنیں بھی کٹوا دیتا۔

میں تمہیں آسان موت ہرگز نہیں ماروں گا۔ اس طرح تمہیں اپنے گھناؤنے کردار اور اپنے گندے کارناموں کی سزا کا احساس نہیں ہو گا۔ تمھاری گردنیں تلوار کے ایک جھٹکے سے کاٹ دینے سے تمھیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ تمہیں تمہارے کن کن کارناموں کی سزا دی گئی ہے میں تمہیں ان خطائیوں کیلئے بھی عبرت بنا دینا چاہتا ہوں جو اپنے گھروں میں دبک گئے ہیں اور جنہوں نے تمہارے کہنے پر شہر میں ہنگامہ کھڑا کرنے کی کوشش کی تھی۔

پھر کوغتائی نے مارتو اور کومانگا یورجی تینوں کو اپنے قریب بلایا تھوڑی دیر تک ان کیساتھ سرگوشی کی اس کے بعد وہ تینوں پیچھے ہٹ گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے پہلے کومانگا حرکت میں آیا کچھ مسلح دستوں کو اس نے ترتیب دیا وہ مسلح جوان وہاں موجود چنگ لی اور دانگ چو کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

اس کے بعد مارتو اور یورجی نے اپنے کام کی ابتدا کی وہ دو گھوڑے لیکر آئے گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ لمبے رسے باندھے گئے پھر چنگ لی کو مارتو اور دانگ چو کو

یورجی نے پکڑا زمین پر بری طرح پٹخا ان کے پاؤں کیساتھ گھوڑوں سے بندھی رسیاں باندھ دیں پھر ان کے کہنے پر گھوڑوں پر ایک مسلح جوان بٹھایا وہ گھوڑوں کو محل کے سامنے سرپٹ دوڑانے لگے تھے یہاں تک کہ دانگ چو اور چنگ لی کو زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر ذلت کی موت مار دیا گیا تھا۔

اس کے بعد کوغتائی اور اس کے ساتھی حرکت میں آئے بڑی عزت و احترام کے ساتھ احمد کی تجہیز و تدفین کا اہتمام کیا گیا۔ چنگ لی اور دانگ چو کی لاشوں کو بھی وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔ احمد کے مرنے کے بعد مالیات کا شعبہ قبلائی خان نے سانگا کے حوالے کر دیا تھا۔

قبلائی خان اپنے محل کے باہر شامیانہ نما اپنی نشست میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سب سپہ سالار اور عمائدین وہاں موجود تھے کہ کوغتائی کومانگا مارتو یورجی سانگا جلال الدین جمال الدین صدر الدین سیف الدین بھی وہاں پہنچے سب کو قبلائی خان نے نشستوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب بیٹھ گئے تو اپنے پہلو میں بیٹھے کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے قبلائی خان نے کہنا شروع کیا۔

کوغتائی میرے عظیم بیٹے میرا ارادہ تھا کہ چار دن تک میں خان بالیغ سے نکلوں گا جنوبی چین کا رخ کروں گا اور جنوبی چین میں جو علاقے فتح کرنے والے رہتے ہیں انھیں سر کر کے جنوبی چین میں آخری حدود تک اپنی سلطنت کو وسعت دیتا چلا جاؤں گا۔ سنگ خاندان کا وزیر یانگ شی ایک بہت بڑا لشکر جمع کر چکا ہے جنوبی چین میں جو شہر ہم نے فتح کر لیے تھے ان پر اس نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے لیکن حالات اچانک کروٹ لے گئے ہیں اور فی الوقت ہم جنوبی چین کا رخ نہیں کر سکتے۔

کچھ قاصد آبائی دشت کی طرف سے آئے ہیں وہ میرے چھوٹے بھائی اریق بوغا کا پیغام لائے ہیں کہ آبائی دشت پر عنقریب شمال کے وحشی مانچو قبائل حملہ آور ہونے والے ہیں۔

دراصل قائدو نے سائبیریا کے اس پار ٹنڈرا کے میدانوں اور شمالی مرغزاروں تک زندگی بسر کرنے والے مانچو قبائل کو ہم پر حملہ آور ہونے کی دعوت دے دی ہے۔ آنے

داخلے قاصدوں نے یہ بھی کہا ہے کہ قائدو نے ان وحشی مانچو قبائل کو بڑی پرکشش ترغیبیں دی ہیں۔ ہمارا آبائی دشت سائیریا کے جنوبی حصے میں ہے۔ جبکہ وحشی مانچو قبائل سائیریا کے انتہائی شمال میں طوفانی اور برفانی بگولوں کی طرح سرگرداں رہتے ہیں۔ یہ انتہا درجہ کے وحشی اور خونخوار ہیں میرے چھوٹے بھائی اریق بوغا کا کہنا ہے کہ عنقریب یہ ہمارے آبائی دشت کو نشانہ بنائیں گے۔ ابھی تک یہ تفصیل معلوم نہیں ہوسکی کہ قائدو نے انھیں کیا ترغیبات دی ہیں۔

پر میرا دل کہتا ہے کہ مانچو قبائل آندھی اور طوفان کی طرح شمال کی طرف سے نکل کر ہمارے آبائی دشت پر حملہ آور ہوں گے تو وہ قائدو کے بس میں بھی نہیں رہیں گے اور ہمارے دشت کو فتح کرنے کے بعد اس علاقے پر بھی قابض ہو جائیں گے جو اس وقت قائدو کے تسلط میں ہے قائدو نے ان وحشی قبائل کو اپنے دشت پر حملہ کرنے کی دعوت دے کر ایک بہت بڑی غلطی کی ہے جس پر قائدو کو بعد میں یقیناً پچھتانا پڑے گا۔

اس لئے کہ سرد برفانی علاقوں سے نکل کر جب یہ وحشی قبائل جنوب کی طرف آباد اور زرخیز زمینوں کو دیکھیں گے تو واپس شمال کی طرف جانے کی بجائے صحرائے گوبی کے آس پاس سونا اگلتی زمینوں میں آباد ہونا پسند کریں گے اگر ایسا ہوا تو منگول ہمیشہ کیلئے دشت ایشیا سے مٹ کر رہ جائیں گے اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔

کوغتائی میرے بیٹے تمہاری آمد سے پہلے جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ تم اور بایان اپنے اپنے لشکر کو لیکر دشت کا رخ کرو گے بایان کو میں نے تفصیل کیساتھ سمجھا دیا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ پورا پورا تعاون کرے گا اس لئے کہ اس وقت ہم نے اس دشمن کو روکنا ہے جو ٹڈی کی یلغار کی طرح اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو اجاڑ بناتا چلا جاتا ہے۔

تمہاری آمد سے پہلے اوپانگ سے میں نے مشورہ کیا ہے اس نے بھی یہی تجویز پیش کی ہے کہ قلفور کوغتائی اور بایان دونوں کو سارے سالاروں کیساتھ آبائی دشت کی حفاظت کیلئے روانہ کیا جائے سارے لشکری اپنے اہل خانہ کو اپنے ساتھ لیجا سکتے ہیں پوری حرکت میں آئیں گے اور جس قدر جلد ممکن ہو آبائی دشت میں پہنچنے کی کوشش کریں گے سرما اپنے عروج پر آتا چلا آرہا ہے لہٰذا برفباری کا مقابلہ کرنے کیلئے یہاں

سے ضرورت کی ہر چیز لیجائی جائے گی۔

تبلائی خان اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر کہنے لگا۔

کوغتائی جلال الدین سیف الدین بھی تمہارے لشکر میں شامل ہونگے۔ ظاہر ہے سیرم اور اس کا بھائی تو ماس بھی تمہارے ساتھ جائیں گے ایسا ان دونوں کی حفاظت کیلئے کیا جارہا ہے تاہم ماگس پاولائی لامہ یہیں رہے گا۔ وہ لشکر کیساتھ روانہ نہیں ہوگا پھر تبلائی خان اپنا سر کوغتائی کے قریب لے گیا اور مزید رازداری میں کہنے لگا۔

میں جانتا ہوں تم سیرم سے نفرت نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس سے بیزاری کا اظہار کر سکتے ہو اس لئے کہ وہ ایسی لڑکی ہے جسے ہر کوئی اپنانا پسند کرے گا وہ خوب صورت ہے۔ پرکشش ہے جوان ہے میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جب تم چاہو اس سے شادی کرلینا وہ تمہارے لئے ایک انتہا درجہ کی مخلص اور وفا شعار بیوی ثابت ہوگی اب یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے کوچ کرنا پسند کرو گے۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

بایان کا اس سلسلے میں کیا کہنا ہے؟

وہ تو قلفور یہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

عظیم خاقان بایان کا کہنا درست ہے ہمیں قلفور یہاں سے جھیل بیکال کی طرف کوچ کرنا چاہیے دیر نہیں کرنی چاہیے ایسا کرنے پر مانچو قبائل ہمارے لیے خطرہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ گو پوری تفصیل ابھی تک اریق بوغا نے نہیں بتائی لیکن میرا دل کہتا ہے کہ آپ کے آبائی دشت پر ایک طرف سے مانچو اور دوسری طرف سے قائدو حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔

تبلائی نے ایک لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔

کوغتائی تمہارا کہنا درست ہے لیکن قائدو کوئی اتنا بڑا حملہ نہیں کرے گا تمہارے لشکر کے کچھ حصے کو اپنے ساتھ مصروف رکھنے کی کوشش کریگا اصل معرکہ وہ مانچو قبائل پر ہی چھوڑے گا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دریائے قزل قم کو عبور کرنے کے بعد وہ پہلے کی طرح آبائی

دشت میں داخل ہونے کی کوشش کرے بہر حال جس قسم کے حالات تمہارے سامنے آئیں ان کے مطابق فیصلہ کرنا مجھے امید ہے تم اور بایان دونوں ملکر اریق بوغا کیساتھ آبائی دشت کی خوب حفاظت کرو گے۔

قبلائی خان رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

آج کا دن میں تمہیں تیاری کیلئے دیتا ہوں کل صبح ہی صبح تم یہاں سے کوچ کر جانا اس کے بعد قبلائی خان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا سارے سالار بھی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے اس روز لشکر نے کوچ کرنے کیلئے بھرپور تیاری کی اور اگلے روز صبح ہی صبح کوغتائی اور بایان کی سرکردگی میں منگولوں کے ان ہی کر غیزوں کا تھ سیتھین اور دوسرے ان گنت قبائل پر مشتمل لشکر خان بالیغ سے جنوبی سائبیریا میں جھیل بیکال کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

ان گنت یورتوں پر مشتمل لشکر بڑی تیزی سے جھیل بیکال کی طرف کا رخ کر رہا تھا کوہستان ہویات اور دریائے کیرولین کے بیچوں بیچ گزرنے کے بعد لشکر دریائے کیرولین کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا پھر لشکر نیرخ موڑا دریائے کیرولین کو عبور کرنے کے بعد چند وسیع میدانوں کو عبور کیا جو دریائے اونان کو عبور کرنے کے بعد دونوں لشکر چنگیز خان کے آبائی دشت میں داخل ہوئے تھے جسے وسطی ایشیا بھی کہہ کے پکارا جاتا ہے۔

کوہستان خنگائی اور جھیل بیکال کے درمیانی حصے میں قبلائی خان کے چھوٹے بھائی اریق خان نے بہترین انداز میں دونوں لشکروں کا شاندار استقبال کیا اور کوہستان خنگائی کے دامن میں ہی دونوں لشکر اپنے اپنے یورتوں کے ساتھ پڑاؤ کر گئے تھے۔

جبکہ وہ لشکر جو اریق بوغا کی کمانداری میں تھا پہلے ہی وہاں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

رات کے کھانے کے بعد کوما نگا۔ مارتو۔ یورجی جمال الدین سیف الدین صدر الدین جلال [illegible] سالار کوغتائی کے یورت میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ یورت میں قبلائی خان کا چھوٹا بھائی اریق بوغا داخل ہوا۔

اس کے آنے پر سب نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اریق بوغا آگے بڑھا کوغتائی کے پاس بیٹھ گیا کچھ دیر خاموشی رہی پھر اریق بوغا نے کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا

شروع کیا۔

کوغتائی میرے عزیز جو قاصد میں نے اپنے بھائی قبلائی خان کی طرف بھیجا تھا اس کے ذریعے تمہیں خبر ہو گئی ہو گی کہ ان دنوں ہمیں دو اطراف سے حملوں کا خطرہ ہے شمال کی طرف سے مانچو قبائل اور جنوب مغرب کی طرف سے قائدو۔۔۔۔۔

اب صورت حال یہ ہے کہ قائدو کا ایک لشکر دریائے قزل قم کو عبور کرنے کے بعد تودہ کے میدانوں میں پڑاؤ ہوا ہے یہ وہی میدان ہے جہاں تم قائدو کے لشکر کو شکست دے کر دریائے قزل قم کے اس پار بھگا چکے ہو۔

تمہارے کہنے کے مطابق تمہارے یہاں سے کوچ کرنے کے بعد میں نے دریائے قزل قم کے کنارے کنارے حفاظتی دستے مقرر کر دیئے تھے پر ان دستوں کے مقرر کئے جانے کے باوجود قائدو کا لشکر رات کی گہری تاریکی میں دریائے قزل قم پر لکڑی کا پل بنا کر تودہ کے میدانوں میں داخل ہو گیا ہے اب قائدو کو شمال کی طرف سے مانچو قبیلے کے لشکر کی آمد کا انتظار ہے۔

میرے مخبر مجھے یہ بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ قائدو کے جس لشکر نے دریائے قزل قم کو عبور کرنے کے بعد تودا کے مقام پر پڑاؤ کیا ہے اس میں نہ قائدو ہے نہ اس کی بیٹی آئی یاروق اس لشکر کی کمانداری قائدو کے لشکروں کا سالار اعلیٰ پلوچس اور دیگر مغل سالار کر رہے ہیں اس سلسلے میں بایان سے طویل گفتگو کرنے کے بعد میں تمہاری طرف آیا ہوں۔

یہ صورت حال تو قائدو کے لشکر کی ہے جہاں تک مانچو قبیلے کا تعلق ہے تو وہ یقیناً شمال کی طرف سے ہم پر حملہ آور ہوں گے شمال کی سمت کو کافی حد تک میں نے محفوظ کر دیا ہے جھیل بیکال کی طرف طاقت کا پہاڑ برخان کالدون ہے۔ اس کے اندر جس قدر درے ہیں جن کے ذریعے مانچو قبائل کے اندر آنے کا خطرہ ہے وہاں میں بہترین تیر انداز مقرر کر چکا ہوں اب ان دروں کے ذریعے مانچو قبائل براست جھیل بیکال کا رخ کر کے ہمارے دشت کے مرکزی شہر قراقرم کا رخ نہیں کر سکتے۔

شمال کی طرف ان کے آنے کے دو راستے ہیں ایک جھیل بیکال کا مغربی حصہ

جہاں کوہستانی خطوں میں کافی درے ہیں ان دروں کو میں کافی محفوظ کر چکا ہوں یہاں بھی میں تیرانداز بٹھا چکا ہوں اس حصے میں بھی مجھے امید ہے وحشی مانچو قبائل جنوب کا رخ نہ کر سکیں گے۔

لہٰذا شمال کی طرف سے اب مانچو قبائل کے آنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ وہ دریائے ینسی کے کنارے کنارے جنوب کی طرف آئیں گے جہاں دریائے خسارا اور قزل قم ملتے ہیں وہاں اپنا رخ بدلیں گے اور دریائے خسارا کے ساتھ ساتھ مشرق کا رخ کریں گے جہاں ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے دو طریقے استعمال کر سکتے ہیں۔

پہلا یہ کہ دریائے خسارا کو عبور کرنے کے بعد وہ تو وہ کے میدان میں داخل ہو کر قائدو کے لشکر کیساتھ ملنے کی کوشش کریں گے۔

اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ ان کا دوسرا طریقہ کار یہ ہوگا کہ دریائے خسارا کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھیں گے اور کوہستان خنگائی کے اندر وہ درے جن کے اندر سے دریائے خسارا نکلتا ہے ان میں سے ہوتے ہوئے کوہستان خنگائی اور جھیل بیکال کے درمیان جو میدان پڑتے ہیں ان میں سے ہوتے ہوئے جھیل بیکال اور ہمارے مرکزی شہر قراقرم کا رخ کر سکتے ہیں۔

اب میں نے اپنے ذہن میں جو سوچا ہے وہ یہ کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ تو وہ کے میدانوں میں دریائے قزل قم کی طرف رخ کرو اور قائدو کا جو لشکر دریائے قزل قم کو عبور کر آیا ہے اسے مار بھگا کر دریائے قزل قم کے پار جانے پر مجبور کر دو۔

بایان اپنے لشکر کے ساتھ دریائے خسارا کے کنارے کنارے پڑاؤ کریگا دشمن پر کڑی نگاہ رکھے گا اگر مانچو قبائل دریائے خسارا کو عبور کرنے کے بعد تو وہ کے میدانوں میں داخل ہوتے ہیں تو بایان اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹے گا اور تم سے آن ملے گا میں بھی وہاں موجود ہوں گا اس طرح ہم تینوں مل کر وحشی قبائل کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اور اگر مانچو تو وہ کے میدانوں کا رخ نہیں کرتے بلکہ دریائے خسارا کے کنارے کنارے کوہستان خنگائی کے دروں کا رخ کرتے ہیں تو دریا کے ایک کنارے پر وہ اور دوسرے کنارے پر میں اور بایان کوہستان خنگائی کے دروں کی طرف بڑھیں گے مجھے

امید ہے اتنی دیر تک تم بھی قائدو کے لشکر کو مار بھگاتے ہوئے ہم سے آن ملو گے اس طرح ہم تینوں مل کر وحشی مانچو کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

کوغتائی نے کچھ سوچا پھر اریق بوغا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اریق بوغا جو طریقہ کار تم نے اور بایان نے وضع کیا ہے بہت عمدہ ہے اس پر عمل کر کے یقیناً وحشی قبائل پر کاری ضرب لگائی جا سکتی ہے لیکن میں اس میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا چاہوں گا اگر تم برا نہ مانو تو۔

اریق بوغا نے کوغتائی کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

کوغتائی تم کس قسم کی گفتگو کرتے ہو تم مجھ سے جنگ کا زیادہ تجربہ رکھتے ہو طاقتور ہو تیغ زنی میں لاجواب ہو اگر اس میں کوئی تبدیلی کرتے ہو تو یقیناً ہمارے لئے فائدہ مند ہوگی۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

اگر مانچو دریائے خسارا کے کنارے کنارے کوھستان خنگائی کی طرف بڑھتے ہیں تو قائدو کے لشکر سے فارغ ہونے کے بعد میں بایان اور تم سے ملنے کیلئے دریائے خسارا کا رخ نہیں کروں گا۔ میں دریائے قزل قم کی طرف بڑی تیزی اور برق رفتاری کیساتھ جاؤں گا۔

جن دروں سے دریائے قزل قم نکل کے آتا ہے ان دروں سے کوہستان خنگائی کو عبور کرنے کے بعد میں فلطور اور انتہائی سرعت کیساتھ شمال کا رخ کروں گا ان دروں میں گھات لگاؤں گا جن کو دریائے خسارا کے کنارے کنارے عبور کرنے کے بعد مانچو جھیل بیکال کا رخ کریں گے اتنی دیر تک بایان اور تم بھی ان کے پیچھے لگ جانا جونہی وہ کوھستان خنگائی میں داخل ہوتے ہیں سامنے کی طرف سے میں اور پشت کی طرف سے تم اور بایان ان پر حملہ آور ہونگے تو میرے خیال میں ان وحشیوں کے پاس بھاگنے کے سوا اور کوئی راستہ نہ رہے گا۔ اس طرح ہم بڑی آسانی سے انھیں مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اریق بوغا تھوڑی دیر تک کوغتائی کی طرف توصیف انداز میں دیکھتا رہا پھر کہنے

لگا۔

جو طریقہ میں اور بایان نے وضع کیا ہے اس سے تمہارا لائحہ عمل عمدہ اور بہتر ہے لہٰذا اسی پر عمل کیا جائے گا اب بایان تو ابھی تھوڑی دیر تک اپنے لشکر کیساتھ دریائے خسارا کی طرف چلا جائے گا۔ میں بھی اس کے ہمراہ ہوں گا تم اپنے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرتے ہو؟

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

اریق بوغا تم سے گفتگو کرنے کے بعد میں بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آؤں گا اور تووہ کے میدانوں میں قائدو کے لشکر کے قریب پڑاؤ کرلوں گا اور قائدو کے لشکر سے نبٹنے کی کوشش کروں گا۔

اریق بوغا شاید کوغتائی کی اس گفتگو سے مطمئن ہوگیا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

کوغتائی تم نے جو کچھ کیا ہے یہ آخری ہے اب میں جاتا ہوں میں اور بایان دریائے خسارا کی طرف کوچ کریں گے اس کے ساتھ ہی اریق بوغا وہاں سے چلا گیا تھا ان کے جانے کے بعد کوغتائی نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اس کے لشکر کے چھکڑے جن میں یورت نصب تھے کھڑکھڑاتے ہوئے دریائے قزل قم کے کنارے کنارے تووہ کے میدانوں کے وسطی حصے کا رخ کر گئے تھے دوسری جانب اریق بوغا اور بایان بھی دریائے خسارا کا رخ کئے ہوئے تھے۔

☆☆☆☆☆

تووا کے میدانوں میں قائدو کے لشکر کے قریب ہی کوغتائی نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرلیا تھا چھکڑے جن میں یورت نسب تھے کچھ اس ترتیب سے لشکر گاہ کے چاروں طرف پھیلا دیئے گئے تھے کہ رات کو دشمن آسانی سے شب خون نہ مار سکے لشکر کے اندر جگہ جگہ مشعلیں روشن کردی گئی تھیں کوغتائی کے یورت کے قریب ہی سیرم اور اس کے بھائی توماس کا یورت تھا اور ان کے قریب ہی سیف الدین اور اس کی بیوی ماروئی کا یورت تھا ماروئی بھی سیف الدین کے ساتھ لشکر میں شامل تھی۔

پڑاؤ کی حالت درست کرنے کے بعد کوغتائی اپنے یورت کے سامنے کو مانگا مارتو یورجی جمال الدین سیف الدین اور دیگر سالاروں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ ایک طرف سے صدر الدین اور جلال الدین دونوں آئے ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جسے انہوں نے ذرا فاصلے پر کھڑا کردیا تھا جلال الدین اس کے پاس کھڑا رہا صدر الدین اکیلا کوغتائی کے قریب آیا اور دھیرے سے لہجے میں مخاطب کرکے کہنے لگا۔

امیر ایک شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے وہ کیوں آپ سے ملنا چاہتا ہے نہیں بتاتا ہم نے اس سے یہ بھی پوچھا ہے کہ وہ کس سمت سے آیا ہے کیا پیغام رکھتا ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ میں نے جو کچھ کہنا ہے امیر کوغتائی ہی سے کہوں گا۔ اپنا نام تک بتانے سے گریز کرتا ہے لیکن اس کی گفتگو سے ہم نے اندازہ لگالیا ہے کہ وہ مسلمان ہے اس کی باتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کیلئے بڑا بے چین ہے اور آپ سے ملنے

کے بعد فوراً واپس اپنی منزل کی طرف چلا جانا چاہتا ہے وہ شخص سامنے کھڑا ہے میں جلال الدین کو اس کے پاس ہی کھڑا کر آیا ہوں۔

کوغانائی نے اس سمت دیکھا جہاں جلال الدین کے ساتھ آنے والا شخص کھڑا تھا کوغانائی نے صدرالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تم نے اسے دور کیوں کھڑا کر دیا اسے میرے پاس لاؤ تا کہ میں جانوں کون ہے کہاں سے آیا ہے۔ کیوں مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔

صدرالدین پلٹا پھر جمال الدین اور وہ دونوں لوٹے ان کے ساتھ جو جوان شخص تھا اپنے لباس اپنے حلئے سے بھی مسلمان لگتا تھا قریب آ کر بلند آواز سے اس نے سلام کیا سب نے اس کے سلام کا جواب بہتر انداز میں دیا پھر قبل اس کے کہ کوئی گفتگو کا آغاز کرتا وہ شخص کوغانائی کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

امیر کوغانائی اگر آپ تھوڑا سا وقت میرے لئے نکالیں تو میں آپ سے ایک انتہائی راز کی بات کرنا چاہتا ہوں میرے پاس وقت بہت تھوڑا ہے میں بہت جلد لوٹ جانا چاہتا ہوں۔

کوغانائی نے غور سے اس کی طرف دیکھا کہنے لگا۔ جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کہو۔

آنے والا پھر بول اٹھا۔

کیا آپ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں علیحدگی میں نہ سنیں گے۔

کوغانائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

علیحدگی اور خلوت کی ضرورت نہیں ہے یہاں جس قدر لوگ کھڑے ہوئے ہیں میرے ہر راز سے واقف ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہو ان کی موجودگی میں کہو یہ میرے بھائی ہیں یوں جانو یہ سب میرے جسم کا ایک حصہ ہیں ان سے علیحدہ ہو کر میں تم سے کیا سنوں گا۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

آنے والا رکا پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

امیر کوغانائی میرا نام نائمان ہے الحمدللہ ترک مسلمان ہوں کیا آپ کسی ایسی لڑکی کو جانتے ہیں جس کی خوب صورتی نئے اندازِ فسوں کاری اور تمناؤں کے نکھار اور بے داغ

سحر کی سی ہو جس کا جمال سرسبز و شاداب اور حسین خلد کی مانند ہو جس کی باتوں جس کی ادا جس کے سراپا کی کشش ایسی ہو جیسے طرز کو ہین میں جدید سحر طرازی بھر دی گئی ہو۔

نائمان کی ایسی گفتگو سے کوغانائی گہری سوچوں میں کھو گیا تھا وہاں کھڑے دوسرے لوگ بھی کسی قدر پریشانی کا اظہار کر رہے تھے کہ نائمان پھر بول اٹھا کہ۔

امیر کوغانائی میں ایک ایسی لڑکی کی طرف اشارہ کر رہا ہوں جس کی زندگی میں آپ سے ملاقات سے پہلے نہ کوئی رقص تھا نہ رومان نہ گیت نہ زمزمہ اس کی زندگی میں کوئی محبت کی صدا نہ تھی بس زیست کے میدان میں وہ زندگی بسر کر رہی تھی آپ سے ملاقات اس کے لئے ایسی ثابت ہوئی جیسے کسی کے ذہن میں بہاروں کے بیج بو دیئے گئے ہوں آپ سے ملنے کے بعد اس کی فکر کی ساری گرہیں کھل گئیں اس کی سوچیں وا ہو گئیں خلوت ذات میں گم رہنے والی وہ لڑکی جو کسی سے زیادہ ملتی بھی نہ تھی آپ کی محبت اس پر گھٹا بن کر برسی اور اس کے ذہن کے سارے دریچے کھول دیئے اب وہ خاموش لبوں کے جذبوں معدوم فردوس اپنے نور سے محروم فکر کی طرح آپ کا انتظار کر رہی ہے دن کے تپتے راستوں اور رات بھر ناچتے وسوسوں کی پرچھائیوں پر کھڑے ہو کر وہ آپ کی راہ دیکھتی ہے اگر آپ سے اس کی ملاقات نہ ہوئی تو امیر وہ لڑکی بیچاری آندھیوں میں اڑتے غبار اور سناٹوں کے جنگل میں گم فضاؤں کی طرح فنا ہو کر رہ جائے گی۔

نائمان جب خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے کوغانائی بول پڑا۔

تم اتنے بھاری بھرکم الفاظ میں ایک لڑکی کا ذکر کر رہے ہو کیوں؟

نائمان مسکرایا اور کہنے لگا۔

امیر میں ایک ایسی لڑکی کا ذکر کر رہا ہوں جس کے ساتھ حالات وقت اور حادثات نے آپ کی منگنی کروا دی تھی۔

کوغانائی چونکا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ نائمان پھر بول پڑا۔

امیر میں قائمدو کی بیٹی آئی یاروق کا ذکر کر رہا ہوں۔ وہ آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہے اسی نے مجھے آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ وہ آپ سے ملنے آپ سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس کے بعد نائمان نے کوغانائی کی روانگی کے بعد آئی

یاروتی کا اس سے محبت کرنا اور پھر چینی سوداگر سے اس کی شادی اور چینی سوداگر کو کوغنائی کی خاطر ہلاک کر دینے تک سارے حالات واقعات سنا ڈالے تھے۔

جب تک نائمان بولتا رہا کوغنائی اور وہاں کھڑے سب لوگ دھیرے دھیرے مسکراتے رہے تھوڑی دیر کے بعد نائمان نے کوغنائی کی طرف دیکھتے ہوئے ایک نیا انکشاف کیا۔

امیر کوغنائی ان سب باتوں سے بڑھ کر میں آپ پر یہ بھی انکشاف کردوں کہ آپ کی خاطر وہ دلی طور پر اسلام قبول کر چکی ہے حرف اظہار اس لئے نہیں کر رہی کہ اس کے ایسا کرنے سے اس کا باپ قائدو پتھر دل قسم کے منگول اس کے اس فعل کو ناپسندیدہ قرار دیں گے جس وقت اس نے آپ کے ساتھ منگنی طے ہوئی تھی اور آپ قبلائی خان کی طرف روانہ ہو گئے تھے آپ کی روانگی کے بعد اس نے اسلام اور اس کے اصولوں میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی قائدو کے لشکر میں آپ جانتے ہیں بے شمار مسلمان عالم دین ہیں ان کے پاس وہ اٹھتی بیٹھتی رہی ہے اور وہ اسلام کے سارے اصولوں سے آگاہ ہے اسے خبر ہو گئی تھی کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ ان کے آبائی دشت کا رخ کر رہے ہیں لہٰذا آپ سے رابطہ کرنے کے لئے اس نے مجھے آپ کی طرف روانہ کر دیا اب آپ بتائیں کہ میں واپس جا کر اس سے کیا کہوں؟

دراصل آئی یاروتی فلفور آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے اس لئے کہ اس کا باپ قائدو اس پر زور دے رہا ہے کہ وہ شادی کر لے آئی یاروتی نے اپنے باپ کو تسلی دے رکھی ہے کہ ایک نہ ایک دن کوغنائی اس کی طرف آئے گا اور وہ اسی سے شادی کرے گی بس اسی امید اور انتظار میں اپنے باپ قائدو کو بہلائے جا رہی ہے اب آپ بتائیں میں واپس جا کر اس سے کیا کہوں۔

کوغنائی کچھ سوچتا رہا پھر نائمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

نائمان فلفور جواب دینا کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے اس لئے کہ ایک اور لڑکی بھی ہے جو میری زندگی کا ساتھی بننا چاہتی ہے اس کے بعد اختصار کے ساتھ کوغنائی نے نائمان کو سیرم کے حالات سنا ڈالے تھے اس موقعہ پر نائمان نے خوشی کا اظہار کرتے

ہوئے کہنا شروع کیا۔

امیر کوغنائی اگر آپ آئی یاروتی کے علاوہ سیرم سے بھی شادی کرنا چاہیں گے تو میرا دل کہتا ہے کہ اس سلسلے میں آئی یاروتی کو کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہوگا وہ سیرم کو اپنی بہن کی طرح رکھے گی۔

کوغنائی کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر نائمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

نائمان آئی یاروتی یقیناً ہزاروں چمکتے ستاروں میں گیت اور خوبصورتی بکھیرتا ایک درخشاں ماہتاب ہے قائدو اور اس کے پاس سے رخصت ہونے کے بعد میں تو یہی خیال کر رہا تھا کہ آئی یاروتی مجھے گلدانوں اور تاکستانوں کا ایک عارضی خوشبو کا جھونکا اور آسمان کی طرف پرواز کرتی جگنو کی مشعل سمجھ کر فراموش کر دے گی اگر اس نے اپنے تفکرات کی لوحوں پر جگمگ کرتے ستاروں کی طرح میری محبت کو زندہ رکھا ہے اگر وہ پو پھوٹنے سے سورج غروب ہونے تک کوہستانوں کی الجھی پیاسی کی طرح شدت سے میرا انتظار کرتی ہے اگر کوہستانوں کی دہشت ناکی میں بھی اس نے میری چاہت کو ایک واہمہ اور قدم اکھاڑتے طوفانوں میں بھی میری محبت کو ایک چھلاوہ نہیں بننے دیا تو پھر واپس جا کر اس سے کہنا کہ میں بھی آئی یاروتی کو بے حسی کے بازاروں میں نیلام نہیں ہونے دوں گا۔ اسے ہجر و وصال کی کشمکش میں دوریوں کی الجھنوں میں نہیں پھنسنے دوں گا۔ بشارت کے منتظر اس کے دل خواب دیکھتی اس کی سمندر آنکھوں اور اس کے صحن دل کی پرورش کیلئے میں دعاؤں کی تاثیر اور اس کی ذات کے لئے بال و پر کی پرواز بن جاؤں گا۔ میری طرف سے جا کر اسے یقین دلانا کہ وہ میری طرف آ سکتی ہے لیکن ٹھہرو پہلے میں سیرم سے بات کرلوں وہ اس سلسلے میں کیا کہتی ہے پھر تم یہاں سے لوٹ کر آئی یاروتی کی طرف جانا۔

کوغنائی تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر کومانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کومانگا تم سب یہیں رکو میں سیرم اور تو اس کے یورت کی طرف جاتا ہوں اس سلسلے میں سیرم سے بات کرتا ہوں اس کے بعد آ کر نائمان کو میں آخری پیغام دیتا ہوں کومانگا نے اس سے اتفاق کیا پھر کوغنائی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

سیرم کے یورت کے سامنے آ کر کوغتائی کھنکارا اس وقت سیرم کے یورت میں خود
سیرم اور اس کا بھائی تو ماس اور سیف الدین کی بیوی ماروئی بیٹھے ہوئے تھے کوغتائی کو
دیکھتے ہی تینوں اٹھ کھڑے ہوئے کوغتائی یورت میں داخل ہوا سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا
خود بھی وہ سیرم کے سامنے بیٹھ گیا پھر سیرم کو مخاطب کر کے کوغتائی کہہ رہا تھا۔
سیرم میں ایک انتہائی اہم موضوع کے متعلق تم سے بات کرنے کے لئے آیا
ہوں۔
لمحہ بھر کے لئے سیرم بیچاری خوابوں کے اجڑے خاکوں میں خشک رتوں میں پھیکی
ہنسی اور خزاں کے بوجھل تبسم میں قلب و جگر کے زخموں جیسی ہو کے رہ گئی تھی دھیرے سے
لہجے میں کہنے لگی کیا آپ ہم سب کو چھوڑ کر کسی نئی مہم پر روانہ ہو رہے ہیں۔
کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔
نہیں سیرم ایسی کوئی بات نہیں میں تمہارے ساتھ اپنی زندگی کا ایک اہم فیصلہ
کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سیرم میرا دل تمہاری طرف سے مطمئن ہو چکا ہے اور میں
جانتا ہوں تم میری طرف سے ابھی تک مشکوک ہو مگر اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں
تمہارے ریزہ ریزہ انگ کو اپنی باتوں سے جوڑ دوں تمہارے ٹوٹے من میں مہک
بھر دوں اور تمہیں الفاظ و معنی کی شکنوں سے باہر نکال لوں۔
سیرم عجیب سے انداز میں کوغتائی کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی لمحہ بہ لمحہ
اس کی کیفیت اس کے خانہ دل کی پر کیف خوشبوؤں، شوخ انگڑائی سے بیدار ہوتے
ستاروں، شبنمی قطروں کی ٹھنڈی آہٹوں جیسی ہو رہی تھی تاہم اس نے اپنی کیفیت کو دل
کی لوح اور مہتابی کرنوں کی طرح ضبط کے آنچل میں چھپا کے رکھا یہاں تک کہ اس کی
سماعت سے کوغتائی کی آواز پھر ٹکرائی۔
سیرم میں تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہوں۔ مگر اس کے لئے ایک الجھن
ہے اس کے بعد کوغتائی نے سیرم کو آئی یاروق کے سارے حالات جو ناعمان نے آ کر
بتائے تھے تفصیل سے سنا ڈالے تھے۔
آئی یاروق کے واقعات سن کر سیرم نے برا محسوس نہیں کیا بلکہ اسے جب یہ

احساس ہو گیا کہ کوغتائی اس سے محبت کرتا ہے اور اسے اپنانا چاہتا ہے تو اس کی حالت
طلسم آب میں لاجوردی عکس نگار زندگی کے کسی خوابوں میں چاند کی پہلی کرنوں اور رد
پہلی مسکراہٹوں میں بکھرے نفسوں کے رنگوں سی ہو کے رہ گئی تھی۔
اک بار پھر کوغتائی کی آواز اس کی سماعت میں رس گھول گئی۔ سیرم میں تم اور آئی
یاروق دونوں سے ایک ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں تو تمہیں کوئی اعتراض ہو گا؟
سیرم کی گردن جھک گئی تھی حیا کے دوش پر پرانی اجنبیت کے غلاف اتارتی ہلکی سی
بوندا باندی کی طرح شرما رہی تھی اس کی خوابیدہ آنکھوں میں پر کشش حیا کی گرمی اپنا رنگ
دکھا گئی تھی سانسوں کی خوشبو تازے مہکتے گلابوں کی صورت اختیار کر گئی تھی۔
کوغتائی نے پھر اسے مخاطب کیا۔
سیرم میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے تمہاری خاموشی اس کا جواب نہیں میں تمہارے
منہ سے کچھ سننا پسند کروں گا تا کہ آنے والے دور میں نہ مجھے کوئی اعتراض ہو نہ تمہیں
میں تمہاری خوشی کو اپنی خوشی جان کر تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہوں یہی پیغام
میں آئی یاروق کی طرف بھی بھجوانا چاہتا ہوں کیونکہ آئی یاروق کا ایک قاصد میرے پاس
آیا ہوا ہے تم سے بات کرنے کے بعد میں اسے واپس بھیجوں گا بولو۔ جواب دو تمہارا
جواب سننے کے بعد میں واپس جاؤں گا۔ ناعمان کو آئی یاروق کی طرف بھیجوں گا ہو سکتا ہے
آئی یاروق تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ جائے میں چاہوں گا کہ تم خود اس کا استقبال کرو۔
سیرم تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی۔ شرماتی رہی جھجکتی بھی رہی پھر سناٹوں کی فضا میں
اس کی رس برساتی آواز سنائی دی لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں وہ کہہ رہی تھی۔
امیر آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں میں تو اپنی ذات کی ہر شے اپنی زندگی کا ہر لمحہ
اپنی زیست کی ہر پسندیدہ شے آپ پر نچھاور کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہوں اگر میرے
علاوہ آئی یاروق کو بھی اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا
بلکہ میں خوشی محسوس کروں گی کیونکہ آئی یاروق سے بہت پہلے آپ کی سنگی ہوئی تھی۔ میری
نسبت آپ پر اس کا حق زیادہ ہے۔ میں آئی یاروق کی عزت ایسے ہی کروں گی جیسے
چھوٹی بہن اپنی بڑی بہن کی کرتی ہے۔

کوغتائی اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر دور دور تک مسکراہٹیں آنکھوں میں حد نگاہ تک آسودگی رقص کر گئی تھی پھر سیرم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو پھر تیار ہو تمھارے پاس اپنے قیمتی لباسوں میں جو سب سے زیادہ بہترین لباس ہے اسے پہنو۔ تو ماس اور ماروئی کو بھی لیکر میرے یورت کی طرف آؤ۔ اتنی دیر تک آئی یاروق بھی ہوسکتا ہے پہنچ جائے میں چاہتا ہوں کہ تم خود آئی یاروق کا استقبال کرو اس کے بعد کوغتائی وہاں سے نکل گیا تھا۔

دوبارہ کوغتائی اپنے یورت کے پاس آیا اور نائمان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نائمان واپس آئی یاروق کے پاس جاؤ اس سے کہو وہ جس وقت جب جی چاہے میرے خیمے میں آ جائے اگر وہ ابھی آنا چاہتی ہے تو بہترین اسکا استقبال کیا جائے گا۔ لیکن ذرا اپنا چہرہ ڈھانپ کر آئے تاکہ اسے کوئی دیکھے نہیں وہ ادھر آنے میں رازداری سے بھی کام لے نائمان خوش ہو گیا تھا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد تک خاموشی طاری رہی اس دوران کو مانگا یورچی اور مارتو نے آپس میں کچھ مشورہ کیا اور تینوں کوغتائی کے قریب آئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے مانچو قبیلے کا سردار مارتو بول اٹھا۔

امیر محترم! ہم سب جانتے ہیں کہ تبریز سے چین کی سرزمینوں کی طرف جاتے ہوئے راستے میں آئی یاروق کی منگنی آپ سے ہوئی تھی اگر آئی یاروق آپ سے محبت کرتی ہے آپ کو پسند کرتی ہے تو وہ حق بجانب ہے مگر ہم تینوں کے ذہن میں ایک الجھن ہے مجھے امید ہے کہ تھوڑی دیر تک آئی یاروق یہاں پہنچ جائے گی اگر اس کے ساتھ آپ کا تھوڑی دیر بعد نکاح ہو جاتا ہے تو پھر ہم اسے کہاں رکھیں گے۔ جب تک ہم یہاں دشت میں ہیں اس وقت تک تو آپ کے یورت میں رہتے ہوئے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہے گی اس لئے کہ آج تک یہ سمجھیں آپ کے نکاح میں آ جانے کی اس طرح لوگ یہی خیال کریں گے کہ یورت میں آپ کی بیوی سیرم رہتی ہے تنہا یورت میں اگر آئی یاروق بھی ٹھہرتی ہے تو کسی کو کوئی شک شبہ نہیں ہوگا۔

لیکن اپنی اسی مہم کو سر کرنے کے بعد جب واپس جائیں گے تو امیر کوغتائی آئی

یاروق کا کیا بنے گا کیا وہ ہمارے ساتھ خان بالیغ میں جا کے رہ سکے گی جبکہ ہمارے خیال میں ایسا ممکن نہیں۔ گذشتہ کئی برسوں سے وہ اور اس کا باپ قائد منگولوں کے آبائی دشت پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ آور ہوتے رہے ہیں بے شمار منگول ان کے ہاتھوں مارے جاتے رہے ہیں منگولوں کو جب خبر ہوگی کہ آئی یاروق آپ کی بیوی ہے اور آپ کے پاس اس نے قیام کیا ہوا ہے تو کیا وہ آپ کی ذات تک کو نظر انداز کرتے ہوئے آئی یاروق سے۔

اس کے ماضی کا انتقام نہیں لیں گے۔

مارتو جب خاموش ہوا تو ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کوغتائی بول پڑا۔

مارتو تم اور تمھارے دونوں ساتھی کو مانگا اور یورچی ملکر جن خدشات کا اظہار کر رہے ہو ان سے میں پہلے سے آگاہ ہوں آئی یاروق یہاں آئے تو میں پھر اس کیساتھ فیصلہ کن بات کروں گا اگر وہ یہاں ان حالات میں مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ ہے تو۔ شادی تو میں اس سے کرلوں گا لیکن جب تک ہمارا یہاں قیام ہے اس وقت تک وہ یہاں میرے پاس رہے گی جس دن ہم نے یہاں سے کوچ کرنا ہوگا اسی دن وہ بھی اپنے سرحدی شہر قزل کی طرف چلی جائے گی پھر وہ اور میں بدلتے حالات کا انتظار کریں گے۔ کہ خداوند قدوس ہمارے لئے کوئی ایسا راستہ پیدا کر دے کہ ہم تینوں ملکر پرسکون ازدواجی زندگی بسر کر سکیں فی الحال میرے ذہن میں یہی بات ہے اس کے سوا میں نے کچھ نہیں سوچا بہرحال آئی یاروق کے آنے کے بعد فیصلہ ہوگا۔ جہاں تک تمھارے خدشات کا تعلق ہے تو وہ اپنی جگہ درست ہیں۔ اس مہم کی تکمیل کے بعد میں آئی یاروق کو اپنے ساتھ خان بالیغ میں لیکر نہیں جاؤں گا وہاں اسے کوئی زندہ نہیں چھوڑے گا جبکہ میں اس کی سلامتی چاہتا ہوں شادی کے بعد میں جب تک یہاں ہوں وہ میرے ساتھ قیام کرے گی۔ پھر واپس اپنے شہر قزل میں جا کر اپنے باپ کے پاس قیام کرے گی ابھی ہم ابھی تک ہمیں یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے باپ سے اجازت لیکر مجھ سے شادی کرنے یہاں آرہی ہے بہرحال حالات اور وقت ہمیں سب کچھ سکھا دیں گی تم سب کو اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

کوسانگا مارتو اور یورجی کوغنائی کی اس گفتگو سے کسی حد تک مطمئن ہو گئے تھے پھر وہیں کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد بائیں سمت سے سیرم آتی دکھائی دی اس کے دائیں بائیں اس کا بھائی توماس اور ماروئی تھے جب وہ قریب آئے تو زرق برق لباس میں حسین اور انتہا درجہ کی خوبصورت سیرم اس موقع پر کوغنائی کو ایسی لگی جیسے پہلی اذان کے نور کا پہلا در کھل گیا ہو۔ یا یہ کہ صبح کے سلام کرتے پرندوں میں قربتوں کی شباہت پیدا کرنے والا کوئی نیا پرندہ داخل ہو گیا ہو۔ سیرم کی چال اس کے لبوں پر پھیلی خوشی اور اطمینان سے ایسے لگتا تھا جیسے اس کے چاروں طرف ریشم کے نرم تاروں میں کھویا لمس اور قوس قزح کے قیدی رنگ اور تاروں میں مقید سر آزاد ہو کر چاروں طرف ناچ اٹھے ہوں چپ چاپ کوغنائی کے یورت میں وہ اس طرح داخل ہو گئی تھی جیسے کسی اجنبی دیس میں ہریالیوں پر ہلکورے لیتی ہوئی بے خانما معطر ہوائیں اپنے لیے تحفظ سے بھرپور پناہ گاہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔

سیرم کیساتھ ماروئی اور توماس بھی یورت میں داخل ہو گئے تھے تاہم کوغنائی اور دیگر سب لوگ باہر منتظر تھے شاید انھیں آئی یاروق کی آمد کا انتظار تھا۔

اس سلسلے میں انھیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا اس لئے کہ ایک طرف سے نائسان اور آئی یاروق نمودار ہوئے آئی یاروق مردانہ جنگی لباس پہنے ہوئے تھی چہرے کو اس نے خوب ڈھانپ رکھا تھا قریب آ کر اس نے نقاب ہٹایا کوغنائی نے دیکھا آئی یاروق ویسی کی ویسی ہی پر جمال اور خوبصورت تھی وہی اپنی حدوں سے باہر ہوتا حسن وہی زندگی کی سرحدوں پر خوابوں کے لمس جیسا اس کا شباب۔ وہی بھیگی رتوں میں قرب کی طلب پیدا کرتے اولین احساس جیسی اس کی خوبصورتی وہی حسن و نرمی وہی گل خستہ سا اس کا خرام وفا اور وہی حلاوت اور نرمی جو اس نے پہلی بار منگنی کے موقع پر دیکھی تھی۔

قریب آ کر اپنی رس برساتی آواز میں اس نے کوغنائی کی طرف دیکھتے ہوئے سلام کیا اس موقع پر فتح اور کامیابی کے نشے میں ڈوبے اس کے ہونٹوں پر رسیلا ابتسام تھا۔ آنکھوں کے دو چمکتے ستاروں میں اس لمحہ گلابی کلیوں کے خوابوں سے بھرپور ایک دنیا آباد تھی مجموعی طور پر اس کی کیفیت ایسی ہو گئی تھی جیسے شام کے دھندلکوں کے اس پار

رات بھیگ کے مہک اٹھی ہو۔ کوغنائی کو سلام کرنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے وہ رک گئی تھی شاید وہ کوغنائی کے اشارے کی منتظر تھی کہ وہ کہاں جائے اتنی دیر تک سیرم ماروئی اور سیرم کا بھائی توماس خیمہ سے نکلے توماس کوغنائی کے پاس ہی کھڑا رہا جبکہ سیرم اور ماروئی نے بہترین انداز میں آئی یاروق کا استقبال کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر یورت میں لے گئیں یورت میں داخل ہونے کے بعد آئی یاروق نے اپنے سر پر بندھا ہوا رومال کھول دیا اور اس کے لمبے چمکدار بال اس کی پشت کے نیچے تک بکھر گئے تھے پھر سیرم کو آئی یاروق نے اپنے پاس بٹھا لیا کئی بار اسکی پیشانی چومی اس کے بعد وہ ماروئی سے ملی ماروئی سے بھی اس نے سیرم جیسی گرم جوشی کے اظہار میں اس کی پیشانی پر بوسے دیئے تینوں نشستوں پر بیٹھ گئیں پھر آئی یاروق نے سوالیہ سے انداز میں ماروئی کی طرف دیکھا تب سیرم نے مسکراتے ہوئے ماروئی کا تعارف بڑی تفصیل کیساتھ آئی یاروق سے کرا دیا تھا۔

اس کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی پھر سیرم نے آئی یاروق سے کہنا شروع کیا۔

یاروق میری بہن مجھے بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار تھا۔ دراصل حالات کچھ ایسی کروٹ لے گئے ہیں کہ میں ایک ہیجان اور کشمکش و پیچ میں مبتلا تھی یاروتی میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گی۔

میں دل کی گہرائیوں سے کوغنائی سے محبت کرتی ہوں اور اسے پسند کرتی ہوں اور میرے ذہن میں یہ بات بھی تھی کہ نجانے تم امیر کوغنائی کی بیوی کی حیثیت سے مجھے پسند کرو یا نہ کرو اس لئے کہ۔۔۔۔۔

سیرم اس کے آگے کچھ نہ کہہ سکی کیونکہ آئی یاروق نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا پھر دھیمے سے لہجے میں آئی یاروق بول پڑی۔

سیرم آئندہ اس قسم کی گفتگو مت کرنا اس لئے کہ میں جانتی ہوں تم نے محبت کے اس سفر کی ابتدا تبریز سے کی تھی اور یہ ابتداء کوغنائی سے میری ملاقات سے بہت پہلے کی ہے میں جانتی ہوں شروع میں تم امیر سے بدکتی رہی ہو اس لیے کہ نائسان مجھے تمہارے سارے حالات سنا چکا ہے لیکن تمہارا بدکنا اور خوفزدہ ہونا بھی یوں جانو تمہارے باطن کے اندر چھپی ایک محبت اور چاہت تھی بہر حال مجھے بے حد خوشی اور سکون ہے کہ میرے

ساتھ تم نے بھی امیر کوغتائی کو اپنی زندگی کا ساتھی چنا ہے تم جانتی ہو حالات اور وقت بلکہ میرے باپ نے بھی مجھے اس وقت کوغتائی کے حوالے کر دیا تھا جب کوغتائی تبریز سے نکل کر قبلائی خان کی طرف رخ کر رہا تھا۔ میرے باپ نے مجھے اس سے منسوب کیا تھا لہٰذا میں نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا تھا کہ کوغتائی کے علاوہ میں کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی نہ بننے دوں گی۔

سیرم میری بہن میں بات کو طول نہیں دوں گی بس یوں جانو کہ یہ میری اور تمھاری خوشی ہے کہ ہم دونوں امیر کوغتائی کے عقد میں آ رہی ہیں آئی یاروق کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی لمحے کوغتائی خیمے میں داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں آئی یاروق کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

یاروق تم کیسی ہو۔

آئی یاروق مسکرائی میٹھی سی نگاہ اس نے کوغتائی پر ڈالی پھر کہنے لگی۔

میں ویسی کی ویسی ہی ہوں جیسی نسبت کے وقت مجھے آپ چھوڑ کے گئے تھے بہر حال میں بے حد خوش ہوں کہ آپ نے مجھے فراموش نہیں کیا نسبت کا جو رشتہ آپ کے ساتھ یہ طے ہوا تھا مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آپ نے اس رشتے کا بھرم رکھا۔

کوغتائی نے تینوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب تینوں بیٹھ گئیں تب کوغتائی نے آئی یاروق کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یاروق تمھاری بڑی مہربانی تمھارا شکریہ کہ تم اپنی لشکر گاہ سے نکل کر میری طرف آئی ہو اور۔۔۔۔۔

کوغتائی کی بات آئی یاروق نے فوراً کاٹ دی کہنے لگی۔

میں لشکر سے نکل کر نہیں آئی میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ اپنے شہر قزل قم میں مقیم تھی ندی کے پل کو عبور کر کے اور گمنام راستے سے ہوتے ہوئے یہاں آپ کے پاس پہنچی ہوں جو لشکر اس وقت دریائے قزل قم سے اس پار پڑاؤ کئے ہوئے ہے اس کی کمانداری نہ میں کر رہی ہوں نہ میرا باپ لشکر کی کمانداری میرے باپ کا سالار اعلیٰ

یلوچس کر رہا ہے جو اپنے آپ کو بڑا سورما اور نایاب تیغ زن خیال کرتا ہے اور یہ چنگیز خان کے نامور جرنیل اسی کوداکو کا پوتا ہے جسے آپ کے دادا نے مغرب کے کوہستانی سلسلوں میں بدترین شکست دی تھی۔

آئی یاروق رکی۔۔۔۔۔۔پھر کہتی چلی گئی تھی۔

امیر کوغتائی یلوچس کی کمانداری میں لڑنے والا لشکر دو حصوں میں مشتمل ہے ایک حصے کی کمانداری ایک اور سالار اور دوسرے کی یلوچس کر رہا ہے۔ لشکر کا دایاں حصہ چھوٹے سالار کی کمانداری میں ہے اور اس میں سب مسلمان ہیں جو لشکر بائیں حصے میں ہے اس کی کمانداری خود یلوچس کر رہا ہے اور اس میں زیادہ تر منگول شامل ہیں۔

آئی یاروق جب خاموش ہوئی تو کوغتائی نے پھر سوال کیا۔

آئی یاروق میرے ذہن میں اس وقت دو سوال ابھر رہے ہیں پہلا یہ کہ تم اپنے باپ کو بتا کر آئی ہو کہ تم مجھ سے شادی کر رہی ہو دوسرا سوال میرے پہلے سوال سے بھی اہم ہے وہ یہ کہ جب تک میں اپنے لشکر کیساتھ یہاں مقیم ہوں اس وقت تک تو تم اور سیرم دونوں میرے ساتھ قیام کرو گی لیکن جب میں یہاں سے واپسی کا سفر کروں گا تو تم میرے ساتھ نہیں جا سکو گی اس لئے کہ خان بالغ میں رہتے ہوئے ایک نہ ایک دن بھید کھل جائے گا کہ تم آئی یاروق ہو جانتی ہو کہ کیا منگول تم سے انتقام لیے بغیر تمہیں چھوڑ دیں گے۔

آئی یاروق کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگی۔

آپ کو ان دو سوالوں سے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں اپنے باپ کو بتا کر آئی ہوں کہ میں آپ سے شادی کر رہی ہوں اور میں نے اپنے باپ کو یہ بھی کہہ دیا ہے کہ آئندہ میں جنگوں میں حصہ نہیں لوں گی اس لئے کہ کوغتائی سے شادی کرنے کے بعد میں اپنے شوہر کے خلاف اپنی تلوار کو بے نیام نہیں کر سکتی۔

جہاں تک آپ کے دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ جب تک آپ یہاں مقیم ہیں میں آپ کی بیوی کی حیثیت سے کہاں رہوں گی جب واپسی کا سفر شروع کریں گے میں

اپنے باپ کے پاس چلی جاؤں گی خداوند کو منظور ہوا تو حالات ہمارے حق میں ضرور پلٹا کھائیں گے۔

مگر میں نے اپنے دل میں عہد کیا ہوا ہے کہ جب حالات میں تبدیلی آئے گی تب میں آپ اور سیرم تینوں اس سرزمین سے نکل کر ثمر قند کا رخ کریں گے وہاں میرے باپ کی بہت سی حویلیاں ہیں ان میں سے ایک میں قیام کر کے اپنے آنے والی زندگی پرسکون ماحول میں گزاریں گے۔

آئی یاروق کے ان جوابات سے کوغائی اور سیرم دونوں ہی مطمئن ہو گئے تھے پھر مسکراتے ہوئے کوغائی کہنے لگا۔

آئی یاروق میرے سوالوں کے جواب دیکر تم نے مجھے مطمئن کر دیا ہے دیکھو ہمارے نکاح کا انتظام کرنے کے لئے سارے سردار باہر کھڑے ہیں نکاح محترم جمال الدین پڑھائیں گے پھر خیمے میں بیٹھے ہی بیٹھے کوغائی نے کو مانگا کو آواز دی اس پکار پر سارے سرداروں کے علاوہ جمال الدین سیف الدین یورت میں داخل ہوئے بڑی سادگی اور خاموشی کیساتھ آئی یاروق اور سیرم دونوں کا کوغائی کے ساتھ نکاح پڑھا دیا گیا تھا اس تقریب کے بعد کوغائی سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو! اب لشکر میں یہ خبر عام کر دی جائے کہ کوغائی نے سیرم کیساتھ شادی کر لی ہے تاکہ سب کو پتہ چل جائے کہ یورت میں میری بیوی رہتی ہے اور آئندہ کوئی بھی میری اجازت لیے بغیر یورت میں داخل نہیں ہوگا دوسرے یہ جب سب کو خبر ہو جائے گی کہ میرے یورت میں میری بیوی رہتی ہے تو ایسی صورت میں اپنے چہرے کو ڈھانپ کر آئی یاروق بھی یہاں رہ سکتی ہے لوگ یہی خیال کریں گے کہ یہ میری بیوی سیرم ہے اس طرح میں ان دونوں کیساتھ پرسکون زندگی گزار سکوں گا۔

اب تم لوگ یہاں سے نکلنے کے بعد اپنے پورے لشکر میں یہ خبر پھیلا دو کہ کوغائی کی شادی سیرم سے ہو گئی ہے۔

اس موقع پر مانچو قبیلے کا سردار مارتو خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر کوغائی آپ جانتے ہیں اس وقت لشکر میں بے شمار عورتیں شامل ہیں ان کو

جب خبر ہو گی کہ آپ کی شادی سیرم سے ہو گئی ہے تو وہ گروہ در گروہ مبارکباد دینے آپ اور سیرم کے پاس آئیں گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خوشی کا اظہار کرنے کے لئے آپ کے خیمے کے باہر طبل بجاتے ہوئے خوشی کے گیت بھی گائیں ایسے موقع پر جب وہ عورتیں آئی یاروق کو بھی دیکھیں گی گو ان میں سے کوئی بھی آئی یاروق کو نہیں جانتی لیکن انہیں شبہ تو پڑے گا کہ سیرم کیساتھ یہ لڑکی کون ہے اس طرح لشکر گاہ میں ایک تجسس پھیل جائے گا اور لوگ ضرور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ دوسری لڑکی کون ہے اس طرح آئی یاروق کا بھید کھل جانے کا خطرہ ہے۔

جواب میں کوغائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

مارتو تمہارے اندیشے درست ہیں لیکن اس کا میں نے اہتمام کر رکھا ہے اس سے پہلے جس یورت میں سیرم اور تو ماس رہتے تھے تم نے دیکھا ہے اس یورت کو میرے یورت کے ساتھ لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے میرے یورت کے اگلے حصے میں باہر نکلنے کی جگہ ہے اسی طرح ساتھ والے یورت میں بھی سامنے والے حصے سے باہر نکلنے اور داخل ہونے کی جگہ ہے اس خوشی کے موقع پر جب عورتیں مبارکباد دینے کے لئے آئیں گی یہاں یورت کے سامنے والے حصے سے نکل کر ساتھ والے یورت میں چلی جائے گی اس طرح کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ سیرم کے ساتھ ساتھ آئی یاروق بھی میری بیوی کی حیثیت سے یہاں میرے ساتھ موجود ہے۔

سارے سالار اور وہاں پر موجود سب لوگ کوغائی کی اس تجویز سے مطمئن ہو گئے تھے پھر وہاں سے اٹھ کر لشکر گاہ میں چلے گئے تھے آن کی آن میں لشکر گاہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ کوغائی اور سیرم کی شادی ہو گئی ہے یہ خبر پھیلنا تھی کہ عورتیں جوق در جوق کوغائی کے یورت کے باہر جمع ہونا شروع ہو گئی تھیں اس موقع پر کوغائی کی تجویز کے مطابق آئی یاروق فوراً حرکت میں آئی یورت کے سامنے والے حصے سے نکل کر وہ ساتھ والے یورت میں چلی گئی تھی عورتوں کے کہنے پر سیرم کو باہر لایا گیا سیرم کو درمیان میں بٹھانے کے بعد اس کے گرد حلقہ سا بنا لیا تھا پہلے عورتیں اسے مبارکباد دیتی رہیں اس کے بعد چند عورتیں حلقے کے اندر آئیں جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں دفیں اٹھا رکھی تھیں پہلے وہ

ناچنے کے انداز میں حلقے میں بیٹھی سیرم کے اردگرد چکر لگاتے ہوئی دف بجاتی رہیں اور اس کی لے کو درست کرتی رہیں پھر اپنی دفوں کیساتھ چکر لگانے والے لڑکیوں میں سے ایک دائرے سے نکل کر سیرم کے قریب آئی اس کے اردگرد چھنگ دائرے کی شکل میں گھومتے ہوئے وہ اپنی بہت ہی سریلی آواز میں گا رہی تھی اس کے گانے کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

اپنے جیون ساتھی کے ساتھ تیرے ہاتھوں کے پھول خوشبودار۔
تیری آنکھوں کے ستارے چمکدار رہیں۔
دھوپ کی طرح چمکتی باتوں۔
اور ایسے زخموں سے جو شفا کی دسترس سے باہر ہوں تو محفوظ رہے۔
تو اپنی زندگی کے ایسے نقطہ عروج پر پہنچے۔ جہاں یقین کی راست علامتیں۔
اور اخوت و بھائی چارے کی عبارتیں تجھ پر بارش کی طرح نزول کریں۔

اس قدر کہنے کے بعد وہ لڑکی دف بجاتی اور مسکراتی ہوئی اسی حلقے میں چلی گئی جہاں سے نکلی تھی اس کے ایسا کرنے کے بعد ایک اور لڑکی بڑے دائرے سے نکل کر سیرم کے اردگرد چکر لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

تیرا سہاگ ایسا درخت ثابت ہو جس کی جڑیں پاتال میں ہوں الیوں کے سب مراحل دکھ کے سب ابواب تیرے لیے بند رہیں۔
ہمارے امیر کا نام تیرے سینے میں سلامت اور تو امیر کے خون میں دھڑکتی رہے۔
رات جب اپنے مہیب پر پھیلائے۔
اور آتش دانوں میں جب آگ روشن ہو۔
امیر کے ہاتھ تیرے نرم و گداز ہاتھوں میں رہیں

دوسری لڑکی بھی واپس ہوئی اور اب تیسری لڑکی دف بجاتی ہوئی آئی اور کہہ رہی تھی۔

تو بکرائے کے کتے جیسے احمق دشمن سے محفوظ رہے سوکھے پیڑوں پت جھڑ کی پرانی پتیوں اور دکھ اور درد کے بوجھ سے تو محفوظ رہے تو امیر سے باتیں کرے جب ستارے
جائیں تیرا مستقبل تیرا سہاگ گلابوں کی پنکھڑیوں۔
سورج کی پہلی کرن پر ہنستے معصوم بچے سا خوش کن رہے۔
اب تیری روح ویرانوں میں نہ بھٹکے گی۔
کہ میدانوں اور پربتوں میں امیر تیری حفاظت کریں گے۔ وہ لڑکی واپس چلی گئی

گانے کے بول کو آگے بڑھانے کیلئے اب چوتھی لڑکی اندر آئی تھی اور کہہ رہی تھی۔

امیر اور اس کی ساتھی لڑکی سے نفرت کرنے والے ہمارے قہر و غضب سے خبردار رہیں۔
اس لئے کہ ہم جاگتی تمناؤں میں گرم نعروں کا زور اور خروش ہیں۔
زندگی کا نیا باب کھولنے والی لڑکی
تو رسیلی زبان کے سر آزادی کے گیت
اور فتح کا نشہ اور کامرانی کا احساس لیکر امیر کی زندگی میں داخل ہوئی ہے۔
خدا کرے تم ایسے گھر میں رہو جس کے اندر روشنی ہی روشنی ہو۔
سارے جہاں کا مالک تمہارے سانسوں کی گرمی
تمہارے جسم کے انگ انگ
تمھاری زیست کے دنوں کو
نفرت کی غور اور یلغار سے محفوظ رکھے

اب دف بجاتی ہوئی پہلی لڑکی گئی اور دوسری وارد ہوئی وہ کہہ رہی تھی۔

سن ماہتاب لڑکی!
ہماری ہاں امیر کے حلقے میں تو آبرو کے صحرا کا یادگار لمحے شبنوں کے ہستے لمحون میں سکوں سائز اور پیار کے امر جل کی طرح پرسکون اور آسودہ رہے گی امیر تیری خاطر وقت کی طنابیں کھینچتے ہوئے منجمد لمحوں میں بھی تخریب کے آتش اور زبردستیوں کی آسودگی سے تجھے دور رکھیں گے۔

اب آخری لڑکی دف بجاتی ہوئی اپنا کردار ادا کرنے کے لئے چھوٹے دائرے میں داخل ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھی۔

آسمان کا دستِ عطا وقت کے خزانے میں تیری زندگی کو سطرِ عمر کے ملکجے حصے میں بھی تجھے خوش طالع اور بخت آور رکھے تیرے لبوں کی دلکش مسکراہٹ تیری آنکھوں میں قہقہے بھرے احساس کو نیلے آسمان کا مالک بے بال و پر ہوتے پیڑوں اور سوکھے پتوں کی کیفیت سے دور اور محفوظ رکھے۔

آخری لڑکی بھی دف بجاتی ہوئی بڑی حلقے میں جا داخل ہوئی تھی اب وہ پھر دف بجاتی ہوئی قہقہے لگاتی ہوئی گول چکر لگا رہی تھی ان کی آوازوں میں نوخیز خیر کن تابندگی اور ان کے رقصاں قہقہوں میں دلپسند نغمگی تھی انہوں نے اپنی مخصوص صہوتی فضاؤں میں بلوں کے قرب کی فراوانی اور مقدس جذبات کے اچھوتے پن کا ایک نیا سماں باندھ کے رکھ دیا تھا ساتھ والے یورت میں پردے کے پیچھے کھڑی ہو کر آئی یاروق اپنے چہرے پر سحر خیز شگوفوں کے جیسا تبسم لئے بے پناہ سکون اور خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔

لشکر کی عورتوں نے کافی دیر تک خوشی کا وہ جشن برپا رکھا یہاں تک کہ جب رات کافی چلی گئی تب سب لڑکیاں انہیں سہارا دیکر وہ سیرم کو کوغتائی کے یورت میں لے گئی تھیں سب عورتیں وہاں سے چلی گئی تھیں سارے مرد بھی وہاں سے کوغتائی سے مصافحہ کرنے کے بعد رخصت ہو گئے تھے۔ اگلے دروازے سے نکل کر آئی یاروق بھی کوغتائی اور سیرم کے پاس آ گئی تھی جبکہ سیرم کا بھائی تو ماس اس یورت میں چلا گیا تھا جس میں آئی یاروق نے بیٹھ کر جشن کا وہ سماں دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆

اگلے روز ارلیق بوغا اور بایان بھی اپنے اپنے لشکر لیکر اس جگہ آ گئے تھے جہاں کوغتائی نے پڑاؤ کر رکھا تھا اور انہوں نے بھی اپنے لشکروں کو وہیں خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا اس لیے کہ رات بھر وہ دریائے خسارا کے کنارے رہے دریا کے اس پار دور دور تک انہوں نے اپنے مخبر پھیلا دیئے تھے جنہوں نے اطلاع دی تھی کہ ابھی اس سمت سے وحشی مانچو قبائل کے آنے کی امید نہیں ہے لیکن ان کے حملوں سے بچنے کیلئے ارلیق بوغا اور بایان نے دریائے خسارا کے شمال میں ٹنڈرا تک اور دریائے ینبی کے کناروں تک اپنے مخبر پھیلا دیئے تھے اور انہیں تاکید کر دی تھی کہ جونہی مانچو قبائل کے دستے نظر آئیں انہیں فوراً اطلاع دے دی جائے تاکہ ان کا راستہ روکا جا سکے۔

دوسری جانب فجر کی نماز ادا کرنے اور صبح کا کھانا کھانے کے بعد کوغتائی نے اپنا پڑاؤ وہیں رہنے دیا اپنے لشکر کو وہ حرکت میں لایا آگے بڑھ سادہ قائدو کے لشکر پر حملہ آور ہو کر دریائے قزل قم کے اس پار جانے پر مجبور کرنا چاہتا تھا۔

آئی یاروق اسے بتا چکی تھی کہ لشکر میں اس کا باپ شامل نہیں ہے۔ اور یہ کہ لشکر کی کمانداری چنگیز خان کے ایک سالار کوداکو کے پوتے پلوچس کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ لشکر کے دائیں حصے میں مسلمان شامل ہیں اور بائیں حصے میں منگول ہیں۔

آئی یاروق کی یہ ساری باتیں کوغتائی نے اپنے ذہن میں رکھی تھیں اپنے لشکر کے ساتھ وہ پلوچس کے لشکر کے سامنے آیا پلوچس کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ قبلائی خان کی طرف

سے آنے والے لشکروں کا ایک حصہ اس سے ٹکرانے کا عزم کیے ہوئے ہے لہٰذا وہ بھی مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوگیا تھا۔

بلوچس کے لشکر کے سامنے جا کر کوغتائی نے انہیں اس کے لشکر کے دائیں حصے کو جس میں مسلمان تھے اسے اس نے نظر انداز کر دیا آگے بڑھا کوماناگا مارتو یورجی اپنے اپنے حصوں کے ساتھ اس کے ہمراہ تھے پھر دیکھتے ہی دیکھتے کوغتائی کوماناگا مارتو اور یورجی بلوچس کے اس حصے کو جس میں منگول تھے خزاں زدہ درختوں سے جدا پتوں کو ازاکر بے ربط کر دینے والے شب کے طوفانوں اور ہر شے کو کند اور زنگ آلود کر دینے والی قاتل فضاؤں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دوسری طرف بلوچس بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے موسموں کے دھوئیں میں اجالوں کو ڈستی پرچھائیوں اور زندگی کے جلتے آلاؤ میں ویرانیاں برپا کر دینے والے تنہائیوں کے بلکتے موسموں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

دو لشکروں کے ٹکرانے سے موت کے میدان میں تشدد کی خون رنگ فضائیں چار سو ابھرنے لگی تھیں گردش کرتی تقدیر جنم جنم کی پیاس موت کے سایوں اور بن کے بھوتوں کی طرح اپنا کام دکھانے لگی تھیں میدان جنگ میں چاروں طرف حالات کی تلخیاں مستقبل کے اندیشے فنا کی اندھی دھمک کی طرح پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔

بوچس نے کوغتائی کی طاقت اور قوت اس کی جنگی مہارت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس پر حملہ آور ہونے والے اس کے لشکر کے اس حصے جس میں مسلمان تھے نظر انداز کرتے ہوئے صرف منگولوں کو اپنا ہدف اور نشانہ بنائیں گے کوغتائی کوماناگا مارتو اور یورجی جب سامنے اور پہلو کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے انھیں کاٹنے لگے اور ان کی صفوں کو درہم برہم کرنے لگے اور لشکر میں مسلمانوں کیساتھ انہوں نے ٹکراؤ کی ابتدا نہ کی اور لمحہ بہ لمحہ کوغتائی کے حملوں کو روکنا بلوچس کیلئے مشکل اور تکلیف دہ ہونے لگا تھا۔

بلوچس کے لشکر میں مسلمانوں کے سالار نے جب دیکھا کہ حملہ آور اس حصے کو نظر انداز کر رہے ہیں جس کی کمانداری وہ کر رہا ہے تب اس نے پیش قدمی شروع کی اس کو

اندیشہ تھا اگر وہ اسی طرح اپنے حصے کیساتھ بے حس ہوکر پڑا رہا تو اس پر شک کیا جا سکتا ہے کہ وہ حملہ آوروں سے ملا ہوا ہے لہٰذا کوغتائی کے لشکر پر حملہ آور ہونے کیلئے اس نے اپنے حصے کے لشکر کو آگے بڑھایا اس کے لشکر میں تکبیریں بلند ہو رہی تھیں کوغتائی سمجھ گیا کہ قائدو کے لشکر میں جو مسلمان ہیں تیروں سے بچنے کیلئے جنگ میں حصہ لینے لگے ہیں تب اس نے کوماناگا کو ان کی راہ روکنے کے لئے احکامات جاری کر دیئے تھے۔

کوغتائی سے علیحدہ ہوکر کوماناگا بائیں جانب ہٹا۔ اور پیش قدمی کرنے والے مسلمانوں کے لشکر کو اس نے صرف روک دیا تھا جوابی کارروائی کرتے ہوئے نہ جارحیت کی اور نہ حملہ کیا اس نے صرف انھیں روک دیا تھا تاکہ وہ پہلو یا پشت کی جانب سے ان پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔

کوغتائی نے جب دیکھا کہ کوماناگا نے قائدو کے اس لشکر کو روک دیا ہے جس حصے میں زیادہ تر مسلمان ہیں تب اپنے سامنے منگولوں پر حملہ آور ہونے کا اس کا غضب آداب وضبط وربط سے عاری کڑے لمحوں کے طوفانوں' اپاہج کی طرح بے دست و پا کر دینے والی ناآشنا گردش اور نور کی رفتار سے دل شکستی کے اوہام کی چادر پھیلاتی اور اسرار منزل گم کرتی طوفانی امنگوں کی طرح بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔

جس رفتار سے کوغتائی کے حملہ آور ہونے کا غضب بڑھا تھا۔ اسی رفتار سے منگولوں کے لشکر میں درماندگی حیا کی قدروں کو پامال کرتے تفکرات کے سکڑے دائروں کی طرح بڑھنے لگی تھی۔ چیخوں کے کہرام خوف کی کپکپی کے اندر ہزاروں سلگتی ساعتوں کی طرح موت منگولوں کے اندر جا سو رقص کر رہی تھی۔

کئی بار منگولوں نے زوردار حملے کرتے ہوئے کوغتائی کو پیچھے ہٹانے اور پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار کوغتائی تیز غراتی بہتی موجوں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے انکے سامنے تقدیر کے اندھے گڑھے کھودتا چلا گیا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ منگولوں کے لشکر کے حالت مٹالے بولوں میں پڑے نوٹے کتبہ لکھ حروف کی بے سمت راہوں پر سسکتی مجروح بے بس انا اور بے حسی کے لمبی راتوں میں بھٹکتی بدبختیاں بھری بارودی سرنگوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید کشمکش کے بعد قائدو کا وہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا کوغانائی کو مانگا مارتو یورچی نے نفرت پھیلاتی آندھیوں نوحہ گری کھڑے کرتے عذابوں درد کے دفتر سجاتی موت کی اندھی کی طرح بھاگتے دشمن کا تعاقب کیا تھا یہاں تک کہ قائدو کا لشکر دریائے قزل قم کو عبور کر کے اپنے سرحدی شہر قزل کی طرف چلا گیا تھا۔

کوغانائی قائدو کے لشکر کو پسپا کرنے کے بعد جب اپنے پڑاؤ میں لوٹا اپنے یورت کے قریب آیا تب یورت کے اندر آئی یاروق اور سیرم اٹھ کھڑی ہوئیں پھر آئی یاروق سیرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

سیرم میری بہن میری تو بدبختی ہے کہ میں یورت سے باہر نہیں نکل سکتی یوں جانو میں اپنے شوہر کے یورت میں ایک اسیرانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں مگر تو باہر نکل جونہی کوغانائی اپنے یورت کے دروازے کے قریب آئے تو یورت کے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے اس کی فتح پر مبارک باد دے میری طرف سے بھی ایسا کرنا میں اپنی زبان سے اس کو مبارک باد اس وقت دوں گی جب وہ میرے پاس یورت میں آئے گا۔

آئی یاروق کہتے کہتے رک گئی ایک دم پردے کی اوٹ میں ہو گئی اس لئے کہ ایک طرف سے ارلیق بوغا بایان' شیرامون' کردک چی اور دیگر سالار کوغانائی کے یورت کے سامنے کوغانائی کے پاس آئے آگے بڑھ کر ارلیق بوغا نے کوغانائی کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اس کی فتح پر اسے مبارک باد دی ایسے ہی الفاظ اس نے کو مانگا مارتو اور یورچی کیلئے بھی کہے پھر ان تینوں سے گلے ملنے کے بعد دوبارہ ارلیق بوغا کوغانائی کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس فتح کی مبارک کے بعد کوغانائی میں تمہیں دوسری مبارکباد تمہاری شادی پر دیتا ہوں اس لئے کہ تم نے ہمیں بتایا نہیں اور چپکے چپکے گذشتہ شب تم نے سیرم سے شادی کر لی بہر حال دلائی لامہ ماگس پا کی بیٹی سیرم کی خوش قسمتی ہے کہ اسے تم جیسا شوہر ملا اور تمہاری بھی خوش بختی ہے کہ تمہیں سیرم جیسی بیوی ملی۔

ارلیق بوغا کے ان الفاظ پر شیرامون گہری اداسی میں ڈوب گیا تھا پھر ارلیق بوغا کوغانائی کے خیمے کے دروازے کے قریب آیا اور دھیمے سے لہجے میں سیرم کو پکارا۔

آئی یاروق اس وقت تک خیمے کی اوٹ میں جا چکی تھی ارلیق بوغا آگے بڑھا ہاتھ میں پکڑی ایک تھیلی اس نے سیرم کو تھمائی پھر خوش کن لہجے میں کہنے لگا۔

سیرم میری بہن یہ تھیلی سنبھال لو تمہاری شادی کی خوشی کے موقع پر میں تمہیں پیش کر رہا ہوں اس میں نقدی کے علاوہ قیمتی زیورات اور جواہرات ہیں سیرم نے آگے بڑھ کر وہ تھیلی لے لی تھی اور پھر یورت کے پچھلے حصے میں چلی گئی تھی ارلیق بوغا پیچھے ہٹ گیا تھا تھیلی سنبھالنے کے بعد سیرم پھر خیمے کے دروازے کے پردے کی اوٹ میں آن کھڑی ہوئی تھی۔

ارلیق بوغا لوٹ کے جب کوغانائی کے پاس آیا تو بایان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آپ نے اسے شادی اور فتح کی مبارکباد تو دے دی ہے لیکن آپ نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اس نے قائدو کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس کے لشکر کے اس حصے کو کیوں نظر انداز کیا جس میں مسلمان تھے اور کیوں وہ زوردار انداز میں اس حصے پر حملہ آور ہوا جس میں منگول تھے اس نے دانستہ منگولوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

ارلیق بوغا نے بایان کو گھورنے کے انداز میں دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بایان بات کو مت بڑھاؤ میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ ہو سکتا ہے جس نے تمہیں یہ اطلاع دی ہو وہ غلط فہمی پر مبنی ہو اور اگر کوغانائی نے ایسا کیا بھی ہے تب بھی یہ اس کے حملہ آور ہونے کا اپنا ایک انداز ہے ہم نے تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس نے قائدو کے لشکر کو بدترین شکست دیکر دریائے قزل قم کے اس پار بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے اس میں مسلمان تھے منگول تھے یا دوسرے قبائل ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔

ہمارا مقصد انہیں پسپا کرنا تھا قائدو کے لشکر میں جو منگول تھے وہ بھی ہمارے دشمن تھے جو مسلمان تھے وہ بھی ہمارے بدترین دشمن بہر حال اس موضوع پر گفتگو نہیں ہونی چاہئے۔

بایان بھی بہت ضدی تھا ارلیق بوغا کے اس بیان پر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے

کہنے لگا۔

اس موضوع پر بات ہونی چاہیے کیا ہم کمزور اور پست ہیں کہ اس موضوع کو دباتے چلیں اس سلسلے میں اگر آپ نے کوغتائی سے باز پرس نہ کی تو ہم سب مل کر اس سے باز پرس کریں گے اس نے ایک ایسا گھناؤنا فعل کیا ہے جس کے لئے کوئی معافی نہیں اور اس کی سزا ہر صورت اسے ملنی چاہیے۔

اب تک جو گفتگو ہوئی تھی اس پر کوغتائی مسکرا رہا تھا تاہم آس پاس کھڑے کوماتگا مارتو یورجی صدرالدین جلال الدین جمال الدین سیف الدین اور دیگر کرغیز کرائت سیتھین گاتھ اور بانچو سب سنجیدہ ہو چکے تھے۔

بایان نے جب باز پرس اور سزا کی بات کی تو ایک دم کوغتائی بھی سنجیدہ ہو گیا اور اریق بوغا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اریق بوغا اس بایان کی سوچوں کی تنگی میں جو حرص کی آدرش۔ اس کے بکل فن میں جو غلیظ جذبے اور اس کے تپتے ذہن میں جو فراز آدمیت سے گرتے ارادے ہیں میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں۔

کوغتائی جب خاموش ہوں تو بایان بے پناہ خفگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اپنی زبان کو لگام دو ورنہ کاٹ کے رکھ دوں گا۔

کوغتائی کے چہرے پر آہستہ آہستہ برہمی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے کہنے لگا۔

بایان بات کو طول مت دو ورنہ یاد رکھنا جینے کے ذائقوں سے محروم اور لہو میں ڈوب کر نکل جاؤ گے اس کے ساتھ ہی کوغتائی مڑا شاید وہ اپنے پیچھے کھڑے کوماتگا مارتو اور یورجی سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے بایان بول پڑا۔

کوغتائی تیرے جیسے باؤلے کتے میں نے بہت دیکھ رکھے ہیں تم انتہا درجے کے بے غیرت اور بے اہمیت انسان ہو مجھے خون میں ڈبونے کی دھمکی دینے والے میں تیری ایسی تیسی نہ پھیر دوں اس کے بعد کوغتائی کو چند گالیاں دینے کے بعد بایان نے ان جھ کے مسلمانوں اور اس کے دین کو بھی چند گالیاں دیں۔

کوماتگا مارتو اور یورجی کی طرف بڑھتا ہوا کوغتائی رک گیا تھا بایان کی گالیوں سے اس کی حالت بپھرتی موجوں کے بگولوں، آگ کی زہریلی لو کی مانند ہو گئی تھی اس کا چہرہ شفق آلود سمندر کی مانند ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں حشر برپا کرتی آتش فشاں کی حدتوں کی گردش اپنا رنگ دکھا گئی تھی لگتا تھا بایان کی گالیوں نے اس کے دل پر گہرا گھاؤ لگایا ہو اور اس کے لہو کے بہاؤ میں درد و کرب کے فشار اٹھ کھڑے ہوئے ہوں جیسے کی سی پھرتی سے وہ مڑا اس کا چہرہ اس کے مڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ کر کے رہے گا۔

بایان کے قریب آیا اور بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ہوس کے فقیر احرص کے کتے تو اگر مجھے گالی دیتا تو میں برداشت کر جاتا مگر تو نے میرے دین اور سارے مسلمانوں کو گالی دی ہے۔

خدا کی قسم جو حرکت تم نے کی ہے۔ اگر ایسی حرکت میرا ضمیر امیری اپنی زبان بھی کرے تو میں اسے بھی کاٹ کر باہر پھینک دوں۔

بات چونکہ بڑھ رہی تھی لہٰذا یورت کے اندر سیرم اور آئی یاروق پریشانی کے باعث باہر دیکھنے لگی تھیں کوغتائی نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا وہ چاہتا تھا کہ بایان کے ضرب لگائے بایان نے اس کا فضا میں اٹھا ہوا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر بے پناہ غصے کے اظہار میں کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ تیرا اموں نہیں ہے جسے تم آسانی کیساتھ زمین پر گرا دو گے اور اپنی من مانی کرتے ہوئے اسے رگیدتے چلے جاؤ گے میں تو یہاں سب لوگوں کے سامنے اور تمھاری نئی نویلی بیوی کے سامنے تک تمہیں روندھ کر مٹی میں مٹی بنا کے رکھ دوں گا۔

کوغتائی نے ایک جھٹکا کیساتھ اپنا بازو چھڑا لیا اب اس کی حالت طوفانی چہرہ آگ آنکھیں قہر سانی کا [illegible] تھیں اس نے بایان کے جبڑے کی بیخ میں ہاتھ ڈالا بایان سمجھ گیا کہ وہ اسے اٹھا کر پٹخنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے بھی دونوں ہاتھ کوغتائی کے جبڑے کی بیخ میں ڈال دیئے تھے دونوں زور آزمائی کرنے لگے تھے اچانک اپنے جسم کو تھوڑا سا خم دیتے ہوئے کوغتائی نے تکبیر بلند کی اس کے ساتھ ہی بایان کو زمین سے فضا میں بلند کر دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اسے فضا میں لہراتا رہا پھر اسے بڑی [illegible]

زمین پر پٹخ دیا تھا۔

اس موقعہ پر پاس کھڑے شیرامون نے اپنی تلوار ایک جھٹکے سے بے نیام کر لی تھی اس کی اس حرکت پر مارتو یورجی کو مانگا کی حالت ناآسودگی اور ناخوشگواری کی آبشاروں دھکتی سلاخوں کے جلتے رنگ اور ان کی آنکھوں کے الاؤ غصے اور غضبناکی میں بھڑک اٹھے سب سے پہلے مانچو قبیلے کے سردار مارتو نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اس کے ایسا کرنے کے ساتھ ہی کو مانگا اور یورجی نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں پھر بھڑک اٹھنے والے کی طرح مارتو بول اٹھا۔

شیرامون اپنی تلوار نیام میں کرلو ورنہ یاد رکھنا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ جس کسی نے بھی اس معاملے کو بڑھانے کی کوشش کی ہے ان کی آرزوؤں کی قبریں۔ ان کی وفا کے مزار یہاں لمحوں کے اندر بن جائیں گے مجھے مجبور مت کرو کہ میں اپنے جوانوں کو حرکت میں آنے کیلئے کہوں تم جانتے ہو میری ایک پکار پر ہمارے لشکری طائروں کے کاروانوں اور قافلۂ وقت میں بے سمت کر دینے والے دخان کی طرح حرکت میں آئیں گے اور جس طرح پیاسی دھرتی پر کالا میگھ چھا جاتا ہے اس طرح وہ اپنے سامنے آنے والوں کی حالت بے حرمت جسم اور سولی پر ٹنگی روحوں جیسی کرنا شروع کر دیں گے شیرامون وقت ضائع کیئے بغیر اپنی تلوار نیام میں کرلو ورنہ لمحوں کے اندر تیری شہرتوں کے سارے غلغلے تیری عزتوں کے سارے مرحلے میں مٹی میں ملا کر رکھ دوں گا یاد رکھنا تم اس معاملے اس ٹکراؤ میں مت پڑو۔ یہ دو سورماؤں کا انفرادی مقابلہ دو سانڈوں کا آپس میں ٹکراؤ دو طوفانوں کی ایک دوسرے کے خلاف یلغار ہے۔ اس میں پڑو گے تو ریزہ ریزہ کرچی کرچی ہو کر رہ جاؤ گے۔

مارتو کی اس گفتگو سے شیرامون کانپ اٹھا تو دوسری طرف کو مانگا مارتو اور یورجی کے پیچھے کھڑے کرائیل کرغیزوں سیتھین گاتھوں اور مانچو لشکریوں کے چہرے تپ گئے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھ اپنی تلواروں کے دستوں تک چلے گئے تھے یہ صورت حال بڑی جان لیوا تک خیز تھی شیرامون ایک دم اپنی تلوار کو نیام میں کرتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ مارتو کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی دوبارہ اس نے شیرامون کو مخاطب کیا۔

شیرامون یہ جو ٹکراؤ ہوا ہے ایک روز ضرور ہونا ہی ہونا تھا۔ اس لئے کہ دو سانڈ ایک کھونٹے پر نہیں باندھے جاسکتے۔ اپنی جگہ پر آرام سے کھڑے ہو کر دیکھو کہ کون اس مقابلے میں برتر ہوتا ہے۔

دونوں ہاتھوں سے بایان کو اٹھا کر زمین پر پٹخنے کے بعد لگتا تھا جیسے کوغائی پر خون سوار ہو گیا ہو طوفان کی طرح وہ آگے بڑھا زمین پر پڑے ہوئے بایان کو ہاتھ آگے بڑھا کر اٹھانا چاہا لیکن بایان خود اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک زوردار گھونسا اس نے کوغائی کے پیٹ میں دے مارا تھا۔

بایان کی اس حرکت پر شیرامون کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پیچھے کھڑے منگول بھی اب کسی قدر مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ بایان دوسری ضرب لگانا چاہتا تھا کہ اس کے دائیں ہاتھ کو کوغائی نے اپنی بائیں ہاتھ کی گرفت میں لیا پھر زوردار انداز میں اسے اپنی طرف کھینچا اور جونہی بایان اپنا توازن کھوتا ہوا اس کے قریب آیا کوغائی نے زوردار انداز میں اس کے پیٹ میں گھٹنا مارا پھر بائیں ہاتھ کی ایسی زوردار ضرب اس کے شانے اور گردن پر لگائی کہ بایان پھر بل کھاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے بعد کوغائی گویا طوفانی صورت اختیار کر گیا تھا۔ بایان کو اس نے اپنے پاؤں کی ٹھوکروں پر رکھ لیا تھا۔ پاؤں کی چار پانچ ٹھوکریں ایسے انداز میں کوغائی نے ماریں کہ ایک طرح سے بایان کو اس نے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ بایان سسکیاں لینے لگا تھا۔

چاروں طرف بے صنم بت کدے خاموشی۔ بے اذان مسجد کی چپ بے جرس کلیساؤں جیسا سکوت طاری تھا۔ ہر کوئی کوغائی اور بایان کی طرف متوجہ تھا۔

پاؤں کی چند ٹھوکریں مارنے کے بعد گریبان سے پکڑ کر کوغائی نے بایان کو اوپر اٹھایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

[illegible] پہلے تو مجھے شکست [illegible] کی دھمکیاں دیتا تھا۔ یہ بھی کہتا تھا کہ شیرامون کی [illegible] تم پر غالب نہ آسکوں گا کیا تو نہیں؟ دیکھا تیری حالت میں نے شیرامون سے بھی بدتر کر دی ہے۔ ابھی میں نے انتہا نہیں کی ابھی تو میں تمہارے جسم کی ساری بالندگی تیرے بدن کی ساری بنت کاری اس وقت تک ادھیڑتا رہوں گا جب تک تو

اپنے کہے ہوئے الفاظ واپس نہیں لے گا میں اس وقت تک تیری تمناؤں کی رگوں میں زہر اتارتا رہوں گا اور تیری بساط ذات کے سارے مہرے توڑتا رہوں گا جس طرح تو نے مجھے منہ بھر کے گالی دی اس طرح اپنے آپ کو بھی گالی دے گا۔

بایان کچھ نہ بولا اس کا گریبان کوغنائی کے ہاتھ میں تھا۔ بے خود سا تھا۔ بلکتی بھٹکتی اندھی صدیوں کی داستانوں جیسا افسردہ ست رو اندھے نطق جیسا پریشان اور پتھروں کی بستی میں سناٹوں کے زخموں جیسا پریشان حال ہو رہا تھا۔

کوغنائی نے پھر اسے مخاطب کیا۔

جس طرح تو نے میرے لیے الفاظ استعمال کیے ایسے ہی سب کے سامنے اپنے لیے الفاظ استعمال کرو۔ جس طرح تو نے مسلمانوں اور میرے دین کو منہ بھر کے گالی دی ایسے ہی اپنے آپ کو اور اپنے عقیدے کو منہ بھر کے گالی دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو یاد رکھنا چاروں طرف پھیلے لوگوں کی موجودگی میں میں تجھے ریت پر لکھے حروف کی طرح مٹا دوں گا۔ میرے ہاتھوں پھر تجھے تیری دو گز سسکتی زمین بھی نصیب نہ ہوگی۔ تجھے وہی الفاظ دہرانے ہوں گے جو تو نے میرے لیے کہے تھے۔ ورنہ یاد رکھنا سرابوں میں پھنسے نقوش کف پا کی طرح مٹ کے رہ جاؤ گے۔

بایان جب خاموش رہا منہ سے کچھ نہ بولا تو کوغنائی نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑے رکھا پھر اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا دو ضربیں اس کے شانوں پر ایسی لگائیں کہ بایان دہرا ہو کر کراہ اٹھا تھا۔ کوغنائی نے اس کا گریبان چھوڑ دیا اور وہ زمین پر گر گیا۔

کوغنائی پھر دہاڑا۔

لگتا ہے تم میرے ہاتھوں قسطوں میں مرنا چاہتے ہو۔

شیرامون اپنی جگہ پر چپ خاموش تھا۔ باقی سب منگول سالار بھی گردن جھکائے اپنی اپنی جگہ پر ساکت تھے۔ اریق بوغا شاید چاہتا تھا کہ بایان کو مار پڑے اس لئے کہ غلطی اس کی تھی۔ وہ اسے جھگڑے کی ابتداء کرنے سے روک بھی چکا تھا۔ بایان نے چونکہ اس کا کہا نہ مانتے ہوئے جھگڑے کا در کھولا تھا لہٰذا اریق بوغا اس کا انجام بد پر سکون حالت میں کھڑے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔

زمین پر گرنے کے بعد بایان نے اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑائی شاید اس آس پر کہ کوئی اس کی مدد کے لئے آگے بڑھے لیکن اسے مایوسی ہوئی۔ اپنے لشکر میں اس نے ایسے چہرے بھی دیکھے جن پر شام سے پہلے اداسی کی شام تھی۔ ایسے چہرے بھی تھے جن پر پریشانیاں بکل مارے بیٹھی تھیں۔ اس کے لشکر میں ایسے چہرے بھی اسے دکھائی دیے جن پر خوف ہی خوف بھرا ہوا تھا۔ اس نے کوغنائی کے لشکر پر ایک نگاہ دوڑائی سبھوں کے چہرے پر بربریت کی طرح قہقہے لگاتی طنزیہ لہریں تھیں۔ سب چہروں کو دیکھتے ہوئے بایان کا اپنا چہرہ خون کی ہولی اور بارش میں بھیگے کاغذ جیسا عبرت ریز ہو کے رہ گیا تھا۔
یہاں تک کہ کوغنائی نے پھر دھاڑتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

بایان! تو اپنے آپ کو نیلے آسمان تلے اور زمین کی الجھنوں میں ظلم کی دراز طیلسان۔ ستم کی اندھی برسات۔ دکھ کی بڑھتی پھیلتی میعاد سمجھنے لگ گیا تھا۔ سن! تیرے جیسے برہنہ شیطانی قہقہے لگانے والے زبردست دہشت کی گونجیں بننے والے عصمتوں پر گندگی اچھالنے والے۔ آدمیت کے چیتھڑے اڑانے والے اور اتحاد کے مشکیزوں میں سوراخ کرنے والے منافق میں نے بہت دکھ دیکھے ہیں۔ ذرا اپنی حالت پر نگاہ دوڑا کیا میں نے تیری رسم ابلیس پر زرد پتوں کی کہانیاں تیرے جبر کے سوکھے موسم پر سیاہ لمحوں کی داستانیں نہیں لکھ دیں کیا میں نے تجھے زیر کر کے تیرے چہرے کو پریشان۔ تیری رونق کو ویران اور تیری آنکھوں کی توانائی کو پست نہیں کر دیا۔ کیا تجھ پر شکست کی ذلت چھیا کر میں نے تیرے فخر کی۔ ساری رعونت۔ تیرے گھمنڈ کی ساری نحوست نکال کے نہیں رکھ دی۔ بایان! تو نے بھی آج تک بے نام اذیت دینے والا۔ جیون کی چنگاریوں کو کرب کی آگ میں بدلنے والا مجھ جیسا انسان نہ دیکھا ہوگا۔

ایک بار پھر چیخ کر کوغنائی نے بایان کو اوپر اٹھایا اس کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے دوبارہ دھاڑا۔

جو الفاظ میں نے تم سے کہنے کے لئے کہا ہے وہ کہو ورنہ وہ الفاظ کہلوانے کے لئے میرے پاس اور بہت سے طریقے ہیں۔ بایان جب خاموش رہا تب کوغنائی کا بھڑکتا غصہ اور برہمی اپنی آخری حدود کو پہنچ گئے تھے۔ ایک بار پھر اس نے بایان کو اٹھا کر زمین

رنج دیا۔ اس کی ایک ٹانگ کو اوپر اٹھایا جو ٹانگ اس کی زمین پر پڑی ہوئی تھی اس کے گھٹنے پر اپنا بایاں پاؤں رکھا۔ دائیں پاؤں کی ایڑی اس نے بایان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھی پھر گھٹنے پر ٹھوڑی پر اس نے ایسا زور لگایا کہ بایان ذبح ہونے والے بکرے کی طرح بلبلا اٹھا تھا۔

اس کی بلبلاہٹ کو کوغنائی نے نظر انداز کر دیا۔ برابر اس کے گھٹنے اور اس کی ٹھوڑی کے نیچے اذیت ناکی کی حد تک دباؤ جاری رکھا بلکہ اس دباؤ میں اضافہ کرتا رہا۔ یہاں تک بڑی مسکینیت سے بایان نے کوغنائی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

پہلے مجھے اس اذیت سے نجات دلاؤ تم جو کچھ کہتے ہو میں کرتا ہوں۔

کوغنائی نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے اپنا پاؤں ہٹالیا۔ بہرحال اس نے بایاں پاؤں اس کے گھٹنے پر ہی رہنے دیا۔ دوبارہ دہاڑا۔

کہو جو میں نے کہنے کے لئے کہا ہے۔ اس پر بایان نے ہکلاتے ہوئے پہلے کئی بار اپنے آپ کو گالیاں دیں اس کے بعد کئی بار صلواتیں اس نے اپنے عقیدے کو بھی سنا میں ڈالی تھیں۔

کوغنائی پیچھے ہٹ گیا۔ بایان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کوغنائی نے پھر اسے مخاطب کیا۔

اپنے لشکر کی طرف دفع ہو جاؤ اس کے بعد اگر تم نے کسی لڑائی جھگڑے کی ابتدا کرنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم میں تیری گردن کاٹ کے رکھ دوں گا۔ تجھے اپنے متعلق بڑی غلط فہمیاں اور برے جو کے تھے وہ میں نے آج نکال دیئے ہیں۔ اس کے بعد کوغنائی شیرامون کے قریب آیا اور دھاڑتی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

شیرامون! میں نے اس سے پہلے تمہیں اپنے سامنے رکھا تھا۔ لگتا ہے میری بات تم بھول گئے ہو اور مزید مار کے طلب گار ہونا چاہتے ہو جس وقت بایان میرے سامنے تھا تم نے تلوار بے نیام کی تھی۔ شاید تم مجھ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے۔ اپنی تلوار ایک بار پھر سے بے نیام کرو۔ اور سب لوگوں کے سامنے میرے ساتھ ٹکراؤ۔ پھر دیکھتے ہیں میری تلوار تیری گردن کو کاٹتی ہے یا تیری تلوار میری گردن کا خون چوستی ہے۔ اپنی تلوار بے نیام کرو اور

میرے مقابل آؤ۔

شیرامون کچھ نہ بولا اس کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر وہ بزدلی کا اظہار کرتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا تھا۔

کوغنائی جب خاموش ہوا تب قبلائی خان کے چھوٹے بھائی اریق بوغا نے اپنے کام کی ابتداء کی اس کے بعد اس نے ان تمام لشکریوں کو جو بایان کے تحت لڑتے تھے مخاطب کرتے کہنا شروع کیا۔

تم میں سے وہ جو صرف بایان کے لئے جنگ کرتے ہیں اور قبلائی خان سے اپنا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں سمجھتے ایک طرف ہو جائیں۔

بایان کے لشکر میں کھسر پھسر ہونے لگی تھی۔ کوئی بھی حرکت میں نہ آیا اس پر اریق بوغا نے بایان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

بایان! سب لوگوں کے سامنے کوغنائی نے جو تمہاری درگت بنائی ہے وہ یقیناً قابل عبرت ہے۔ اس سلسلے میں ساری زیادتی تمہاری ہے۔ میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ کوغنائی سے مت ٹکراؤ لیکن شاید تم دھوکے اور فریب میں پڑے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ تم سب لوگوں کے سامنے کوغنائی کو زیر کر کے اپنی عزت اپنے وقار میں اضافہ کرو لیکن الٹا کوغنائی نے تمہاری ذلت اور تمہاری ندامت اور بے عزتی میں اضافہ کر کے رکھ دیا۔

بایان سے ہٹ کر اریق بوغا نے شیرامون کی طرف دیکھا اور اسے کہنے لگا

شیرامون! جس وقت بایان اور کوغنائی ٹکرائے تھے تم نے دیکھا کوغنائی کے لشکر میں سے کسی نے اپنی تلوار کو بے نیام نہیں کیا تھا۔ تم پہلے شخص تھے جس نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا۔ اس طرح تو نے لشکر کے دونوں حصوں میں ایک طرح کی لڑائی برپا کرنے کی کوشش کی تھی یہ ایسا جرم ہے جو نا قابل معافی ہے۔

میں تم دونوں کو اس وقت تک نظر بند رکھوں گا۔ جب تک اس مہم کو سر نہیں کر لیا جاتا جس کے لیے ہم یہاں جمع ہیں اس مہم کے اختیر پر تم واپس میرے بھائی قبلائی خان کے پاس جاسکو گے۔ لیکن اس سے پہلے بلکہ یوں جانو آج ہی میں تیز رفتار قاصدوں

کے ذریعے اس ساری صورت حال سے اپنے بھائی کو آگاہ کر دوں گا۔

اس کے بعد ارتق بوغا نے اپنے چند سالاروں کو بلایا جب وہ بھاگتے ہوئے اس کے قریب آئے تو انہیں مخاطب کر کے ارتق بوغا کہنے لگا۔

بایان اور شیرامون دونوں کو اپنی حراست میں لے لو انہیں علیحدہ علیحدہ دو محفوظ یورتوں کے اندر بند کر دو۔ ان پر کڑا پہرہ لگا دو۔ میری اجازت کے بغیر نہ یہ اپنے یورت سے نکل سکتے ہیں نہ کسی لشکری نہ کسی سالار سے مل سکتے ہیں۔

وہ مسلح جوان بایان اور شیرامون کو ایک طرف لے گئے تھے ان کے جانے کے بعد ارتق بوغا نے کوغنائی کو مخاطب کیا۔

کوغنائی میرے بھائی اس سے پہلے میں نے تمہیں قائدو کے لشکر کو شکست دینے راتوں رات شادی کرنے پر مبارک باد دی تھی۔ اب میں تجھے ان دونوں مبارک بادوں سے بڑھ کر بایان کو زیر کرنے اور اسے اپنے سامنے ذلت اور پستی کا شکار کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔

ارتق بوغا تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ کوغنائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کوغنائی اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں۔ مانچو قبائل پر نگاہ رکھنے کے لئے ہم نے دور دور تک اپنے مخبر پھیلا رکھے ہیں۔ میری صلاح ہے جہاں ہم نے پڑاؤ کر رکھا ہے یہ پڑاؤ یہیں رہے۔ جونہی میرے مخبر مانچو قبائل کی آمد کی اطلاع کرتے ہیں تو جس سمت سے بھی وہ آئیں گے اس سمت سے ان کی راہ روک کر ہم انہیں واپس بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔

ارتق دوبارہ مسکرایا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

کوغنائی! تم خود بھی آرام کرو اپنے لشکریوں کو بھی آرام کرنے کا موقع فراہم کرو۔ پر جانے سے پہلے میں تم سے ایک اور اہم بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جو لشکر اس وقت تمہاری کمانداری میں ہے۔ وہ سارا تمہارے پاس ہی رہے گا۔ جو لشکر بایان اور شیرامون کے ساتھ آیا تھا۔ میں چاہتا ہوں اس کے لئے بھی کماندار مقرر کئے جائیں۔

اس پر کوغنائی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

ارتق بوغا میرے عزیز تھوڑی دیر کے لئے رکو میں اپنے سالاروں سے مشورہ کر لوں پھر بتاتا ہوں۔

اس سلسلے میں کوغنائی تھوڑی دیر تک مارتو۔ کومانگا اور یورجی سے مشورہ کرتا رہا پھر ارتق بوغا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

جہاں تک میں اور میرے ساتھی فیصلہ کر پائے ہیں۔ اس کے مطابق جو لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے وہ میرے پاس ہی رہے گا میرے ساتھ مانچو قبیلے کا سردار مارتو کام کرے گا۔ کومانگا اور یورجی مشترکہ طور پر اس لشکر کی کمانداری سنبھال لیں گے جو بایان اور شیرامون کے تحت کام کر رہا تھا۔ اس فیصلے سے بایان اور شیرامون کے لشکریوں کو بھی آگاہ کر دو۔ تاکہ وہ کومانگا اور یورجی کے تحت کام کرنے کے لئے ذہنی طور پر اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

ارتق بوغا نے کوغنائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ کوغنائی نے اپنے لشکریوں اور سالاروں کو اپنے اپنے یورت میں جا کر آرام کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ خود وہ اپنے یورت کی طرف بڑھا۔ جونہی اس نے قدم اپنے یورت میں رکھا پردے کی اوٹ کے پیچھے سے ایک ساتھ آئی یاروق اور سیرم نکلیں۔ خوش کن انداز میں دونوں نے قائدو کے لشکر کو شکست دینے اور مار مار کر بایان کو سیدھا کرنے پر دلی مبارکباد دی۔

آئی یاروق مزید کوغنائی کے قریب ہوئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

نامان رات کو واپس گیا ہوا تھا اور اس نے جا کر میرے بابا کو بتا دیا کہ میں نے آپ سے شادی کر لی ہے۔

کوغنائی نے چونکنے کے انداز میں آئی یاروق کی طرف دیکھا لمحہ بھر کے لیے اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر پوچھ لیا۔

پھر اس سلسلے میں تمہارے بابا کا کیا ردعمل ہے؟

آئی یاروق بھی مسکرا دی۔ پھر کہنے لگی۔

ان کا کیا ردعمل ہونا ہے۔ میں انہیں بتا کے آئی تھی کہ میں اگر رات کو نہ لوٹی تو

سمجھیں کہ میں نے کوغنائی کے ساتھ شادی کرلی ہے اور میں جب تک وہ چاہیں گے ان کے ساتھ قیام کروں گی۔ بہر حال بابا کو اطلاع دینا میرا فرض تھا۔ میری شادی پر وہ بے حد خوش اور مطمئن ہیں۔ ناسان تھوڑی ہی دیر پہلے آیا تھا وہ کھانا کھا کے تھوڑی دیر بیٹھا تو ماس کے یورت میں چلا گیا ہے۔

آئی یاردق کی اس گفتگو سے کوغنائی بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر تینوں یورت میں لگی ہوئی نشستوں پر بیٹھ کر باہم مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆

سورج دور افتادہ سرزمینوں کی طرح روپوش ہو گیا تھا۔ بدلتی ناآشنا اندھیروں کے جھونکے دائرہ در دائرہ لہروں کی طرح وقت کی جواں نیلی شریانوں میں سرایت کرنے لگے تھے روشنی کے پرشباب شوخ آنچلوں پر درد کی بوندوں اور سادہ پرستانہ خواہشوں جیسی تاریکیاں غالب آ چکی تھیں۔ چاروں طرف ویرانی بھری تنہائیاں ریت پر گرتی اوس کی طرح غالب ہو رہی تھیں۔ آسمان پر ٹمٹماتے ستاروں کی پریاں ریزہ ریزہ نور کے چھینٹوں کی طرح اندھیروں کے اندر تحلیل ہوتی جا رہی تھیں۔

ایسے میں مانچو قبیلے کا سردار مارتو اپنے یورت میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اس کے یورت کی حفاظت پر جو مسلح جوان متقرر تھے ان میں سے ایک یورت کے دروازے پر آیا۔ اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ مارتو نے جب اسے اندر آنے کے لئے کہا تو وہ یورت میں داخل ہو کر مارتو کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار! شمال کے برفستانوں کے وحشی مانچو قبائل کا ایک فرد آپ سے ملنا چاہتا ہے میں نے اسے کریدنے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ کچھ بتاتا نہیں آپ سے ملنا چاہتا ہے۔

مارتو نے چونکنے کے انداز میں اس مسلح جوان کی طرف دیکھا پھر بولا کیا وہ اکیلا ہے یا ایک سے زائد ہیں۔

مسلح جوان نے مارتو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سردار! وہ اکیلا ہی ہے۔ وہ مسلح تھا میں اسے غیر مسلح کر چکا ہوں۔ اگر آپ کہیں تو

میں اسے آپ کے پاس بھیجوں۔

مارتو اپنی اس نشست سے اٹھ کر بڑی نشست پر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا اسے بھیجو۔ دیکھتا ہوں وہ کیا کہتا ہے۔

وہ مسلح جوان نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد برفانی لبادے میں لپٹا ہوا ایک جوان اندر آیا۔ مارتو نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ایک خالی نشست پر جب بیٹھنے کے لئے کہا تو وہ بیٹھ گیا اور بیٹھتے ہی بول پڑا۔

مارتو! کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں۔ جس کا نام سوکوان ہو۔

مارتو کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگا۔

خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ شمال کے غیر مہذب مانچو قبائل کا سردار ہے۔

آنے والا مسکرایا کہنے لگا۔

آپ نے ٹھیک کہا میں اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قائدو نے ہمارے سردار سوکوان سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ یا یوں جانیں ایک وعدہ کیا تھا اور وہ یہ کہ اس نے کہا تھا اگر شمال کے مانچو قبائل منگولوں کے آبائی دشت پر حملہ آور ہوں اور قائدو کی مدد کرتے ہوئے دشت کو منگولوں سے خالی کروا دیں تب دشت کا آدھا حصہ قائدو ہمارے حوالے کر دے گا۔

ہمارے سردار سوکوان نے اس سلسلے میں اپنے سب سالاروں اور دیگر چھوٹے سرداروں سے خوب مشورہ کیا۔ اس کے بعد یہ طے پایا کہ قائدو سے معاملہ طے کرنے سے پہلے آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔

محترم مارتو! میں شمالی سائبیریا کے اس پار انتہائی شمال کے برف زاروں سے اپنے سردار سوکوان کے حکم سے چلا۔ پہلے میں قبلائی کے شہر گیا مجھے سوکوان نے کہا تھا کہ میں خان بالیغ جا کر آپ سے معاملہ طے کروں وہاں سے مجھ پر بھید کھلا کہ آپ ان سرزمینوں کی طرف آئے ہیں لہٰذا وہاں سے میں ادھر آیا۔

ہمارا سردار سوکوان چاہتا ہے کہ کیوں ہم دشت کو دو حصوں میں تقسیم ہونے دیں۔ یعنی آدھے پر مانچو قبائل قابض ہو جائیں اور آدھے پر منگول وہ چاہتا ہے کہ چنگیز خان کا

پورے کا پورا دشت مانچو قبائل کے قبضے میں آ جائے۔

اس سلسلے میں ہمارے سردار سوکوان نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ آپ اپنے پرانے بھائی بند مانچو قبائل کا ساتھ دیں۔ اس طرح ہم چنگیز خان کے سارے دشت پر قابض ہو کر یہاں ایک ناقابل تسخیر قوت بن سکتے ہیں ہمارے سردار کا کہنا ہے کہ جب وہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہو تو آپ قبلائی خان کے لشکر کا ساتھ چھوڑ کر ہم سے آن ملیں اس طرح ہماری قوت میں خوب اضافہ ہوگا اور ہم باآسانی دشت ایشیا پر قابض ہو کر دنیا کی ایک بہترین طاقت بن سکتے ہیں۔

اور پھر ہمارے درمیان ایک قبائلی رشتہ ہے۔ آپ بھی ترکوں کے مانچو قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور شمال سے حملہ آور ہونے والے بھی مانچو ہیں۔ ہم میں ہر قدر مشترک ہے۔ اگر آپ اپنے مانچو بھائیوں کا ساتھ دیں تو ہمارے سردار نے یقین دلایا ہے کہ ہم سب مانچو مل کر دکھ کے گراں بار ڈھیر۔ بربریت کی دھڑکنوں اور مرگ کی بوندا باندی کرتی صداؤں کی طرح بہت جلد چنگیز خان کے آبائی دشت پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے سردار سوکوان نے یہ بھی کہا تھا کہ مانچو کی حیثیت سے اپنے مانچو بھائیوں کی مدد کرنا آپ کا فرض عین بنتا ہے۔

جب تک آنے والا قاصد بولتا رہا مارتو دھیمی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھتا رہا جب وہ خاموش ہوا تب مارتو بول پڑا۔

یہ تم نے اور تمہارے سردار سوکوان نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ ہم آپس میں بھائی بند ہیں ہرگز نہیں۔ ہمارا تعلق مانچو قبائل سے ضرور ہے۔ ہم ترک ضرور ہیں لیکن ہم میں اور تم میں زمین آسمان کا فرق۔ مشرق و مغرب کا اور شمال و جنوب کی دوریاں حائل ہیں۔ ہمارے اور شمال کے وحشیوں کے درمیان بج سے گرتی اوس اور آنکھوں سے ٹوٹے اشک جیسا فرق ہے۔ آنے والے قاصد سن! ہم مسلمان ہیں۔ بدی کی سوختہ تنہائیوں گمراہی اور جہالت کی چادر شرک کے بہتے لمحوں قدم روکتی گندی خواہشوں سے نکل کر ہم اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہم حیات و موت کا راز بھی پا چکے ہیں۔ میرا اور میرے لشکریوں کا شمال کے وحشی مانچو قبائل سے نہ کوئی تعلق ہے نہ رشتہ وہ غیر مسلم

ہیں ہم مسلمان ۔ پھر ان سے ہمارا کیا تعلق اور رشتہ ایک بات یاد رکھنا ہم پہلے مسلمان ہیں اس کے بعد مانچو۔ ہم سب اپنے امیر کوغتائی کی کمان داری میں متحد ہیں۔ سوکوان سے کہنا کسی دھوکے کسی فریب میں نہ رہے ہم منگولوں کے آبائی دشت کی حفاظت کے لئے ہی آئے ہوئے ہیں۔ اگر اس نے اس دشت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو پھر اس کی سوچتی آنکھوں میں تباہی کے کالے سمندر اس کے وحشی سیاہ دل میں تاریک پرچھائیاں اس کی خواہشوں کے آبگینوں میں موت مرگ کے سکے اور اس کی سانسوں کی آمد ورفت میں فضا کا اندھا غبار بھر کے رکھ دیں گے۔

واپس جا کے اپنے سردار سے کہنا میرا غیر مسلم مانچو افراد سے کوئی تعلق نہیں میں مسلمان ہوں اور میرا تعلق مسلمانوں سے ہے اور اگر ایک طرف سے انتہا درجہ کا حقیر اور عاجز اور بے مایا مسلمان ہو اور دوسری طرف مانچو قبائل کا سب سے باعزت سردار تو خدا کی قسم میری نگاہوں میں اس بڑے مانچو سردار کے مقابلے میں ایک غریب اور عاجز مسلمان کی عزت اور مقام زیادہ ہے۔

اپنے سردار سے جا کے یہ بھی کہنا کہ کسی دھوکے اور فریب میں نہ رہے اسے کہنا صبح فردا کو ٹالنے کے لئے سورج کے خلاف سازشیں کرتی رات اندھیرے کے کیسے ہی طبل بجائے تاریکیوں کے کیسے ہی بن سجائے پر کائنات کے دامن دل کو روشن کرنے کے لئے سورج فطرت کے پابند غلام کی طرح ضرور طلوع ہوتا ہے ایسے ہی جس سمت سے بھی وہ حملہ آور ہوگا اس سمت سے ہم اس سے اس دشت کا خواب دفاع کریں گے۔ اور ساتھ ہی اس کے ذہن میں یہ بھی بات ڈال دینا کہ ہم برسوں کی بلتی اس کی خواہشوں کو ریزہ ریزہ سوچوں کے بدن کو لہولہان کر دیں گے۔ اس کے عزم کی تحریروں پر انت کے بھید کھولتے رنگ اور ہوس کی بوندا باندی پر لہو میں نہائی کہانیاں لکھتے چلے جائیں گے۔ ہم مسلمان ہیں اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دینا موت سے ہم نہیں ڈرتے گھوڑے کی پیٹھ اور تلوار ہمارا آبائی ورثہ ہے جب اس کا اور ہمارا ٹکراؤ ہوگا تو دیکھے گا ہم کیسے موت کے پیچھے اور کیسے زندگی ہمارے تعاقب میں بھاگتی ہے۔

وہ قاصد مایوس ہوگیا کہنے لگا۔

اس کا مطلب ہے آپ اپنے بھائی بندوں سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مارتو گرج اور برس پڑا۔

مت بھائی بندی کا لفظ استعمال کرو۔ دنیا کے اندر جس قدر مسلم ہیں وہ سب میرے بھائی بند ہیں۔ شمال کے وحشی قبائل سے میں تمہیں کہہ چکا ہوں میرا کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں۔ ابھی تم جانا نہیں یہ معاملہ جو تم لے کے آئے ہو۔ یہ بڑا ٹیڑھا اور پیچیدہ ہے اس کی اطلاع مجھے اپنے امیر سے کرنی ہے فکر مند نہ ہونا میں تمہیں روکوں گا نہیں۔ تمہیں گزند بھی نہیں پہنچانے دوں گا۔ تم واپس اپنے سردار تک جاؤ گے اور اسے ہمارا پیغام پہنچاؤ گے اس کی ساتھ ہی مارتو نے اپنے کسی مسلح جوان کو آواز دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہی جوان اندر آیا جس نے اس مانچو قاصد کے آنے کی اطلاع کی تھی۔ اس کے آنے پر مارتو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

جلدی جاؤ امیر کوغتائی۔ کومانگا اور یورجی کو یہاں بلا کر لاؤ۔ انہیں کہنا میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن معاملہ کچھ ایسا پیچیدہ ہے کہ میں انہیں یہاں آنے کی زحمت دے رہا ہوں۔ اب تم جاؤ۔

تھوڑی دیر بعد خیمے میں کوغتائی، کومانگا اور یورجی داخل ہوئے۔ ان تینوں کو دیکھتے ہوئے مارتو اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے وحشی مانچو قبائل کے سردار کا قاصد بھی کھڑا ہوگیا۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب مارتو نے سب کا آپس میں تعارف کروایا اس کے بعد وحشی مانچو قبائل کے سردار سوکوان کے قاصد کے آنے کی اطلاع اور اپنی طرف سے اسے جواب دینے کی پوری تفصیل مارتو نے کہہ دی تھی۔

مارتو جب خاموش ہوا تب کوغتائی نے اس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے کہنے لگا۔

مارتو اس قاصد کو جو جواب تم نے دیا ہے تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں بھی ایسا ہی جواب دیتا۔ تمہیں چاہیے تھا کہ اسے اپنا آخری فیصلہ دینے کے بعد رخصت کر دیتے اور پھر ہمیں اس کی اطلاع کر دیتے۔

مارتو مسکرایا اور کہنے لگا۔

امیر محترم آپ کو بتانا میرا فرض تھا۔ میں خود اسے لے کر آپ کے یورت کی طرف آتا لیکن فی الحال میں اس معاملے کو راز میں رکھنا چاہتا ہوں میں نے پوری تفصیل آپ سے کہہ دی ہے۔ آخری فیصلہ اس کے سلسلے میں آپ ہی کریں گے۔

مارتو جب خاموش ہوا تب وحشی مانچو قبائل کے سردار سوکوان کے قاصد نے ایک بھرپور نگاہ کوغتائی پر ڈالی اور کہنے لگا۔

مسلمانوں کے امیر کوغتائی! یہ معاملہ اتنا آسان اور سہل نہیں ہے کہ اس کا فی الفور فیصلہ کر دیا جائے۔ مجھے آخری جواب دینے سے پہلے یہ ضرور سوچیئے گا کہ شمال کی طرف سے مانچو قبائل جب حملہ آور ہوں گے تو منگولوں کے دشت کے شمال میں جس قدر درے ہیں ان میں سے مانچو قبائل بھوکے گدھوں کی طرح داخل ہوں گے اور کوئی قوت ان کا راستہ نہ روک سکے گی۔ اس وقت آپ لوگوں کو اس معاہدے کی اہمیت اور اس کی منفعت کا احساس ہوگا۔ جو میں اپنے سردار سوکوان کی طرف سے آپ لوگوں کے پاس لے کر آیا ہوں۔

کوبانگا' مارتو اور یورجی نے قاصد کی اس گفتگو کو ناپسند کیا تھا تاہم کوغتائی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پھر سوکوان کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے کوغتائی کہہ رہا تھا۔

سن سوکوان کے قاصد! لگتا ہے تو اپنی اور ہماری طاقت کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے غلط فہمی سے کام لے رہا ہے۔ شمال کے وحشی اور برفستانوں میں رہنے والے مانچو قبائل جب منگولوں کے آبائی دشت پر حملہ آور ہوں گے تو یاد رکھنا ہماری سرکردگی میں ایسے جوان ان کے سامنے آئیں گے جو برف سے ڈھکی کوہستانی کلفتوں اور کوہساروں کی قرمزی چوٹیوں کی طرح ان کی راہ روکیں گے اور خوابوں کے بے انت سلسلوں میں جوش مارتی زہریلی ہواؤں کی مار اور صحن میں سرگوشیوں کی طرح اترتے پرندوں کی طرح نزول کریں گے۔ یاد رکھنا جب ایسا سماں ہوگا تو ہمارے جنگ جو مجاہد تمہارے بے شمار لشکریوں کے تن کے گوشہ احساس میں لاانتہا پیاس۔ تعصب کے اندھیروں میں روشنی بکھیرتی کرنوں کی انیوں کی طرح گھس جائیں گے۔

آنے والے قاصد سن! جس طرح ہر شے رات کا ہدف بن جاتی ہے۔ اسی طرح

جب ہمارے مجاہد حملہ آور ہوتے ہیں تو دشمن کے راستے دھول دھول بھاگتے لمحے دشوار ہو جاتے ہیں پر خار وقت کو بے کراں اور گراں غم۔ سوچوں کو دھواں دھواں کرتے ہوئے کاروانوں کو منزل سے بھٹکاتے بپھرے بے انت طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں۔

واپس جا کر اپنے سردار سوکوان سے یہ بھی کہنا کہ مسلمانوں کا امیر کوغتائی کہتا تھا کہ ذرا ہم سے ٹکرا کے دیکھو اگر ہم سے ٹکرانے کے بعد اس کی حالت بند کمروں میں بے نام سرگوشیوں گمشدہ بے خواب راتوں روپوش زمانے کی آہٹوں میں راکھ ہوتی نیندوں اور خوابوں جیسی نہ ہوگی تو ہمارا نام تبدیل کر کے رکھ دینا۔

کوغتائی جب خاموش ہوا تو قاصد بھی بھڑکتی ہوئی آواز میں بول پڑا۔

مسلمانوں کے امیر اگر ہم آپ کی طاقت اور قوت کا غلط اندازہ لگا رہے ہیں تو آپ بھی شمال کے غیر مسلم مانچو قبائل کی بے روک قوت کا غلط اندازہ لگا رہے ہیں۔ ہمارے مانچو قبائل جب کسی کے خلاف حرکت میں آتے ہیں تو اشکوں میں ڈھلی نا امیدیوں جدائی کی ساعتوں۔ خوابوں کے قہر چیختی چلاتی اذیتوں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے شہروں اور بازاروں میں آسیبی سایوں گلی کوچوں میں اندھے سرسام۔ آبادیوں میں بربادی کی علامت شہروں میں دشت وحشت۔ قلب و نظر میں بدروحوں کی علامتوں اور ذہنوں میں خونی دستک بن کر وارد ہوتے ہیں۔

اس موقع پر ایک جھٹکے کے ساتھ مارتو نے اپنی تلوار بے نیام کر لی اور بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

تو میرے امیر کے ساتھ گستاخی سے پیش آ رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر تو سفیر نہ ہوتا تو اپنے یورت میں اب تک میں تیری گردن کاٹ چکا ہوتا۔ امیر کے سامنے تو جو الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ میدان جنگ میں معاملہ اس کے الٹ ہوگا۔

ہاتھ کے اشارے سے کوغتائی نے مارتو کو پرسکون رہنے کے لئے کہا جس کے جواب میں مارتو نے اپنی تلوار نیام میں کر لی۔ کوغتائی نے پھر قاصد کو مخاطب کیا۔

سن! سوکوان کے قاصد! مارتو جذبات میں آ گیا تھا اس کا جذبات میں آ جانا

بات کی بھی دلیل ہے کہ اسے مجھ سے کیسی عقیدت اور ارادتمندی ہے۔ ایک بات اور اپنے ذہن میں رکھنا ہم تو کسی ایسی قوت کے انتظار میں ہیں جو ہم دگمان کے ساحلوں پر ہمیں کھڑا کر کے ہمیں چبھتی نظروں سے دیکھے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ خود کو اوڑھ کے سونے والا کوئی اٹھے طوفان بن کر ہمارے سامنے آئے اور حیرتوں کے سلسلے ہماری آنکھوں میں بھر دے۔

سوکوان کے قاصد! واپس جا کر اپنے سردار سے کہنا کہ جب وہ منگولوں کے آبائی دشت پر حملہ آور ہوگا تو اس کا سامنا کراتوں سے ہوگا جو پانی کو صحرائی سرابوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کا سامنا کرغیزوں سے ہوگا جو موت کے محرم راز بن کر قضا کا تعاقب کرتے ہیں۔ ان کا سامنا مسلمان مانچو قبائل سے ہوگا جو تیز شعلوں کی سرخ زبان کی طرح حرکت میں آتے ہوئے ہر شے کو چاٹ جاتے ہیں۔ ان کا مقابلہ سیتھین سے ہوگا جو دشمن کے دامن میں نفعالیت اور شکست ذات کے سوا کچھ نہیں رہنے دیتے۔ ان کا سامنا گاتھوں سے ہوگا۔ جو دشمن کو جوہر فن اور حسن صلابت سے ختم کر دیتے ہیں۔ انہیں منگولوں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ جو اپنے دشمنوں کے لئے منزل مقصود کی راہیں مسدود کر دیتے ہیں۔ جب اپنا سماں آئے گا تو اپنے سردار سے کہہ دینا اس کی حالت پر آبیاری سے محروم نخل اور ملال و حزن کے بت کدوں سے بھی بدتر ہوگی۔ رات چونکہ کافی جا چکی ہے انہدام واپسی کا سفر نہ کر سکو گے۔ رات ہمارے پاس گزارو تمہارے قیام تمہارے آرام تمہارے طعام کا عمدہ بندوبست کیا جائے گا لیکن صبح اندھیرے منہ یہاں سے کوچ کر جانا اس کے بعد جب ہمارا تمہارا ٹکراؤ ہوگا تو وقت فیصلہ کرے گا جو باتیں تمہارے سردار سوکوان نے کہہ کے بھجوائی ہیں وہ حقیقت بنتی ہیں یا جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ سچائی کا علم بن کے سامنے آتا ہے۔ سوکوان کے قاصد واپس جا کر اپنے سردار سے یہ بھی کہنا کہ مانچو قبائل اسلام قبول کر چکے ہیں ان سے ان کا کوئی قبائلی تعلق نہیں ہے۔

اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ شمال کے دشتی بروئی مانچو قبائل گدھوں اور بھیڑیوں کی طرح اپنے مخالفین پر حملہ آور ہو کر چاروں طرف بربادی کا کھیل جاری کرنے کا ہنر جانتے ہیں تو اسے اپنے ذہن میں یہ بات بھی رکھنی چاہیے کہ جو مانچو ہمارے ساتھ ہیں

وہ اسلام قبول کرنے کے بعد گدھ سے شاہین بھیڑیے سے تیندوے کی صورت اختیار کر چکے ہیں ان کا مقابلہ کرنا سوکوان کے بس کی بات نہیں رہے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد کوغتائی رکا۔ پھر مسکراتے ہوئے مارتو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مارتو! ہم لوگ جاتے ہیں تم سوکوان کے قاصد کی رہائش اور اس کے طعام و قیام کا عمدہ بندوبست کرو اس کے ساتھ ہی کوغتائی۔ کومانگا اور یورجی وہاں سے نکل گئے تھے۔

دو روز بعد کوغتائی آئی یاردق اور سیرم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوا ہی تھا کہ یورت کے باہر کسی نے اسے پکارا۔ کوغتائی آواز کو پہچان گیا۔ کومانگا نے اسے آواز دی تھی۔

اپنے کندھے پر انگوچھا درست کرتے ہوئے کوغتائی اپنے یورت سے باہر نکلا۔ یورت سے باہر اس وقت کومانگا۔ مارتو' یورجی کے علاوہ صندرالدین۔ جلال الدین' سیف الدین' جمال الدین اور دیگر سالار کھڑے تھے۔ جونہی کوغتائی باہر آیا کومانگا نے اسے مخاطب کیا۔

امیر! ہم سب کو اریق بوغا نے اپنی لشکر گاہ میں بلایا ہے لگتا ہے۔ اس نے شمال کی طرف اپنے جو مخبر مقرر کئے تھے۔ انہوں نے اس مانچو قبائل کے متعلق کوئی اطلاع فراہم کی ہے۔

کوغتائی کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا اگر ایسا ہے تو اریق بوغا کے پاس چلیں اس کے ساتھ ہی سب کوغتائی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

اریق بوغا کی نشست گاہ بھی شامیانہ نما ایسی ہی تھی جیسی قبلائی خان کی ہوا کرتی تھی۔ جب وہ سب وہاں پہنچے تو اریق بوغا اپنے سالاروں کے علاوہ قبلائی خان کے تیسرے بڑے سالار کردک چی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر سب نے ان کا استقبال کیا۔ سب اریق بوغا کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز اریق بوغا نے کیا۔

میرے عزیزو! آپ لوگوں کو یہاں آنے کی زحمت اس لئے دی ہے کہ مانچو قبائل ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر چکے ہیں جو مخبر ان کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کئے تھے ان کا کہنا ہے کہ آج شام سے پہلے پہلے مانچو قبائل ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے یہاں پہنچیں گے۔ ان کے حملے کو روکنے ان کے خلاف جارحیت اختیار کرنے کے لئے میں نے آپ سب کو بلایا ہے تاکہ ایک متحدہ لائحہ عمل ان کے خلاف تیار کیا جا سکے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ارلق بوغا رکا پھر کہنے لگا۔

جو مخبر یہ خبریں لائے ہیں ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مانچو قبائل کوہستان خنگائی اور جھیل بیکال کے درمیان جو وسیع میدان پڑتے ہیں ان کا رخ کر رہے ہیں۔ اور میرے خیال میں انہی میدانوں ہی کو وہ رزم گاہ بنانا پسند کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ارلق بوغا رکا پھر کوغائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کوغائی! میرے عزیز یہاں تمہاری حیثیت سالار اعلیٰ کی سی ہے جو فیصلہ تم کرو گے اسی پر عمل کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ اپنے تجربے سے وحشی مانچو قبائل کو تم بھاگنے پر مجبور کر دو گے۔ اب بولو میرے بھائی تم کیا کہتے ہو۔

کوغائی تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر اس کی نگاہیں قبلائی خان کے سالار کروک چی پر جم گئی تھیں۔ اس کے بعد وہ ارلق بوغا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

محترم ارلق بوغا! اس موقع پر جب کہ بایان اور شیرامون اپنی غیر ذمہ داری پر لشکریوں میں شامل نہیں ہیں۔ تو میں آپ سے یہ جاننا پسند کروں گا کہ کیا کروک چی ہمارے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہے۔

ارلق [illegible] پر مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

میں آج ہی چند برز دستوں کے ساتھ بایان اور شیرامون کو اپنے بھائی قبلائی خان کی طرف روانہ کر رہا ہوں تمہاری آمد سے پہلے میں نے چند قاصد بھی اپنے بھائی کی طرف روانہ کر دیئے ہیں اور ساری صورتحال سے تحریری طور پر میں نے اسے آگاہ کر دیا ہے۔ اب بایان اور شیرامون کا تو یہاں کوئی کردار نہیں ہوگا وہ آج یہاں سے روانہ کر

دیئے جائیں گے۔ رہی بات کروک چی کی تو اس وقت سامنے بیٹھا ہوا ہے اس سے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ اس کے کیا ارادے ہیں کیا یہ بھی بایان اور شیرامون کی طرف داری کرتے ہوئے ان کے ساتھ واپس جانا چاہتا ہے یا ہمارے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے ارلق بوغا کو چپ ہو جانا پڑا اس لئے کہ کروک چی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کوغائی کی طرف آیا اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ اس کی اس حرکت پر کوغائی کے دائیں بائیں بیٹھے کو مانگا' مارتو' یورجی' صدرالدین' جلال الدین محتاط ہو گئے تھے۔ سب کے ہاتھ اپنی تلواروں کے دستوں پر چلے گئے تھے۔ کروک چی' کوغائی کے سامنے آیا پھر اپنی تلوار اور خنجر کی پیٹی کھول کر اس نے کوغائی کے پاؤں پر ڈال دی۔ کمر پر بندھا ہوا سرخ رنگ کا پٹکا اس نے کھولا اور اس نے اپنے کندھے پر ڈال دیا تھا۔ یہ اس کی فرمانبرداری اور کوغائی سے عقیدت اور ارادتمندی کا اظہار تھا۔

کوغائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا' کروک چی کو اس نے گلے لگایا اس کی پیشانی چومی۔ اس کے کندھے پر رکھا ہوا پٹکا خود اس کی کمر پر باندھا۔ تلوار اور خنجر کی جو پیٹی اس نے کوغائی کے پاؤں پر ڈالی تھی وہ بھی اٹھا کر اس کی کمر پر باندھ دی ایک بار پھر اسے گلے لگایا۔ پھر کہنے لگا۔

کروک چی! تم نے ایسا کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ ہم سب کو مانچو قبائل کے خلاف متحد اور مستحکم رہنا چاہیے۔ جس ردعمل کا اظہار تم نے کیا ہے اس سے میری نظروں میں تمہاری عزت تمہارا وقار پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے اب تم اپنی نشست پر بیٹھو تاکہ میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں۔

اس کے ساتھ ہی کروک چی پیچھے ہٹا۔ جس نشست سے وہ اٹھ کر آیا تھا وہیں جا کر بیٹھ گیا پھر کوغائی نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو! کروک چی کے اس ردعمل نے میرے ولولوں میرے جذبات کو اور زیادہ مستحکم اور مضبوط بنا دیا ہے۔ اب جو بات میں کہنے لگا ہوں اس کو غور سے سننا۔

مانچو قبائل کے حملوں کو روکنے کے لئے اپنے لشکریوں کو ہمیں کئی حصوں میں تقسیم کرنا ہوگا۔ کرائت اور کرغیز میری کمانداری میں جنگ کریں گے۔ مانچو کی کمانداری مارتو

کے ہاتھ میں ہوگی۔ گاتھ اور سیتھین یورجی کے تحت سینہ سپر ہوں گے۔ باقی رہ گیا وہ لشکر جیسے بایان اور شیرامون لے کر آئے تھے۔ تو اس کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک حصہ کو مانگا کی سرکردگی میں دوسرا کروک جی کی کمانداری میں کام کرے گا۔ محترم ارتق بوغا! جو لشکر آپ کے پاس ہے۔ وہ آپ اور آپ کے سالاروں کی کمانداری ہی میں رہے گا اس طرح ہمارے پاس لشکریوں کے چھ بڑے بڑے حصے ہو جائیں گے۔

تھوڑی دیر تک یہاں سے پڑاؤ اٹھا لیا جائے گا۔ لشکر کے سارے حصے دریائے قزل قم کے کنارے کنارے مشرق کا رخ کریں گے اور دریائے قزل قم جن دروں سے نکلتا ہے۔ ان کے ذریعے کوہستان خنگائی کو عبور کرنے کے بعد جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیان جو وسیع میدان پڑتے ہیں وہاں پڑاؤ کیا جائے گا۔

اس موقع پر کوغتائی کو رک جانا پڑا اس لئے کہ مارتو اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

امیر محترم! اگر لشکریوں کے سارے حصے کوہستان خنگائی کو عبور کرنے کے بعد ان میدانوں کی طرف چلے گئے تو تودا کے میدان جن میں اس وقت ہم پڑاؤ کئے ہوئے ہیں خالی ہو جائیں گے۔ اس طرح کیا ہمارے لئے خطرات نہیں اٹھیں گے کہ دریائے قزل قم کو عبور کرنے کے بعد قائدو حملہ آور ہوگا اور تودا کے سارے میدانوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ دریائے قزل قم کے دروں سے نکلتا ہوا پیچھے کی طرف سے ہم پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔

مارتو کے ان الفاظ کے جواب میں کوغتائی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ بھی اپنا منہ مارتو کے کان کے قریب لے گیا۔ کہنے لگا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں تم تینوں پر ایک بڑا انکشاف کرنا بھول گیا۔ دراصل آئی یاروق نے اپنے قاصد نائمان کے ہاتھ اپنے باپ قائدو کو پیغام بھجوایا تھا کہ آئی یاروق نے میرے ساتھ شادی کر لی ہے۔ آئی یاروق نے اپنے باپ کو لکھا بھیجا کہ جب تک وہ یہاں ہے وہ دریائے قزل قم کو عبور کر کے حملہ آور نہ ہو اور نائمان کے ہاتھ قائدو نے آئی یاروق کو یہ پیغام بھجوا دیا ہے کہ جب تک میں یہاں ہوں وہ حملہ آور نہیں ہوگا لہٰذا

دریائے قزل قم کی طرف سے قائدو کی صورت میں ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔

مارتو مسکراتے ہوئے مطمئن اور خاموش ہو گیا تھا۔ کوغتائی نے اپنا سلسلہ کلام پھر جاری رکھا۔

جب ہمارے لشکر کے سارے حصے کوہستان خنگائی اور جھیل بیکال کے درمیانی میدانوں میں پڑاؤ کر لیں گے تب لازمی بات ہے کہ شمال کی طرف سے آنے والے وحشی مانچو قبائل بھی انہی میدانوں میں ہمارے سامنے آ کر پڑاؤ کریں گے۔ جس طرح آپ نے کہا تھا کہ وہ آج شام سے پہلے پہلے یہاں پہنچیں گے تو لازمی امر ہے کہ وہ آتے ہی جنگ کی ابتدا نہیں کریں گے کم از کم ایک رات دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رکھیں گے۔ اور اسی رات کو میں ایک تبدیلی ایک انقلاب برپا کرنا چاہتا ہوں تاکہ مانچو قبائل کے ساتھ ہماری جنگ طول نہ پکڑے اور پہلے دن کی جنگ کے دوران ہی انہیں ہم مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں۔

بات کرتے کرتے رک جانا پڑا اس لئے کہ ارتق بوغا بول پڑا۔

کوغتائی! میرے بیٹے جو کچھ تم کہہ رہے ہو درست ہے۔ لیکن شاید ایک بات تم بھول رہے ہو اگر ہم سب جھیل بیکال والے میدانوں میں خیمہ زن ہوتے ہیں تو تودا کے میدان خالی ہو جائیں گے کیا ان سے قائدو فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ اور ایک طرف سے ہم پر حملہ آور ہو کر مانچو قبائل کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے گا۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

ارتق بوغا! قائدو اور اس کے لشکر سے نمٹنا میرا اور مارتو کا کام ہوگا۔ قائدو کو نہ میں پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی اجازت دوں گا نہ ہی میں اسے دریائے قزل قم عبور کر کے تودا کے میدانوں میں داخل ہونے دوں گا۔ یہ میری ذمہ داری ہے آپ بے فکر رہیں۔

ارتق بوغا مطمئن ہو گیا۔ مسکراتے ہوئے کوغتائی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

اب تم اپنی گفتگو مکمل کرو۔

کوغتائی نے پھر کہنا شروع کیا۔

جس رات ہم اور مانچو قبائل ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے ہوں گے تو رات کے پچھلے حصے میں میں اور مارتو اپنے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر کوہستان خنگائی کے دروں میں داخل ہو جائیں گے۔ اب مانچو قبائل کے سامنے محترم اریق بوغا آپ' کرادک چی یورجی اور کومانگا رہیں گے۔

وسطی حصے میں آپ خود رہیں اپنے بائیں جانب یورجی کو اور دائیں جانب کومانگا کو رکھیں باقی رہ گیا لشکر کا وہ حصہ جو کرادک چی کی سرکردگی میں ہوگا تو کرادک چی اس حصے کے ساتھ کومانگا کے بھی دائیں طرف رہے گا۔

کوغنائی جب خاموش ہوا تو اریق بوغا بول پڑا۔

کوغنائی میرے بیٹے تم نے سارے لشکریوں کی جگہ کا تعین کر دیا اپنے اور مارتو کے متعلق تم نے کچھ بھی نہیں کہا۔ لشکر کے وہ دو حصے جو تمہاری اور مارتو کی سرکردگی میں ہوں گے ان کا تعین کس جگہ ہوگا۔

اس پر ہاتھ کے اشارے سے کوغنائی نے کومانگا' مارتو' یورجی' اریق بوغا' کرادک چی کو اپنے قریب آنے کو کہا۔ جب وہ سب بالکل اس کے قریب ہو گئے تب بڑی رازداری اور سرگوشی میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

لشکر کے حصے جو میرے اور مارتو کی سرکردگی میں ہوں گے وہ یورجی کے بھی بائیں جانب کوہستانی سلسلے کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔

یہ ترتیب آج شام کے وقت ہی جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیان پڑنے والے میدانوں میں درست کر لی جائے گی اور ایسا مانچو قبائل کی آمد سے پہلے کیا جائے گا وہ قبائل جب ہمارے سامنے آ کر پڑاؤ کریں گے تو ہمارے لشکریوں کی ترتیب کو دیکھ لیں گے اس کے مطابق اپنا لشکر ترتیب دیں گے۔

لیکن فجر کی نماز سے پہلے بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آدھی رات کے تھوڑی دیر بعد میں اور مارتو اپنے کام کی ابتدا کریں گے ہم دونوں اپنے حصے کے لشکریوں کو لے کر مزید بائیں جانب ہوتے ہوئے کوہستان خنگائی کے میدانوں کے ساتھ جو چھوٹے بڑے ٹیلوں کا ایک سلسلہ ہے ان کی اوٹ میں مانچو قبائل کے ایک پہلو میں جا کے اپنے لشکر کو استوار کر لیں گے۔

مانچو قبائل کے ساتھ اگلے روز صبح ہوتے ہی جنگ کی ابتدا آپ چاروں حصوں کے ساتھ کریں گے۔ اب رہی میری اور مارتو کی کارکردگی تو ہم اپنے ذمہ دو کام لیں گے۔

پہلا کام یہ کہ جنگ کی ابتداء ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد میں اور مارتو باری باری کوہستانی سلسلے کے اندر سے یلغار کرتے ہوئے نکلیں گے اور مانچو قبائل کے پہلو پر ضرب لگائیں گے۔ میں دشمن کے پہلو کے پچھلے حصے پر اور مارتو دشمن کے پہلو کے اگلے حصے پر ضرب لگائے گا۔

یہ تو ہمارے ذمے پہلا کام ہوگا دوسرا کام جو ہم سرانجام دیں گے وہ یہ کہ مانچو قبائل کے مقابلے میں ہمارے لشکر کے جس حصے میں بھی کمزوری کے آثار پیدا ہوں گے اس کی ہم مدد کریں گے۔ آپ کے دائیں جانب کومانگا اور کرادک چی کو اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ حصہ خاصا مضبوط اور مستحکم رہے۔ دونوں حصے مل کے مانچو قبائل کے مقابلے میں کسی کمزوری کا اظہار نہیں کریں گے۔ بائیں جانب صرف یورجی ہے۔ چونکہ اس کے آس پاس میں اور مارتو بھی ہوں گے لہٰذا اس کے لشکر کے بائیں پہلو میں ہم کسی قسم کی کمزوری کے آثار پیدا ہونے نہیں دیں گے اور اگر دشمن نے اپنا سارا بوجھ اپنا سارا دباؤ وسطی حصے میں آپ پر ڈالا تب میں اور مارتو پہلو سے حملہ کرتے ہوئے ایک ساتھ دشمن کے لشکر کو کاٹتے ہوئے اس کے وسطی حصے تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ جب ہم ایسا کریں گے تو یاد رکھیئے گا دشمن کی طاقت اور قوت کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی۔ اسے اپنے سامنے پسپائی اور فرار کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

کوغنائی کچھ دیر کے لئے رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اریق بوغا! میرے محترم! بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد ایک اہم اور انتہائی ذمہ داری کا معاملہ اٹھے گا۔ جب ہم مانچو قبائل کو شکست دے کے بھاگنے پر مجبور کرتے ہیں تو یاد رکھیے گا یقیناً وہ شمال کا رخ کریں گے ہمیں ان کا پوری طاقت اور قوت سے تعاقب کرنا ہوگا اور وحشی قبائل کے حملہ آوروں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کم کرنا

ہوگی۔ تاکہ آنے والے دنوں میں وہ پھر ان علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش اور جرات نہ کر پائیں اور اگر ہم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد کم نہ کی تو یاد رکھیے گا تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر وہ اپنی قوت کو پھر مجتمع کریں گے اور دوبارہ قسمت آزمائی کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے کہ میرا اندازہ ہے کہ جو لشکر مانچو قبائل لے کر آئیں گے وہ ہم سے کہیں زیادہ ہوگا لہٰذا ان کی تعداد کم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ان کی شکست اور فرار کے بعد میں 'مارتو' 'یورجی' کو مانگا چاروں دشمن کا تعاقب کریں گے۔ آپ اور کروک چی نہ صرف یہ کہ اپنے پڑاؤ کی حفاظت کریں گے بلکہ دشمن کے پڑاؤ کی ہر شے پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ اسی طرح طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق اگر ہم مانچو قبائل کو شکست دیتے۔ ان کا تعاقب کر کے ان کی تعداد کم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو کم از کم آنے والے کئی برسوں تک مانچو قبائل منگولوں کے آبائی دشت کا رخ کرنے کی جرات اور جسارت نہیں کریں گے۔

کوغائی جب خاموش ہوا تو اریق بوغا نے چند لمحوں تک بڑے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

کوغائی! میرے عزیز بیٹے جو کچھ تم نے کہا ہے یہی آخری ہے اسی پر عمل کیا جائے گا۔ میرے خیال میں اب انھیں اور لشکر کو یہاں سے کوچ کر کے کوہستان خنگائی اور جھیل بیکال کے درمیان پڑنے والے میدانوں میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیں۔

اس پر سارے سالار اٹھ گئے تھے اور اپنے اپنے لشکروں کا رخ کر رہے تھے۔

کوغائی اپنے یورت میں داخل ہوا اندر آئی یاروق اور سیرم بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھیں جونہی وہ یورت میں داخل ہوا دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوگئیں یورت میں داخل ہونے کے بعد کوغائی نے یورت کے دروازے کا پردہ درست کیا۔ پھر وہ سیرم اور آئی یاروق کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ گفتگو کا آغاز آئی یاروق نے کیا۔

میں اور سیرم یورت کے پردے کے پیچھے ہو کر سن رہی تھیں آپ کو کومانگا نے بلایا

تھا اور کہا تھا کہ اریق بوغا نے بلایا ہے۔ خیریت تو ہے۔

کوغائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

آئی یاروق تمہارا اندازہ درست ہے۔ آج شام تک مانچو قبائل ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے کوہستان خنگائی اور جھیل بیکال کے درمیان جو وسیع میدان پڑتے ہیں ان کا رخ کریں گے۔ اسی سلسلے میں اریق بوغا نے بلایا تھا۔ ان سے جنگ کرنے کا طریقہ ہم سب نے مل کے طے کر لیا ہے۔ لشکر تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرے گا۔ دریائے قزل تم کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف جاتے ہوئے ان میدانوں میں پڑاؤ کیا جائے گا جن کا رخ مانچو قبائل کر رہے ہیں۔

کوغائی لمحہ بھر کے لئے رکا پھر آئی یاروق اور سیرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

تم دونوں کی طرف آنے سے پہلے میں لشکر کو کوچ کا حکم دے چکا ہوں۔ باقی سارے لشکر بھی میرے لشکر کے ساتھ ساتھ مشرق کا رخ کریں گے کوغائی کے ان الفاظ کے جواب میں آئی یاروق کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ باہر سے کسی نے کوغائی کو پکارا۔ کوغائی جان گیا۔ پکارنے والا صدر الدین تھا۔ کوغائی یورت کے دروازے پر آیا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ صدر الدین بول پڑا۔

امیر محترم! ہم آپ کے یورت کے خچروں کو ہانکنے لگے ہیں۔ سارے عساکر کوچ کی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں۔ ہاتھ کے اشارے سے کوغائی نے صدر الدین کو ایسا کرنے کے لئے کہا۔ پھر وہ دوبارہ آئی یاروق اور سیرم کے پاس آ کے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سارے لشکر دریائے قزل تم کے کنارے کنارے جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیانی میدانوں میں داخل ہوئے اور جو ترتیب کوغائی نے اریق بوغا کے ساتھ طے کی تھی اسی ترتیب کے مطابق ہر لشکر کے یورت ترتیب کے ساتھ کھڑے کر کے ان کی حفاظت کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

اسی روز شام سے تھوڑی دیر پہلے وحشی مانچو شمال کی طرف سے بے کراں اور بے روک طوفان کی طرح نمودار ہوئے۔ جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیان پڑنے والے میدانوں میں وہ حشرات الارض کی طرح داخل ہوئے تھے۔ تعداد کے لحاظ سے وہ اس لشکر سے کہیں زیادہ تھے جو کوغتائی اور اریق بوغا کے ساتھ تھا۔ بھوکے گدھوں کی طرح وہ اس میدان میں اترتے ہوئے اپنا پڑاؤ کرنے لگے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے دور دور تک ان میدانوں کے اندر اپنا پڑاؤ کرلیا تھا۔ بار برداری کے جانور اور ضروریات زندگی کی اشیاء انہوں نے اپنے پڑاؤ کے عقبی حصے میں محفوظ کرلی تھیں۔

مانچو دیکھ چکے تھے کہ جس لشکر کے ساتھ ان کا مقابلہ ہے وہ پہلے ان میدانوں کے اندر مقابلہ کرنے کیلئے مستعد ہے۔ مانچو قبائل نے آتے ہی جنگ کی ابتدا نہیں کی۔ پڑاؤ کرنے کے بعد ان کے کچھ حصے مستعد ہوکر حفاظت کے لئے گردش کرنے لگے تھے جب کہ باقی لشکر ستانے لگا تھا۔ اس طرح بغیر کسی ٹکراؤ۔ بغیر کسی حادثے کے رات گزر گئی۔
اگلے روز مانچو قبائل کے سردار سوکوان نے اپنے لشکر میں جنگ کے طبل بجھوائے تھے گویا وہ جنگ کی ابتدا کرنا چاہتا تھا دوسری جانب یورجی' کومانگا' اریق بوغا اور کردک چی ان کا مقابلہ اور سامنا کرنے کے لئے پوری طرح تیار اور مستعد تھے۔ جبکہ کوغتائی اور مارتو اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنے بائیں جانب کوہستان خنگائی کے اونچے نیچے ٹیلوں کی اوٹ میں جا چکے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے وحشی مانچو قبائل کے سردار سوکوان نے جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس کا یہ حکم ملتے ہی وحشی مانچو منجمد ساعتوں میں دربدری کے عذاب کھڑے کرتے رات کی اتھاہ سیاہیوں۔ دکھ سے اپنا تعارف کراتی آفتوں اور اذیت کی پرچھائیوں اور روح و بدن کے اختلافات بڑھاتی موسموں کی جھلساتی آگ کی طرح حملہ آور ہوگئے تھے۔
یورجی' کومانگا' اریق بوغا اور کردک چی نے بڑی مہارت سے کام لیتے ہوئے مانچو قبائل کے حملے کو روک کر اپنا دفاع کرلیا تھا۔
پھر سب سے پہلے کومانگا نے اپنے کام کی ابتداء کی پہلے چند بار اس نے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں جو اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترنے والا ہے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے کومانگا مانچو قبائل پر سسکتے دائرے کھڑی کرتی آگ اور خون کی سحاب' موت کے گرد آلود گھونگھٹ اڑاتے احساس کے سوزاں شعلوں اور سانسوں کا سفر تمام کرتی دھوپ چھاؤں ناچتی لہروں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔
کومانگا کے بعد یورجی نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور یہاں حیرت کا مقام ہے کہ یورجی نے جارحیت پر اترنے سے پہلے سلگتے در و بام میں رحمت کی بارش کی طرح تین بار زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں یورجی نے گو ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن تکبیریں بلند کرنے کا یہ سلسلہ اس نے پہلی بار شروع کیا تھا۔ اس کی تکبیریں سن کے کومانگا اور اس کے لشکری کسی قدر حیرت زدہ ضرور ہوئے تھے۔ کوہستانی سلسلوں کے پیچھے کوغتائی اور مارتو نے بھی اسے عجیب سے انداز میں دیکھا اور سنا تھا۔ یورجی تکبیر دل کے جواب میں اس کے لشکریوں نے بھی زوردار تکبیریں بلند کیں کیونکہ اس کے لشکر میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی پھر کومانگا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ زمانے بھر کی قربتوں اور زندگی کے خیموں کو ویران کرتی آشفتگی کے سودا۔ اور آثار جسم و جان اور سارے وقار اور دبدبوں کے مرحلوں کو خاک میں ملاتی سرکتی سرسراتی قضا کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔
یورجی اور کومانگا کے بعد اریق بوغا اور کردک چی بھی گرم سایوں کے رقص۔ ازل سے ڈستے احوال اور ماحول کی بے کراں وسعتوں کی طرح حملہ آور مانچو قبائل پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ اس طرح جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیان میدانوں میں جنگ کی

ابتدا ہونے سے چاروں طرف سولیوں کے سائے قضا کی قہر مانیاں۔ نفرتوں کے نقوش دکھ کی دلدلیں برستی موت کے بادل اور سرسام کے موسم کھڑے کرتے سرابوں کا ایک نہ ٹلنے والا رقص شروع ہو گیا تھا۔

جنگ کی ابتدا کے تھوڑی ہی دیر بعد کوہستانی سلسلے کے اندر گھاٹ میں کھڑے کوغتائی نے لمحہ بھر کے لئے بڑی عاجزی اور انکساری سے آسمان کی طرف دیکھا پھر وہ دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے خدائے عزوجل! اے قادر و جبار! اے مہربان و بیدار مالک! ہم تیرے عاجز اور مجبور بے بال و پر غلام ہیں۔ تیرے بندہ کمترین ہیں۔ اے اللہ تو زمین میں طوفانوں کے شرر برفانی راتوں، برق کے آئینوں خزاں کے سایوں بہار کی خوش کن یادوں اور امروز و فردا کے ملاپ کو ان کی منزل کے نقوش عطا کرتا ہے میرے اللہ! میں اور میرا بھائی مارتو دونوں تیرے مقدس نام کی برکت سے ابتدا کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہونے لگے ہیں۔ میرے مالک میرے آقا۔ اپنے نام کے تقدس کے وسیلے سے ہم دونوں کو اس معرکے میں کامیاب و کامران کرنا۔

کوغتائی دعا مانگ رہا تھا جب کہ قریب ہی اپنے گھوڑے پر سوار مارتو بلند آواز میں آمین کہہ رہا تھا۔ ان کے پیچھے کھڑے لشکری بھی آمین پکارتے جا رہے تھے۔ کوغتائی پھر کہہ رہا تھا۔

میرے اللہ تو ہی روحوں کی کھیتیوں میں چاہت بھری نمو کے بیج بوتا ہے۔ تو ہی سمندر کی نہاں گرائیوں میں خلوت بھری زعفران وادیاں پیدا کرتا ہے۔ میرے اللہ ان وحشی مانچو قبائل کے مقابلے میں ہمیں فوز مندی عطا کرنا میرے اللہ تجھے ہی مدد کے لئے پکارتے ہوئے میں مانچو قبائل کے خلاف اپنے کام کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔''

دعا مانگنے کے بعد کوغتائی نے مارتو کو مخصوص اشارہ کیا۔ مارتو کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اپنے حصے کے لشکر کو وہ حرکت میں لایا پھر مانچو قبائل کے لشکر کے اگلے حصے پر مارتو سرخ زخموں کی مثال پھیلاتی لا انتہا کرب خیزیوں۔ ہر شئے کے باطن تک میں درد نہاں کھڑے کر دینے والے بے انت زمانے کے عذابوں اور خوابوں کی

دیواروں کی طرح اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو ستاتی چیختی چلاتی تیز ہواؤں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مارتو کے اس اچانک حملے سے مانچو اور ان کا سردار سوکوان فکر مند اور پریشان ہو گئے تھے۔ وہ امید بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ساتھ والے کوہستانی سلسلے سے کوئی اور لشکر نکل کر ان پر حملہ آور ہو جائے گا۔ اور ان کی جنگی تنظیم کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرے گا۔

مارتو جب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سوکوان کے لشکر کے اگلے حصے پر حملہ آور ہوا تب سوکوان نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو مارتو کے خلاف جوابی کارروائی کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس طرح پشت اور وسطی حصے سے کچھ دستے مارتو کا مقابلہ کرنے کے لئے لپکے تھے لیکن اسی لمحہ جب کہ وحشی مانچو مارتو اور اس کے لشکر کی طرف لپک رہے تھے۔ ایک اور طوفان ایک اور خونی انقلاب اٹھ کھڑا ہوا۔

کوغتائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کوہستانوں سے نکلا بکھر رتت کے بے رنگ مناظر میں تہہ بھری غضبناک صداؤں اور طوفانی شور کی طرح اس نے چند بار تکبیریں بلند کیں اس کے بعد وہ سوکوان کے لشکر کے پچھلے حصے پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے حملہ آور ہونے سے سوکوان کے لشکر کے اس حصے کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کے سکھ کی چھاؤں پر دکھ کے الاؤ۔ یادوں کی پرچھائیوں پر تنہائیوں کی آگ۔ گراں بار اندھیروں میں طلسمات حیرت اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ کوغتائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وحشی مانچو پر آسمان کی بلندیوں سے اترتے سیاہ گھنے گرجتے شہاب من کی گہرائیوں میں اترتے اعصابی ہیجان۔ مقدر کی بے نامی اور عریانی میں دریاؤں کی طغیانیوں کے زور اور بصارت و سماعت سے محروم کرتے بکھرتے جذبوں کے پرتو کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اب مانچو قبائل اور ان کا سردار سوکوان مزید پریشان ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ سوکوان کے لشکر کے وہ حصے جو مارتو کے حملے کو روکنے کے لئے اس کی طرف بڑھے تھے ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے کوغتائی نے مکمل طور پر انہیں کاٹ کے رکھ دیا تھا۔ ان کا صفایا کرنے کے بعد کوغتائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سوکوان کے لشکر

کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے ہوئے بڑی تیزی سے دشمن کی تعداد کم کرنے کا عمل شروع کر چکا تھا۔

کوہستانی سلسلے سے نکل کر کوغتائی اور مارتو کے حملہ آور ہونے سے میدان جنگ کی صورت کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے گلاب سے محروم فصل گل۔ جیسے کتاب سے محروم فکر وفن جیسے سراب سے محروم صحرا۔ جیسے خواب سے محروم چشم خوباں۔ جیسے جواب سے محروم نامہ بر۔ جیسے حجاب سے محروم حیا۔ جیسے موجیں برپا کرتا ساگر۔ جیسے پیچ وتاب دکھاتے طوفان اور جیسے احساس کے سایوں سے محروم عمروں کی بوسیدہ جوانی۔

جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیانی میدانوں میں زیست کے پیچ وخم اور زندگی کے نشیب وفراز میں تلخی بھری تعبیریں اور فرقتوں کی دھوپ اپنا رنگ دکھانے لگے تھے۔ چاروں طرف جراحتوں کے سبب کھڑے کرتے ستم کے الاؤ خونی لمحوں کی کہانیاں اور مضطرب تشنگی کے نوحے ناچ اٹھے تھے۔

سوکوان نے شروع میں یہ کوشش کی تھی کہ اپنا زیادہ دباؤ اریق بوغا اور یورجی پر ڈالے اس لئے کہ یہ حصے اسے کمزور دکھائی دیئے تھے۔ اس بنا پر کہ دائیں جانب کومانگا اور کروک چی تھے۔ جب کہ بائیں جانب اکیلا یورجی اور وسط میں اریق بوغا تھا۔ سوکوان، اریق بوغا اور یورجی پر زبردست ضربیں لگاتے ہوئے اپنی فتح مندی کے دروازے کھولنا چاہتا تھا لیکن کوہستانی سلسلے سے نکل کر کوغتائی اور مارتو دونوں نے اس کے ارادوں پر مٹی ڈال کے رکھ دی تھی۔

کوغتائی اور مارتو دونوں اب سوکوان کے لشکر کے وسطی حصوں تک بربادی کے کھلے بادبانوں۔ وقت کے دکھتے نشانوں کی طرح موت کا پیغام دینے لگے تھے سوکوان اور اس کے مانچو لشکریوں کی خوش فہمی کے سارے رنگین قرینے انہوں نے دھو ڈالے تھے۔ اس کے سامنے جو بھی آیا اسے کوغتائی اور مارتو نے زندگی کی ماں کو بیوہ اور اجاڑ کرتی موت کی طرح ابدی نیند سلا کے رکھ دیا۔ کوغتائی اور مارتو کے حملوں کو سوکوان ہی نہیں مانچو قبائل کے لشکری ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے وہ دونوں دور کے سبک ساحلوں کی ہواؤں کی طرح اپنے بازو میں سمندر کو اٹھا کر ان کے اوپر پھینک دیں گے۔ مانچو

ہیبت ناک گرگسوں کے عذاب کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ لیکن جواب میں کوغتائی اور مارتو عقابوں کی برہنہ جست رخیز کی طرح بڑی تیزی سے ان پر غالب آتے دکھائی دے رہے تھے۔

بائیں جانب سے کوغتائی اور مارتو کے حملہ آور ہونے کے باعث سامنے کی طرف سے یورجی اور اریق بوغا۔ کومانگا اور کروک چی کی طرف سے بھی دباؤ بڑھ گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ سوکوان اور اس کے لشکر کی حالت طاقت ور بگولوں کے سامنے ریت کی لرزتی دیواروں۔ ڈھلتی شام میں رقص کرتے خونی ادوار کے تسلسل۔ آزردہ مخدوش مسافرت اور محرومیاں بھری الجھنوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

اب بڑی تیزی سے سوکوان کے لشکر کی تعداد کم ہونے لگی تھی۔ اس نے جب اندازہ لگایا کہ شکست وہزیمت اس کا مقدر بنتی جارہی ہے تب اس نے پسپائی کے بگل بجوا دیئے تھے۔ پسپائی کا حکم سنتے ہی وحشی مانچو قبائل سر پا پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن اب یوں جانیں بچا کر بھاگنا اتنا آسان نہ تھا۔ کوغتائی' مارتو۔ کومانگا' یورجی' چاروں عزتوں کو اجاڑتی عداوت۔ پگڑیوں کو اچھالتی کرب خیزیوں زندگی کے صفحہ قرطاس پر المیوں کے طوفان رقم کرتی صحرائی آندھیوں کی طرح ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔

مانچو جو روز وشب کے بے کراں سلسلوں میں نئے موسموں کی بشارت اور پر قوت بگولوں کی طرح حملہ آور ہونے کے لیے آئے تھے وہ اب کوغتائی اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اپنی جانیں بچانے کے لئے بھیگے پروں کے ساتھ اڑتے پرندوں سانسوں کو گروی رکھ کے جان بچاتے اندھے سورکھوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔

یہ تعاقب دور تک جاری رہا میدان جنگ میں مانچو کی تعداد پہلے ہی کم ہو گئی تھی۔ اس تعاقب میں ان کی تعداد اور زیادہ کم ہو کر رہ گئی۔ سیدھا شمال کی طرف جانے کی بجائے سوکوان نے اپنے بچے کھچے لشکریوں کو لے کر مغرب کے رخ پر بھاگ کر اپنی جانیں بچائی تھیں۔ کوغتائی کچھ دور تک برفستانوں میں مانچو قبائل کا تعاقب کرنے کے بعد واپس میدان جنگ کی طرف چلا گیا تھا۔

(کوغتائی کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد ان وحشی مانچو قبائل نے منچوریا کا رخ

کیا۔ وہاں پہلے سے تین بڑے قبیلے۔ تنگ۔ تورکوت اور تاتاری آباد تھے۔ حملہ آور ہو کر مانچو قبائل نے ان کو مانچوریا سے نکال باہر کیا۔ تنگ اور تورگوت تو وہیں آس پاس کی سر زمینوں میں آباد ہو گئے جب کہ تاتاریوں کے دور حکومت میں چین کے لگ بھگ بارہ صوبوں میں سے آٹھ صوبوں کے والی اور گورنر مسلمان تھے۔ لیکن مانچو قبائل نے ان سب والیوں کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے سرکردہ لوگوں کو مقرر کر دیا تھا اور مسلمانوں کو دربدری پر مجبور کیا تھا۔ مانچو کی طرف سے مسلمانوں پر ان مصائب کے باوجود چین میں مسلمانوں نے اپنے قومی وجود کو قائم رکھا۔ جب وہ سیاست سے بے دخل ہوئے تو وہ تجارت زراعت اور علم وادب کی طرف مائل ہو گئے۔ چنانچہ چینی مسلمانوں نے سب سے زیادہ کتابیں اسی دور میں لکھیں۔ اس دور کے سب سے بڑے مسلمان مصنف لیوچی اور مانوتو ہیں۔ لیوچی جس کو لیوتی بھی کہا گیا ہے عربی سیکھی اور اسلام کے متعلق ایک سو کتابیں لکھیں۔ ان میں سے صرف سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' عقائد اسلام' ارکان خمسہ اور رسول عربی ابھی تک شائع ہوئی ہیں۔ یہ چاروں کتابیں 1925ء میں جمہوری انقلاب کے بعد شائع ہوئیں۔ یہ کتابیں اور دوسرے مسلمان مصنفین کی کتابیں جن کے نام اردو دائرہ معارف اسلامی میں اسین کے عنوان کے تحت لکھا گیا ہے۔ عربی مدرسوں میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی تھیں۔ ان میں سے سیرت محمدیؐ کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس دور میں مسلمانوں کی ادبی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ مورخ بدرالدین چینی نے لکھا ہے کہ اگر حکومت ان کی ادبی سرگرمیوں کو نہ دباتی تو بہت امکان تھے کہ ان کی ادبی تحریکیں اور ذہنی بیداری غیر مسلم سوسائٹی پر ضرور اثر انداز ہوتی۔ تجارت اور زراعت پر توجہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور میں مسلمانوں میں خوشحالی عام ہو گئی اور جب مانچو دور میں قحط اور سیلابوں کی تباہ کاری پھیلی تو مسلمان رؤسا اس قابل تھے کہ لاوارث بچوں کو لے لیتے تھے اور ان کی پرورش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ نشہ آور چیزوں سے پرہیز کی وجہ سے چینی مسلمانوں کی جسمانی صحت غیر مسلم چینیوں کے مقابلے میں بہت اچھی تھی اور ان کے جسم کمزوری سے محفوظ رہے۔ 1911 کے بعد مسلمانوں سے کچھ اچھا سلوک کیا گیا اس لئے کہ چین کو نسلی لحاظ سے پانچ گروہوں کا ملک قرار دیا

گیا یعنی ہان' مانچو' منگول' ہوئی اور تبتی اور ان سب میں مسلمانوں کا بھی خاصا بڑا حصہ تھا۔ نئے جمہوری آئین کے تحت ان کو چینی قوم کا ایک حصہ سمجھ کر وہاں سے نکل کر مغرب کا رخ کیا۔ جب یہ تاتاری چینی ترکستان میں سے گزرے تب یہاں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اس لئے کہ چینی ترکستان میں ان دنوں اویغور ترکوں کا قبیلہ آباد تھا۔ جو سب مسلمان تھے اس لئے کہ قتیبہ بن مسلم کے تھوڑے دن بعد اویغور جو ترکوں کا ایک نامور قبیلہ ہے۔ اس کے سردار کراخان نے اسلام قبول کر لیا۔ اور یہ لوگ مشرقی ترکستان جسے چینی ترکستان بھی کہتے ہیں اس میں آباد ہو گئے تھے۔ ادھر مانچو قبائل نے منچوریا میں داخل ہونے کے بعد آہستہ آہستہ قوت اور طاقت پکڑنا شروع کر دی تھی۔ منگولوں کے زوال کے بعد آنے والے دور میں مانچو قبائل نے ایسی طاقت پکڑی کہ پورے چین پر یہ قابض ہو گئے اور انہوں نے چین پر 1644ء سے 1911 تک حکومت کی۔ یہ دور مسلمانوں کے لئے بڑا تباہ کن ثابت ہوا تھا۔ مسلمان چونکے مانچو قبائل کے خلاف منگولوں کا ساتھ دیتے رہے تھے لہذا مانچو حکمرانوں نے ان کے ساتھ امتیازی سلوک رکھا اور ظلم وستم کا نشانہ بنایا انہوں نے تقسیم کرو اور حکومت کرو کی حکمت عملی اپنائی اور چینیوں اور مسلمانوں کے درمیان فرق کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو غیر چینی قرار دیا اس طرح انہوں نے مسلمانوں کو حکومت سے الگ کر دیا۔ مانچو حکمرانوں نے سنکیانگ کانسو اور یون نان کے صوبوں پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی یہ وہ صوبے تھے جن میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ مانچو قبائل نے 1755ء میں ایک بہت بڑا لشکر مشرقی ترکستان کی طرف روانہ کیا تاکہ مشرقی ترکستان کو اپنی عملداری میں شامل کر لیں۔ جو کلیتہً مسلمانوں کا علاقہ تھا۔ لیکن اس میں انہیں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ بعد کے دور میں مشرقی ترکستان چینی ترکستان کہلانے لگا اور اب چین کے مکمل تسلط کے بعد اس کو سنکیانگ کا نام دے دیا گیا ہے۔ مانچو کے دور حکومت میں جب مسلمانوں پر مظالم ہوئے تو مسلمان چین سے نکل کر۔ فارموسا سنگاپور۔ فلپائن کیوچیا۔ کوریا۔ نیپال۔ ویت نام۔ ہانگ کانگ حتیٰ کہ جاپان میں جا کر آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ تبلائی خان مساوی درجہ دیا گیا۔ قومی جھنڈے میں پانچ رنگ دیئے گئے جو ان پانچ گروہوں کی نمائندگی کی دلیل

ہے۔ مسلمانوں کو مکمل آزادی دی گئی اور انہوں نے اس دور میں ثقافتی میدان میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اسی دور میں جمہوری انقلاب کے بعد بڑے بڑے شہروں میں مسلمانوں کی متعدد انجمنیں قائم ہوئیں جن میں انجمن اتحاد و ترقی سب سے زیادہ مشہور ہے اور اس نے مسلمانوں کی بقا اور بہتری کے لئے بڑا کام کیا)

مانچو قبائل کا تعاقب کرنے کے بعد جس وقت کوغنائی اپنے سارے متحدہ لشکر کے ساتھ واپس میدان جنگ کی طرف جا رہا تھا تب اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ یورجی کے قریب آیا۔ کومانگا اور مارتو بھی اس کے دائیں بائیں تھے کوغنائی جب یورجی کے پاس آیا تو یورجی مسکراتے ہوئے کوغنائی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ پھر کوغنائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

امیر محترم! خدا جھوٹ نہ بلوائے آپ کا چہرہ بتاتا ہے کہ آپ مجھ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتے ہیں اور جو کچھ آپ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ میرے ضمیر کی کھنک میرے دل کی آواز مجھے بتاتی ہے کہ آپ کیا پوچھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ پوچھیئے! آپ نے کیا پوچھنا ہے؟ میں آپ کے چہرے پر ان گنت بکھرے سوال دیکھتا ہوں۔ اور ان سوالوں کا جواب بھی میرے پاس ہے۔

کوغنائی مسکرایا پھر یورجی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یورجی! میرے عزیز بھائی اپنے حملوں کی ابتدا کرتے وقت تم نے خداوند قدوس کی کبریائی اس کی تکبیر کے نعرے بلند کئے تھے۔ جب کہ اس سے پہلی جنگوں میں تم نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ بس تمہاری اسی تبدیلی کی بناء پر میرے دل میں ایک تجسس میرے ضمیر میں ایک استفہام تھا جسے میں رفع کرنا چاہتا ہوں۔

کوغنائی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یورجی مسکراتے ہوئے بول پڑا۔

امیر محترم! خدا کی قسم میں آپ کی طرف سے ایسے ہی سوال کی توقع رکھتا تھا۔ امیر محترم کبھی کبھی انسان کی زندگی میں بڑی تیزی سے انقلاب واقع ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا وقت کے ساتھ بدلتے انداز میں لاکھ گمبھیر اندھیروں کی فلک بوس دیوار کے اس پار میں نے یعنی اپنے ضمیر کی پوری سمتوں کی روشن فصیل کو دیکھا اور یہ

ایک عالم نو تھا جسے میں دیکھتا رہا گیا۔ امیر محترم! کبھی کبھی انسان کے سامنے ایسا صحیفہ اچانک کھل جاتا ہے جس میں اس کے ماضی حال کی پوری روداد لکھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی انسان کا دل ایسے صحیفے کے اوراق کھول دیتا ہے۔ جس میں تدبیر کی علامت۔ جس میں گزرے کل کی کہانیاں جس میں فطرت کا تعقل جس میں عصر حاضر کے معنی کے تناظر میں حقیقتیں اور سچائیاں کھل رہی ہوتی ہیں۔ میں بھی زندگی کی حقیقت اور اس کائنات کے خالق کی اصلیت کو پا چکا ہوں۔ امیر محترم! سوالات کو جنم دیتے تجسس اور کسی کی کھوج میں جل تھل مرتعش جذبوں میں میں نے اب یہ راز پالیا ہے کہ فطرت کے تحیر کی حقیقت میں سوائے خداوند کے ہر قسم کو فنا ہے لہذا جسے فنا نہیں کیوں نہ اس پر ایمان لایا جائے میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکا ہوں۔

امیر محترم! جنگ کی ابتداء سے پہلے ہی میرے لشکر میں جو مسلمان ہیں ان کے ہاتھوں میں اسلام قبول کر چکا تھا۔ لیکن اس کا اظہار میں اپنے حملوں کی ابتدا پر کرنا چاہتا تھا سو وہ میں نے کر دیا۔ امیر محترم! میں اسلام قبول کر چکا ہوں اب میں بھی مسلم قوم کا ایک فرد اور آپ سب اور آپ کی ملت کی ایک اکائی ہوں۔

کوغنائی نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کومانگا۔ مارتو' یورجی بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکے تھے۔ پیچھے سارا لشکر رک گیا تھا۔ ایک تیز جست کے ساتھ کوغنائی نیچے اترا اس کی طرف دیکھتے ہوئے ارادتاً اور عقیدت میں کومانگا۔ مارتو اور یورجی بھی اتر گئے تھے جونہی یورجی گھوڑے سے اترا کوغنائی تیزی سے آگے بڑھا اور اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر کئی بار اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگا۔ میں تمہیں اپنے دین کے حلقے میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ یورجی خدا کی قسم مجھے اسی وقت کا انتظار تھا کہ تم بھی ہماری ملت کی ایک اکائی بن جاؤ وہ وقت آ گیا ہے۔ میں تمہیں اس تبدیلی پر تہہ دل سے لاکھوں بار سلام پیش کرتا ہوں۔ یورجی! میرے دل میں پہلے ہی تمہارے لئے بڑی عزت بڑا وقار تھا۔ لیکن یوں جانو اب اس وقار۔ اس عزت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کوغنائی مڑا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا باقی لوگ بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر پہلے کی طرح واپس میدان جنگ کا رخ کر رہا تھا۔

کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ جب چنگیز خان کے دشت میں داخل ہوا تو کچھ سوار اس کے سامنے آئے پھر ان میں سے ایک کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم کوغتائی! وہ سامنے طاقت کے پہاڑ برخان کالدون کے پاس اریق بوغا، کرزک چی اور کچھ دیگر منگول سالار آپ کے منتظر ہیں۔ اریق بوغا نے مجھے یہ پیغام دیا ہے کہ آپ لشکر کو پڑاؤ کی طرف جانے کا حکم دے دیں اور خود اپنے سالاروں کے ساتھ آپ ہمارے ساتھ اریق بوغا کی طرف چلیں۔

آنے والے سواروں کا کوغتائی نے گہری نگاہ سے جائزہ لیا پھر لشکر کو اس نے پڑاؤ کی طرف جانے کا حکم دے دیا تھا۔ جبکہ خود وہ کومانگا۔ مارتو اور یورچی کے ساتھ ان سواروں کے ساتھ ہو لیا تھا۔

منگولوں کے دشت کے انتہائی سرسبز پہاڑ برخان کالدون کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں اریق بوغا اور کرزک چی اپنے دیگر سالاروں کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔۔ برخان کالدون کو منگول طاقت کا پہاڑ بھی کہہ کر پکارتے تھے۔

کوغتائی اور اس کے ساتھی اریق بوغا کے پاس آ کر اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ اریق بوغا آگے بڑھا سب سے باری باری گلے ملا انہیں مانچو قبائل کے خلاف شاندار فتح پر مبارک باد دی۔ پھر کوغتائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کوغتائی! عزیز بیٹے میں نے تمہیں یہاں آنے کی زحمت دی ہے دراصل جس وقت تم مانچو قبیلے کے تعاقب میں لگ گئے تو میں نے ان کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹنے کے بعد برخان کالدون نام کے اس پہاڑ کا رخ کیا۔ اسی پہاڑ کے اوپر میرے دادا چنگیز خان کو دفن کیا گیا تھا۔ میں ابھی اس کی قبر کی طرف نہیں گیا۔ مجھے تمھارا انتظار تھا۔ میں تمہیں ساتھ لے کے جانا چاہتا تھا اور اس کی روح کو بتانا چاہتا تھا کہ آج ہم نے اس کے دشت کی حفاظت وحشی مانچو قبائل سے خوب کی ہے۔ میرے ساتھ آؤ میں تمہیں برخان کالدون کے اوپر لے کے جانا چاہتا ہوں وہاں تمہیں اپنے دادا کے علاوہ دوسرے عزیز و اقارب کی قبریں دکھانا چاہتا ہوں۔

کوغتائی۔ کومانگا۔ مارتو اور یورچی چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

ایک ہموار جگہ اریق بوغا رک گیا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کوغتائی اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہاں چنگیز خان کو دفن کیا گیا تھا۔ جب وہ مرا تو قبائلی دستور کے مطابق ہر بیوی اپنے ہی خیمے میں رہی۔ باہر نہ نکلی بلکہ چنگیز خان کے تابوت کو باری باری ہر بیوی کے یورت میں رکھا گیا اور ہر بیوی نے اپنے اپنے یورت میں چنگیز خان کا روح فرسا ماتم کیا۔

جب وہ مر گیا تو ہر منگول کے لب پر ایک ہی سوال تھا کہ ان کے سردار چنگیز خان کی روح کہاں آرام کرے گی۔ وہ ان بوڑھوں میں سے نہیں تھا جو پرانے قبائلی دستور کے مطابق جب کام کے نہیں رہتے تھے تو انہیں غذا کے بدلے چربی کھانے کو دی جاتی تھی نہ وہ کسی ہتھیار سے مارا گیا تھا ہتھیاروں کی موت کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ یہ جاودانی آسمان کی ضرب سے واقع ہوتی ہے عقیدے مطابق سانس رک جانے کے بعد بھی چنگیز خان کی روح اس کے جسم میں ہی تھی کیونکہ اس کا خون نہیں بہا تھا اور اگر خون نہ بہے تو روح خون کے ساتھ جسم میں رہتی ہے۔

اریق بوغا تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کہتا چلا گیا۔

یہ روح جسے منگول سولدو کہتے ہیں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چپکے سے جاودانی

آسمان کو چلی جائے گی وہاں جہاں سے دنیا میں آئی تھی کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ روح تحت الثریٰ میں اتر جائے گی بس ایسے سوال تھے جو چنگیز خان کی موت پر منگولوں کو پریشان کیے ہوئے تھے۔

جب میرے دادا چنگیز خان کو سفید سمور کا لباس پہنا کر کھڑکھڑاتی گاڑی میں یہاں لایا گیا تو اس کی ایک بیوی نے سب کو یاد دلایا کہ چنگیز خان کو اس کوہستانی سلسلے کے اوپر ایک اونچا درخت بہت پسند تھا اور وہ اکثر کہا کرتا تھا۔ کہ اس درخت کا سایہ بوڑھے کے لیے بڑے آرام کی جگہ ہے یہ بوڑھا درخت دائیں جانب ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اس کے نیچے ہی اس کی قبر کھودی گئی۔

جڑوں کے نیچے جو زمین کھودی گئی تھی وہ اس قدر چوڑی گہری کھودی گئی کہ اس میں ایک چھوٹا سا خیمہ نصب کیا گیا جس میں گوشت اور پکا ہوا اناج ایک کمان ایک تلوار رکھی گئی وہ گھوڑا جس پر سوا ہوا کرتا تھا اسے مار دیا گیا اسے جلایا گیا اور اسے جلانے کے بعد ہڈیاں بڑی ترتیب سے علیحدہ کر دی گئیں اور ہڈیوں کو بھی خان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

چنگیز خان کی زندگی میں بیس نوجوان لڑکیاں جو ناچ گا کر اسے خوش کرتی تھیں اور اس کے ساتھ رہتی تھیں۔ لیکن قبر کے خیمے میں وہ اپنے پرانے سمور کے بھورے نمدے پر جنوب کی چراہ گاہوں کی طرف اکیلا دفن دیا گیا۔

تدفین کے بعد اس کی قبر بند کر دی گئی اور کچی مٹی کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے دبا دیا گیا تابوت کی گاڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے جھاڑیوں کے جھنڈ میں عود اور کافور جلایا گیا سب نے مشورہ کیا کہ یوران گوت قبیلے کے لوگ ہی اس وقت تک چنگیز خان کی قبر کی حفاظت کریں گے جب تک اطراف کے درخت اتنے بڑے نہ ہو جائیں کہ قبر کے پرانے نشان والے صنوبر کو اطراف سے چھپا نہ لیں اور اب دیکھو اس بڑے بوڑھے صنوبر کے درخت کے نیچے چنگیز خان کی قبر کافی حد تک چھپ چکی ہے منگولوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ چنگیز خان کے مرنے کے بعد اس کی روح اس کے جسم سے نکل کر منگولوں کے نو سفید گھوڑوں کی دموں کے پرچم میں سما گئی ہے اور فتح کا باعث بنتی ہے اسی بنا پر منگول

جہاں کہیں بھی حملہ آور ہوتے ہیں تو نو گھوڑوں کی دموں کے پرچم ان کے سامنے لہرائے جاتے ہیں۔ کوغنائی شاید اریق بوغا سے اس موضوع پر مزید کچھ سننا نہیں چاہتا تھا لہٰذا جونہی اریق بوغا دم لینے کے لئے رکا تو کوغنائی نے اسے مخاطب کیا۔

محترم اریق بوغا میرے خیال میں ہم اپنے لشکریوں کی طرف چلیں میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ برخان کالدون کی اس چوٹی پر تم نے منگولوں کی روایات بتاتے ہوئے میرے علم میں اضافہ کیا میرا ادھر آنے کا مقصد مکمل ہو چکا ہے کیا مجھے اب واپس نہیں لوٹ جانا چاہیے۔

اریق بوغا نے غور سے کوغنائی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

کوغنائی میرے بیٹے جس مقصد کے لئے تم ادھر آئے تھے وہ یقیناً پورا ہو چکا ہے لیکن میں یہ پسند کروں گا کہ تم چند روز مزید یہاں قیام کرو تاکہ شمال کے وحشی قبائل مانچو دوبارہ لوٹ کر دشت پر حملہ آور نہ ہوں ویسے تم نے ان کی طاقت اور قوت کو اس قدر کچل دیا ہے کہ آنے والے دور میں وہ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے پھر بھی میں احتیاطاً چاہوں گا تم چند روز یہاں قیام کرو۔

کوغنائی شاید خود ایسا چاہتا تھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اس لئے کہ یہاں قیام کر کے وہ کچھ دن مزید اپنی بیوی آئی یاردق کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا کچھ سوچتے ہوئے اس نے پھر اریق بوغا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اگر ایسا ہے تو پھر جو لشکر میں لے کر آیا ہوں اس کی ساتھ میں دریائے قزل تم کے کنارے چند روز تک پڑاؤ کروں گا تاکہ قائدو کو خبر ہو کہ میں یہیں ہوں جبکہ باقی لشکر جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیانی میدانوں میں قیام کریں۔

کوغنائی ایسا اس لئے چاہتا تھا کہ وہ دریائے قزل تم کے کنارے پڑاؤ کر کے آئی یاردق کے ساتھ رہنا چاہتا تھا اور جب وہ یہاں سے کوچ کرے تو آسانی کے ساتھ آئی یاردق کو دریائے قزل تم کے اس پار اس کے باپ قائدو کی طرف روانہ کر دے۔

یہ طے ہونے کے بعد سب برخان کالدون کی چوٹی سے اترے اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ کوغنائی نے دریائے قزل تم کے کنارے پڑاؤ کر لیا تھا باقی لشکریوں

کے ساتھ اریق بوغا جھیل بیکال اور کوہستان خنگائی کے درمیانی میدانوں میں ٹھہر گیا تھا دوسری جانب اریق بوغا نے پہلے ہی بایان اور شیراسون کو قبلائی خان کی طرف روانہ کر دیا ہوا تھا۔

کوغتائی چند روز تک اپنے لشکریوں کے ساتھ دریائے قزل قم کے کنارے ٹھہرا ہوگا کہ ایک روز قبلائی خان کی طرف سے قاصد آئے جو قبلائی خان کا یہ پیغام لے کر آئے کہ کوغتائی دوسرے سالاروں اور لشکریوں کو لے کر فوراً اس کی طرف روانہ ہو جائے قبلائی خان نے یہ بھی پیغام بھجوایا تھا کہ جنوبی چین میں اپنی فتوحات کی تکمیل کے لئے اس نے اپنے باقی لشکریوں کے ساتھ دریائے کیانگ سی کے کنارے قیام کر رکھا ہے لہٰذا کوغتائی اور دوسرے سالاروں کو بھی اس نے حکم دیا کہ وہ منگولوں کے آبائی دشت سے نکل کر دریائے کیانگ سی کے کنارے اس سے آن ملیں۔

جس روز قبلائی خان کے قاصدوں نے یہ پیغام دشت میں پہنچایا اس روز یہ پیغام سننے کے بعد کوغتائی اپنے یورت میں داخل ہوا۔ یورت میں اس وقت آئی یاروق اور سیرم بیٹھی باتیں کر رہیں تھیں کوغتائی کو دیکھتے ہی دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہیں پھر بڑے پیار سے آئی یاروق نے کوغتائی کو مخاطب کیا۔

آپ معمول کے خلاف آج کچھ اداس اور افسردہ ہیں کیا میں وجہ پوچھ سکتی ہوں۔

ایک اداس سی نگاہ کوغتائی نے آئی یاروق پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

قبلائی خان کے قاصد آئے ہیں اور اس نے فی الفور مجھے واپس بلا لیا ہے آنے والے صبح کو میں لشکریوں کے ساتھ کوچ کروں گا اور دریائے کیانگسی کا رخ کر لوں گا۔

کوغتائی کے ان الفاظ پر آئی یاروق کی حالت عجیب و غریب ہو گئی تھی۔ آنکھوں کے رنگین اظہار بیان اور سرخ رنگ ہونٹوں کی شفق کہانیوں کی طرح خوش و خرم رخساروں پر حروف سی کے رقص اور جسم میں احساس جوانی کے رقصاں خطوط کی طرح پر مسرت ہفتہ فرش پر رقصاں طیور اور دودھیا فرش پر اپسراؤں کے ناچ کی طرح پر سکون رہنے والی آئی یاروق اس سے لمحوں کے فاصلوں میں نہ ملنے والی شے کی طرح مبہم۔ بے کراں خلاؤں

کی وسعتوں میں خواہشوں کی سر بریدہ لاشوں کربناک سناٹوں میں زیست کے المیوں کی جلتی آگ ناآشنا دوریوں تلے چپ چاپ سلگتے مقدر اور گونجتی ہواؤں میں گیت سناتی خون رولاتی بانسری کے نغموں کی فسوں خیز جشن جیسی اداس اور افسردہ ہو کر رہ گئی تھی۔

کوغتائی اس کی اس کیفیت کو بھانپ گیا تھا آگے بڑھا اس کے شانہ تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

آئی یاروق میں تمہاری حالت کو سمجھتا ہوں فکر مند مت ہو بہت جلد ہم ملیں گے دیکھ مجھے بھوک لگی ہے آؤ مل کر کھانا کھائیں۔

آئی یاروق نے اپنی حالت سنبھال لی تینوں نے مل کر کھانا کھایا وہ رات تینوں نے تقریباً جاگتے ہوئے گزاری اندھیرے منہ کوغتائی آئی یاروق کو لے کر دریائے قزل قم کے کنارے آیا سیرم ان دونوں کے ساتھ تھی پیچھے دائیں بائیں ذرا فاصلے پر اس راز کو راز رکھنے کے لئے کرائت اور کرغیز ترک مسلح حالت میں حلقہ بنا چکے تھے تینوں دریا کے اس کنارے آئے جہاں لکڑی کا پل تھا پل کے کنارے آئی یاروق رک گئی بیچاری رو دینے والی ہو رہی تھی پھر لمحہ بھر کے لئے اس نے چاند کی چاندنی میں باری باری کوغتائی اور سیرم کی طرف دیکھا پھر کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

آپ دونوں کے جانے کے بعد وقت اور لمحے میرے لیے انتہائی مشکل اور ناقابل برداشت ہو جائیں گے جب نٹ کھٹ بھنورے نورستہ کلیوں کے خوشبو بھرے بدن کو نئی رتوں کے گیت سنائیں گے جب رقص کرتیاں شگوفوں کی بلائیں لیں گی تب شگوفوں کی بھیگتی سہیلیں۔ چنبیلی کی ملائم بند ہتھیلیوں کی طرح میرے تمام جذبے منجمد ہو کر سوگ میں تبدیل ہو جائیں گے آپ دونوں کے جانے کے بعد وقت کی ساعتیں دھند میں لپٹی صدیوں کی بوسیدہ اور دکھ داستانوں کی طرح مجھ پر نازل کریں گی مہکتے جنگل لہکتی فصلیں چہکتے بلبل۔ چمکتے ستارے برستے بادل میرے لئے من کے گھور اندھیرے میں سوکھے جذبوں کی قبر جواں مرگ خواہشوں۔ ٹوٹے آدرش بے تعبیر سپنوں اور یادوں کے دربند شہروں کی صورت اختیار کر لیں گے اور ساری خوشیاں مٹھی میں بند ریت کی طرح آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی جائیں گی۔

اس موقع پر سیرم نے آگے بڑھ کر آئی یاروق کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

آئی یاروق تمہاری بجھی بجھی آنکھیں تمہارے بے خواب پلکیں ہم دونوں کو بھی فکر کی دیمک کی طرح چاٹتی رہیں گی تمہارے بغیر ہم دونوں بھی رات بھر جاگنے کی اذیت میں مبتلا رہیں گے تمہاری معصوم آنکھوں کا دکھ ہم دونوں کے لئے وہاں رات دن کی بے مزاری کا گرداب بنا رہے گا۔ یاد رکھنا آئی یاروق جگمگاتے ستاروں کے مسکنات اور مسرت کی قوس قزائی تمہارے بغیر ہمارے لیے فرقتوں کی چتا میں جلتے محسوس ہوں گے دشت ہمیں اندھیروں میں کھو جانے والی کالی چمگادڑوں کی طرح کا نثار ہے گا تمہارے بنا بہاروں کے نوخیز خواب شگوفوں کے گیت بکھیرتی وادیاں سمندر کے کھنکتے ساحل ہمارے لئے اجاڑ وشت کا سماں پیش کرتے رہیں گے۔

سیرم کے ان الفاظ پر آئی یاروق رو پڑی تھی سیرم بیچاری بھی آنسو بہانے لگی تھی اس موقع پر کوغنائی آگے بڑھا آئی یاروق کا گال تھپتھپایا پھر بڑے پیار اور محبت میں اسے مخاطب کر کے کہہ رہا تھا یہ جدائی عارضی ثابت ہوگی خداوند قدوس نے چاہا تو بہت جلد گمشدہ وقت کا چراغ روشن ہوگا اور ظلمتوں کے نرغے میں گھری ہماری امیدیں ستاروں کی روشنی میں ڈھل کر نمودار ہوگی۔ فرقت رتوں کی کراہیں تمام ہوں گی۔ مجبور اور بے بس حالات کا خاتمہ ہو جائے گا ضمیر کا بوجھ ظلمت کے زندان اور فکر کی دیمک چھٹ جائے گی دہر کے کردار میں ہم تینوں طوفانوں کو پتوار بنا کر اپنی ہستیوں کی صباحت کا سامان کریں گے اس روز ہم تینوں ایک دوسرے کے سایوں میں گم ہوں گے ہمارے چاروں طرف پھیلی تڑی ظلمتوں کے بجائے برستی برسات بھیگی رتوں مست پھوار گنگناتی راہوں کوئل کے گیتوں جھینگروں کی ملہار کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہوگا انشاء اللہ بہت جلد ہم تینوں اکٹھے رہیں گے اپنی آبرو کا محور بن کر اپنی منزلوں کے گم سراغوں کو تلاش کریں گے راستوں کے الجھاؤ سے نکل کر گیتوں کی فصل اور قہقہوں کی بہاروں سے گلے ملیں گے یہ عارضی اور وقتی جدائی ہمیں نئی زندگی اور نئے حوصلوں کا سبق دے گی دیکھو اب جبکہ ہم ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہیں رونا نہیں ہم تینوں کو مسکراتے ہوئے ایک دوسرے

سے جدا ہونا چاہیے۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد تمہیں اپنے پاس بلاؤں گا اس روز شفق رنگ لمحوں کی خوشبو۔ وصال وطن کے افسانے ہم پر صورت الہام اتریں گے اب مسکرا دو۔

آئی یاروق نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر وہ واقعی ہوا کے سنگیت پر ناچتی خوشبودار شب کی دہلیز پر بوندوں کی جلترنگ کی طرح مسکرا اٹھی تھی۔

باری باری آئی یاروق کوغنائی اور سیرم سے ملی پھر دریائے تزل قم کے پل کے ذریعے وہ دوسری طرف گئی دوسری طرف قائدو کے محافظ اس کے منتظر تھے جن کے ساتھ وہ وہاں سے چلی گئی تھی اس کے جانے کے بعد کوغنائی اور سیرم بھی وہاں سے ہٹ گئے پھر آنے والی صبح کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد جو لشکر تبلائی کی طرف سے منگولوں کے دشت کی طرف آئے تھے وہ واپس جنوبی چین کے دریائے کیانگ سی کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد آئی یاروق اپنے باپ قائدو کے سامنے کھڑی تھی اسے دیکھتے ہی قائدو اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھا کر آئی یاروق کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اس کی پیشانی چومی اس کا بازو پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا کچھ دیر خاموش رہی پھر قائدو آئی یاروق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میری بیٹی حالات ہمیں نا جانے کس سمت لیجائیں گے لیکن میں تمہیں اس شادی پر مبارکباد دیتا ہوں میں جانتا ہوں تو نے کوغنائی کو ایک لعل بے بہا سمجھ کر اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنایا ہے اس سے بے پناہ محبت کی ہے میں خود بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس سے بہتر زندگی کا ساتھی اور شوہر تمہیں مل ہی نہیں سکتا پر بیٹی تم سے شادی کرنے اور تمہارے ساتھ چند بیتے رہنے کے بعد وہ واپس جا چکا ہے اب تمہارا کیا بنے گا۔

مسکراتے ہوئے آئی یاروق نے قائدو کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

اے میرے باپ میرا شوہر ایک دن ضرور مجھے لینے آئے گا۔

قائدو کی پھر فکر گیری آواز سنائی دی میری بیٹی کیسے تمہیں لینے آئے گا ایک عرصے

سے میں اور تم قبلائی خان کے خلاف برسرپیکار ہیں اگر کوغائی قبلائی خان کو بتا بھی دیتا ہے کہ اس نے آئی یاروق سے شادی کر لی ہے تو قبلائی خان کسی بھی صورت اسے تمہیں اپنے پاس بلانے کی اجازت نہیں دے گا اور اگر کوغائی کی جرات اور جنگی ممارست کوغائی کی کارکردگی دیکھتے ہوئے وہ اسے تمہیں اپنے پاس بلانے کی اجازت دے بھی دیتا ہے تو میری بیٹی تم وہاں کیسے رہو گی وہاں تمہارے بے شمار دشمن ہیں بایان ہے شیرامون ہے آچو ہے کرک چی ہے جن کے ساتھ ہم برسرپیکار رہے ہیں کیا وہ تمھاری جان کے دشمن نہ ہو جائیں گے اور تمہیں قتل کرنے کی کوشش نہ کریں گے اور اگر تم یہاں بیٹھ کر کوغائی کا انتظار کرتی ہو تو بیٹی!

عمروں کی منڈیر پر سال تو پرندوں کی طرح ایک ایک کر کے اڑ جاتے ہیں سیٹیاں بجاتی ہواؤں کے دوش پر بادل زمین کا ماتھا چوم کر رو دیتے ہیں اور کھو جانے والی آوازوں کے سیل کی طرح معدوم ہو کر رہ جاتے ہیں بیٹی تم کیسے اور تنہا دھلے شفاف مناظر اور گھنے پیڑوں کے سایوں میں عجیب سی بے وزنی کی کیفیت میں دھوئیں سے لکھی تحریروں کا انتظار کرو گی انتظار زمین کے ہر مسام سے پھوٹتا درد کا دریا ہے پتھروں کے سینے سے نکلتا ہے زنگ آلود کر دینے والا ایک چشمہ ہے جو جان کا روگ بن جاتا ہے پھر تم کیسے ایک دلربا قرینے سے اپنے لعل بے بہا جیسے شوہر کا انتظار کرتی رہو گی میں ڈرتا ہوں اس وقت سے جب سنہری دھوپ میں تمھارا انتظار خزاں کا زرد آنچل اوڑھ لے گا اور تمھارے لئے جلتے سورج کے ساتھ لامتناہی دکھ کا سفر شروع ہو جائے گا۔

جب تک قائدو بولتا رہا آئی یاروق اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی جب وہ خاموش ہوا تو بڑے خوش کن انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے آئی یاروق بول پڑی۔

میرے باپ آپ کے اندیشے درست نہیں ہیں اور میں ان سے اتفاق نہیں کرتی میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ایک روز میرا شوہر کوغائی بعد استقامت افق کے اس پار سے نمودار ہوگا اور اپنی تابانیوں کے ساتھ میرے لئے تحفظ کا حسین سائبان بن جائے گا میرے باپ گو سورج کی چلاچل پر گو سایوں کو ضرور ڈھلنا پڑتا ہے لیکن میں آپ کو یقین

دلاتی ہوں کہ صدیوں کے سفر تک بھی میری اور کوغائی کی آنکھوں میں محبت کے اجالے بڑھتے رہیں گے جس روز وہ مجھے یہاں لینے آئے گا آپ دیکھیں گے خاموشی میں ڈوبے گھروں میں برکھا کے برستے بادل ناچ اٹھیں گے پانی میں نہائے پودوں جیسی خوشیاں چاروں طرف رقص کرنے لگیں گی اور گلیوں میں ہوا کا پھیرا جو میرا مذاق اڑائے گا خوشیوں کے جھرنوں کی چھنا چھن میں تبدیل ہو جائے گا۔

آئی یاروق جب خاموش ہوئی تب قائدو پھر بول پڑا۔

آئی یاروق میری بیٹی مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس نے ایک ساتھ دو لڑکیوں سے شادی کی ہے ایک تم اور دوسری کا نام سیرم ہے کیا یہ درست ہے آئی یاروق مسکرا دی اور کہنے لگی۔

ہاں یہ درست ہے کوغائی کی دو بیویاں ہیں ایک میں اور دوسری سیرم وہ مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہے اور مجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہے میرے باپ آپ کو میرے متعلق فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ایک وقت ضرور آئے گا بلکہ بہت جلد آئے گا جب کوغائی اور سیرم دونوں مجھے لینے یہاں آئیں گی میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتی ہوں کہ اگر قبلائی خان نے میرے شوہر کوغائی کو اجازت نہ دی کہ وہ مجھے وہاں سے اپنے ساتھ لے جائے تب کوغائی اس کے لشکر کو چھوڑ دے گا ہماری طرف آئے گا میں اور سیرم اس کے ساتھ ہوں گی بلکہ میرا خیال ہے لشکر کے بہت سے جتھے بھی اس کا ساتھ دیں گے اس طرح ہم ثمرقند کی طرف نکل جائیں گے اور اپنا مستقبل پرسکون ماحول میں گزاریں گے۔

قائدو مسکرا دیا پھر آئی یاروق کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگا۔

میری بیٹی نیلے جاودانی آسمان سے میری دعا ہے کہ تیرے یہ خیال عملی جامہ پہنیں اب تو اٹھ آرام کر میں تیرے لئے دعا گو ہوں کہ تیرا مستقبل تابناک اور روشن رہے اس کے ساتھ ہی آئی یاروق وہاں سے اٹھی اور اپنی خوابگاہ کی طرف چلی گئی تھی۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے ایک روز کوغتائی اپنے بایان' شیرامون اور آچو کے لشکر کے ساتھ دریائے کیانگ سی کے کنارے اس جگہ آیا جہاں قبلائی خان نے پڑاؤ کر رکھا تھا پڑاؤ سے نکل کر قبلائی خان اور اس کے بیٹے اور اس کے پوتے تیمور نے اپنے سارے سالاروں کے ساتھ اس کا بہترین استقبال کیا قبلائی خان کے کہنے پر کوغتائی نے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا جبکہ قبلائی خان کوغتائی کو مانگا مارتو اور جورجی کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

قبلائی نے جو اپنے لئے نشست گاہ بنائی تھی وہاں سب بیٹھ گئے یہ ایک خاصا بڑا شامیانہ تھا جس کے اندر بہترین نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا نشست سنبھالنے کے بعد قبلائی خان بڑے پیار اور تو صیلی انداز میں کوغتائی کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

کوغتائی میرے بیٹے بایان کے ساتھ جو حادثہ ہمارے آبائی دشت میں پیش آیا اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں اس کا مجھے بے حد دکھ اور صدمہ بھی ہوا میں جانتا ہوں جو کچھ بھی ہوا اس میں بایان اور شیرامون کی غلطی ہے حادثے کی پوری اطلاع تحریری طور پر میرے بھائی نے مجھے دے دی ہے میں نے اپنے طور پر بایان اور شیرامون کو خوب ڈانٹا اور تنبیہ بھی کی ہے میرے خیال میں آئندہ وہ ایسا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے میری اپنی طرف سے برابر یہ کوشش رہے گی کہ وہ اپنی کمر کے پٹکے کھول کر تمہارے سامنے پیش کریں اور تم سے فرمانبرداری کا اظہار کریں اس لئے کہ میں تمہیں اپنے سارے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہوں فی الحال میں ان پر سختی نہیں کر رہا اس لئے کہ میں جنوبی چین کے خلاف مہم کی ابتدا کرنے لگا ہوں اگر اس موقع پر میں ان پر سختی کروں تو لشکر میں بغاوت اٹھنے کے آثار ہیں اور فی الحال میں ایسا نہیں چاہتا لیکن تم دیکھو گے کہ ایک وقت ایسا آئے گا یہ بایان اور شیرامون اپنے سر تمہارے پاؤں میں رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

قبلائی خان جب رکا تو مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کوغتائی کہنے لگا۔

عظیم خاقان مجھے ان دونوں سے نہ کوئی گلہ ہے نہ ہی کوئی شکوہ ایسے حادثات انسانی زندگی میں رونما ہوتے رہتے ہیں خداوند قدوس کی اس وسیع کائنات کے اندر کہیں زخم ملتے ہیں' کہیں پھول کھلتے ہیں کہیں چاند رقص کرتا ہے کہیں آفتاب ڈھلتا ہے کہیں حسن سنورتے ہیں کہیں بادل برستے ہیں۔ کہیں کوئی قہقہوں سے سارے دکھ غم دھو لیتا ہے کہیں اشکوں سے ستارے پلکوں میں تاج اٹھتے ہیں عظیم خاقان اس کائنات میں کہیں خاموش چپ صحراؤں میں طوفان دم بخود ہیں کہیں ڈوبتے سورج کی تنہائیوں میں سرکتے سایوں کی سرگوشیاں اپنے کام میں لگی ہوتی ہیں اس کائنات میں ایک تنوع ہے جو حادثہ منگولوں کے آبائی دشت میں پیش آیا میں اسے بھی تنوع کا حصہ سمجھ کر فراموش کر چکا ہوں بایان اور شیرامون کو اپنے طور پر میں معاف کر چکا ہوں مجھے ان سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے آپ بے فکر رہیں میری طرف سے کوئی زیادتی نہیں ہوگی قبلائی خان نے مسکراتے ہوئے کوغتائی کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا بیٹے مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی یقیناً تم لشکریوں کے سپہ سالار ہونے کا حق رکھتے ہو دیکھو مجھے تمہاری آمد کا انتظار تھا اب تم جتنے دن آرام کرنا چاہتے ہو اس کے بعد میں اپنی مہم کی ابتدا کردوں گا۔

کوغتائی فوراً بول اٹھا۔

خاقان میں اپنے اور اپنے لشکریوں کو صرف آنے والی شب کو آرام کی رات سمجھتا ہوں اگر آپ مہم کی ابتدا کرنا ہی چاہتے ہیں تو کل صبح سویرے مہم کی ابتداء کی جائے گی مجھے ذرا اس کی تفصیل بتائیں۔

قبلائی خان کوغتائی کے اس جواب سے بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔

بیٹے ان سرزمینوں میں آمد سے پہلے ہم نے جنوبی چین کے خلاف لشکر کشی کی تھی اور لشکر کشی سالار اعلیٰ بایان تھا ہم نے جنوبی چین کے کافی حصوں پر قبضہ کر لیا کئی شہر بھی فتح کیے اس کے بعد دشت میں میرے بھائی نے بغاوت کھڑی کر دی میں اسے فرو کرنے چلا گیا اس کے بعد کچھ عرصہ تک مجھے قائدو سے الجھنا پڑا اس بنا پر میں جنوبی چین کی طرف دھیان نہ دے سکا جنوبی چین پر حملہ آور ہونے کے دوران جنوبی چین نے ہم

سن بادشاہ اور اس کی ماں کو ہم نے گرفتار کرلیا تھا اور وہ دونوں ماں بیٹا اس وقت ہمارے شہر خان بالیغ میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن ان دونوں کا وزیر یان سی انتہا درجہ کا عیار اور فریب دینے والا شخص ہے میری مصروفیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جو شہر ہم نے فتح کیے تھے ان میں سے کچھ پر اس نے قبضہ کرلیا ہے اپنی طاقت اور قوت میں اس نے خوب اضافہ کرلیا ہے اور اب ہم سے ٹکرانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔

یہاں سے کوچ کرنے کے بعد جنوبی چین کے سب سے بڑے شہر لنگان کا ہم رخ کریں گے جنوبی چین کا باغی وزیر یان سی جواب جنوبی چین کا اپنے آپ کو حکمران خیال کرتا ہے اپنے لشکر کے ساتھ لن نگان شہر ہی میں قیام کیے ہوئے ہے جب تک اس یان سی پر قابو نہیں پایا جاسکتا اس وقت تک جنوبی چین مکمل طور پر ہمارے مسلط میں نہیں آتا یہ یان سی بڑا عیار انتہائی ہوشیار اور جنگ کا بھی وسیع تجربہ رکھتا ہے، یہاں تک کہنے کے بعد قبلائی خان رکا کچھ دیر مسکراتا رہا پھر اپنا منہ کوغتائی کے کان کے قریب لے گیا پھر کہنے لگا۔

بیٹے میں تمہیں سیرم اور آئی یاروق سے بیک وقت شادی کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔

قبلائی خان کے ان الفاظ پر کوغتائی چونکا قبلائی خان کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگا۔

آپ کو کس نے بتایا۔

کیا تم نے آئی یاروق سے شادی کرنے کا ذکر میرے بھائی اریق بوا سے کیا تھا۔

کوغتائی نے مسکراتے ہوئے جب اثبات میں گردن ہلائی تب قبلائی خان کہنے لگا۔

اس نے جو خط میری طرف روانہ کیا ہے اس میں بایان اور شیرامون کے خلاف شکایت کے علاوہ آئی یاروق کا بھی ذکر کیا ہے فی الحال تمہاری اس شادی کی اطلاع میرے اور میرے بھائی تک محدود ہے کوئی اور نہیں جانتا یا تمہارے کچھ سرداروں کو اس کا علم ہوگا بہرحال فی الحال ابھی راز ہی رہنے دو فی الحال ہم آئی یاروق کو یہاں بھی نہیں منگوا

سکتے اس لئے کہ ہمارے لشکر میں بایان اور شیرامون کے علاوہ آچوکر کمک چی اور کئی دوسرے سالار اس کے بدترین دشمن ہیں اس لئے کہ ماضی میں آئی یاروق نے اپنے باپ قائدو کے ساتھ مل کر ہمارے سرداروں کو زبردست نقصان پہنچایا تھا کئی مواقع پر اس نے ہمارے سالاروں کو شکست سے بھی دوچار کیا لہٰذا آئی یاروق کا نام ان کے لئے تکلیف دہ ہوگا اور وہ اس سے انتقام لینے پر تیار ہو جائیں گے۔

بہرحال وقت گزرنے دو مجھے امید ہے حالات ضرور پلٹا کھائیں گے اور میں تمہیں اجازت دوں گا کہ تم باعزت طور پر آئی یاروق کو یہاں اپنے پاس لاکر رکھو بیٹے آئی یاروق سے تمہاری شادی پر میں بڑا خوش ہوں مجھے امید ہے اس شادی کے بعد اب قائدو اور آئی یاروق ہمارے آبائی دشت کے علاوہ ہمارے علاقوں پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا یقیناً اب وہ حملہ آور نہیں ہوں گے۔

قبلائی خان نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

یقیناً ایسا ہی ہوگا بیٹے جیسا تم کہہ چکے ہو کہ لشکر کل یہاں سے جنوبی شہر لن نگان کی طرف کوچ کرے گا اب تم اٹھو اپنے یورت میں جاؤ تمہاری بیوی سیرم بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہوگی اس کے ساتھ ہی کوغتائی کو مانگا یورچی بارتو اٹھے اور وہاں سے چلے گئے تھے اگلے روز قبلائی خان نے اپنے سارے سالاروں کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اس کا رخ اب جنوبی چین کے شہر لن نگان کی طرف تھا۔

قبلائی خان اور کوغتائی دونوں اپنے سارے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ جب جنوبی چین کے بڑے شہر لن نگان کے قریب پہنچے تو شہر سے باہر جنوبی چین کا وزیر یان سی اپنے لشکریوں کے ساتھ پہلے ہی پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور قبلائی خان نے اس کے سامنے اپنے لشکریوں کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ جنوبی چین کا شہر لن نگان جنوبی چین کے بہترین اور عظیم شہروں میں سے ایک تھا گو جنوبی چین کے حکمران سنگ خاندان کی طاقت عظیم الشان فصیل بند شہروں پر قائم تھی لیکن شہر لن نگان جس میں لگ بھگ چھ لاکھ خاندان آباد تھے ایک انفرادی حیثیت رکھتا تھا۔

اس شہر کے بارہ صدر دروازے تھے مورخین کا بیان ہے اس میں چونسٹھ عام میدان اور سات سو مندر تھے جن کی دیواریں قلعوں کی دیواروں کی طرح مضبوط تھیں شہر کے درمیان میں جو دریا بہتا تھا اس سے نہریں نکالی گئیں تھیں جن پر تین سو ساٹھ پل تھے (مارکو پولو جس کو جھوٹ بولنے اور مبالغے کا بڑا شوق تھا وہ ان پلوں کی تعداد بارہ ہزار بتاتا ہے) ان میں سے کچھ پل پتھر کے بنے ہوئے تھے اور اتنے اونچے تھے کہ ان کے نیچے سے سمندری کشتیاں بھی گزر سکتی تھیں۔

شہر لن نگان کی سڑکوں پر اینٹوں یا پتھروں کا فرش تھا اور ان کا پانی نہروں میں جا گرتا تھا ہر سڑک پر ایک مینار تھا جس میں آگ نہیں لگ سکتی تھی اس میں غلے کا گودام تھا ہر گھر میں تصویریں آویزاں تھی اور مکینوں کی مکمل فہرست دروازے پر لگی رہتی تھی مختلف محلوں کے سروں پر محافظوں کی چوکیاں تھیں جن کا سردار شہر کا کوتوال تھا جب کہیں آگ لگتی تھی تو پہلے محافظ آگ بجھانے کی خدمت بھی انجام دیتے تھے۔

جنوبی چین کے شہر لن نگان کی تعمیر ہی زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے ہوئی تھی بیچ میں بہت بڑا باغ تھا اس کی جھیل کے اطراف شاہی محل اور اس علاقے کے مندر تھے یہاں ڈونگوں اور آرام دہ کشتیوں میں آمد و رفت ہوتی تھی اور سڑکوں کے مقابل یہاں بڑا سکون اور خاموشی تھی شہر کی زیادہ تر عمارتیں پتھر سے بنی ہوئی تھیں شہر کی فصیل اس قدر چوڑی تھی کہ اس فصیل پر گاڑیاں اور چھکڑے چل سکتے تھے۔

دونوں لشکریوں نے صرف ایک شب ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر کے آرام کیا اگلے روز جنوبی چین کے باغی وزیر یان شی جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے طبل اور نقارے بجوا دیئے تھے۔

اس ... کرنے سے قبلائی خان کوغتائی اور دوسرے سالار حرکت میں آ گئے وہ بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے جس وقت یان سی کے لشکر میں جنگ کے طبل بج رہے تھے قبلائی خان کوغتائی بایان شیرا سون آچو کروک چی کو ماننگا مارتو یورچی اور دیگر سالار ایک جگہ جمع تھے کہ یان سی کے لشکر سے ایک دیو پیکر سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا نکلا دونوں لشکروں کے وسط میں آتے ہوئے اس نے اپنے گھوڑے کی

باگیں کھینچتے ہوئے رکا پھر بایان کا نام لیتے ہوئے اس نے انفرادی مقابلے کے لئے للکارا۔

اس کی اس پکار پر بایان کا رنگ پیلا اور ہلدی ہو کر رہ گیا تھا کوغتائی قریب ہی کھڑا تھا بڑے غور سے اس کا جائزہ لے رہا تھا قبلائی خان کی نگاہیں بھی کوغتائی کی نگاہوں کا تعاقب کیے ہوئے تھیں اس موقع پر قبلائی خان بول پڑا۔

کوغتائی میرے بیٹے میں دیکھتا ہوں تم بڑے غور سے بایان کی حالت کا جائزہ لے رہے ہو میں جانتا ہوں بایان پیلا ہو رہا ہے اور اس کا ہونا ایک فطری عمل ہے یہ جو دیو پیکر شخص انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترا ہے کوغتائی میرے بیٹے اس کا نام سوتا نگ ہے میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس سے پہلے جو ہم نے جنوبی چین کے خلاف ہم نے مہمیں کی تھیں ان مہموں کا سپہ سالار اعلیٰ بایان تھا اور جنوبی چین میں اس نے خوب فتوحات حاصل کیں تھیں اس کے بعد بدقسمتی سے ان فتوحات کو ہم جاری نہ رکھ سکے اور یان سی نے ہمارے چند مفتوحہ علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

یہ جو انفرادی مقابلے کے لئے آیا ہے اور جس کا نام میں نے سوتا نگ بتایا ہے اس سے ہمارا پہلے بھی پالا پڑ چکا ہے پہلے بھی ایک بار اس نے انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تھا پہلے ایک سورما کو اس نے قتل کیا پھر اس نے بیک وقت ہمارے دو سورماؤں کو مقابلے کے لئے للکارا بدقسمتی سے وہ دو بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے ان دونوں کا بھی اس نے خاتمہ کر دیا۔

اسے یان سی طاقت کا دیوتا خیال کرتا ہے بڑی بڑی چٹانیں اور پتھر اٹھا کر پھینک دیتا ہے گذشتہ مہموں میں لشکریوں کی سپہ سالاری چونکہ بایان کے ہاتھ میں تھی لہٰذا سوتا نگ کو میرے خیال میں بایان کا نام یاد ہے اسی بنا پر اس نے آج بایان کا نام لے کر انفرادی مقابلے کی دعوت دی ہے لیکن میرا دل کہتا ہے بایان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

قبلائی خان رکا پھر بایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

بایان میرے بیٹے کیا میں نے غلط کہا ہے۔

بایان نے نفی میں اپنے سر کو ہلایا پھر کہنے لگا۔

عظیم خاقان جو کچھ آپ نے کہا درست ہے یہ سوتانگ ہمارے خلاف چلتی پھرتی ایک موت اور مرگ ہے انفرادی مقابلہ اس سے کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

بایان کے ان الفاظ پر کوغتائی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی چند لمحے وہ عجیب سے انداز میں بایان کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

بایان میرے عزیز بھائی تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سوتانگ سے انفرادی مقابلہ ضرور کیا جائے گا۔

کوغتائی کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا۔

کوغتائی میرے بیٹے اگر تم اس سے انفرادی مقابلہ کرنے کا عزم کیے ہوئے ہو تو مجھے خدشہ ہے کہ وہ تم سے مقابلہ کرنے سے انکار کر دے گا اس لئے کہ مقابلے کے لئے اس نے بایان کو طلب کیا ہے میرے خیال میں وہ ہر صورت میں بایان کو بلا کر اس سے مقابلہ کرے گا اس لئے کہ گذشتہ مہموں میں بایان نے ہی جنوبی چین کے اکثر شہروں کو فتح کیا اور اس کی جواں مردی اور اس کی دلیری کی ان علاقوں میں دھوم مچ گئی تھی اسی بنا پر سوتانگ اس کا نام لے کر اسے انفرادی مقابلے کی دعوت دے رہا ہے۔

قبلائی خان جب خاموش ہوا تو کوغتائی نے پھر کہنا شروع کیا۔

عظیم خاقان! اس کا حل میرے پاس ہے بایان کے بجائے میں خود سوتانگ کے مقابلے میں اتروں گا میں لشکریوں کا سالار اعلیٰ ہوں اور خاقان یہ فرض مجھے ہی ادا کرنا ہے ان کے مقابل جا کر اگر وہ میرا نام پوچھتا ہے تو میں اپنا صحیح نام کوغتائی بتاؤں گا اور ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ میں بایان کا نائب ہوں اور ہمارا یہ طے شدہ معاملہ ہے کہ جب تک تم بایان کے نائب کو زیر اور چت نہیں کرتے اس وقت تک بایان تمہارے مقابلے میں نہیں آئے گا مجھے امید ہے کہ میرے ان الفاظ سے سوتانگ مطمئن ہو جائے گا اور انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا مجھے امید ہے کہ دونوں لشکروں کے درمیان میں اسے زیر کر کے باعزت اور سرخرو ہو کر لوٹوں گا۔

اس کے ساتھ ہی کوغتائی نے اپنے گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

خاقان میں انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترنے لگا ہوں مجھے امید ہے کہ میں آپ لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا۔

اس کے ساتھ ہی کوغتائی نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی۔

جس وقت گھوڑا میدان کے وسطی حصے کی طرف جا رہا تھا کوغتائی نے آسمان کی طرف دیکھا پھر بڑی عاجزی اور انکساری میں وہ اپنے خداوند قدوس مہربان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے مالک مکان ولا مکان! یہ نیلی جھیلیں تارے جنگل یہ ہفاف جھرے۔ زعفران کھیت' یہ رنگوں کی مہکار سب تیرے ہونے اور تیری ذات کے مظہر ہیں میرے اللہ! میرا مد مقابل ایک نقش زماں ایک سنگ گراں کی صورت میدان کے وسط میں کھڑا ہے میرے اللہ مجھے ہمت دے مجھے استطاعت عطا کر کہ میں اس پر غالب رہوں۔

میرے اللہ سلسلہ روز و شب میں فضاؤں کی یکسانیت کو تو ہی اس کی یکسانیت کے حصار سے نکالتا ہے تو ہی کالی راتوں کے ایوانوں شام کے چوراہوں بے نور آسمان پر چاند تاروں کے آنچل پھیلاتا ہے میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں وقت کو اپاہج اور لمحوں میں زہر گھول دینے والے کے خلاف تیرے نام کی برکت تیری ذات کے تقدس تیری حمایت کے ساتھ حیرتوں کے حروف اور پرانے الیوں کی طرح حرکت میں آؤں اور اپنے سامنے انہیں پرانے ریت کے ٹکر کی طرح مٹاتا چلا جاؤں۔

یہاں تک کہنے کے بعد کوغتائی خاموش ہو گیا تھا اس کا گھوڑا بھاگتے ہوئے سوتانگ کے قریب آن رکا تھا اسے دیکھتے ہی سوتانگ نے اسے مخاطب کیا۔

کون ہو پہلے اپنا نام رکھو پھر مقابلے کی ابتداء کریں تاکہ میں جان سکوں کہ جسے میں نے مقابلے کے لئے للکارا ہے وہی اترا ہے یا کوئی اور کوغتائی کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگا۔

میرے کئی نام ہیں ان ناموں میں سے تجھے جو بھی پسند آئے چن لینا میں تیری ذات کا المیہ بھی ہوں تیری جان کا حادثہ بھی تیرے کھوئے سکون کا دکھ بھی تیرے غم و پیچ کا لہراتا خروش بھی اور تیرے لیے فنا ساز نقیب اور سرابوں کی دھول بھی ہوں ان الفاظ

میں جو تو اپنے لیے پسند کر لے اسے ہی میرا نام دے دے اتنا ہی کافی ہے۔

سوتا نگ نے بڑے غصے اور غضبناکی میں کوغتائی کو مخاطب کیا۔

یہ تو تیرا میرا مقابلہ فیصلہ کرے گا کہ تو میری ذات کا المیہ بنتا ہے کہ میں۔ تو میری جان کا حادثہ ثابت ہوتا ہے کہ میں کھوئے سکون کا دکھ اور خم و پیچ کا لہراتا خروش تو بنتا ہے کہ میں تو میرے لئے فنا ساز نقیب سرابوں کی دھول بنتا ہے یا میں تجھے اس میدان جنگ میں دھول بنا کر اڑا دیتا ہوں میں نے تجھ سے تیرا نام پوچھا ہے۔

کوغتائی رکا مسکرایا کہنے لگا۔

میرا نام کوغتائی ہے میں بایان کا سالار ہوں ہمارے ہاں یہ رسم ہے کہ جب کسی بڑے سالار کو پکارا جاتا ہے تو پہلے اس کا نائب میدان میں اترتا ہے پھر وہ خود آتا ہے اسی بنا پر پہلے تیرا میرا مقابلہ ہوگا

سوتا نگ نے قہقہہ لگایا کہنے لگا۔

اس نے تمہیں موت کا لقمہ بنانے کے لئے کیوں بھیج دیا خود کیوں نہیں میدان جنگ میں اترا اگر وہ سورما بہادر ہوتا تو تمہیں میدان میں نہیں اترنے دیتا خود میدان میں آتا میں نے بایان کو مقابلے کے لیے پکارا تھا اس کے نائب کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے میں جب سرابوں کی دھول بے انتہا لہروں کی بیتابی دھنک کی طرح تجھ پر حملہ آور ہوں گا تو یاد رکھنا تو لال مٹی کے آب خورے کی طرح توڑ کر کرچی کرچی کرتا چلا جاؤں گا۔

کوغتائی کا رنگ سرخ ہو گیا تھا انتہائی برہمی میں سوتا نگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سوتا نگ تو بکتا ہے میں تیرے سامنے کوئی پرانے پتھروں کی دیوار اور مضمحل راہ گزر نہیں ہوں جو تو مجھے روند کر رکھ دے نہ میں تیرے سامنے انتظار کی زردی اور مسافرت کی پریشانی ہوں کہ تو مجھے مٹا دے میں تو خود اپنی ذات میں ایک طوفان ہوں زرتوں کی دھوپ ان دیکھے الیوں اور توہم مٹاتے عقائد کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا تیری حالت زندگی کی بیوہ مانگ اور خوابوں کی دریوزہ گری نہ بنا دوں تو کوغتائی سے بدل

کر جو چاہے نام رکھ دینا پر ایک بات طے شدہ ہے آج اس مقابلے میں میرے خداوند نے چاہا تو میں تیری سانسوں کی ویران گزرگاہ میں بے کراں تیرگی گھنی تاریک گھاؤں کو تاریکی بھرتا چلوں گا۔ سن! وقت کی دیوار پر آج میں تیرے لیے جلتے زرد پتوں اور بے خواب لمحوں کی خونی کہانیاں لکھوں گا۔ سوتا نگ نے شاید کوغتائی کی اس گفتگو کو سخت ناپسند کیا تھا اپنے گھوڑے سے اترا اپنی تلوار نیام سے نکالی ڈھال بھی نکالی پھر دونوں کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہنے لگا اگر تو جوان مرد ہے تو پھر نیچے اتر میری طرح نہتا ہو کر مجھ سے مقابلہ کر۔

کوغتائی ایک زہریلی جست کے ساتھ اپنے گھوڑے سے اترا۔ سوتا نگ کی طرح اس نے اپنی تلوار اور ڈھال ایک طرف پھینک دی اس کے ایسا کرنے پر سوتا نگ کے چہرے پر عجیب سے مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر سوتا نگ آگے بڑھا ایک دم اس نے حملہ آور ہوتے ہوئے کوغتائی کا بازو پکڑا ایک جھٹکے میں اس نے کوغتائی کا بازو دوہرا کرتے ہوئے اس کی پیٹھ پر اپنی کہنی سے ایسی زوردار ضرب لگائی کہ کوغتائی بل کھاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔

اس کے قریب کھڑے ہو کر سوتا نگ نے ایک قہقہہ لگایا کہنے لگا۔

کیسا ہے؟

کوغتائی کھڑا ہوا اپنے کپڑے جھاڑے اس کے لشکر کے سامنے قبلائی خان کو مانگا بازتو یورچی اور دیگر سالار پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے جونہی وہ اٹھا سوتا نگ پھر آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ پہلے کی طرح کوغتائی کا بازو پکڑے اس کی پیٹھ پر پہلے کی طرح زوردار ضرب لگائے لیکن اس بار کوغتائی محتاط تھا جونہی اس نے کوغتائی کا بازو پکڑنا چاہا کوغتائی نے الٹا اس کا بازو پکڑ لیا پھر غراتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔ سوتا نگ! تو نے جو پہلا وار کیا میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ میری غلطی تھی میں سمجھ نہیں پایا تھا لیکن اب میں محتاط ہوں اب میرا بازو مروڑنا تو بہت دور کی بات تو مجھے پیچھے بھی دھکیل نہیں سکے گا اس کے ساتھ ہی کوغتائی نے سوتا نگ کے بازو پر اپنی گرفت مضبوط کی سوتا نگ نے زور لگاتے ہوئے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن ایک جھٹکے کے ساتھ کوغتائی نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اپنی طرف

کھینچا اور اس کے پیٹ میں لگا تار دو بار گھٹنے کی ضرب لگائی پھر اچانک اس نے سوتا نگ کا بازو چھوڑ دیا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس نے ملایا پھر پوری طاقت سے دونوں ہاتھوں کی ضرب اس کی پیٹھ پر لگائی سوتا نگ اس کے پاؤں پر گر گیا تھا۔

کوغتائی پھر حرکت میں آیا ایک پاؤں زمین پر ہی رہنے دیا دوسرا پاؤں اٹھایا اس سے کئی ضربیں اس نے سوتا نگ کی گردن پر دے ماری تھیں۔ سوتا نگ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن جلد ہی کھڑا ہو گیا دوبارہ مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو گیا۔

کوغتائی مسکرایا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

کیسا ہے؟

سوتا نگ کے چہرے پر بھی گہری طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کھا جانے والے انداز میں اس نے کوغتائی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا دیکھ اجنبی ابھی تو مقابلے کی ابتداء ہے میں نے تم پر اپنی ضربوں کی ابتداء کرنی ہے جب میں ایسا کروں گا تو یاد رکھنا تیری حالت میرے سامنے تنگ و تاریک خستہ صدیوں سولیوں کے سایوں دیمک زدہ گھر کی ٹوٹی دہلیز اور کرب کے مضمون کی داستان بن کر رہ جائے گا میرا مقابلہ کرنے کے بجائے تو اپنے سائے میں اتر نا پسند کرے گا اپنے گمشدہ انسانوں کو تلاش کرنے کو ترجیح دے گا ابھی تو یہ ابتدا ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اس مقابلے کی انتہا تیرے حق میں انتہائی ہولناک اور خونی ہوگی۔

کوغتائی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

میں تیری طاقت اور قوت تیری مہارت کا جائزہ لے چکا ہوں تیرے بے کل من تپتے تن سورکھ شعور شرارتی ذہن سے جو الفاظ ابھر رہے ہیں وہ میری پریشانی کا باعث نہیں بن سکتے یہ بھی اپنے دل کے صفحے پر لکھ رکھنا کہ میں تیرے جیسے خوار اور پریشان انسان کو اپنی دل کا پتھر نہیں بننے دوں گا تیرے جذبوں کے بھڑکاؤ تیرے احساسات کے ابال کو منجمند کر رکھ دوں گا۔

سوتا نگ غصہ کھا گیا غضبناکی میں کہنے لگا۔

حالات کچھ بھی ہوں تو کیسی بے باکی اور بے خوفی کا اظہار کرے لیکن میں تجھے

اس میدان جنگ میں کچے برتن کی طرح توڑ دوں گا ضرور۔

کوغتائی نے بھی کھولتے ہوئے لہجے میں جواب دیا کہنے لگا۔

سوتا نگ! میں تیرے سامنے کوئی اڑتے تند لمحوں میں طفل معصوم کا عزم اور آوازوں کی تند لہروں میں خاموشی کا شیشہ نہیں جسے تم توڑ کر کرچی کرچی کر دو گے میں تو اس مقابلے کے دوران بے جان کرتی بھٹکتی آرزوؤں کی طرح تجھ پر نزول کروں گا اور تجھے منحوس سالوں کی غلاظت میں تبدیل کرتا چلا جاؤں گا میرا نام بابان نہیں کوغتائی ہے میں تیرے ذہن کے طاہر کو پابند نفس کروں گا تیری زندگی کو ذائقوں سے محروم تیری زندگی کے کرینوں کو کرچی کرچی تیرے شعور کے درپن کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دوں گا یاد رکھنا میرے ساتھ مقابلہ آسان نہیں یہ تجھے بڑا مہنگا پڑے گا اب باتیں نہ کر وقت برباد نہ کر آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دونوں مل کر ایک دوسرے کے لئے عدم کی بستی آباد کریں۔

کوغتائی کے کہنے پر سوتا نگ آگے بڑھا ہاتھ اٹھا کر اس نے کوغتائی پر ضرب لگانی چاہی لیکن کوغتائی کا قد اس سے لمبا تھا اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ کو اس نے وہیں پکڑ لیا۔ سوتا نگ نے دوسرا ہاتھ استعمال کرنا چاہا کوغتائی نے اسے بھی اپنی گرفت میں لے لیا پھر سوتا نگ کو مخاطب کیا۔

میں نے سنا ہے تو بڑا طاقتور پر قوت ہے تیرے دونوں بازوؤں کو میں نے گرفت میں لے لیا ہے ذرا مجھ سے اپنے بازو تو چھڑا کے تو دیکھ۔

دونوں تھوڑی دیر تک قوت آزمائی کرتے رہے۔ سوتا نگ نے لاکھ کوشش کی کہ کوغتائی سے اپنے بازو چھڑا سکے لیکن مایوس رہا ناکام رہا اس کی بے بسی اور مجبوری کو دیکھتے ہوئے کوغتائی کے چہرے پر پرسکون مسکراہٹ تھی اچانک کوغتائی حرکت میں آیا اپنا دایاں پاؤں اٹھایا اور پوری قوت سے اس نے سوتا نگ کے گھٹنے پر دے مارا تھا پھر دوسرا پھر تیسرا اور اس کے بعد چوتھا وار اس نے کیا اور پے در پے اس کے گھٹنے پر ضرب لگاتے ہوئے اس نے سوتا نگ کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا اس کے بعد کوغتائی اپنی طاقت اور قوت کو استعمال کرتے ہوئے ہوا میں اچھالا دونوں ہاتھ باندھے اور دونوں

باندھے ہوئے ہاتھوں کی مضبوط ضرب میں اس نے سوتا نگ کی پیٹھ پر لگائی سوتا نگ زمین پر گر گیا تھا کوغتائی پر جنون اب پوری طرح سوار ہو گیا تھا گردن سے پکڑ کر اس نے سوتا نگ کو اوپر اٹھایا پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر بلند کرتے ہوئے زمین پر پٹخ دیا تھا۔

سوتا نگ نے اسے اپنے لیے غنیمت جانا اس لئے کہ کوغتائی نے اسے ہوا میں بلند کر کے جہاں پٹخا تھا وہاں اس کی تلوار اور ڈھال پڑی ہوئی تھی۔ سوتا نگ نے فوراً اپنی تلوار پر گرفت کی طوفانی انداز میں مڑنا چاہتا تھا کہ مڑ کر کوغتائی پر حملہ آور ہو کر اس کو کاٹ کر رکھ دے لیکن وہ دنگ رہ گیا اس لئے کہ اس نے دیکھا کوغتائی بھی طوفانی انداز میں حرکت میں آ چکا تھا جونہی سوتا نگ مڑا اس نے دیکھا کوغتائی اپنے ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لیے مستعد تھا اس موقع پر کوغتائی نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

میں نے تیری آنکھوں میں رقص کرتی شیطانیت پڑھ لی تھی میں جانتا تھا زمین پر گرنے کے بعد اپنے آخری حربے کے طور پر اپنی تلوار اٹھا کر ضرور مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرو گے سو دیکھ میں نے تمہارے سامنے اپنا کیسے دفاع کیا اب اپنی تلوار پر اکتفا نہ کرو اپنی ڈھال بھی اٹھا لو میرے مقابل آ ؤ پھر دیکھو کس کی تلوار کس کو کاٹتی ہے۔

سوتا نگ آگے بڑھا اپنی تلوار کا ایک ہولناک وار اس نے کوغتائی پر کیا جسے کوغتائی نے بڑی آسانی سے روک لیا تھا دونوں کچھ دیر تک ایک دوسرے پر وار کرتے رہے پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا کوغتائی آہستہ آہستہ سمندروں کو اچھال کر بھاپ بناتے اور بادلوں کی شکل میں اڑاتے طوفانوں اور تپش کی صورت اختیار کرنے لگا تھا اس کے حملوں میں بے پناہ تیزی آ گئی تھی اور وہ سکوت کے بے کراں سمندر میں طوفانوں کے خروش کی طرح بار بار سوتا نگ پر جان لیوا حملہ کرنے لگا تھا۔

کچھ دیر تک دونوں جم کر ایک دوسرے پر وار کرتے رہے پھر کوغتائی غالب آتا دکھائی دیا اس لئے کہ اپنے دفاع کی تکمیل کے لئے سوتا نگ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا تھا جوں جوں اس کی تھکن کی کیفیت بڑھتی گئی توں توں کوغتائی کے جذبے اور جوش میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ سوتا نگ لڑکھڑانے لگا ایک موقع پر جب ہولناک وار کرنے کے بعد کوغتائی نے دیکھا کہ سوتا نگ اب آہستہ آہستہ اپنا توازن کھو چکا ہے تب اس نے

اپنے پاؤں کی ٹھوکر سوتا نگ کے پیٹ پر ماری سوتا نگ زمین پر انتہائی بے بسی کی حالت میں گر گیا تھا کوغتائی آگے بڑھا تلوار بلند کی اور گرائی اور سوتا نگ کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

سوتا نگ کا خاتمہ کرنے کے بعد کوغتائی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اپنا منہ یان شی کے لشکر کی طرف کیا اور بلند آواز میں وہ کہہ رہا تھا۔

یان شی! تو نے ہمارے سالار بایان کا مقابلہ کرنے کے لئے سوتا نگ کو میدان میں اتارا تھا میں بایان کا ایک نائب ہوں نام میرا کوغتائی ہے تو دیکھتا ہے میں نے سوتا نگ کا خاتمہ کر دیا ہے اب میں تجھے انفرادی مقابلے کے لئے پکارتا ہوں یان شی اگر تم میں تھوڑی سی بھی غیرت ہے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں اتر اور میرے ساتھ تیغ زن کا مقابلہ کر۔

یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد کوغتائی تھوڑی دیر تک دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کر انتظار کرتا رہا جب دشمن کے لشکر سے کوئی بھی نمودار نہ ہوا تو اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا اور وہ اسے اپنے لشکر کی طرف سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

جب وہ اس جگہ آیا جہاں قبلائی خان اپنے سالاروں کے ساتھ کھڑا تھا تو قبلائی خان نے اسے نیچے اترنے کے لئے کہا کوغتائی نیچے اترا قبلائی خان آگے بڑھا اور اس سے بغلگیر ہوا اس کی پیشانی چومی پھر کہنے لگا۔

میرے نایاب عزیز فرزند سوتا نگ کو زیر کر کے تو نے جنوبی چین کے شہر لن نگان کی فتح کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے سوتا نگ یقیناً ایک چٹان تھی جسے تو نے ریزہ ریزہ کیا یہ ایک طوفان تھا جسے تو نے قفس میں بند کر کے رکھ دیا میں تیری عظمت تیری دلیری کو سلام کرتا ہوں۔

قبلائی خان کے بعد کوما نگا بارتو۔ یور۔جی آگے بڑھے پر جوش انداز میں کوغتائی سے گلے ملے اور اسے مبارک باد دی اس دوران بایان اور شیر اسون کے علاوہ آچو کر دک جی اور دیگر سالار بڑے توصیفی انداز میں کوغتائی کی طرف دیکھ رہے تھے پھر آہستہ آہستہ

بایان شیرامون آچو کردک جی سب آگے بڑھے اچھے الفاظ میں انہوں نے کوغتائی کو اس کی فتح مندی پر مبارک باد دی ان کی گفتگو کا جواب کوغتائی دینا ہی چاہتا تھا کہ چونک پڑا جست لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور قبلائی سے کہنے لگا۔

خاقان دشمن حملے کی ابتداء کرنے لگا ہے اس کے ساتھ ہی سارے سالار اپنے اپنے لشکروں کے سامنے چلے گئے تھے۔

لشکر کے صرف تین حصے کیے گئے تھے درمیانی حصہ قبلائی خان کے پاس تھا اس کے ساتھ اس کا بیٹا چنگ کم اور پوتا تیمور اور کردک جی تھے بائیں طرف لشکر کے حصے کی کمانداری بایان کے پاس تھی اور اس کی مدد کے لئے شیرامون اور آچو اس کے ساتھ تھے دائیں طرف کوغتائی تھا کو مانگا مارتو یور جی اس کے ساتھ تھے۔

یان شی کا لشکر آگے بڑھا اور وہ قبلائی خان کے لشکر پر موسموں کی دلکشی اور خواہشوں کے جگنو کو منجمد اور رائیگاں کر دینے والی شب گزیدہ ساعتوں روز و شب کے نگار خانے اور ماہ و سال کی تقویم میں زندگی کے خدوخال کو بکھیر دینے والے قاتل لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری جانب قبلائی خان کوغتائی اور بایان نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی وہ بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے ذہنوں کو نئے سانچوں میں ڈھالتے سرابوں کی دھول جیون کی بپتا کو رعشہ زدہ کرتے غموں کے طوفانوں اور جسموں کو جوانی کی سج دھج اور تمازت سے محروم کر دینے والی اذیتوں کی حشر سامانیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے لن نگان شہر کے نواح میں انا کی وسعتیں سمٹنے لگیں تھیں۔ قضا کی نامانوس چادریں چاروں سمت پھیلنے لگیں تھیں موت کی قربتیں وقت کی ٹوٹی ٹہنی پر سوکھے پھولوں اور خشک پتیوں کی طرح انسانی جسموں کو اڑانے لگی تھیں جلد ہی یان شی کے سارے ارادے سارے گمان، فضاؤں میں اڑتے دکھائی دیئے اس لئے کہ قبلائی خان کوغتائی اور بایان کی سرکردگی میں لشکر کے تینوں حصوں نے یان شی کے لشکریوں کو کاٹنا شروع کر دیا تھا یان شی کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے نیند اڑاتی پاگل سرگوشیوں اور تھکی روحوں کی داستان ظلمت جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یان شی نے جب اندازہ لگایا کہ قبلائی خان اور اس کے سالاروں کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں رہی اس نے اپنے لشکر میں پسپائی کے بگل بجوا دیئے اور یہ بگل بجتے ہی یان شی کا لشکر لن نگان میں داخل ہو کر محصور ہو گیا تھا جنوبی چین کے وزیر یان شی کے خلاف قبلائی خان کوغتائی اور بایان کی یہ شاندار فتح تھی۔

لیکن قبلائی خان کو اس شاندار فتح کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑا اس لئے اس جنگ میں اس کا بیٹا چنگ کم مارا گیا تھا اور یہ قبلائی خان کے لئے ایسا دکھ ایسا روگ تھا جو یقیناً ناقابل برداشت تھا۔ چنگ کم کے مرنے کی خبر سن کر قبلائی خان تھوڑی دیر تک گم سم کھڑا رہا پھر اس نے اپنے سالاروں کو زخمی لشکریوں کی دیکھ بھال کرنے اور لشکریوں کے کھانے کا اہتمام کرنے کا حکم دے دیا تھا آن کی آن میں دیکھتے ہی دیکھتے وہاں خیموں کا شہر آباد کر دیا گیا اور زخمیوں کی دیکھ بھال کی جانے لگی تھی۔

ایسا کرنے کے بعد قبلائی خان نے روتے دل کے ساتھ اپنے بیٹے چنگ کم کی تدفین کا فریضہ انجام دیا اور اس کے تدفین کے بعد اس نے اس کے بیٹے اور اپنے پوتے تیمور کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

اپنے بیٹے کے مارے جانے کے بعد تین دن تک قبلائی خان نے جنگ کو موقوف کر دیا بس چپ چاپ اپنے پڑاؤ میں پڑا رہا اس کی بیوی جاموئی اپنے بیٹے چنگ کم کے مرنے پر بیمار ہو گئی تھی وہ شاید بیٹے کے صدمے کو برداشت نہ کر سکی بستر سے لگ گئی تھی۔

ادھر جنوبی چین حکمران خاندان سنگ کے وزیر نے بھی اپنا پینترا بدلا گو لن نگان شہر سے باہر شکست کھانے کے بعد وہ شہر میں محصور ہو گیا تھا لیکن اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ قبلائی خان کوغتائی خان کے سامنے لن نگان شہر کا دفاع نہیں کر سکتا۔

اسے جب خبر ہوئی کہ جنگ کے دوران قبلائی خان کا بیٹا چنگ کم مارا گیا ہے اور قبلائی خان اس کے سوگ میں کھو گیا ہے تب اس نے ان حالات سے فائدہ اٹھایا چھوٹا سا ایک لشکر اس نے شہر کی حفاظت کے لئے لن نگان شہر میں رکھا باقی لشکر کو لے کر رات کی تاریکی میں نکلا اور لن نگان کے بعد دوسرے بڑے شہر کوکین کا رخ کیا۔ کوکین میں پہلے سے ایک بہت بڑا لشکر تھا منگولوں پر پھر ضرب لگانے کے لئے یان شی نے کوکین :

اپنا مرکز بنایا جو لشکر پہلے سے کوکین میں تھا اور جو لشکر یان شی اپنے ساتھ لے کر گیا تھا اس سے اس کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہوا اور منگولوں کو پسپا کرنے کے لئے اس نے بڑی تیزی سے جنگی تیاریوں کی ابتداء کر دی تھی۔

یان شی نے منگولوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کرنے کے لئے ایک دوسرا اور خاصا بڑا اقدم اٹھایا اس نے اپنے تیز رفتار قاصد ٹانگ کنگ کے جنگلوں کی طرف روانہ کیے یہ ایک ساحلی جنگل تھا جو دور دور تک میلوں میں پھیلا ہوا تھا اور اس جنگل کے اندر آلائی قبیلے کے وحشی اور خونخوار جنگجو بستے تھے۔ یان شی نے ان وحشی قبائل کے سرداروں سے رابطہ قائم کیا اور انہیں یہ پیغام بھجوایا کہ منگولوں کے خاقان قبلائی خان نے لن نگان پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے بعد وہ یقیناً کوکین کا رخ کرے گا یان شی نے ان سے یہ معاملہ طے کیا کہ جونہی منگول لن نگان سے نکل کر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کوکین کا رخ کریں تو وہ راستے ہی میں ان پر حملہ آور ہونا شروع کر دیں یا ان سے شب خون کا کھیل کھیلیں انہیں بے پناہ نقصان پہنچائیں اور اپنے نقصان کو دیکھتے ہوئے وہ پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

یان شی کے اس پیغام کا ٹانگ کنگ کے جنگل کے وحشیوں نے مثبت جواب دیا اس لئے کہ ماضی میں یان شی کے ان قبائل کے ساتھ اچھے دوستانہ تعلقات رہے تھے انہیں تعلقات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ٹانگ کنگ کے وحشیوں نے منگولوں کے خلاف یانگ شی کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور انہوں نے یان شی کو یقین دلایا کہ جونہی منگول لن نگان سے نکل کر کوکین کا رخ کرتے ہیں وہ ان کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے یوں یان شی نے ایک طرح سے منگولوں کے خلاف ایک نیا محاذ کھول دیا تھا اور یہ محاذ بڑا خونخوار تھا اس لئے کہ ٹانگ کنگ کے جنگل میں بسنے والے وحشی تہذیب سے ناآشنا اور خون آشام قسم کے قبائل تھے جو لڑنے مرنے لوٹ مار کے علاوہ کچھ نہیں جانتے تھے۔

ادھر قبلائی خان یان شی کو شکست وغیرہ کے بعد مطمئن تھا گو اس میں اس کا بیٹا چنگ کم مارا گیا تھا یہ اس کے لئے بہت بڑا نقصان تھا بہر حال وہ اسے برداشت کر گیا تھا اس کی تدفین کے بعد اس کا پوتا تیمور اس کی بیوی جاموئی پریشان تھے قبلائی خان نے

لشکر کے سارے امور کوغتائی کے حوالے کیے اور خود اپنے اس یورت میں گھس گیا جس میں اس کی بیوی جاموئی اور پوتا تیمور تھے شاید اس طرح وہ اپنے بیٹے چنگ کم کے مرنے کا غم ہلکا کرنا چاہتا تھا۔

کوغتائی اپنے لشکر میں بھاگ دوڑ کرتے ہوئے زخمیوں کی دیکھ بھال کرتا رہا لشکر کے کھانے کا اہتمام بھی اس نے کیا اس کام میں کومانگا مارتو اور یور.جی اس کا ساتھ دے رہے تھے شام سے تھوڑی دیر پہلے ان تینوں سرداروں کے ساتھ کوغتائی اس جگہ آیا جہاں بایان شیراموں آچو کروک چی بیٹھے ہوئے تھے جونہی وہ ان کے قریب آ گیا سب اٹھ کھڑے ہوئے کوغتائی نے کچھ دیر گہری نگاہوں سے ان کا جائزہ لیا پھر بایان کی طرف وہ دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

بایان تیری میری اگر کوئی ذاتی دشمن ہے تو اسے ایک طرف رکھنا لشکر کے جو اہم معاملات ہیں ان میں تیرے میرے ذاتی اختلافات حائل نہیں ہونے چاہیے میں تھوڑی دیر تک اپنے یورت کی طرف جا رہا ہوں میرے بعد لشکر کی ساری ذمہ داری تمہاری ہوگی۔

بایان منہ سے کچھ نہ بولا عجیب سے جذبے میں وہ کوغتائی کی طرف دیکھتا رہا اس نے اثبات میں اپنی گردن کو خم کر دیا تھا کوغتائی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کومانگا مارتو اور یور.جی کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا۔

کوغتائی کے جانے کے بعد بایان اور شیراموں تھوڑی دیر تک بڑی ارادتمندی سے اسے دیکھتے رہے جب وہ ذرا دور چلا گیا تو بایان سب کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز بھائیوں یہ کوغتائی بھی عجیب وغریب آدمی ہے دراصل ہم اسے سمجھ نہیں پائے یہ کبھی یہ صدہا سالوں پر محیط خونی زاویے بناتی درد کی مثلث بن جاتا ہے۔ کبھی چہرے پر خواب جیسی آرزوئیں لیے خواہشوں کے وفور میں دل پر ثبت جدائیوں اور سوکھے شجر پر لکھے ناموں جیسا خشک ہو کر رہ جاتا ہے پر اپنی ذات کا انکشاف نہیں کرتا کبھی بدلتی رتوں کی دھول اور خزاں کی تاریک راتوں سے دور رہ کر اپنے چہرے پر سمندر کی چاہت بسا لیتا ہے اور کبھی نامعلوم زمانوں کا باسی بن کر اوروں کے لئے اپنے چہرے پ

جمال نشینی سجا کر سامنے آتا ہے اور شام جاں کو اور تاریک جذبوں کے خشک لمحوں کو اپنائیت کے نئے احساس میں سمو کر ردئیں ردئیں کو خوشی کی بازگشت سے ہمکنار کر جاتا ہے۔

بایان جب خاموش ہوا شیرامون مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

بایان میرے بھائی لگتا ہے تمھاری کیفیت بھی ہم سے مختلف نہیں ہے گذشتہ کئی ماہ سے ہم بھی اس کوغتائی کا جائزہ لیے رہے ہیں جو کچھ ہم نے نتیجہ اخذ کیا ہے وہ کچھ یوں کہ یہ اپنی ذات میں اخلاق اور ایثار کی ضمانت ہے انسانوں کی شیطانیت سے دورہ کر یہ شخص جب حرکت میں آتا ہے تو گردشیں تقدیر کو زیر اور آفاق کو تسخیر کرنے کے جذبوں کا اظہار کرتا چلا جاتا ہے دشمن کے سامنے آتا ہے تو ان کے ذہنوں کو دھواں دھواں اور میدان جنگ کی بوندا باندی کو حوادث کی آندھیوں میں بدلتا چلا جاتا ہے یہ ایسا سالار ہے جو نرم روی کو گرم روی میں تبدیل کرنے کا ہنر جانتا ہے ایسا سورما ہے جو اپنی ذات کے تاریک غاروں سے نکل کر داستان کے جادو کھڑے کرنے کی مناہی جانتا ہے جہاں تک میں اسے سمجھ پایا ہوں یہ نیکی کے تفکرات کا کوندا جرات مندی کی رنگین قبا ہے آندھیوں اور طوفانوں میں کھڑا ہو کر بھی صداقتوں سے مول تول نہ کرنے والا ایک سچا اور مخلص انسان ہے۔

جب تک شیرامون بولتا رہا بایان آچو کردیکی اور دیگر چھوٹے سالار مسکراتے رہے جب خاموش ہوا تو بایان نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنا شروع کیا۔

شیرامون تم ٹھیک کہتے ہو اس کے ایثار اس کے اخلاق اس کی وفاداری پر شک نہیں کیا جاسکتا جس طرح یان شی کے پہلوان سورما سوتا نگ نے میرا نام لے کر مجھے مقابلے کے لئے للکارا تھا اگر اس کو میرے ساتھ ذاتی دشمنی ہوتی تو کبھی بھی یہ میری جگہ اس کے مقابلے میں نہ جاتا بلکہ یہ چاہتا میں ضرور اس کے مقابلے میں جاؤں تاکہ وہ میری گردن کاٹ دے اس لئے کہ سوتا نگ سے مقابلہ کرنا تم سب جانتے ہو ہم سب کے بس کی بات نہیں اس لئے کہ جب چند برس پہلے ہم نے جنوبی چین پر یلغار کی تھی تو انفرادی مقابلوں میں ایک چھوڑ ہمارے دو دو اکٹھے سورماؤں کو سوتا نگ نے زیر کر کے

رکھ دیا تھا لیکن یہاں کوغتائی نے اپنے بہترین جذبوں اور ایثار کا اظہار کیا وہ میرے نائب کی حیثیت سے میدان میں اترا اور اس وحشی سے جا کے کہا کہ وہ بایان کا نائب ہے اگر وہ اسے زیر کرے تو اس کے مقابلے میں بایان نکلے گا اس طرح قربانی میرے عزیزوں ہر کوئی کسی کے لئے نہیں دیتا خاص کر اس شخص کے لئے جس کے ساتھ اس کی چپقلش بھی ہو چکی ہو بہر حال میں کسی مناسب موقع پر کوغتائی کے سامنے اپنے جذبوں کا اظہار کروں گا ایک بات یاد رکھنا اپنے دل اپنے ذہن اپنے ضمیر میں میں اسے اپنا بھائی تسلیم کر چکا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی بایان اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ہمیں یہاں بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے کوغتائی اپنے یورت کی طرف گیا ہے اس کی غیر موجودگی میں ہمیں لشکر گاہ کا چکر لگانا چاہیے تاکہ اگر کسی معاملے میں کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی ہو تو اسے پورا کر دینا چاہیے بایان کی طرف دیکھتے ہوئی سب اٹھ کھڑے ہوئے پھر اس کے ساتھ ہو لیے تھے کوغتائی اپنے یورت میں داخل ہوا یورت میں اس وقت سیرم کے علاوہ اس کا بھائی توماس اور ماروئی بھی بیٹھے ہوئے تھے تینوں اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے کوغتائی یورت میں ان تینوں کے سامنے آیا اور انہیں دیکھتے ہی گلوں اور شکوؤں سے بھرپور آواز میں سیرم بول پڑی۔

ہم تینوں کافی دیر سے بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ کو بہت پہلے اپنے یورت میں لوٹنا چاہیے تھا۔ اس پر مسکراتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

سیرم تم جانتی ہو اپنے بیٹے کی موت کی وجہ سے قبلائی خان اپنی بیوی اور پوتے کے ساتھ اپنے یورت میں ایک طرح سے گوشہ نشین ہو گیا ہے بیٹے کا دکھ اس کے لئے ایک بہت بڑا کرب ہے اس لئے لشکر کے سارے انتظامات اس نے میرے حوالے کر دیئے تھے ابھی ابھی فارغ ہونے کے بعد سیدھا تمھاری طرف آیا ہوں۔

کوغتائی کا جواب سن کر سیرم خوش ہو گئی تھی پھر کہنے لگی۔

وہ سورما جس نے بایان کو انفرادی مقابلے کے لئے پکارا تھا اس کے مقابلے کے لئے آپ کیوں گئے بایان وہ شخص ہے جس نے ہمارے ساتھ دشمنی کی منگولیں کے آبائی

وشت میں آپ کے ساتھ جھگڑا کیا شیرامون وہ ہے جو ہمارا بدترین دشمن ہے آپ نے ایک طرح سے دشمن کے اس سورما کے سامنے جا کر بایان کی زندگی بچائی ہے اگر بایان اس کے مقابلے میں جاتا تو وہ یقیناً بایان کی گردن کاٹ کر رکھ دیتا اور بایان کو یہ سزا ملنی چاہیے تھی اس لئے کہ ایسے سرکش اور باغیوں کا ایسا ہی حشر ہونا چاہیے۔

سیرم کی اس گفتگو کے جواب میں کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

تم اتنی سنگدل اور بے رحم تو نہیں ہو جس قسم کی تم گفتگو کر رہی بایان کیسا بھی سہی لیکن وہ میرے لشکریوں کا سالار ہے اب چونکہ قبلائی خان نے مجھے اپنے سارے لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہوا ہے تو وہ میرے لشکر میں میرے ایک نائب کی حیثیت سے رہتا ہے دیکھو میں اپنے نائب کو کیسے موت کے حوالے کر سکتا تھا میرے دل میں پورا یقین تھا کہ میں اس سورما کو پچھاڑ دوں گا لہٰذا بایان کے بجائے میں میدان میں اترا اور میرے خدا نے اس کے مقابلے میں مجھے کامیابی اور کامرانی عطا کی یہ ہمارے لیے ایک اجتماعی خوشی ہے میں اپنی انفرادی شہرت پر اجتماعی کامیابیوں کو ترجیح دیتا ہوں سیرم

جب کوغتائی خاموش ہوا تو ماروئی کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

کوغتائی میرے عظیم بھائی آپ نے دونوں لشکروں کے درمیان ننگی سچائی کی بساط بن کر مقابلے کے لئے آنے والے اس سورما سے اپنی پہچان کروائی آپ اس پر حاصل عمر رواں کو مٹاتی جنگلوں کو روندتی۔ دعاؤں سے لبریز گھٹاؤں کی طرح چھا گئے اس کے طاق دل میں کرب کی توسیں اور اس کے اسم کو خون میں اتار کر رکھ دیا میرے بھائی میں آپ کو اس کامیابی پر تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

ماروئی جب خاموش ہوئی تو سیرم کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ کوغتائی نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا۔

اب جبکہ ماروئی خاموش ہو گئی ہے تو میں جانتا ہوں تم تعریفی الفاظ ادا کر دگی ان کی ضرورت نہیں ہے دیکھو جو کچھ میں نے کیا ہے اس میں کسی کو میری تعریف کرنے کی ضرورت نہیں میں لشکریوں کا سالار ہوں اور ایسا کرنا میرے اولین فرائض میں شامل ہے۔

کوغتائی کے یوں منہ پر ہاتھ رکھنے پر سیرم مسکرا دی خاموش رہی جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئی دھیرے سے لہجے میں اس نے پوچھ لیا۔

کیا آپ نے آئی یاردق کی یہاں واپسی کے لئے کچھ کیا اس کے بغیر یہ یورت اجڑا اجڑا سا لگتا ہے یاد رکھیے گا ہم دونوں کے لئے آئی یاردق جوئے محبت کی روانی چاہت کی معتبر گھٹا ہے وہ آپ ہی نہیں میری سانسوں میں بھی خوشبو کا تکلم اور رگ و پے میں چاہت کا ایک نشہ ہے میں سمجھتی ہوں اس کے بغیر میں اپنے یورت میں ادھوری ہوں اس لئے کہ آدھے یورت کی وہ مالک ہے۔

کوغتائی نے سیرم کی بات کاٹ دی اور کہا سیرم تم فکر مند مت ہو حالات بڑی تیزی سے میرے حق میں پلٹا کھا رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد آئی یاردق کو یہاں لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا پھر ہم تینوں مل کر خوشگوار زندگی کی ابتداء کریں گے۔

کوغتائی کے ان الفاظ کے جواب میں سیرم کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ جلال الدین اور صدر الدین ان کے لئے کھانا لے آئے ماروئی وہاں سے جانا چاہتی تھی کہ ایک دم کوغتائی نے اس کی راہ روک لی اور کہنے لگا۔

ماروئی میری بہن یہ اجنبیوں جیسا رویہ تم نے کب سے اختیار کرنا شروع کر دیا اب جبکہ تمہارے بھائی کے یورت میں کھانا آیا ہے اور تم بھاگنے لگی ہو ہرگز نہیں تم ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جاؤ گی میں صدر الدین سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ سیف الدین سے کہے کہ آج وہ اکیلے ہی کھانا کھائے کیونکہ ماروئی میری بہن آج اپنے بھائی کے ساتھ کھانا کھائے گی۔

ماروئی مسکراتے ہوئے رک گئی تھی صدر الدین اور جلال الدین نے کھانے کے برتن سیرم اور ماروئی نے ایک طرف رکھ دیئے تھے پھر صدر الدین کو مخاطب کرتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

صدر الدین واپس جا کر سیف الدین سے کہنا کہ ماروئی اس وقت میرے یورت میں ہے اور ہمارے ساتھ کھانا کھا کر واپس آ جائے گی صدر الدین اور جلال الدین

دونوں وہاں سے چلے گئے جبکہ وہ چاروں یورت میں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کوغتائی کھانا کھا کر فارغ ہوا ہی تھا کہ یورت کے دروازے پر صدرالدین نمودار ہوا اور کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر آپ کو قبلائی خان نے فی الفور طلب کیا ہے کوئی اہم مسئلہ ہے۔

کوغتائی نے غور سے صدرالدین کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر کچھ پریشانی تھی پھر کہنے لگا۔

قبلائی خان تو اپنے یورت میں چلا گیا تھا اس نے کہا کہ کسی معاملے میں مجھ سے کوئی گفتگو نہ کی جائے پھر ایسا کیا معاملہ ہوا کہ وہ یورت سے نکل آیا اور مجھے طلب کیا ہے۔

صدرالدین کہنے لگا۔

امیر اس کا مجھے تو علم نہیں بحرحال قبلائی خان نے فی الفور آپ کو بلایا ہے۔

کھانے کے بعد کوغتائی نے ہاتھ دھو کر انگوچھے سے صاف کیے پھر سیرم ماردی اور توماس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تم تینوں بیٹھ کر باتیں کرو میں دیکھتا ہوں قبلائی خان کیا کہتا ہے کھانے کے برتن صدرالدین لے جاتا ہے اس کے ساتھ ہی صدرالدین نے آگے بڑھ کر کھانے کے برتن لے لیے تھے پھر وہ کوغتائی کے ساتھ ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

کوغتائی جب قبلائی خان کے یورت کے سامنے کھلے شامیانے کی صورت میں جو نشست گاہ بنی ہوئی تھی اس میں آیا تو اس نے دیکھا، وہاں پہلے سے قبلائی خان اس کا پوتا تیمور کو مانگا مارتو یورتی بایان، شیرامون ادیا تگ۔ نوریس۔ آچو مارکو پولو کردہگی جمال الدین سیف الدین اور دیگر سب سالار بیٹھے ہوئے تھے۔

کوغتائی جب اپنے لئے مخصوص نشست کی طرف گیا تو سب سے پہلے بایان اس کے احترام میں اپنی جگہ سے اٹھا اس کے بعد شیرامون اور دیگر سارے سالار اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے تھے قبلائی خان یہ صورت حال دیکھ کر خوش ہوا اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی ہاتھ کے اشارے سے اس نے کوغتائی کو اپنے پہلو میں بیٹھنے کے لئے کہا کوغتائی جب بیٹھ گیا تب اس نے قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کس قدر پریشانی میں پوچھ لیا۔

خاقان خیریت تو ہے؟

قبلائی مسکرایا پھر کوغتائی کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

کوغتائی فکر کی کوئی بات نہیں، کچھ اہم مسائل آن پڑے ہیں جن کی بناء پر میں نے یہ مجلس بلائی ہے پہلی بات جو میں سب سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ احمد تگودار فوت ہو چکا ہے اور اس کی جگہ اباقا خان کا بیٹا ارغون ایلخانی حکومت کا حکمران بنا ہے یہ تو ایک خبر ہے کوغتائی میں جانتا ہوں احمد تگودار تمھارا بہترین دوست تھا تمہیں اس کے مرنے کا بے حد دکھ ہوگا مجھے بھی اس کے مرنے کا دکھ ہے۔

دوسری خبر یہ ہے کہ ارغون نے میری بیٹی کوکا چین کا رشتہ طلب کیا ہے اس کی طرف سے جو سفیر آئے ہیں انہوں نے یہ ساری اطلاعات دی ہیں میں نے اس سلسلے میں اپنی بیوی اور اپنے پوتے سے مشورہ کیا ہے اور وہ اس بات متفق ہیں کہ کوکا چین کو ارغون کے حرم میں داخل کر دینا چاہیے آپ سب لوگوں کو بلانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ سے اس سلسلے میں مشورہ کیا جائے کہ آپ لوگوں کو اس رشتے پر کوئی اعتراض ہے۔

کوغتائی مسکرا دیا اور کہنے لگا۔

خاقان مجھے تو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں باقی سالار بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیا جائے تو بہتر ہے کوغتائی کے بعد باقی سالار بھی بول اٹھے اور اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیا اس پر قبلائی خان بول پڑا۔

میں بے حد خوش ہوں کہ کوکا چین کی شادی کے سلسلے میں ہم سب ایک نقطہ پر متفق ہیں بہرحال عنقریب کوکا چین کو ارغون کے حرم میں داخل کرنے کے لئے تبریز کی طرف روانہ کر دیا جائے گا اس سلسلے میں میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ مارکو پولو اپنے دینی ساتھیوں کے ساتھ واپس جانا چاہتا ہے جب یہ واپس جائے گا تو میری صلاح یہ ہے کہ کوکا چین کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا جائے گا کوکا چین کو ہم ریشم کی شاہراہ کے راستے روانہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ قائدو کے حملوں کی وجہ سے یہ شاہراہ غیر محفوظ ہے لہٰذا مارکو پولو اپنے

ساتھیوں کے ساتھ ہندوستان اور سری لنکا کے راستے ایران جانا چاہتا ہے جب یہ ایسا کرے گا تو کوکا چین کو اس کے ساتھ بھیجا جائے گا یہ اور اس کے ساتھی کوکا چین کو تبریز پہنچانے کے بعد اپنی منزل کی طرف چلے جائیں گے کیا اس سلسلے میں بھی تم لوگ متفق ہو۔

قبلائی خان کی اس گفتگو میں سب نے جب اتفاق کیا تب قبلائی خان پھر بول پڑا۔

میرے عزیز ساتھیوں یہ دو موضوع تھے جو ہم نے حل کر دیئے اب تیسرے موضوع کی طرف آتا ہوں تیسرا موضوع کچھ اس طرح ہے کہ کوریا کے کچھ تاجر تھوڑی دیر پہلے میری خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ مشرقی سمندر میں جزیروں کا ایک گروہ ہے ان جزیروں میں محل سونے کے تختوں سے مرصع ہیں اور اس کے سمندروں سے گلابی رنگ کے موتی نکالے جاتے ہیں یہاں کے مقامی چینی لوگ اور کوریا کے رہنے والے ان مشرقی جزیروں کے گروہ کو جے تن کے نام سے پکارتے ہیں (ان جزیروں کو شروع میں نی چون یعنی مشرق کے آفتاب بعد میں ان جزیروں کو چینی جے پن کہہ کر پکارنے لگے اس کے بعد آہستہ آہستہ تلفظ کے بگڑنے کی وجہ سے یہی لفظ جیپن جاپان میں تبدیل ہو گیا۔

قبلائی خان کا اشارہ بھی جاپان کے جزیروں کی طرف تھا اور وہ ان پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا لہٰذا اپنے سارے سالاروں خصوصیت سے کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کوغتائی میرے بیٹے کوریا کے تاجروں نے ان مشرقی جزیروں میں میری دلچسپی کو بڑھا دیا ہے تم جانتے ہو کہ کئی ماہ پہلے میں نے آچو کو بحری بیڑہ تیار کرنے کا حکم دیا تھا بحری بیڑہ تیار ہو چکا ہے اب میں آچو کو حکم دینے لگا ہوں کہ وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آئے اور ان مشرقی جزیروں کے گروہ پر حملہ آور ہو اور ان جزیروں میں رہنے والوں کو اپنا مطیع اور فرمابردار بنائے۔

قبلائی رکا پھر کہنے لگا۔

کوغتائی اگر آچو لشکر سے نکل جاتا ہے تو تمھاری طاقت اور قوت میں کوئی فرق تو نہیں پڑے گا آچو کی جگہ لینے کے لئے تمہارے پاس کافی سالار ہیں لشکر کا کوئی حصہ بھی علیحدہ نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ جو بحری بیڑہ اس نے تیار کیا ہے اس میں کام کرنے والے بندرگاہ پر اس کے منتظر ہیں اور یہ وہاں جائے گا اور اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آتے ہوئے ان مشرقی جزیروں پر حملہ آور ہوگا اب بولو تم کیا کہتے ہو۔

کوغتائی نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

خاقان مشرق کے وہ جزیرے بہت دور سمندر میں ہیں آپ جانتے ہیں اس سے پہلے ہمیں سمندری جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ سمندر میں آچو کے بحری بیڑے کو نقصان ہو اور ہمیں فوائد حاصل کرتے کرتے نقصان کا سامنا کرنا پڑ جائے۔

قبلائی مسکرایا اور کہنے لگا کوغتائی تم بے فکر رہو آچو محتاط رہے گا اگر ایسا کوئی معاملہ ہوا تو واپس آ جائے گا بہر حال ان جزیروں پر حملہ آور ہونے کا میں نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے امید ہے تم کوئی اعتراض نہیں کرو گے۔

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

اگر ایسا ہے تو پھر اسے روانہ کر دیں ہو سکتا ہے یہ اپنے بحری بیڑے کے ذریعے مشرق کے ان سنہری جزیروں پر غالب آ جائے۔

قبلائی خان پھر کہنے لگا۔

عزیز و تین مسائل تو حل ہوئے اب چوتھا معاملہ میں تم سے کہنے لگا ہوں وہ یہ کہ جنگ کے بعد سورج غروب ہوتے ہی دوسری سمت کے دروازے سے یان شی لشکر کے بڑے حصے کو لے کر کوکین کی طرف جا چکا ہے۔ لن نگان کی حفاظت کے لئے اس نے چھوٹا سا لشکر چھوڑا تھا جسے اس نے یہ احکامات جاری کیے تھے کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ ہم کو اپنے ساتھ مصروف رکھے ایک طرح سے ہمیں الجھائے رکھے لیکن شہر کی حفاظت کے لئے جو لشکر چھوڑا گیا تھا اس نے اس سے اتفاق نہیں کیا تھوری دیر پہلے ہی اس کے آدمیوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے اور انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ شہر کے اندر چھوٹا سا لشکر ہے یان شی جا چکا ہے اگر شہر کے لوگوں کو امان دے دی جائے تو وہ شہر کو ہمارے

حوالے کر دیں گے۔

میں انہیں عہد دے چکا ہوں کہ ہمارا لشکر پر امن انداز میں لن نگان شہر میں داخل ہوگا کسی کی جان ضائع نہیں کی جائے گی کسی پر حملہ نہیں کیا جائے گا کوئی قتل عام نہیں کیا جائے گا کسی گھر کو نہیں لوٹا جائے گا تھوڑی دیر تک یہ مجلس برخاست ہوگی اور ہم شہر پر قبضہ کر کے اس شہر کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لیں گے۔

لن نگان کی تسخیر کے بعد اب دوسرا مرحلہ شروع ہوگا دو تین دن تک شہر کا نظم و نسق درست کیا جائے گا اس کے بعد اگلی کاروائی کی ابتداء کی جائے گی جو کچھ اس طرح ہوگی۔

لن نگان کے بعد اس شہر سے قریب ترین دو بڑے شہر آتے ہیں ایک کوکین جہاں۔ یان شی جا چکا ہے وہاں جا کے اپنی قوت میں اضافہ کرے گا۔ دوسرا کین ثان اب جو میں نے لائحہ عمل طے کیا ہے وہ یہ کہ تین دن بعد سب سے پہلے بایان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کین ثان کا رخ کرے گا یہ علاقے بایان کے دیکھے ہوئے ہیں اس لئے کہ پہلی مہموں میں بایان ان سارے علاقوں کو فتح کرتا رہا ہے بایان کے ساتھ شیرامون اور کردبکی ہوں گے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مشرقی جزیروں پر حملہ آور ہونے کے لئے آچو اپنے بحری بیڑے کی طرف روانہ ہو جائے گا۔

جہاں تک میرا اور کوغتائی کا تعلق ہے تو ہم بھی تین دن بعد کوچ کریں گے ہم کوکین کا رخ کریں گے جہاں اس وقت یان شی ہے مجھے امید ہے اس بار یان شی کھلے میدانوں میں ہمارا مقابلہ نہیں کرے گا بلکہ کوکین شہر میں محصور ہو کر جنگ کو طول دینے اور ہمیں تھکا دینے کی کوشش کرے گا۔

بایان کا یہ کام ہوگا کہ جونہی یہ کین ثان پہنچے شہر پر حملہ آور ہو جائے کین ثان میں اس وقت یان شی کی کوئی بڑی طاقت نہیں ہے چھوٹا سا ایک لشکر ہے جس پر بایان بڑی آسانی سے قابو پا سکتا ہے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد بایان وہاں اپنا عامل مقرر کرے گا لشکر کا ایک حصہ وہاں حفاظت کے لئے چھوڑے گا باقی لشکر کے ساتھ یہ ہم سے کوکین سے باہر آن ملے گا اس طرح ہم سب مل کر کوکین شہر کو فتح کریں گے کوکین شہر میں اگر ہمارا قبضہ ہوتا ہے تو یان شی کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور اگر وہ بھاگنے میں کامیاب ہو جاتا

ہے تو پھر اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا۔

کوکین کو فتح کرنے کے بعد اگر زائے تون کی بندرگاہ پر قبضہ کر لیں تو جنوبی چین کے اندر جو دوسرے شہر ہیں وہ بڑی تیزی سے ہمارے سامنے تسخیر ہوتے چلے جائیں گے۔

میرا ارادہ ہے کہ کوکین اور کین ثان کو فتح کرنے کے بعد زیتون کی بندرگاہ کا رخ کیا جائے یہ بندرگاہ بڑی اہمیت کی حامل ہے اس لئے کہ جنوبی چین کی ساری تجارت اس بندرگاہ کے ذریعے سے ہوتی ہے اس بندرگاہ پر اگر ہم قبضہ کر لیں تو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے بھی ہم بہت سے فوائد حاصل کر سکتے ہیں اس بندرگاہ کو فتح کرنے کے بعد میں اپنی بیٹی کوکا چین کو تبریز کی طرف روانہ کردوں گا۔ اس لئے مارکوپولو اپنے دیگر تاجر ساتھیوں کے ساتھ اپنے ملک واپس جانا چاہتا ہے میں مارکوپولو سے اس سلسلے میں بات کر چکا ہوں اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ واپس جاتے ہوئے وہ میری بیٹی کوکا چین کو اپنے ساتھ لے جائے گا اور اپنے ملک کی طرف جاتے ہوئے کوکا چین کو تبریز چھوڑتا چلا جائے گا زائے تون کی بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد ہم یوئن شہر کی طرف بڑھیں گے پھر اپنی فتوحات کے دائرے کو تبت برما اور کوریا تک پھیلاتے چلے جائیں گے ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد ہم بحری قوت کو بھی استوار کریں گے۔

امید ہے انتہائی جنوبی علاقوں تک پہنچنے تک آچو بھی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ مشرق کے سنہری جزیروں کو فتح کر چکا ہوگا اور مجھے امید ہی وہاں سے وہ دولت کے انبار لے کر لوٹے گا اس طرح ان مشرقی جزیروں تک ہماری سلطنت کی حدود پھیل جائے گی پھر آچو کے بحری بیڑے کو جنوب کی سمت استعمال کیا جائے گا کوریا کے تاجروں نے مجھے سماٹرہ کی کہانیاں سنائی ہیں بحری بیڑے کو جاوہ اور سماٹرہ کی طرف روانہ کیا جائے گا وہاں سے گرم مصالحے اور دوسری اشیاء حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کو بھی اپنا فرمانبردار بنانے کی کوشش کریں گے۔

قبلائی خان جب خاموش ہوا تب کوغتائی نے قبلائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

خاقان آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں درست ہے لیکن کیا جنوبی چین کے سارے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد سیام تبت کوریا اور دوسرے ملحقہ علاقوں کی تسخیر کے بعد کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنی فتوحات کے دائرے کو روک دیں اور جو علاقے فتح کیے ہیں ان کی تنظیم اور بہتری کے لئے کام کرنا شروع کر دیں اس لئے کہ شمالی چین پہلے ہی ہمارے قبضے میں ہے جنوبی چین پر بھی اگر ہم اپنی تسخیر کو مکمل کر لیتے ہیں تو وسیع و عریض علاقے ہمارے زیر نگین آ جائیں گے اس طرح کچھ عرصے کے لئے اپنی فتوحات کو روکتے ہوئے ہمیں ان علاقوں کے نظم و نسق کی طرف دھیان دینا ہوگا ورنہ ہمارے خلاف جگہ جگہ بغاوتیں بھی اٹھ کھڑی ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

قبلائی خان کوغنائی کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی بایان بول پڑا۔

محترم خاقان جو کچھ کوغنائی نے کہا ہے میں سو فیصد اس سے اتفاق کرتا ہوں اس لئے کہ برما' تبت اور کوریا تک اپنی فتوحات' کے دائرے کو وسیع کرنے کے بعد ہمیں اپنے حملوں کو روک کر مفتوح علاقوں کے نظم ونسق کی طرف دھیان دینا ہوگا اگر ایسا نہیں کریں گے تو جگہ جگہ بغاوتیں اور پریشانیاں اور سرکشیاں اٹھ کھڑی ہوں گی جن پر قابو پانا ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا لہٰذا ان علاقوں تک فتوحات کا سلسلہ بڑھانے کے بعد ہمیں حملوں کی طرف کم اور نظم ونسق کی طرف زیادہ دھیان دینا ہوگا۔

جب تک بایان بولتا رہا قبلائی خان خاموش رہا اس کے خاموش ہو جانے کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

کوغنائی اور بایان میں تم دونوں کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں جن علاقوں کا تم دونوں نے ذکر کیا ہے ان کو فتح کرنے کے بعد خشکی پر نئے حملوں کی ابتدا نہیں کی جائے گی جن علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے میں نے نشاندہی کی ہے ان کے خلاف صرف آچو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آئے گا اور اگر بحری بیڑہ آس پاس کے جزیروں پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کے حملہ آور ہونے یا اس کے ہم سے جدا ہونے کے بعد ہماری لشکری اور عسکری طاقت اور قوت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

کوغنائی اور بایان نے قبلائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر قبلائی کے کہنے پر سب اٹھے۔ جس طرح لن نگان شہر کے لوگوں نے شہر حوالے کرنے کا وعدہ کیا تھا اس طرح شہر قبلائی خان کے حوالے کر دیا گیا اور قبلائی خان شہر کے نظم ونسق میں لگ گیا تھا تین دن بعد طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق بایان شیر امون اور کردک چی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کین ثان پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے آچو اپنے بحری بیڑے کی طرف روانہ ہو گیا جبکہ قبلائی خان اور کوغنائی اپنے لشکریوں کے ساتھ لن نگان شہر میں ایک محافظ لشکر چھوڑنے کے بعد کوکین شہر کا رخ کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

بایان شیرامون اور کردک چی بڑے مطمئن انداز میں اپنے لشکر کے ساتھ کین ٹان کا رخ کیے ہوئے تھے وہ جانتے تھے کین ٹان میں یان شی کا کوئی بڑا لشکر نہیں ہے وہ بہت جلد اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد لن نگان کے بعد سب سے بڑے شہر کو کین کے باہر قبلائی خان اور کوغائی سے آن ملیں گے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ خداوند قدوس نے اس کائنات کے اندر جو قانون فطرت ڈالا ہے وہ ان کے خلاف کچھ اور ہی فیصلے کر چکا تھا۔

بایان شیرامون کردک چی ابھی لن نگان اور کین ٹان کے درمیانی حصے میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک مشرقی جانب سے ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے باسی آلائی قبیلے کے وحشی اور خونخوار جنگجو نمودار ہوئے جس شاہراہ پر بایان شیرامون اور کردک چی اپنے لشکر کے ساتھ سفر کر رہے تھے اس کے قریب ہی آلائی قبائل کے وحشی اس طرح نمودار ہو گئے تھے جیسے صدیوں سے جلے ملبے تلے سے اچانک چیختی چلاتی بدروحیں اٹھ کھڑی ہوئی ہوں پرندوں کے غول کے غول مکڑیوں کے گروہ اور حشرات الارض کی طرح منگولوں کے چاروں طرف پھیل گئے پھر وہ بے بس پرندوں کو بے پرواز گھروں کے در و بام کو کھنکھناتی اور بادلوں کو ہانکتی آگ کی لوبھری آندھیوں اور پودوں کی شاخوں کو بریدہ کر دینے والی ہولناک آتش نشانیوں کی طرح منگولوں پر حملہ آور ہو گئے تھے منگولوں پر وہ اس طرح چھانے لگے تھے جیسے صحرا کی شادابی پر باد سموم پھیلتی ہوئی ہر چیز کو نابود کرتی چلی

جاتی ہے منگول جو چشم انسانیت کو لہولہو کر دینے کے ماہر تھے جو عقیدت کی روشنی اہل صدق کی دعاؤں کو ان کہی داستانوں میں تبدیل کر دینے کا ہنر جانتے تھے جو دنیا کے مانے ہوئے جنگجو اور خونخوار کہلاتے تھے ان وحشی آلائی قبیلے کے سامنے بے بس دکھائی دے رہے تھے آلائی قبیلے کے وحشیوں نے حملہ آور ہو کر منگولوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا بایان شیرامون کردک چی نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ آلائی قبیلے کے ان وحشیوں کو جوابی حملہ کرتے ہوئے مار بھگائیں لیکن وہ منگول کی جیت کی ساری جہتوں خوش گمانیوں کی ساری سطحوں ان کی ذات کی اندرونی دنیا کے سارے خانوں ان کے سارے پرتو سارے جذبوں ان کے سب اچھوتے اسلوب اور لڑنے کے انوکھے انداز پر برق تپاں کی طرح نازل ہوتے ہوئے انہیں خاک و خون نہلانے لگے تھے۔

بایان شیرامون اور کردک چی نے جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے لشکریوں کو ابھارا ان کے ابھارنے پر منگول ایک بار سنبھلے برفانی علاقوں کی برفانی آندھیوں دھواں اگلتے آتش فشاں امڈتی آندھی ندیوں آسمان سے گرتی کڑکتی برق اور سیاہ آسمان سے نازل ہوتے عذاب کی طرح انہوں نے آلائی وحشیوں پر جوابی حملے کرنے شروع کیے منگول حیران اور پریشان تھے کہ ان کا کوئی حربہ یا ان کا کوئی حیلہ ان وحشیوں کے مقابل کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ آلائی وحشی اسی طرح درماندہ دکھ اور زخموں سے چور کر دینے والے ابیر آتش۔ کاسہ ذات کو کرچی کرچی کر دینے والے یا بے کراں شعلوں کے طوفانوں اور موسموں کی یخ بستگی کو بھڑکتی آگ کے شعلوں میں تبدیل کر دینے والے ہنرمندوں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوتے بڑی تیزی سے منگولوں کی تعداد کم کرتے چلے جا رہے تھے قریب تھا کہ وحشیوں کے آگے منگول بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے پگھلی برف کے بہاؤ کی طرح خون میں نہا جاتے طاقتور بھنور میں پھنس کر غم دیر کی محراب تلے بس جاتے کہ شاید قدرت کو ان کی بے بسی پر رحم آیا عین اس لمحہ ان کے قریب ہی اس انداز میں خداوند قدوس کی کبریائی کے نعرے بلند ہوئے کہ بایان شیرامون اور کردک چی حیرت زدہ ہو گئے تھے اللہ اکبر کی صداؤں نے زمین سے آسمان تک فضاؤں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور تکبیر کی یہ آوازیں اس طرح چاروں طرف پھیل گئی تھیں

جیسے ہوا کی بھینی چادر اوڑھے ڈھلتی رات کے سناٹوں میں سکھ کے سپنوں کے پنکھ پہن کر اپنے ماتھے پر چاند سجالئے ہوں ۔ تکبیریں بلند ہونے پر بایان شیرامون اور کروک چی نے سکھ کا سانس لیا انہوں نے محسوس کیا کہ آلائی قبائیل کے سامنے ان تکبیروں نے ان کے اطراف میں اپنائیت کے حساب اور قربتوں کے نصاب پھیلا دیئے ہوں پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے پہلے کوغنائی اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا ایک طرف سے آلائی وحشیوں پر وہ ازل سے تشنہ لب تلاطم آشنا سمندر کالے مردہ پہاڑوں سے نزول کرتے لاوے سرخ سیال موت اور چشم تخیل میں ہلاکت کے فرش بچھاتی گرد میں اَنی تعبیروں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا بایان شیرامون کروک چی نے دیکھا کوغنائی کے ساتھ کومانگا بھی بڑی جانثاری کے ساتھ کوغنائی کے پہلو بہ پہلو لشکریوں کی کمانداری کرتے ہوئے آلائی قبائیل پر حملہ آور ہوا تھا ان دونوں کے تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور لشکر نمودار ہوا اس کی کمانداری مانچو قبیلے کا سردار مارتو کر رہا تھا۔ قریب آ کر مارتو نے بھی کوغنائی کے انداز میں تکبیریں بلند کیں پھر وہ بھی دوسری سمت سے آلائی قبائیل پر قتل گاہوں کی تعداد میں اضافہ کرتے لہراتے آتشی خروش اور روح و جسم کو فشار ضبط میں مبتلا کرتے فرقتوں کے غبار آلود تصورات کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

چند ہی ساعتوں بعد ایک اور لشکر نمودار ہوا اس کی کمانداری یورجی کر رہا تھا قریب آ کر اس نے بھی کوغنائی اور یورجی کی طرح تکبیریں بلند کیں پھر وہ تیسری سمت سے قبائیل پر خستہ اور غم زدہ کر دینے والی یاس وحرماں بھری تاریکی کی آبشاروں اور خط تنسیخ کھینچ دنے والی فنا ساز ساعتوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا اب صورت حال یہ تھی کہ بیچ میں بایان شیرامون اور کروک اپنے لشکر کے ساتھ تھے ان کے اطراف میں آلائی قبیلے کے وحشی تھے ان وحشیوں پر ایک طرف سے کوغنائی اور کومانگا دوسری طرف سے مارتو اور تیسری طرف سے یورجی موت کا نہ ختم ہونے والا کھیل شروع کر چکے تھے۔

تھوڑی دیر پہلے جو حالات منگولوں کی آلائی قبیلے کے وحشیوں کے سامنے تھی اب ویسی ہی حالت آلائی قبیلے کے وحشیوں کی کوغنائی مارتو یورجی اور کومانگا کے سامنے تھی بڑی تیزی سے آلائی قبیلے کے ان وحشیوں کی حالت ملالی مجبوری کی چادر کجلائی صبح ۔ گہنائی شب اور منزلوں کے قرب سے دور ویران سرائے جیسی ہونا شروع ہوگئی تھی۔

کوغنائی کومانگا مارتو یورجی کے حملوں میں ایسی تیزی ایسی سختی ایسی جانثاری ایسی ہولناکی تھی کہ آلائی وحشی اسے زیادہ دیر برداشت نہ کرسکے اور پھر مزید یہ کہ ان کے درمیان گھرے ہوئے بایان شیرامون اور کروک چی نے بھی جب دیکھا کہ ان کی مدد کے لیے کوغنائی کومانگا مارتو اور یورجی پہنچ چکے ہیں تو انہوں نے بھی دفاع کی چادر اتار پھینکی جارحیت اختیار کی اور انہوں نے بھی ان وحشیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا جو ان کی طرف پیٹھ کئے ہوئے کوغنائی مارتو یورجی اور کومانگا کا مقابلہ کر رہے تھے اس طرح لمحوں کے اندر حملہ آوروں کی حالت بگڑتی چلی گئی یہاں تک کہ انہوں نے وحشی سے انداز میں نامعلوم انداز میں کچھ الفاظ کہے جسے سنتے ہی سارے وحشی ایک طرف سمٹے پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے کوغنائی نے بایان شیرامون اور کروچی کو اپنے لشکر کے ساتھ وہیں رکنے کو کہا اور انہیں یہ بھی کہا کہ وہ اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کریں خود وہ کومانگا مارتو اور یورجی کے ساتھ آلائی قبیلے کے وحشیوں کے تعاقب میں لگ گیا تھا یہ تعاقب کچھ دور تک جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے پشت کی طرف سے قتل عام کرتے ہوئے وحشیوں کی تعداد کافی کم کر دی پھر کوغنائی تعاقب ترک کر کے واپس میدان جنگ کا رخ کر رہا تھا۔

کوغنائی جب اس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی جہاں وہ بایان شیرامون اور کروچی کو زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے چھوڑ گیا تھا تب اس نے دیکھا ایک دم بایان شیرامون اور کروچی تینوں اس کے گھوڑے کے سامنے آن کھڑے ہوئے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کوغنائی اپنے گھوڑے سے اترا اس کے پیچھے پیچھے کومانگا مارتو اور یورجی بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر دائیں بائیں کھڑے ہوگئے تھے۔

پھر اچانک پہلے بایان حرکت میں آیا اپنی تلوار اور خنجر کی چرمی پیٹی اس نے اپنی کمر سے کھولی اور آگے بڑھ کر اس نے وہ پیٹی کوغنائی کے پاؤں میں رکھ دی تھی پھر پیچھے ہٹا اور کمر پر بندھا ہوا پٹکا کھول کر اس نے اپنے شانے پر رکھ لیا تھا جو فرمانبرداری کا اظہار تھا اس کے بعد شیرامون اور کروچی نے بھی ایسا ہی کیا تھا ان کے اس ردعمل کے جواب میں

کوغتائی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ بایان اس سے پہلے ہی کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے بول اٹھا۔

امیر محترم ہماری بدقسمتی کہ ہم آپ کو سمجھ نہیں پائے آپ کے یہاں آنے کے ساتھ ہی ہم نے آپ سے کرودھ اور کینے کی فصل بوئی تھی ہم آپ کی وفاداریوں کو فراموش کرتے ہوئے بھوکے گدھوں کی طرح اپنے گندے پروں کو سمیٹے سیاہ چونچ کھولے چیخ مار کر جھپٹ پڑنے کے کام کے پیچھے لگے رہے امیر محترم ہم آپ کے مقابلے میں غلاظت کا ڈھیر بن گئے تھے ہم نے تیز غراتی موجوں کے سامنے گھڑے کوزے اور کشکول کھڑے کر کے موجوں کی روانگی کو روکنے کی ناکام کوشش کی امیر محترم ہم اچھلتے کودتے جھرنوں اور جوان ندیوں کے جھرمٹ میں سمندر کی تہ تک پرسکون بہنے والے ساگر کو فراموش کر کے ندیوں چشموں کی روانگی میں کھوئے رہے ہم نے اپنے کینے میں ایک ایسے نایاب شخص کو دکھ پہنچایا جو زمین کے رنگین اوراق کی بیاض کھولنے کا ہنر جانتا ہے دشمن پر اس طرح حملہ آور ہوتا ہے جس طرح بارش کا قطرہ قطرہ زمین کے بدن میں گھس جاتا ہے امیر محترم آپ کے معاملے میں جس طرح سرد جھونکے کی صورت ہوا مقفل گھروں کے دروازوں پر دستک دیتی ہے بیدار قدرت ایک کرب خیز لذت کے ساتھ ہمارے ضمیروں پر دستک دیتی رہی لیکن ہم نے آپ کو توجہ گری کا سرد لمحہ جان کر فراموش کیے رکھا امیر محترم آپ ہمارے لئے اجالوں کی ساعت میں لپٹا اپنائیت کے ستاروں کا ایک جھرمٹ تھے لیکن ہم آپ کی طرف پیٹھ کر کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے ہم گلستانوں کے بجائے بیابانوں کی آبیاری کرتے رہے آپ کے معاملے میں عہد وفا کے راستوں پر خوابوں کی سنہری منزلوں کو ترجیح دیتے رہے زعفرانی وادیوں میں ہم کرودھ سے کام لیتے ہوئے تشنگی کے بیج کاشت کرتے رہے امیر محترم آپ کے سلسلے میں ہم سے جو کوتاہیاں غلطیاں زیادتیاں ہوئیں اس کے لئے میں بایان اپنی شیرامون اور کرودیکی کی زیادتیوں کی بھی معافی مانگتا ہوں اس کے ساتھ ہی بایان آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ جھک کر کوغتائی کے پاؤں پکڑے پھر کوغتائی نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا پیچھے ہٹ کر پہلے کی طرح کھڑا ہونے کے لئے کہا جب بایان کھڑا ہو گیا تو کوغتائی ان

تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے عزیز مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں گلہ نہیں اس لئے کبھی کبھی نصابوں میں لکھی سچائی اور صداقتوں کے علم غلط فہمیوں کی بناء پر رسم دنیا کی سولیوں اور اندھیر نگری کی ظلمتوں میں کھو جاتے ہیں مجھے بے حد خوشی ہے کہ تم تینوں نے خواب نگر کا لبادہ اتار کر سوچوں کے بے درد آنگن سے وفا پرستی کے حروف اور خلوص کے موتی چن لیے ہیں یاد رکھنا وقت کی دھند میں ہم سب انفرادی مصلحتوں کے بجائے اجتماعی مفاد کے لئے یکجا ہیں اگر ہم اتفاق اور اتحاد کی زنجیر اپنے پاؤں میں ڈال کر ایک اور نیک ہو جائیں تو یاد رکھنا تاریکیوں کے دشت میں ہم بد سے بدترین دشمن کے خلاف بھی جنگ لڑ سکتے ہیں۔

بایان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کوغتائی آگے بڑھا اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا۔

بایان جو کچھ تم کہہ چکے ہو اتنا ہی کافی ہے اب تمہیں معذرت طلبی کے لئے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے کہا نہ مجھے تم سے کوئی گلہ کوئی شکوہ نہیں اب ایسا کریں۔۔۔۔

کوغتائی کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بایان بول پڑا۔

امیر محترم آپ کے کہنے پر ہم نے سارے زخمیوں کی دیکھ بھال کر لی ہے اب بتائیں ہمارے لئے کیا حکم ہے کیا پہلے کی طرح کیمن تان کی طرف پیش قدمی کریں

کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

نہیں اب تمہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم میرے ساتھ کوکین چلو گے پہلے ہم سب متحد ہو کر کوکین کو فتح کریں گے اس کے بعد کیمن تان کو فتح کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل عمل نہیں رہے گا۔

کوغتائی کے اس جواب سے بایان شیرامون اور کرودیکی بے حد خوش ہو گئے تھے پھر کوغتائی کے کہنے پر ان تینوں نے اپنے کندھوں پر رکھے پٹکے باندھے چمڑے کی پٹیاں اٹھا کر کمر سے باندھ لیں پھر اچانک بایان کو کچھ یاد آیا اور کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

امیر محترم حیرت کی بات ہے جب ہم انتہائی مشکل میں تھے آپ ہماری مدد کے لئے پہنچ گئے اگر آپ تھوڑی دیر تک یہاں نہ پہنچتے تو ٹانگ کنگ، جنگل کے یہ وحشی آلائی قبائل یقیناً ہمارے لشکریوں کے ساتھ ساتھ ہم تینوں کو بھی ختم کر دیتے میں شیرامون کروچکی خصوصیت سے آپ کو مانگا مارتو اور یورجی کے شکر گزار ہیں کہ آپ بروقت پہنچے اور ان وحشی قبائل سے ہمیں قتل ہونے سے بچایا۔

بایان تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر وہ کوغتائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

امیر محترم مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی جب لن نگان سے ہم کیمن ٹان اور آپ خاقان کے ہمراہ کوکین کی طرف روانہ ہو گئے تھے پھر آپ کو کیسے خبر ہو گئی کہ یہ وحشی ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔

بایان کے اس سوال پر تھوڑی دیر تک کوغتائی مسکراتا رہا آگے بڑھا بڑے پیار انداز میں اس نے بایان کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر شفقت بھرے انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

بایان میں لشکریوں کا سالار اعلیٰ ہوں اور اپنے منصب کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ہر سالار اور ایک ایک لشکری کی سلامتی اور حفاظت کا خیال رکھنا میرے فرائض میں شامل ہے میں نے ان محتسب کے علاوہ جو خاقان نے خبریں دینے کے لئے مقرر کر رکھے ہیں کچھ اپنے بھی مخبر لن نگان شہر سے روانہ کیے تھے تاکہ وہ دو حصوں میں بٹ کر ہمارے اور تمہارے لشکر کے اطراف میں پھیل کر دشمن کی نقل و حرکت کے متعلق خبریں دیتے رہیں جونہی انہوں نے مجھے اطلاع کی کہ ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشی تم تینوں کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے تو میں فوراً قبلائی خان سے علیحدہ ہوا تمہارا رخ کیا اس کے بعد جو حالات پیش آئے وہ تم سب کے سامنے ہیں۔

کوغتائی تھوڑی دیر کے رکا اس کے بعد وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھے ہوئے تھا۔

بایان شیرامون اور کروچکی کبھی اپنے دل اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا کر نہ رکھنا کہ میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی ہے قسم اس خداوند قدوس کی جو اس زمین اور آسمان اور

کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے تمہارے متعلق میرا دل میرا ذہن آئینے کی طرح صاف اور شفاف ہے بایان یہ تو تم تینوں پر ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشی آلائی قبائل حملہ آور ہوئے تھے اگر کسی موقع پر تم تینوں کے سامنے موت آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آن کھڑی ہوئی تو خدا کی قسم تم تینوں کی حفاظت کے لئے میں ان موت کے سامنے بھی سینہ تان کر کھڑا ہو جاؤں گا اس لئے کہ تم تینوں کی حفاظت کرنا میرے منصب کا تقاضا ہے اور میں نے زندگی میں کبھی بھی اپنے منصبی فرائض سے غفلت نہیں برتی میرے خیال میں کافی باتیں ہو چکی اب ہمیں یہاں سے کوچ کرنا چاہیے۔

بایان شیرامون اور کروچکی نے کوغتائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر تھوڑی دیر بعد وہ متحدہ لشکر میدان جنگ سے کیمن ٹان کی طرف جانے کے بجائے کوکین کا رخ کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

دوسری جانب سنگ حکمرانوں کے باغی وزیر یان شی کو بھی اپنے مخبروں کے ذریعے قبلائی اور اس کے لشکریوں کی نقل و حرکت کی خبریں پہنچ چکی تھیں ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشی کیونکہ ان گنت تعداد میں یان شی سے مل چکے تھے لہٰذا اسے امید تھی کہ اس بار وہ منگولوں کو بدترین شکست دے کر نہ صرف یہ کہ جنوبی چین سے نکالے گا بلکہ شمالی چین بھی ان سے چھینتے ہوئے انہیں اپنے آبائی دشت کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔

یان شی اپنے طور درست ہی سوچ رہا تھا اس لئے کہ جس قدر لشکر اس کے پاس تھا اس سے کئی گناہ زیادہ وحشی اس سے آن ملے تھے ان میں سے چھوٹا سا ایک حصہ اس نے بایان شیراموں اور کرد یکجی پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا تھا اور اگر کوغتائی کو مانگا یورجی مارتو بروقت ان کی مدد کے لئے نہ پہنچتے تو وہ وحشی منگولوں کے سارے لشکر کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ بایان شیراموں اور کرد یکجی کو بھی قتل کر کے کوکین شہر سے باہر یان شی سے جا ملتے اس لئے کہ وہاں آلائی قبیلے کا ایک بہت بڑا لشکر پہلے سے موجود تھا۔

اب یان شی کو یہ خبر ملی کہ بایان شیراموں اور کرد یکجی کین نان کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان پر جو آلائی قبیلے کے وحشی حملہ آور ہوئے ان پر کوغتائی اور اس کے ساتھیوں نے جوابی حملہ کرتے ہوئے انہیں بدترین شکست دی ہے اور وہ کوکین کی طرف بھاگ گئے ہیں۔

ساتھ ہی یان شی کو یہ بھی خبر ملی کہ قبلائی اور کوغتائی اپنے لشکریوں کے ساتھ کوکین کا

رخ کر رہے تھے کوغتائی تو بایان کی طرف چلا گیا جبکہ قبلائی خان لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس شاہراہ کے کنارے پڑاؤ کیے ہوئے ہے جو لن نگان سے کوکین کی طرف جاتی تھی۔

دراصل کوغتائی کے جانے کے بعد قبلائی خان نے وہیں پڑاؤ کر لیا تھا جہاں سے کوغتائی اس سے علیحدہ ہوا تھا اس کا لائحہ عمل یہ تھا کہ بایان شیراموں اور کرد یکجی کی مدد کرنے کے بعد کوغتائی جب لوٹے گا تو پھر متحد ہو کر کوکین کی طرف پیش قدمی کی جائے گی لیکن یان شی بھی مستعد تھا اسے جب خبر ملی کہ کوکین کی طرف آنے والی شاہراہ کے کنارے قبلائی نے چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے حرکت میں آیا اور قبلائی خان کی طرف بڑھا یان شی کے پاس وہ لشکر بھی تھا جو کوکین میں پہلے سے تھا اور آلائی قبیلے کے وحشی ان گنت تعداد میں اس کے ساتھ تھے لہٰذا اسے پکا یقین تھا کہ شاہراہ کے کنارے پہلے وہ قبلائی خان کو شکست دے گا اس کے بعد وہاں سے کین نان کی طرف جانے والی شاہراہ کا رخ کرے گا اور وہاں قبلائی کے دوسرے سالاروں کو بھی شکست دے کر ان کا صفایا کرتا چلا جائے گا۔

لیکن فطرت انسانی خواہشوں اور تدبیروں سے ماور ہو کر اپنے فیصلے کرتی ہے کوغتائی نے جو اپنے لشکر سے مخبر پھیلائے ہوئے تھے انہوں نے بھی کوغتائی کو اطلاع کر دی کہ یان شی اپنے اور وحشی آلائی قبائل کے متحدہ لشکر کے ساتھ قبلائی خان پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا ہے یہ خبر ملتے ہی کوغتائی اپنے اور بایان کے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے قبلائی خان کے پڑاؤ کی طرف بڑھا تھا ساتھ ہی ساتھ اس کے طلایہ گر اسے یان شی کے لشکر کی نقل و حرکت سے متعلق پوری طرح آگاہ کیے ہوئے تھے۔

قبلائی خان کے پڑاؤ کے نزدیک پہنچ کر کوغتائی اور بایان نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر ایک جگہ وہ گھات میں چلے گئے کوغتائی کا ارادہ تھا کہ جونہی یان شی قبلائی خان پر حملہ آور ہوگا وہ مختلف سمتوں سے اس پر اور آلائی وحشیوں پر حملہ آور ہونگے ان کی شکست اور ان کی ہزیمت کو یقینی بناتے چلے جائیں گے۔

دوسری جانب جب یان شی اپنے لشکر کے ساتھ قبلائی خان کے سامنے آیا تو قبلائی خان بڑا پریشان ہوا اس لئے کہ یان شی جو لشکر لے کر آیا تھا اس کے مقابلے میں قبلائی خان کے پاس جو لشکر تھا اس کی حیثیت ایسے ہی تھی جیسے آگ کے طوفانوں کے سامنے رکھا ہوا پانی کا ایک قطرہ بہر حال یان شی کا مقابلہ کرنے کے لئے قبلائی مستعد ہو گیا تھا دونوں کا لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کے لئے صفیں درست کرنے لگے تھے۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے یان شی اور آلائی وحشی عرصہ پاتال میں گم اور وقت کے ساگر کی تہہ میں چھپے گمنام اور نا آشنا موجوں کے طوفانوں یادوں کے آنکھوں کے شاداب لمحوں سناٹوں کے انبار اور بدن کے رنگوں تک کو اڑا دینے والے کہنہ تاریکیوں کے فسوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

قبلائی خان جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا بوڑھا ہو چکا تھا ایسے طوفان وہ اپنی زندگی میں بہت دیکھ چکا تھا جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ یان شی اور آلائی وحشیوں پر نیلی خاموشی میں لپٹے جزیروں میں وقوع پذیر ہوتے ذراؤنے مناظر جسم کے سارے زاویوں تجسیم کی ساری کمانوں شعور آگاہی تک کو برباد کر دینے والے زہریلے عذابوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

قبلائی خان کی خوش قسمتی کہ اسے زیادہ دیر تک دشمن کا سامنا نہ کرنا پڑا اس لئے کہ تھوڑی ہی دیر بعد ایک سمت سے زوردار انداز میں تکبیریں بلند ہوئیں پھر قبلائی خان اور اس کے لشکریوں کے دیکھتے ہی دیکھتے کوغتائی کا لشکر نمودار ہوا لشکر کے آگے کوغتائی کو مانگا مارتو اور یورجی تھے کوغتائی نے یان شی اور آلائیوں کے لشکریوں کے ایک پہلو کو ہدف بنایا اور وہ ان پر تنہائی کے کرب بھرے الم کھڑے کرتی ان گنت ہجر کی راتوں کھنڈروں میں آندھیاں گزرنے کے انداز شریانوں کے خون تک کو منجمد اور نشان منزل تک کو مٹا دینے والے آشفتگی کے اندھے بہرے سودا کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کوغتائی اور اس کے سالاروں کے ساتھ ہی ساتھ بایان شیرا مون کرد بچی بھی حرکت میں آئے یان شی کے لشکر کی دوسری سمت اس طرح نمودار ہوئے جس طرح

برسوں کی گہری نیند سے بیدار ہو کر بد امنی اور اضطراب پھیلانے کے لئے خزاں زدہ جھکڑ اٹھ کھڑے ہوئے ہوں پھر وہ تینوں بھی آتی جاتی سانسوں کے سلسلوں کو کاٹتی پیہم انوکھی اذیت اور خیالات کی چاندنی تک کو زنجیر کر دینے والے عہد ماضی کے خونی قصوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

لن نگان اور کوکین شہروں کے درمیان کھلے میدان جنگ میں ہر شے کے ہونٹوں پر تشنگی رقص کرنے لگی تھی بے کسی کے رنگوں کی گردش نے ہر چیز کا احاطہ کر لیا تھا زندگی کا روپ خون میں ڈھلنے لگا تھا دل کے حصاروں میں سوچوں کی خون آشام دیویاں رقص کرنے لگی تھیں بڑی تیزی کے ساتھ ان ویرانوں میں قضاء قدر کے عناصر ظلم کی خونی داستانیں کھڑی ہوتے دیکھ رہے تھے۔

یان شی اور خونخوار آلائی قبائل کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد قبلائی اور اس کے سالاروں کو شکست دے دیں گے لیکن ان کی امیدیں ہوا میں اڑتی دکھائی دیں اس لئے کہ ایک پہلو سے کوغتائی بحر کی سطح پر لرزاں طوفانوں تاریکی کے کفن اوڑھاتی شب کی طرح ان پر چھائے ہوئے بڑی تیزی سے ان کی تعداد کم کر رہا تھا دوسری جانب سے نفرت کی ترکتاز کرتے عذاب بھرے رتوں کی طرح بایان ان کے اندر گھستا چلا جا رہا تھا سامنے کی طرف سے قبلائی خان نے بھی ان کی تعداد کم کرنا شروع کر دی تھی۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آہستہ آہستہ یان شی کی حالت شام غم کی پنہائیوں خون سے تربتر جذبوں اپنے اپنے آزر کے متلاشی بتوں اور اندھیرے دروازوں کے اس پار اسیر ہولی خواہشوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد یان شی اور اس کے لشکری شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے پہلے انہوں نے کوکین کا رخ کیا لیکن جب قبلائی خان کوغتائی اور بایان نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تب انہوں نے اس شاہراہ کو چھوڑ بائیں طرف مڑے اور کین نان شہر کے پاس سے گزرتے ہوئے انہوں نے اپنا رخ سمندر کی طرف کر لیا۔

یان شی کے لئے یہ بدترین شکست تھی آلائی قبائل نے جب دیکھا کہ یان شی کا ساتھ دیتے ہوئے وہ بھی ذلیل و خوار ہوئے ہیں تب انہوں نے یان شی کا ساتھ چھوڑ دیا

اور وہ اپنے آبائی جنگل ٹانگ کنگ کی طرف چلے گئے جب کہ یان شی اپنی بندرگاہ زائی توں کی طرف گیا وہاں اس کا بحری بیڑہ کھڑا ہوا تھا اور وہاں قیام کرتے ہوئے اور بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

قبلائی خان اور کوغتائی ابھی تک اسی میدان جنگ میں قیام کیے ہوئے تھے جہاں اس نے یان شی کو بدترین شکست دی تھی یہاں قبلائی خان کو دو صدموں کا سامنا کرنا پڑا ایک یہ کہ وہاں اس کی بیوی فوت ہوگئی شاید وہ اپنے بیٹے چنگ کم کی موت کا صدمہ برداشت نہ کرسکی تھی دوسرا صدمہ قبلائی خان کے لئے کچھ یوں تھا کہ اس نے آچو کی سرکردگی میں بحری بیڑہ جاپان پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا تھا وہ سمندر میں اٹھنے والے طوفانوں کی وجہ سے ناکام لوٹ آیا تھا اور اس کی اطلاع قبلائی خان کو دی گئی تھی۔

قبلائی خان نے آچو کو پیغام بھجوایا کہ پہلے تیز رفتار کشتیوں میں قاصد جاپان بھجوائے جائیں اور انہیں اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھجوایا جائے ساتھ ہی آچو کو یہ بھی پیغام بھیج دیا کہ اگر جاپانی اطاعت قبول نہ کریں تو پھر وہ ایک بار پھر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آئے اور جاپانیوں پر حملہ آور ہو۔

یہ احکامات جاری کرنے کے بعد قبلائی خان پھر حرکت میں آیا میدان جنگ سے اس نے کوچ کیا جنوبی چین کے دوسرے بڑے شہر کو کین کا رخ کیا اس وقت وہاں یان شی کا کوئی لشکر نہیں تھا لہٰذا شہر کے لوگوں نے قبلائی خان کی اطاعت قبول کرلی۔

یہاں کچھ دن قیام کرکے قبلائی خان اور کوغتائی نے شہر کا نظم ونسق درست کیا اس کے بعد شہر کی حفاظت کے لئے ایک لشکر چھوڑا اس کے بعد وہاں سے کوچ کیا کین ٹان کا رخ کیا۔

کین ٹان میں بھی کوئی محافظ لشکر نہ تھا لہٰذا اس پر بھی قبلائی خان کا قبضہ ہوگیا یہاں بھی قبلائی خان نے چند ہفتے قیام کیا اس کے بعد وہ یان شی کی سب سے بڑی بندرگاہ زائے توں کی طرف بڑھا۔

ادھر جنوبی چین کے باغی وزیر یان شی کو پتا چلا کہ منگول کو کین اور کین ٹان پر قبضہ کرنے کے بعد بڑی برق رفتاری سے اس کی بندرگاہ زائے توں کا رخ کیے ہوئے ہیں

تب اپنے بحری بیڑے کو وہ حرکت میں لایا اور زائے توں کی بندرگاہ خالی کرتے ہوئے وہ کھلے سمندر میں جو چھوٹے چھوٹے جزیرے تھے ان میں منتقل ہوگیا تھا یان شی کا ارادہ تھا کہ ان جزیروں میں اپنی طاقت اور قوت کو مستحکم کرنے کے بعد منگولوں کے ساتھ چھاپہ مار جنگ کی ابتداء کرے گا۔

کین ٹان سے نکل کر قبلائی خان اور کوغتائی زائے توں کی بندرگاہ پہنچے بندرگاہ خالی تھی لہٰذا اس پر انہوں نے قبضہ کرلیا اور اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے پڑاؤ کرلیا تھا۔

ادھر جو قاصد قبلائی خان کے حکم پر جاپان کی طرف روانہ کیے تھے اور جاپانیوں کو انہوں نے اطاعت قبول کرنے کے لئے کہا تھا ان قاصدوں نے جاپان کے حکمران ہوجو کو یہ پیغام بھجوایا۔

منگول سلطنت تم سے مہربانی کا سلوک کرنا چاہتی ہے وہ یہ نہیں چاہتی کہ تم اطاعت قبول کرو بلکہ تم عظیم منگول سلطنت کا جز بن جاؤ“

جاپان کے حکمران ہوجو نے ان قاصدوں سے ملنے تک سے انکار کردیا قاصدوں کا پیغام کسی اور کے ذریعے ہوجو تک پہنچایا گیا اس طرح اس نے قبلائی خان کے قاصدوں کو اپنی پیش میں حاضر ہونے تک نہ دیا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آچو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ جاپان پر حملہ کرے اس بحری بیڑے میں تیس ہزار منگول روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ دو گنے چینی اور کوریائی تھے وہ بڑی بڑی کشتیوں میں سفر کررہے تھے جن کے اندر گھوڑے بھی رکھے گئے تھے۔

جس طرح ہسپانوی بحری بیڑے نے انگلستان کے مقابل کوئی کامیابی حاصل نہ کی تھی اسی طرح یہ منگول بیڑہ جاپان میں ناکام رہا زمین پر اتر کر انہوں نے پڑاؤ کے اطراف مورچے بنانے شروع کیے ہی تھے کہ جاپانی جنگجوؤں کے دستے ان پر ٹوٹ پڑے جو تیر اندازی اور تیغ زنی میں انتہائی مہارت رکھتے تھے اور منگولوں کے حملوں سے بالکل خائف نہ تھے۔

اس دوران ایک طوفان کی وجہ سے منگولوں کی بار برداری کی کشتیاں منتشر ہوگئیں

اور بہت سی ڈوب گئیں کچھ دنوں تک منگول ساحل پر جاپانیوں سے لڑتے رہے اس دوران وہ نئی کشتیاں بنانے کی کوشش کرتے رہے لیکن جاپانی حکمران ہوجو کے لشکریوں کے حملوں سے وہ عاجز آ گئے یہاں تک کہ جاپان کی سرزمین میں منگولوں کو بدترین شکست ہوئی ان میں سے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ کو گرفتار کر لیا گیا جن منگولوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے انہیں جاپانیوں نے قتل کر ڈالا۔ چینی اور کوریا والوں کو غلام بنالیا کیونکہ وہ انہیں منگولوں کے غلام سمجھتے تھے بہت کم لوگ زندہ بچ کے آ چو کے ساتھ واپس لوٹے۔

جب آ چو کی سرکردگی میں یہ بحری بیڑہ ناکامی کا منہ دیکھتے ہوئے زائے تون کی بندرگاہ پہنچا تو اس کا قبلائی خان کو بے حد صدمہ ہوا قبلائی نے ایک اور بحری بیڑے کی تیاری کا حکم دیا اور اس نے چینی راہبوں کو جاسوس بنایا اور جاپانی جزیروں کی طرف روانہ کرنے کا تہیہ کیا۔

لیکن جب دوسرے حملے کی تیاریاں ہوئیں تو کوریا کا وہ علاقہ جسے منگول فتح کر چکے تھے اس کی بندرگاہوں میں بغاوت شروع ہوگئی کوریا کے ملاح کشتیاں چھوڑ کر بھاگ گئے اس لئے کہ پہلے بحری حملے میں کافی کورین مارے گئے تھے اور کوریا والے اب اپنا مزید نقصان نہیں چاہتے تھے۔

اس طرح کشتیاں چھوڑ کر بھاگنے والے یہ کورین اور ان کے سربراہ سمندر میں نکل کر بحری قزاق بن گئے اور ساحلوں کو لوٹ لوٹ کر دولت جمع کرنے لگے دوسری جانب وہ چینی عہدیدار جن کے سپرد بحری بیڑے کے لئے رسد فراہم کرنا تھا وہ بھی فراہمی میں کوتاہی کرنے لگے اس صورت میں قبلائی خان نے کوغتائی اور بایان کو بلا کر مشورہ کیا انہوں نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد قبلائی خان کو یہ مشورہ دیا کہ جاپان پر دوسرے حملے کو ختم کر دینا چاہیے اگر قبلائی خان نے دوسرے حملے پر اصرار کیا تو چینی اور کورین جو اس کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں کھلم کھلا بغاوت کر دیں گے اس لئے جاپانیوں کے خلاف ایک اور مہم بھیجنا بے کار ہے قبلائی خان نے بایان اور کوغتائی کے اس مشورے کو قبول کر لیا اور جاپان پر حملہ آور ہونے کے لئے پھر بحری بیڑی کو روانہ کرنے کا ارادہ اس

نے ملتوی کر دیا۔

تاہم آ چو کو اس نے حکم دیا کہ بحری بیڑے میں کام کرنے والے کوریا کے وہ لوگ جو بغاوت اختیار کر چکے ہیں ان کے خلاف حرکت میں آئے اس پر آ چو نے ان باغی کورین کو کچل کر رکھ دیا جنوبی چین کا باغی وزیر یان شی بھی حملوں کی تیاری کر رہا تھا آ چو اس پر بھی حملہ آور ہوا اور اس کی طاقت کو بھی اس نے مسل کے رکھ دیا اس طرح سمندر کی طرف سے قبلائی خان کو کافی حد تک سکون اور آسودگی سی ہوگئی تھی۔

☆☆☆☆☆

ایران کے حکمران ارغون نے جو احمد تگودار کے بعد تخت نشین ہوا تھا اور جس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس نے چونکہ قبلائی خان کی بیٹی کوکا چین کا رشتہ مانگا تھا لہٰذا زائے تون کی بندرگاہ سے قبلائی خان نے مارکوپولو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اپنی بیٹی کوکا چین کو ایران کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ ارغون کے حرم میں داخل ہو سکے۔

جو کشتی مارکوپولو اور اس کے ساتھیوں کو لے کر گئی اس نے برما اور سری لنکا کے راستے ایران کی طرف جانا تھا اس لئے کہ خشکی کے راستے اسے ایران نہیں بھیجا جا سکتا تھا راستے میں قائدو کا علاقہ پڑتا تھا اور قائدو قبلائی خان سے ایسی دشمنی رکھتا تھا کہ اس کی بیٹی تو بہت دور کی بات وہ اس کے قافلوں تک کو وہاں سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

مارکوپولو اور اس کے ساتھیوں کو سمندر میں ایک سے زیادہ بار طوفانوں کا سامنا کرنا پڑا سمندری طوفانوں کی وجہ سے چند روز تک سماٹرا کے ساحل پر رکے رہے لہٰذا سیلون پہنچنے میں انہیں کافی دن لگ گئے شہزادی کوکا چین کی خوش قسمتی کہ جب وہ تبریز پہنچی تو ایران کا حکمران ارغون جس نے اس کا رشتہ طلب کیا تھا فوت ہو گیا تھا اور اس کی جگہ غازان تخت نشین ہوا تھا۔

ارغون ہلاکو خان کے بیٹے ابا قا خان کا بیٹا تھا اپنی پہلی بیوی کے فوت ہونے پر اس نے قبلائی خان سے اس کی بیٹی کوکا چین کا رشتہ مانگا تھا اس لئے کہ قبلائی خان دشت کا

محافظ تھا اور بڑا خاقان تھا جہاں جہاں بھی منگولوں کی حکومتیں تھیں انہیں حکومت کرنے کے لئے قبلائی خان کی رضا مندی حاصل کرنا پڑتی تھی لہٰذا ارغون کا ارادہ تھا کہ جب قبلائی خان کی بیٹی کوکا چین اس کی بیوی بن جائے گی تو اس کے تعلقات قبلائی خان کے ساتھ مزید مستحکم ہو جائیں گے لیکن اس کی بدقسمتی کہ کوکا چین کے پہنچنے سے پہلے وہ فوت ہو گیا کوکا چین خود بھی ارغون سے شادی کرنے پر دل سے راضی نہ تھی اس لئے کہ وہ بڑی عمر کا تھا کوکا چین انتہائی خوبصورت اور جوان تھی ارغون کے بیٹے اور بیٹیاں اس کے ہم عمر تھے۔

ارغون کے مرنے کے بعد غازان تہران کے تخت پر بیٹھا وہ کم عمر تھا لیکن اس میں جو سب سے بڑی بات تھی وہ یہ کہ اس نے اپنے باپ ارغون کے برخلاف اسلام قبول کر لیا تھا اس نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے بڑا کام کیا اس نے ایک طاقتور سلطنت قائم کی جس نے ایران کو چین کی بالادستی سے آزاد کر دیا قبلائی نے ارغون کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی سلطنت میں کاغذ کے سکے چلائے لیکن تخت نشین ہونے کے بعد غازان نے قبلائی خان کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے علاقے میں کاغذی سکے نہیں چلیں گے اس نے کاغذی سکے نہ چلانے کی یہ وجہ پیش کی کہ یہاں کا موسم بہت نم ہے یہاں کاغذ نہیں چل سکتا۔

اس سے پہلے ایران کے جتنے حکمران تھے وہ اپنے سکوں پر بڑے خاقان قبلائی خان کا نام کندہ کرواتے تھے لیکن غازان کیونکہ اسلام قبول کر چکا تھا لہٰذا اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا وہ جان گیا تھا۔ کہ اب اس کی طاقت اور قوت قبلائی خان سے کم نہیں اور سمجھ گیا خاندان زریں کی سرداری کا زمانہ گزر گیا اور یہ کہ منگولوں کی فوجی طاقت گزری ہوئی بات ہے اس نے اپنے طور پر یہ بھی کوشش کی کہ اسلام کے احیاء کی خاطر چھوٹی چھوٹی منگول سلطنتوں کو آپس میں ملایا جائے اور اسے کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی اس لئے کہ اس نے چنگیز خان کے بڑے بیٹے جوجی کے بیٹے برقائی خان سے تعلقات پیدا کر لیے تھے برقائی خان بھی اسلام قبول کر چکا تھا۔

غازان نے تخت نشین ہونے کے بعد ایک اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی ! سے

حکمت اور سائنس کا شوق تھا اور نباتات کیمیا اور فولاد سازی کا ماہر تھا اسے فوجی تماشے حکومت میں نت نئے تجربے پسند نہ تھے وہ امن سے حکومت کرنا چاہتا تھا قافلوں کی تجارت کو فروغ دینے کا کام شروع کیا حالانکہ ہلاکو کی طرح وہ اپنے لشکر کی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ کرتا رہا۔

اسے ایک بار خبر دی گئی کہ بحر روم کے صلیبی مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا صلیبیوں کا رخ کیا لیکن بحر روم کے کنارے اسے کوئی صلیبی نظر نہ آیا لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا اس نے تبریز کے پہاڑوں پر ایک محل اور باغ بھی بنوایا لیکن اسے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی وہ ایک مستحکم سلطنت کی بنیاد ڈالے اس نے ہتھیاروں سے لڑنے مرنے کی ممانعت کر دی اس کے امراء کو اجازت نہ تھی کہ وہ کسانوں کی املاک ضبط کر سکیں اس نے اپنے امراء کو احکامات جاری کیے کہ وہ جانتا ہے کہ تم لوگ لوٹ مار کرنا چاہتے ہو جب تم کسانوں کے مویشی ہنکا لے جاؤ گے اور ان کی فصلیں لوٹ چکو گے تو اس کے بعد کیا کھاؤ گے تم میرے پاس روزی طلب کرنا کے لئے آؤ گے تو میں اس کے جواب میں سخت سزائیں دوں گا۔

غازان کی طبیعت میں ولولہ اور اس کا رجحان عملی تھا جنگوں اور فتوحات میں اسے کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا اس کے علاوہ وہ منگولوں کی گزشتہ لڑائیوں سے سبق حاصل کرنا چاہتا تھا اس نے اپنے علاقے کو آبپاشی کے ذریعے زرخیز بنانے کی کوشش کی وہ زمین کی زرخیزی تناسب سے محاصل عائد کرتا ان سارے مساعی اور کوششوں میں وہ ایک انتہائی کامیاب مسلمان حکمران ثابت ہوا۔

شہزادی کوکا چین جب تبریز پہنچی اور اسے خبر ہوئی کہ ارغون مر چکا ہے اور اس کی جگہ اس کا نوجوان بیٹا غازان تخت نشین ہوا ہے تو اس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا اور بخوشی وہ غازان کے حرم میں داخل ہوئی غازان سے شادی کرنے کے بعد کوکا چین نے بھی اسلام قبول کر لیا اس طرح زائے تون کی بندرگاہ سے روانہ ہونے کے بعد کوکا چین بخیریت تبریز پہنچی اور ارغون کے بجائے وہ اس کے مسلمان بیٹے غازان کی بیوی بن گئی تھی۔

زائے تون کی بندرگاہ میں قبلائی اپنی شامیانہ نما نشست میں اپنے پوتے تیمور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس نشست گاہ میں بایان شیرا مون کرو چکی اور آچو داخل ہوئے قبلائی خان نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے اپنے سامنے بیٹھنے کے لیے کہا جب وہ سب بیٹھ گئے تو گفتگو کا آغاز بایان نے کیا۔

خاقان! آپ نے ہم چاروں کو بلایا ہے خیریت تو ہے۔

قبلائی کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا ایک گہری نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے پوتے تیمور پر ڈالی پھر ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا میرے عزیز آج میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم لوگوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور تم لوگوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ تم لوگ میری فیصلے سے اتفاق کرو گے جس اہم موضوع پر میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس سے پہلے تم چاروں کے تاثرات کو غتائی کے متعلق جاننا چاہتا ہوں بایان پہلے تم کہو تمہارے کوغتائی کے متعلق کیا تاثرات ہیں پھر میں جس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں اس کی ابتداء کروں گا۔

بایان نے پہلے عجیب سے انداز میں سب کو دیکھا پھر قبلائی خان سے کہہ رہا تھا۔

خاقان میں نے ایک عرصہ کوغتائی کے ساتھ کام کیا ہے شروع میں مجھے اس سے نفرت بھی تھی رشک بھی تھا لیکن اب معاملہ کچھ اور ہے اب اس کی میری نگاہوں میں جو عزت ہے اس کا میں اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔

یہ زمانہ ایک بنیا ہے اور اس بنیے کا ہر کوئی مقروض ہے لیکن کوغنائی وہ جوان ہے جو اندھیری رات کے تنہا مسافر کی طرح بھی اپنی عمر کے سارے قرضے اتارنے کا ہنر جانتا ہے کوغنائی ایسا جرات مند وفا شعار ہے کہ قطرہ قطرہ تنہائیوں چراغوں کی طرح جلتی یادوں اور زندہ زمیں کی مردہ کہر آلود فضاؤں میں کھڑا ہو کر بھی اپنی کامیابی کے سفر کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کا ہنر جانتا ہے کوغنائی پتھروں میں پڑا ہوا ایک چمکتا ہیرا اور گرد میں رکھا ایک جگمگاتا موتی ہے۔

جس طرح گندم کے خوشے بھوک کو مٹاتے ہیں جس طرح لطیف چاندنی اندھیرے کی کثافت کا تعاقب کرتی ہے اس طرح کوغنائی بھی بدترین سلگتی راہ گزاروں پر اڑتے روشن لمحوں کی طرح دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے اسے شکست دینے اور اپنی کامیابی کی تحریریں رقم کرنے کا ہنر جانتا ہے بس اس سے زیادہ میں کوغنائی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں۔

ان الفاظ پر قبلائی خان خوش ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر شیرامون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

شیرامون تم کیا کہتے ہو شیرامون نے کچھ سوچا پھر قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

عظیم خاقان! کوغنائی جیسے نوجوان نہ روز روز پیدا ہوتے ہیں نہ روز روز ملتے ہیں کوغنائی میری نگاہوں میں تعمیر کے منظر منظر اور تعبیر کے منتظر ڈھیر خوابوں میں حیات کی ایک جنس بے بہا ہے یہ ناآشنائی کے غبار آلود راستوں درد کی تاریکیوں اور اندھیرے میں کھڑی کانپتی پرچھائیوں کے اندر کھڑا ہو کر بھی دشمن کی نفرت کرودھ تعصب کو اپنے لئے پیار میں ڈوبی بچے کی معصوم مسکراہٹ میں تبدیل کرنے کا فن جانتا ہے عظیم خاقان کوغنائی ہمارے لشکریوں کی خوشبوؤں کا لالہ زار ان کی آرزوؤں کی سنہری طلسیان ہے یہ ہم سب سمیت پورے لشکریوں کے لئے پراسرار اندھیروں میں پہرے داروں کی گونجتی آواز اور بے معنی سی سرگوشی کا ایک تحفظ ہے۔

اس کا جواب سن کر بھی قبلائی خان مسکرایا پھر اس نے جب ذومعنی انداز میں

کردیچی کی طرف دیکھا تب کردیچی بول پڑا۔

محترم خاقان میں شروع ہی سے اس کوغنائی کو پسند کرنے لگا تھا لیکن میں نے کبھی بایان سے اس کی ناراضگی کی وجہ سے اپنے جذبات کا اظہار نہیں کیا کوغنائی ہمارے لشکروں کی زیب و زینت ہے خاقان جس طرح بانکا بجلی طغیان پر آیا ہوا تیز دریا دونوں کناروں کی تخریب کاری کرتا ہوا اپنا راستہ بنانے کا فن جانتا ہے جس طرح شمال کی یخ کر دینے والی بوران زمین کو ادھیڑنے اور کوہساروں کو چاک کرنے کے عمل سے آگاہ ہے اس طرح کوغنائی بھی دشمنوں پر ہزاروں سلگتی ساعتوں کی طرح حملہ آور ہو کر ان کے تن کی شریانیں خشک کر کے اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے ایک بے مثل اور نایاب تیغ زن ہے۔

کردیچی جب خاموش ہوا تب آچو کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا۔

تم کوغنائی کے متعلق کیا کہنا پسند کرو گے۔

آچو مسکرایا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

محترم خاقان میں بھی کوغنائی کے متعلق بہت کچھ کہہ سکتا ہوں کوغنائی ہمارے اندر فتح مندی کا مہتاب فوز مندی کا ستارہ کامیابی کا شاداب منظر اور سچی تعبیروں کا سپنا ہے ہمارے اور ہمارے لشکریوں کے لئے وہ ہمراز لمحوں کی مہک جذبوں کے جمال کا وصل اور گلابوں کا ملبوس ہے جبکہ ہمارے دشمنوں کے لئے وہ نوائے سوگواں جھلسا دینے والی بکھرتی آگ الیوں نے سجا حادثہ ہے خاقان وہ جب دشمن پر حملہ آور ہوتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے نفرت کی کرنوں کے رتھ اور تباہ کن ہجر کے قصے حرکت میں آ گئے ہوں کوغنائی ان جوانوں میں سے ایک ہے جو بدسے بدترین حالات میں بھی دشمن کے سامنے اس طرح جم جانے کا ہنر جانتے ہیں جس طرح بپھرے کھولتے سمندر کے سامنے سیاہ پتھر کی چٹانیں جس طرح تیزی سے چلتی آندھیوں کے سامنے اونچے ٹھہرے دیو رخ کھڑے ہوتے ہیں۔

چاروں کے خیالات سننے کے بعد قبلائی خان کچھ دیر سوچتا رہا پھر ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

کوغتائی سے متعلق تم سب نے باری باری اپنے جذبات کا اظہار کر کے یقین جانو میرا دل خوش کر دیا ہے قسم نیلے جاودانی آسمان کی میں تم چاروں سے ایسے ہی الفاظ ایسے ہی جملوں کی توقع رکھتا تھا دیکھو میں نے ابھی کوغتائی کو بلایا نہیں اسے میں بلانے والا ہوں اس لئے کہ میں دو انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں ایک موضوع کوغتائی کی ذات سے متعلق ہے دوسرا لشکریوں کے فرائض کے متعلق اب جبکہ میں کوغتائی کے متعلق تمہارے جذبات سے آگاہ ہو چکا ہوں تو میں تم سے متعلق ایک سوال کرتا ہوں کہ اگر میں قائدو کی بیٹی آئی یاروق کو یہاں لاؤں تو تم چاروں کے کیا تاثرات ہوں گے۔

بایان شیرامون کروچکی اور آچو چاروں نے ایک بار ایک دوسرے کی طرف عجیب سے انداز میں دیکھا پھر بایان نے قبلائی خان کو مخاطب کیا۔

لیکن آپ آئی یاروق کو کس غرض کے تحت یہاں لائیں گے اور وہ یہاں کیوں آئے گی جبکہ وہ ہماری بدترین دشمن ہے۔

قبلائی خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

نہ وہ ہماری بدترین دشمن ہے نہ وہ ہماری مخالف ہے وہ کوغتائی کی بیوی ہے۔

بایان شیرامون کروچکی اور آچو قبلائی خان کے اس انکشاف پر دنگ رہ گئے تھے پھر قبلائی خان نے تبریز سے آتے ہوئے آئی یاروق سے اس کی ملاقات منگولوں کے آبائی دشت میں مانچو قبائل کے ساتھ مقابلہ کرنے کے دوران آئی یاروق کے اس کے پاس آنا اور اس سے شادی کرنے کے سارے واقعات تفصیل سے کہہ سنائے تھے۔

سب کچھ بتانے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی اس کے بعد قبلائی خان نے پھر انہیں مخاطب کیا۔

تم پر انکشاف کر چکا ہوں کہ آئی یاروق کوغتائی کی بیوی ہے کوغتائی اسے اپنے پاس یہاں بلانا چاہتا ہے لیکن اسے خدشہ ہے کہ آئی یاروق یہاں آئی تو تم چاروں اس سے نفرت کا اظہار کرو گے اس کی زندگی کے درپے ہو جاؤ گے اسے ختم کرنے کی کوشش کرو گے اس طرح اسے خدشہ ہے کہ لشکر میں بدامنی بغاوت اور سرکشی اٹھ کھڑی ہوگی تمہیں یہاں بلانے سے تھوڑ دیر پہلے اس نے میرے ساتھ مختصر سی گفتگو کی ہے وہ کہہ رہا

تھا کہ اب جبکہ ہم جنوبی چین کو فتح کر چکے ہیں صرف تانگ کنگ کے جنگلات کے آلائیوں سے انتقام لینا باقی ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنے جنگلات سے نکل کر نہ صرف ہمارے لشکریوں کو نقصان پہنچایا بلکہ یان شی کے ساتھ مل کر ہمارے ساتھ جنگ کی ان سے انتقام لینا ہمارا فرض بنتا ہے اس کا کہنا ہے کہ آئی یاروق کو یہاں لانے پر بایان شیرامون کروچکی اور آچو نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آلائی قبائل کو کچلنے کے بعد وہ اپنی بیوی سیرم کو لے کر لوٹے گا راستے میں آئی یاروق کو لے گا اور پھر اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ یا تو ثمرقند میں جا کر آباد ہو جائے گا یا واپس تبریز کا رخ کرے گا اب تم چاروں بولو اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔

وہ چاروں تھوڑی دیر تک آپس میں سرگوشی کے انداز میں صلاح مشورہ کرتے رہے اس کے بعد شاید وہ کسی فیصلے پر متفق ہو گئے تھے پھر بایان ان کی نمائندگی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

محترم قبلائی خان اگر کوغتائی یہاں سے ثمرقند یا تبریز چلا گیا تو یاد رکھیے گا اس کے جانے کے بعد ہم ایک طرح سے اپاہج اور ناکارہ ہو کر رہ جائیں گے لشکریوں کے سالار اعلیٰ کی حیثیت سے کوغتائی فتح مندی کا نشان اور کامیابیوں کی للکار ہے اس کا نام ہی دشمن پر دہشت طاری کرنے کے لئے کافی ہے اگر آئی یاروق اس کی بیوی ہے تو یہ انکشاف ہم پر پہلے کیوں نہ کیا گیا کیوں دونوں میاں بیوی میں اس قدر جدائی ڈالی گئی کیوں نہ آئی یاروق کو اسی وقت یہاں لایا جاتا جب مانچو قبائل کو بدترین شکست دینے کے بعد فاتح کی حیثیت سے کوغتائی ادھر آیا تھا۔

بایان رکا اس کے بعد وہ پھر کہہ رہا تھا۔

آئی یاروق اگر کوغتائی کی بیوی ہے تو یاد رکھیے گا ہم چاروں کی نگاہوں میں کوغتائی اب ہمارا بھائی ہے ایسا بھائی جس کے لئے ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک نچھاور کر سکتے ہیں آئی یاروق چونکہ ہمارے بھائی کی بیوی ہے لہٰذا آج سے وہ ہماری بہن ہے یہاں آ کر ہمارے لشکر میں اگر وہ نہتی اور غیر مسلح ہو کر گھومتی ہے تو دنیا کی کسی طاقت کو اس پر غلط نگاہ ڈالنے کی جرأت نہ ہوگی کوئی اس کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے گا اگر

دیکھے گا تو وہ آنکھ پھوڑ دی جائے گی ہم اس کی حفاظت کا خود انتظام کریں گے اس لئے کہ وہ کوغتائی کی بیوی ہے اور کوغتائی وہ جنس بے بہا ہے جس سے ہاتھ دھونا انتہا درجہ کی بد قسمتی ہوگی۔

قبلائی خان نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تم چاروں نے پہلے کی طرح ایک بار پھر میرا دل خوش کر دیا ہے میں تم لوگوں سے ایسے ہی جواب کی توقع رکھتا تھا اب میں کوغتائی اور دوسرے سالاروں کو بلاتا ہوں اس کے بعد جن اہم دو موضوع پر میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ تم سب کے سامنے کروں گا پھر آچو کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی خان کہنے لگا۔

آچو میرے بیٹے جاؤ کوغتائی اور سارے سالاروں جمال الدین سیف الدین کو مانگاسب کو بلا کر لاؤ ان سب کی موجودگی میں میں دو اہم موضوع پر فیصلے کروں گا قبلائی خان کے حکم پر آچو وہاں سے اٹھا اور چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد قبلائی خان کی اس نشست گاہ میں کوغتائی کو مانگا مارتو یورجی سیف الدین جمال الدین صدر الدین جلال الدین اور کچھ دیگر سالار داخل ہوئے تھے ہاتھ کے اشارے سے قبلائی خان نے کوغتائی کو اپنے پہلو میں بیٹھنے کے لئے کہا اس طرح قبلائی کے بائیں جانب اس کا پوتا تیمور اور دائیں جانب کوغتائی تھا باقی سارے سالار ایک حلقے کی صورت میں قبلائی خان کے سامنے بیٹھ گئے تھے ایک نگاہ قبلائی خان نے ان سب پر ڈالی پھر ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیزو میں نے تمہیں دو موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہے پہلا موضوع کوغتائی کی ذات سے متعلق ہے پہلے اس موضوع پر گفتگو کرتا ہوں اس کے بعد دوسرا موضوع جو لشکروں کی نقل و حرکت سے ہے اس پر بات کروں گا اس کے بعد کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے قبلائی بول پڑا۔

کوغتائی میرے بیٹے پہلے موضوع کی حیثیت سے پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم اپنی بیوی آئی یاروق کو کب یہاں لانا پسند کرو گے۔

قبلائی کے اس جملے پر کوغتائی ہی نہیں کو مانگا مارتو یورجی صدر الدین جلال الدین

سیف الدین اور جمال الدین بھی چونک سے پڑے تھے عجیب سے انداز میں کوغتائی نے قبلائی خان کی طرف دیکھا تو مسکراتے ہوئے قبلائی خان بول پڑا۔

کوغتائی میرے بیٹے تم مجھے اس طرح شک و شبے کی نگاہ سے مت دیکھو تمہاری آمد سے پہلے میں اپنی بیٹی آئی یاروق سے متعلق بایان شیرامون کروچی اور آچو کے ساتھ تفصیل سے بات کر چکا ہوں اس کے بعد جو گفتگو قبلائی خان نے ان چاروں سے کی تھی اس کی تفصیل بھی اس نے کوغتائی اور دوسرے سالاروں سے کہہ دی تھی۔

قبلائی خان کے ان انکشافات پر تھوڑی دیر تک کوغتائی بڑی ممنونیت سے بایان شیرامون کروچی اور آچو کی طرف دیکھتا رہا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بایان اس سے پہلے ہی بول پڑا۔

کوغتائی میرے بھائی آپ نے ہم سب سے بڑی زیادتی کی اگر ہمارے آبائی دشت میں آپ نے آئی یاروق سے شادی کر لی تھی تو آپ کو اس کا کھل کر اظہار کرنا چاہیے تھا آپ ہمارے بھائی ہیں اس رشتے سے آئی یاروق اب ہماری بہن ہے اور اسے مزید وقت ضائع کیے بغیر فی الفور آپ کو وہاں سے نکال کر یہاں لانا چاہیے آئی یاروق کے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہے کہ شادی کے بعد وہ بیچاری وہاں ہر روز کسی ٹیلے پر کھڑی ہو کر تمھاری راہ دیکھتی ہوگی اس لئے مزید وقت ضائع کیے بغیر آئی یاروق کو عزت اور وقار کے ساتھ یہاں لانا چاہیے یہاں وہ آپ کے یورت میں رہے گی جب جنگو کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو وہ آپ کی رہائش گاہ میں رہے گی ہم سب آپکو یقین دلاتے ہیں کہ اگر کسی نے بھی آئی یاروق پر حملہ آور ہونا تو بہت دور کی بات اس کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو وہ زندہ نہیں رہے گا۔

بایان جب خاموش ہوا تو بڑی ممنونیت اور شکر گزاری کا اظہار کرتے ہوئے کوغتائی بول پڑا۔

میں تم سب لوگوں کا شکر گزار ہوں کہ تم لوگوں نے مجھے اس قدر اہمیت اور اس قدر عظمت دی ہے بایان جس وقت میں نے آئی یاروق سے شادی کی تھی اس وقت حالات کچھ اور تھے اس لئے میں نے اپنی شادی کو خفیہ رکھا تھا بہر حال میں تم سب کا شکر

گزار ہوں کہ تم لوگ آئی یاروق کے یہاں لانے پر اپنی رضا مندی اپنی خوشنودی کا اظہار کر چکے ہو اب میں بہت جلد آئی یاروق کو یہاں لانے کا اہتمام کروں گا اسے یہاں لانے کے لئے کیا لائحہ عمل ترتیب دینا ہے اس پر بعد میں گفتگو کریں گے پہلے اس دوسرے موضوع پر بات کریں جو لشکریوں کی نقل وحرکت سے تعلق رکھتا ہے۔

کوغتائی جب خاموش ہوا تب قبلائی بول پڑا۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ پہلا مسئلہ حل ہوا آئی یاروق کو بہت جلد یہاں لایا جائے گا دوسرے موضوع پر گفتگو کرنے کے بعد یہ طے کیا جائے گا کہ آئی یاروق کو کیسے اور کس طرح عزت کے ساتھ یہاں لایا جائے۔

اب دوسرا موضوع یہ کہ میرے عزیزو کہ تم یہ جانتے ہو یان شی کے ساتھ مقابلے میں آلائی قبائیل نے ہمارے خلاف جنگ کی تھی اور پسپا ہونے کے بعد وہ پھر اپنے جنگلوں کی طرف چلے گئے ہیں جب تک ان کا خاتمہ نہیں کیا جاتا ان کی سرکوبی نہیں کی جاتی یاد رکھنا آنے والے دنوں میں بھی وہ ہمارے لئے دردسر بنے رہیں گے اس لئے ان پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کرنا اب ہمارے اولین فرائض میں ہو گیا ہے ان سے کیسے نبٹا جائے گا اس کا فیصلہ کوغتائی کرے گا۔

قبلائی جب خاموش ہوا تو کوغتائی کچھ دیر سوچنے کے بعد سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

آلائی قبائیل کا خاتمہ کرنا اور ان کی سرکوبی کرنا واقعی ہمارے اولین فرائض میں ہونا چاہئے اس لئے کہ آنے والے دنوں میں بھی وہ اچانک ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارے لئے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں اب ایسا ہے کہ لشکر اس وقت سارے کا سارا زائے تون کی بندرگاہ پر پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔

آچو کا بحری بیڑہ بھی یہیں ہے میں یہ پسند کروں گا کہ خاقان آپ یہیں زائے تون کی بندرگاہ میں رہیں آپ کے ساتھ آچو رہے گا میرے خیال میں شیرامون کو بھی آپ اپنے پاس رکھیں آلائی قبائیل پر ضرب لگانے کے لئے میں اور بایان اپنے لشکروں کے ساتھ تانگ کنگ کے جنگلوں کا رخ کریں گے اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں

مل کر ان کی ایسی سرکوبی ان کا ایسا خاتمہ کریں گے کہ آئندہ ان جنگلوں سے نکل کر کوئی بھی باغی گروہ ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات نہیں کرے گا۔

کوغتائی جب چپ ہوا تو بایان بول پڑا۔

جو کچھ میرے بھائی کوغتائی نے کہا ہے یہ ہمارے لئے آخری فیصلہ ہے اور میرے خیال میں اسی پر عمل کرنا چاہیے میں اور کوغتائی دونوں لشکر لے کر نکلیں گے مجھے امید ہے ہم دونوں مل کر آلائیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

قبلائی نے مسکراتے ہوئے اپنے تاثرات کا اظہار کیا کہنے لگا۔

اگر تم دونوں کی یہی تجویز ہے تو میں تم دونوں سے اتفاق کرتا ہوں اب تم دونوں مل کر یہ طے کرلو کہ کب تک تم زائے تون کی بندرگاہ سے اپنی مہم کا آغاز کرنا چاہتے ہو۔

قبلائی خان کے اس سوال پر کوغتائی یا بایان میں کوئی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک مسلح جوان بڑی تیزی سے کوغتائی طرف آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

امیر مغرب کی سرزمینوں سے ایک ترک جوان آیا ہے نام اپنا نائمان بتاتا ہے وہ پریشان اور بدحال ہے کسی انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔

آنے والا وہ مسلح جوان جب خاموش ہوا تو بڑی فکر مندی سے قبلائی خان نے کوغتائی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

کوغتائی میرے بیٹے یہ نائمان کون ہے۔

کوغتائی فکر مند ہو گیا تھا قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ میری بیوی آئی یاروق کے جانثار اور وفادار محافظوں میں سے ایک ہے اس کا یہاں آنا کسی علت سے خالی نہیں ہے۔ پھر کوغتائی نے آنے والے مسلح جوان کی طرف دیکھتے پریشان کن لہجے میں کہا۔

نائمان کو یہیں لے آؤ دیکھتے ہیں وہ کیا پیغام لے کر آیا ہے۔

وہ مسلح جوان چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ نائمان کو ساتھ لے کر آیا قبلائی خان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے کوغتائی کے پاس بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گیا تب قبلائی خان نے اسے مخاطب کیا۔

میرے عزیز کوغتائی مجھے بتا چکا ہے کہ تم ہماری بیٹی آئی یاروق کے محافظوں میں سے ایک ہو کہو تم کیا پیغام لے کر آئے ہو۔

نائمان نے فکر گیر سے انداز میں ادھر ادھر دیکھا اس کی آنکھوں میں پریشانی اور فکرمندی تھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کوغتائی نے اس کی ہمت بڑھائی۔

تمہیں فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آئی یاروق کے متعلق یہاں بیٹھے سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ میری بیوی ہے کھل کر کہو جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کسی بات پر کوئی پردہ نہ رکھنا۔

کوغتائی کے ان الفاظ پر نائمان کے چہرے پر آسودگی سی پھیل گئی اس نے کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

امیر کوغتائی آپ کی بیوی آئی یاروق کو اس کے باپ قائدو کے ہاں جان اور عزت دونوں کا خطرہ ہے۔

نائمان کے ان الفاظ پر کوغتائی تو چونکا ہی تھا قبلائی بایان اور دوسرے سارے لوگ بھی پریشانی کا شکار ہو گئے تھے نائمان کو مخاطب کرتے ہوئے کوغتائی کہنے لگا۔

آئی یاروق کو اپنے باپ قائدو کے ہاں جان اور عزت کا کیا خطرہ ہے ایک بیٹی کو اپنے باپ کے ہاں ایسا خطرہ کیسے لاحق ہو سکتا ہے جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو تفصیل کے ساتھ کہو۔

نائمان رکا پھر اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

امیر کوغتائی جس وقت آپ نے تبریز سے ان علاقوں کا رخ کیا تھا تو راستے میں قائدو نے اپنی بیٹی آئی یاروق کی منگنی آپ سے اس لئے طے کی تھی کہ آپ آئی یاروق کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر واپس اس کے پاس جائیں گے قائدو آپ کو اپنے لشکریوں کا سالار اعلیٰ بنانا چاہتا تھا وہ آپ کی جنگی مہارت کو خاقان قبلائی خان کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔

قائدو کو اس وقت مایوسی ہوئی جب اسے خبر ہوئی کہ آپ قبلائی خان کے لشکر میں سالار کی حیثیت سے شامل ہو چکے ہیں اس نے پھر بھی ہمت نہ ہاری وہ ناامید نہ ہوا جب

آپ منگولوں کے آبائی دشت میں وحشی مانچو قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے گئے اور وہاں میرے ذریعے آئی یاروق نے آپ سے رابطہ قائم کیا اور آپ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تب بھی قائدو مطمئن تھا اس نے جس روز آپ کی اور آئی یاروق کی شادی ہونا تھی آئی یاروق کو سمجھا کر بھیجا تھا کہ شادی کے بعد آئی یاروق آپ کو قبلائی خان کا لشکر چھوڑ کر قائدو کے پاس آنے کی ترغیب دے لیکن آئی یاروق نے ایسا نہیں کیا آئی یاروق حقیقت میں چاہتی تھی کہ آپ قائدو کے پاس جانے کے بجائے قبلائی خان کے سالار اعلیٰ ہی رہیں قبلائی خان کے سالار اعلیٰ کی حیثیت سے ہی آئی یاروق آپ کے لیے اور اپنے لیے عزت اور وقار خیال کرتی تھی۔

آپ کے پاس بیوی کی حیثیت سے رہنے کے بعد آئی یاروق اس وقت اپنے باپ کی طرف روانہ ہوئی جب آپ دشت سے اس سمت کوچ کر رہے تھے تب اس معاملے پر قائدو نے پہلے دن تو نہیں بعد میں تفصیل سے گفتگو کی جس روز پہلے دن آپ سے علیحدہ ہو کر آئی یاروق اپنے باپ کے پاس آئی تو اس نے اس کا بہترین انداز میں استقبال کیا تھا لیکن بعد میں اس نے آئی یاروق سے پوچھنا شروع کر دیا تھا کہ اس نے آپ کو کس حد تک قبلائی کے لشکر کو چھوڑ کر اس کے پاس جانے کے لئے آمادہ کیا ہے۔

قائدو کے بار بار پوچھنے پر آئی یاروق کھل کر اس کے سامنے آ گئی اور اس نے صاف انکار کر دیا کہ کوغتائی قبلائی خان کے لشکر کو چھوڑ کر کسی بھی صورت نہیں آئے گا اس لئے کہ قبلائی خان کے ہاں ہی اس کی عزت اور وقار ہے۔

آئی یاروق کی اس فیصلہ کن بات کو قائدو نے ناپسند کیا اس نے آئی یاروق کو اس بات پر آمادہ کرنا شروع کر دیا کہ وہ امیر کوغتائی سے اپنے رشتے کو منقطع کر دے تاکہ قائدو اس کی شادی کہیں اور مناسب جگہ کر دے۔

لیکن آئی یاروق دل کی گہرائیوں سے آپ کو پسند کرتی ہے لہٰذا اس نے قائدو کی بات ماننے سے انکار کر دیا ساتھ ہی اس نے اپنے باپ کو یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہ ہرگز آئندہ منگولوں کے آبائی دشت پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرے اس نے قائدو پر یہ بات بھی واضح کر دی کہ آئندہ اگر قائدو نے منگولوں کے دشت پر حملہ آور ہونے کی

کوشش کی تو اس کا سد باب کرنے کے لئے یقیناً کوغتائی کو چین کی سرزمینوں سے نکل کر منگولوں کے آبائی دشت میں آنا پڑے گا اس طرح قائدو اور کوغتائی کے درمیان معرکہ آرائی ہوگی اور یہ بات آئی یاروق کے لئے ناپسندیدہ ہوگی اس لئے کہ کوغتائی اس کا شوہر ہے وہ کسی بھی صورت نہ چاہے گی کہ اس کا باپ کوغتائی سے ٹکرائے۔

لیکن قائدو نے اپنی بیٹی کی ان ساری باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا قائدو نے جب اندازہ لگایا کہ آئی یاروق کسی بھی طور اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوتی تب اس نے قزل شہر میں جو اپنا قصر ہے اس کے ایک کمرے میں آئی یاروق کو محصور کر دیا ہے اس پر سخت پہرہ لگا دیا ہے یوں جانیں اس کے قصر کو آئی یاروق کے لیے زندان بنا دیا گیا ہے اسے نا باہر نکلنے کی اجازت ہے نہ کسی سے ملنے جلنے دیا جاتا ہے بس نظر بندی کے دن کاٹ رہی ہے۔

دوسری طرف قائدو ایک اور بہت بڑا قدم اٹھانا چاہتا ہے یاد رکھیے قائدو کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ منگولوں کے آبائی دشت پر قبضہ کر کے منگولوں کا خاقان اعظم بن جائے وہ گذشتہ کئی برسوں سے وقفے وقفے سے منگولوں کے آبائی دشت پر حملہ آور ہوتا رہا ہے تاکہ دشت پر قبضہ کرے لیکن اس کی بدقسمتی کہ اسے ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا گذشتہ مہینوں میں شمال کے وحشی قبائل سے رابطہ قائم کیا اور ان کی مدد سے دشت پر قبضہ کرنا چاہا لیکن امیر کوغتائی کی وجہ سے قائدو کے ارادوں کو ناکامی اور ہزیمت ہی اٹھانا پڑی۔

اب قائدو جو نیا قدم اٹھا رہا ہے وہ یہ ہے کہ وہ خطائی ترکوں اور ان کے ایک ہمسائے ہسی قبیلے کے وحشیوں کو اپنے ساتھ ملا کر اور اپنی قوت میں اضافہ کر کے دشت پر قبضہ کرنے کے درپے ہے ہسی قبائل انتہا درجہ کے وحشی ہیں (ہسی قبائل کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ یہ خانہ بدوش تھے ان کا پیشہ قزاقی تھا قتل و غارت گری اور بربریت کے بڑے شوقین تھے۔)

قائدو نے اپنے قاصد خطائی ترکوں اور ہسی قبائل کی طرف روانہ کیے ہسی قبائل تبت کی ڈھلانوں میں آباد ہیں جبکہ خطائی ترک ان کے پڑوس ہی میں رہتے ہیں

قائدو نے اپنے قاصدد کے ذریعے خطائی ترکوں کے حکمران کو یہ بھی ترغیب دی ہے کہ اگر وہ قائدو کی منگولوں کے آبائی دشت پر قبضہ کرنے میں اس کی مدد کرے تو وہ اپنی اکلوتی حسین اور خوبصورت بیٹی آئی یاروق کو اس سے بیاہ دے گا اس نے خطائی ترکوں اور ہسی قبائل پر یہ انکشاف نہیں کیا کہ اس کی بیٹی آئی یاروق شادی شدہ ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد نائمان تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

امیر کوغتائی یہ سارے کام قائدو سے اس کا سپہ سالار اعلیٰ پلوجس کروا رہا ہے جو چنگیز خان کے ایک جرنیل کوداکو کا پوتا ہے دراصل یہ پلوجس بھی دل کی گہرائیوں سے آئی یاروق کو پسند کرتا ہے اس سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن جب آپ نے آئی یاروق سے شادی کر لی تو پلوجس بڑا مایوس ہوا لہٰذا اس نے قائدو کو مشورہ دیا کہ منگولوں کے آبائی دشت پر آئی یاروق کے کہنے پر حملے روکنے نہیں چاہیے بلکہ اپنے آبائی دشت پر قبضہ کرنا چاہیے اور آئی یاروق کو مجبور کرنا چاہیے کہ وہ کوغتائی سے علیحدگی اختیار کرے۔

یہاں تک تو قائدو نے پلوجس کی بات مان لی لیکن جب اس کے بعد خطائی ترکوں اور ہسی قبائل کی طرف قاصد بھیجتے ہوئے خطائی ترکوں کے حکمران کو قائدو نے یہ لالچ دیا کہ اگر وہ آبائی دشت پر اس کا قبضہ کرنے میں اس کی مدد کرے تو وہ اپنی اکلوتی اور حسین بیٹی آئی یاروق کی اس سے شادی کر دے گا تو قائدو کے اس فیصلے سے پلوجس کو پھر مایوسی ہوئی اب معاملہ کچھ یوں ہے کہ پلوجس کسی بھی صورت یہ نہیں چاہے گا کہ آئی یاروق کو خطائی ترکوں کے حکمران کے حرم میں داخل کیا جائے وہ خود آئی یاروق کو حاصل کرنا چاہتا ہے اگر معاملات ایسے ہی رہے تو پھر میرا اندازہ ہے قائدو اور پلوجس کے درمیان اختلافات اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن یہ بہت دور کی بات ہے فی الحال ہمیں ان واقعات کو سامنے رکھنا چاہیے جو رونما ہو چکے ہیں۔

نائمان جب خاموش ہوا تو قبلائی خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیز ہم سب تمہارے ممنون اور شکر گزار ہیں کہ تم نے آئی یاروق سے

متعلق اصل حالات سے ہمیں آگاہ کیا ہے۔

قبلائی خان تھوڑی دیر کے لئے رکا سوچا اس کے بعد کوغائی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

کوغائی میرے بیٹے حالات میں یکسر تبدیلی کی وجہ سے ہمیں اپنا لائحہ عمل بھی تبدیل کرنا ہوگا جیسا کہ ہم پہلے طے کر چکے تھے کہ تم اور بایان ٹانگ کنگ کے جنگلات میں آلائی قبائل پر حملہ آور ہونے والے تھے لیکن اب تم اس مہم میں حصہ نہیں لو گے میں چاہوں گا کہ تم فی الفور قائدو سے آئی یاروق کی رہائی کا سامان کرو اس کے لئے تم کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے اس کی ترتیب تم خود ہی دو گے میں سمجھتا ہوں آلائی قبائل کی نسبت آئی یاروق والی مہم ہمارے لئے زیادہ اہمیت رکھتی ہے آلائی قبائل کی خلاف بایان کے ساتھ شیرامون یا کروچی یا آچو چلے جائیں گے۔

قبلائی جب خاموش ہوا تب بایان بول پڑا۔

محترم خاقان! میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا ہمیں فی الفور آئی یاروق کی رہائی کے لئے کچھ کرنا چاہیے اور اس مہم میں میں امیر کوغائی کے ہمراہ جاؤں گا محترم خاقان آپ جانتے ہیں پچھلی مہم میں میرا امیر کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا اس جھگڑے کو یقیناً میری بہن آئی یاروق نے بھی دیکھا ہوگا اس طرح اس کے شوہر کے خلاف ایسا رویہ روا رکھنے پر یقیناً میں اس کی نظروں میں گرا ہوں گا اس مہم میں شامل ہو کر میں اس کی نگاہوں میں ایک جانثار بھائی کی حیثیت سے ابھرنا چاہتا ہوں میری آپ سے التماس ہے کہ آپ مجھے امیر کوغائی کے ساتھ اس مہم میں جانے کے لئے روکیے گا نہیں۔

بایان جب خاموش ہوا تو شیرامون بول پڑا۔

خاقان بایان ٹھیک کہتا ہے بایان محترم کوغائی کے ساتھ جائے گا اور اسے جانا چاہیے کو مانگا مارتو اور یورجی کو بھی ان کے ہمراہ ہونا چاہیے اس لئے کہ قائدو کے علاوہ خطائی قبیلے کے لشکری اور وحشی ہسی قبائل سے نبٹنا کوئی آسان کام نہ ہوگا جب امیر کوغائی اور بایان قائدو کے خلاف حرکت میں آئیں گے تو یاد رکھیے گا قائدو خطائیوں اور ہسیوں کو اپنی مدد کے لئے بلائے گا اور یہ کوئی چھوٹا موٹا معرکہ نہیں ہوگا اس کے لئے ہمیں

پوری تیاری سے تین بڑی قوتوں کا سامنا کرنا پڑے گا اس طرح بایان کا امیر کوغائی کے ساتھ جانا ضروری ہے۔

شیرامون رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

جہاں تک ٹانگ کنگ کے جنگل میں آلائی قبیلے کے وحشیوں کے خلاف مہم کا تعلق ہے تو اس مہم کو بھی التوا میں نہیں ڈالا جائے گا میں اور کروچی اس مہم پر روانہ ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل کے آلائی قبائل کو زیر کرتے ہوئے ٹانگ کنگ کے جنگل کو ان سے صاف کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جب تک شیرامون بولتا رہا قبلائی خان مسکراتا رہا جب وہ خاموش ہوا تو وہ کہنے لگا۔

شیرامون تم نے بڑی اچھی تجویز پیش کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اب میں کوغائی سے کہوں گا کہ وہ قائدو کے خلاف اور آئی یاروق کی رہائی کے لئے لائحہ عمل تیار کرے۔

کوغائی تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اس نے اپنا سر اونچا کیا اور قبلائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

قبلائی میرے محترم قائدو اور اس کے حمایتوں سے نبٹنا کوئی آسان کام نہیں ہے قائدو کی اپنی بڑی قوت ہے خطائی ایک بہت بڑی طاقت ہیں وحشی ہسی قبائل بھی شمال کی طرف سے نمودار ہونے والے مانچو قبائل سے طاقت اور قوت میں کم نہیں ہیں لہٰذا ان تینوں قوتوں سے ہمیں کسی طریقے سے نبٹنا ہوگا۔

ہمارے پاس ایک بہت عمدہ اور اچھا لائحہ عمل ہے چند دن پہلے ہم نے اپنی بہن کوکا چین کو ایران کی طرف روانہ کیا تھا۔ کسی کو خبر نہیں کہ کوکا چین سمندر کے راستے روانہ ہو چکی ہے آج ہی دور اور نزدیک تک اپنے قاصد اور مخبر پھیلا دیئے جائیں گے جو کوہستان القائی اور تھان شیان کے دروں اور صحرائے گوبی کے اس پار تک یہ خبریں پھیلا دیں گے کہ ایران کے ایلخانی حکمران کے حرم میں داخل ہونے کے لئے قبلائی خان کی بیٹی کوکا چین ایک بہت بڑے قافلے کے ساتھ تبریز کی طرف جا رہی ہے اور وہ شاہراہ

ریشم پر سفر کرے گی یہ خبر بھی مشہور کر دی جائے گی کہ شہزادی کوکاچین کے ساتھ بے شمار دولت اور ان گنت قیمتی اشیاء ہیں جو جہیز کے طور پر اس کے باپ قبلائی خان نے اسے مہیا کیں ہیں۔

یہ خبر سن کر یاد رکھیے گا، قائدو کے منہ سے حرص و ہوس کی رال ضرور گرے گی وہ ضرور تہیہ کرے گا کہ اس کارواں کی راہ روکے جو شہزادی کوکاچین کو لے کر تبریز کی طرف جائے گا اب ہم ایسا کریں گے کہ اونٹوں گھوڑوں اور خچروں پر مشتمل ایک بڑا کارواں تیار کیا جائے گا اس کارواں میں میرے لشکر کے کرغیز اور کرائت ترک شامل ہوں گے سب پوری طرح مسلح ہوں گے اونٹوں پر دو دو ہو کر بیٹھے ہوں گے اپنے پاس ڈھالیں رکھیں گے کمانیں اور تیروں کے ڈھیر سے بھی اپنے آپ کو مسلح کر لیں گے لیکن اپنے لباس سے سب یہی ظاہر کریں گے کہ وہ کوئی کاروان ہے جو شہزادی کوکاچین کو تبریز کی طرف لیجارہا ہے۔

اس کاروان کی تعداد کچھ زیادہ نہیں رکھی جائے گی اس کاروان کی حفاظت کے انتظام بھی کیے جائیں گے جو کچھ اس طرح ہوں گے۔

اس کاروان کے ذرا پیچھے شاہراہ سے ہٹ کر دائیں جانب کوہستانی سلسلوں کی آڑ میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سفر کروں گا شاہراہ کے بائیں طرف مارتو اور یورجی ہوں گے جبکہ کومانگا میرے ساتھ ہوگا میرا کام یہ ہوگا کہ جب قائدو یا اس کے لشکر والے کاروان کی راہ روکیں گے تو کاروان میں شامل جو ہمارے لشکری ہوں گے وہ تو ان کے خلاف جنگ کریں گے ہی میں بھی اپنی گھات سے نکل کر ان پر ٹوٹ پڑوں گا کومانگا بھی میرے ساتھ ہوگا مارتو اور یورجی مستعد رہیں گے ایسے موقع پر ہو سکتا ہے خطائی لشکری اور ہسی قبیلے کے وحشی حملہ آور ہو جائیں اگر ایسا ہوتا ہے تو مارتو اور یورجی ان کی راہ روک کر انہیں شاہراہ ریشم کے نزدیک نہیں آنے دیں گے تاکہ وہ قائدو سے نہ مل جائیں۔

اب ایک تیسرا قدم بھی اٹھایا جائے گا جہاں تک میرے بھائی بایان کا تعلق ہے تو ہمارے ساتھ شاہراہ ریشم پر سفر کرے گا لیکن صحرائے گوبی سے یہ ہم سے علیحدہ ہو جائے گا اور اپنے آبائی دشت کا رخ کرے گا یہ کوہستان خنگائی کے دروں سے گزرنے کے بعد

دریائے قزل قم کے بائیں کنارے سفر کرتا ہوا آگے بڑھے گا جیسا کہ نائمان بتا چکا ہے کہ قائدو نے اپنی بیٹی اور میری بیوی آئی یاروق کو قزل شہر میں نظر بند کر رکھا ہے ظاہری بات ہوگی کہ قزل میں قائدو کا ایک خاصا بڑا لشکر بھی ہوگا جو نہ صرف یہ کہ قزل کی حفاظت کرے گا بلکہ آئی یاروق پر بھی نگاہ رکھے گا تاکہ وہ بھاگے نہیں۔

اب بایان کا یہ کام ہوگا کہ دریائے قزل قم کے بائیں کنارے آگے بڑھتے ہوئے اچانک قزل شہر پر حملہ آور ہوگا قزل شہر میں جو محافظ لشکر ہوگا اس کا خاتمہ کر دے گا اور آئی یاروق کو بحفاظت رہا کروا لے گا اتنی دیر تک مجھے امید ہے کہ میں قائدو کے اس لشکر سے نبٹ چکوں گا جو ہمارے کاروان کی راہ روکے گا اگر خطائی یا ہسی قبیلے کے لوگ حملہ آور ہوتے ہیں مارتو اور یورجی ان سے بھی نبٹ چکے ہوں گے اس کے بعد قائدو اگر مزید کوئی کارروائی کرتا ہے تو ہم سب متحد ہو کر اس پر حملہ آور ہوں گے اور کہیں بھی اس کے پاؤں نہیں جمنے دیں گے اس طرح اگر ہم قائدو کی طاقت اور قوت کو کچل کر رکھ دیں تو آنے والے دنوں میں کبھی بھی قائدو ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔

کوغنائی جب خاموش ہوا تو کچھ دیر تک قبلائی خان مسکراتا رہا اس کے بعد اس نے باری باری بایان تیرامون کومانگا یورجی مارتو کورچی اور آجو کی طرف دیکھا پھر سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو جو لائحہ عمل کوغنائی نے پیش کیا ہے میں ذاتی طور پر پوری طرح اس سے متفق ہوں تم میں سے اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو کہے اس پر مارتو بولا اور کہنے لگا۔

خاقان میرے خیال میں جو تجویز امیر کوغنائی نے پیش کی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی مہم کو سو فیصد سر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مارتو جب خاموش ہوا تو بایان بول پڑا۔

میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی تجویز ہو ہی نہیں سکتی اب یہ آخری فیصلہ ہے کہ قائدو کے خلاف اسی طریقے سے نبٹا جائے گا جو طریقہ ہمیں کوغنائی نے بتایا ہے اب سب سے پہلے یہ کام کرنا ہوگا کہ آج ہی مخبر طلایہ گرد اور نقیب کوہستان القائی صحرائے گوبی اور تھان شیان کے دروں کے اس پار تک بھیجے جائیں جو یہ خبر فوراً پھیلا دیں کہ قبلائی

خان کی بیٹی جوہرات سے لدے ہوئے قافلے کے ساتھ ایلخانی سلطنت کے حکمران کے حرم میں داخل ہونے کے لئے شاہراہ ریشم پر سفر کرے گی یہ خبر پھیلانے کے چند دن بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ آئیندہ قائدو کو قزل شہر اور دریائے قزل تم کے کنارے دوسرے کسی بھی شہر میں رہنے کی جرات اور جسارت نہ ہوگی اور ہمارے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد مجھے امید ہے وہ سمرقند کا رخ کرے گا اور آئیندہ کبھی اپنے آبائی دشت پر حریصانہ نظر ڈالنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد مجلس برخاست کر دی گئی اور اسی وقت ان گنت نقیب مخبر طلایہ گر مغرب کی طرف روانہ کر دیئے گئے تاکہ وہ دور دور تک شہزادی کوکاچین کے سفر کی خبریں کوہستان القائی صحرائے گوبی اور تھیان شیان کے دروں کے اس پار تک پھیلانے کے فرائض انجام دیں۔

اس مجلس سے اٹھ کر کوغتائی جب اپنے یورت میں داخل ہوا تو یورت میں اس وقت سیرم اکیلی بیٹھی بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی کوغتائی کو دیکھتے ہی سیرم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے چہرے پر سوالات کا ایک ہجوم تھا پھر کوغتائی کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔

قبلائی خان نے آپ کو طلب کیا تھا خیریت تو تھی۔

اس پر رونما ہونے والے سارے حالات کی پوری تفصیل کھڑے کھڑے کوغتائی نے بتا دی تھی آئی یاروق کے متعلق سن کر سیرم پریشان ہو گئی پھر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یہ قائدو کیسا باپ ہے کہ اپنی بیٹی آئی یاروق کو اپنے ہاتھوں سے جہنم میں جھونکنا چاہتا ہے لیکن ہم اس کی خواہش کو پورا نہیں ہونے دیں گے میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اس مہم میں میں پیچھے نہیں رہوں گی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔

اس پر کوغتائی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سیرم پھر بول پڑی۔

دیکھئے انکار مت کیجئے گا میں ہر صورت آپ کے ساتھ جاؤں گی۔

کوغتائی مسکرا دیا اور کہنے لگا اچھا تم میرے ساتھ چلنا تمہیں منع کس نے کیا ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے کوغتائی رک گیا اس لئے کہ یورت کے دروازے پر کومانگا مارتو یورچی جمال الدین سیف الدین سانگا صدر الدین جلال الدین نمودار ہوئے تھے ان کے ساتھ نائمان بھی تھا سیرم کو مخاطب کرتے ہوئے کوغتائی بول پڑا۔

میں ذرا ان کے ساتھ جاتا ہوں اپنے کوچ کا لائحہ عمل طے کرتا ہوں پھر لوٹتا ہوں تم پریشان نہ ہونا اس کے ساتھ ہی کوغتائی خیمے سے باہر نکلا صدر الدین اور جلال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تم دونوں بھائی نائمان کو اپنے ساتھ لے جاؤ صاف ستھرے یورت میں اس کے آرام اور طعام کا بندوبست کرو۔

کوغتائی کے کہنے پر نائمان کو صدر الدین اور جلال الدین ایک طرف لے گئے باقی کے ساتھ اپنے کوچ کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے کوغتائی کرائت اور کرغیز ترکوں کے درمیان اپنی نشست گاہ کی طرف گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

رات دھیرے دھیرے سلگتے ہوئے اپنے انجام کے قریب پہنچ چکی تھی بانسریوں کے دل کا درد بجاتے گہرے اندھیرے کوچ کرنے کے لئے اپنی بساط سمیٹ رہے تھے روشنی کی سمتوں کو تھامے ہوائیں فضاؤں کے کانوں میں گنگناتی سحر کے پیغام سنانے لگی تھیں سرما اپنے عروج پر تھا چاروں طرف برف کی سی یخ بستگی پھیلی ہوئی تھی آسمان پر سرگرداں بے سمت بھٹکے تھکے ہارے بادل اپنے شانوں پر پانی کی ندیاں لیے انجانی منزلوں کی طرف رواں تھے چاند تاروں کے قافلے خزاں کی طیلسان اوڑھے رخصت ہونے کی تیاریوں میں تھے برف سے لدے اندھے برفانی پہاڑ منجمند بے زباں ندیاں تھرکتے چشمے جاگ اٹھے تھے برف سے لدا کوہستان القائی اور شمال کی طرف سے نزول کرنے والی وحشی اقوام کا رازداں صحرائے گوبی مشرق کی طرف سے نمودار ہونے والے سورج کا استقبال کرتے ہوئے بیدار ہو گئے تھے۔

کرائت اور کرغیز ترکوں کا ایک بہت بڑا کاروان شاہراہ ریشم پر مشرق سے مغرب کی طرف رواں دواں تھا یہ، ہی قافلہ تھا جو کوغائی اور قبلائی خان نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد ترتیب دیا تھا اس قافلے میں کرائت اور کرغیز ترک تھے جو پوری طرح مسلح تھے ان کے ساتھ اونٹ خچریں اور دیگر بار برداری کے جانور سامان سے لدے ہوئے تھے اور اس سامان میں لشکریوں کی خوراک کے علاوہ ہتھیار اور دوسری ضروریات کا سامان تھا۔

یہ وہی کاروان تھا جس کے متعلق چند ہفتے پہلے قبلائی خان اور کوغائی نے اپنے مخبروں کے ذریعے دور دور تک یہ خبر پھیلا دی تھی کہ قبلائی خان کی بیٹی شہزادی کوکا چین انتہائی قیمتی اشیاء کے ساتھ شاہراہ ریشم پر سفر کرتے ہوئے تبریز کی طرف جائے گی تاکہ وہاں کے حکمران کے حرم میں داخل ہو۔

اب صورت حال یہ تھی کہ شاہراہ ریشم پر کرائت اور کرغیز ترکوں کا لشکر سفر کر رہا تھا جو بظاہر شہزادی کوکا چین کا کارواں ہی لگتا تھا اس لئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ سامان تھا پر وقت کی نگاہ دیکھ رہی تھی کہ اس کاروان سے ذرا پیچھے۔ ٹیلوں کی اوٹ میں رہتے ہوئے کوغائی اپنے لشکر کے ساتھ سانپ کی طرح رینگتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا اور اس کاروان کے بائیں جانب مارتو اور یورجی اپنے قبائل کے ساتھ رواں دواں تھے کرائت اور کرغیز ترکوں کے اس کاروان کی سرکردگی کو مانگا کر رہا تھا۔

کوہستان القائی کے بیچ میں سے کافی وسیع ہو کر گزرنے والی شاہراہ ریشم پر گزرنے کے بعد یہ کاروان تھان شیان کے دروں کو عبور کرنے کے بعد ذرا آگے آیا تب ایک بہت بڑا لشکر ان کی راہ روک کھڑا ہوا قافلے میں شامل کرائت اور کرغیز ترک کیونکہ پہلے سے جانتے تھے کہ تھان شیان کے دروں کے اس پار ان کی راہ ضرور روکی جائے گی لہٰذا دروں کو عبور کرنے کے ساتھ ہی وہ حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے جونہی ان کی راہ روکی گئی کرائت اور کرغیز ترک اپنی سواریوں سے اترے پھر وہ راہ روکنے والوں پر خون کی حدت پیدا کرتے کوہستانی جھکڑوں صدیوں پرانے راستوں تک کو دھول دھول کر دینے والے پر عذاب کھولتے بگولوں اور زمین کی کوکھ تک میں ہیجان پیدا کرنے والے خون کے پیاسے وقت کے ناسپاس لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

راہ روکنے والا قائدو کا لشکر دو وجوہات کی بناء پر حیران اور پریشان ہو گیا تھا اس لئے کہ ان کی پریشانی کی پہلی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے شہزادی کوکا چین کے ساتھ سفر کرنے والا لشکر اس قدر بے باکی سے ان پر حملہ آور ہو جائے گا۔

ان کی پریشانی اور حیرت کی دوسری بات یہ تھی کہ جو کرائت اور کرغیز ترک اپنی

سواریوں سے اتر کر حملہ آور ہوئے تھے وہ تعداد میں ان سے بیس گناہ سے بھی کم ہوں
گے اس کے باوجود وہاں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

جب کرائت اور کرغیز ان پر حملہ آور ہوئے تو قائدو کے لشکری بھی اپنے کام کی
ابتداء کرتے ہوئے بغاوت کی اندھی تاریکی اور ستم گر قبیلے کے پاسبانوں کی طرح ان پر
ٹوٹ پڑے تھے قائدو کے لشکریوں کا خیال تھا کہ بہت جلد وہ اس کاروان کے محافظوں
پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیں گے ابھی تک انہیں یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ شہزادی کوکا چین
ان کے ساتھ نہیں کر رہی اور یہ کہ انہیں دھوکے اور فریب میں رکھا گیا ہے عین اس
وقت جب قائدو کے لشکری کرائت اور کرغیزوں کو گھیر کر ان کا خاتمہ کرنے کی کوشش کر
رہے تھے کوہستانی سلسلوں سے کوغتائی اپنے لشکریوں کے ساتھ صدیوں کی زنجیریں
کاٹتے طوفانی شرر منزلوں کے نشانات کی جستجو کرتے گرم رو قافلوں کیطرح نمودار ہوا پھر
قائدو کے لشکر پر آماق تک میں موجزن وحشتوں کے سیل بے اماں۔ سرابوں کو عذابوں
میں بدلتے سرکش ہواؤں کے سے متحرک آتش فشانی لاوے اور رگ و پے میں تلخیاں بھر
دینے والی پتھروں کی ناگہانی بارش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کوغتائی کے حملہ آور ہونے کے باوجود قائدو کے لشکریوں کی تعداد اب بھی زیادہ
تھی پر اب قائدو کے لشکر کے خلاف دو اور عذاب حملہ آور ہونے والے تھے اور وہ بائیں
جانب کاروان کے ساتھ ساتھ سفر کرنے والے مارتو اور یورجی تھے۔

کوغتائی کے حملہ آور ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد بائیں جانب کے کوہستانی
سلسلوں کے اندر سے مارتو اور یورجی آوارہ مزاج طوفانوں اور قہر بلا خیز اڑاتی خوفناک
بوراں کی طرح نمودار ہوئے پھر وہ بھی قائدو کے لشکر پر لمحوں کی یورش میں دکھ کے صحرا
کھڑے کرتی خون ریزیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے تھیان شیان کے
درون کے قریب کرب وحادثات میں ڈھلتا قدرت کا بدترین احتساب اٹھ کھڑا ہو
تلواروں ڈھالوں کی طرح طرح کی خوفناک آوازوں سے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے
نبض انقلاب پر کھولتی آگ۔ گرم تلاطم واضطراب نے اپنے سلگتے ہوئے لب رکھ دیئے

ہوں اور چاروں طرف چنگیز خان کی ردا اور ہلاکو کی عبا سایہ زن ہو گئی ہو۔

جس وقت کاروان کی صورت میں سفر کرتے کرائت اور کرغیز ترک کو مانگا کی
سرکردگی میں قائدو کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اس وقت قائدو کے لشکریوں کو یقین تھا کہ وہ
بہت جلد ان پر قابو پا کر ان کی ہر چیز کو لوٹ لیں گے اور شہزادی کوکا چین کو گرفتار کر کے
قائدو کے پاس لے جائیں گے پھر قبلائی خان کو پیغام بھجوائیں گے کوکا چین کی حراست کو
استعمال کرتے ہوئے قبلائی خان سے مراعات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس کے بعد جب کوغتائی خوفناک جھکڑوں کی طرح ان پر حملہ آور ہوا تب ان کی
امیدیں کسی حد تک کم ہو گئیں تھیں بعد میں جب مارتو اور یورجی بھی ان پر حملہ آور ہو کر
ان کا قتل عام کرنے لگے تو ان کی ساری امیدیں سرابوں میں تبدیل ہوتی چلی گئیں تھیں
بہرحال وہ جنگ کو زور وشور سے جاری رکھتے ہوئے تھے قائدو کا سپہ سالار اعلیٰ اور چنگیز
خان کے مشہور جرنیل کوداکو کا پوتا پلوچس جو اس لشکر کی راہنمائی کر رہا تھا چلا چلا کر
لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے اور اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرنے کے احکامات جاری کر
رہا تھا لیکن اس کی ساری کوششوں کے باوجود کوغتائی کو مانگا مارتو اور یورجی کے تیز حملوں
کے سامنے اب اس کے لشکریوں کی حالت بڑی تیزی سے ٹوٹتے وعدے زنگ آلود
زنجیروں تپتے صحراؤں میں آہستہ آہستہ ختم ہوتی گھٹا ہر پل ڈوبتی پرچھائیوں اور کانٹوں
کی طرح جان کے ناسور جیسی ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد پلوچس نے جب اندازہ لگایا کہ اگر اس نے
جنگ جاری رکھنے کی کوشش کی تو حملہ آور اس کے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیں گے اور پھر جس
وقت اس کے لشکریوں کی حالت بدترین ہو رہی تھی عین اس وقت پلوچس اور اس کے
لشکریوں تک یہ خبر پہنچ گئی کہ ان پر حملہ آور ہونے والا کوغتائی اور اس کے خونخوار جرنیل
ہیں کوغتائی کا نام پلوچس کے لشکریوں کے لئے پہلے ہی دہشت کی ایک بہت بڑی
علامت تھی کوغتائی کا نام سنتے ہی ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے لہٰذا وہ بھاگ
کھڑے ہوئے پلوچس خود بھی یہی چاہتا تھا لہٰذا بچے کھچے لشکر کو لے کر وہ اس سمت بھاگا
جہاں چند میل شمال میں خود قائدو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پلوچس کا انتظار کر رہا تھا

کہ کب پلوچس کاروان کی ہر چیز کو لوٹ کر اور شہزادی کوکاچین کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کرے گا پلوچس جب بچے کھچے لشکر کے ساتھ بھاگا تب کوغائی نے اپنے پورے لشکر اور سالاروں کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا کوغائی کے ساتھ لشکر میں سپاہیانہ لباس میں سیرم بھی شامل تھی۔

دوسری طرف زائے تون کی بندرگاہ سے روانہ ہونے کے بعد بایان بھی کوغائی کے ساتھ سفر کرتا رہا۔ جہاں کوہستان القائی اور صحرائے گوبی کی حدود ملتی ہیں وہاں سے رات کے پہلے پہر میں بایان علیحدہ ہوا بڑی تیزی سے اس نے اپنا رخ دائیں جانب بدلا کوہستان خنگائی کے سلسلوں سے ہوتا ہوا وہ پہلے آبائی دشت کی طرف بڑھا اور اپنے آگے آگے اس نے قاصدوں کے ذریعے اپنی آمد سے اریق بوغا کو اطلاع کر دی تھی۔

جونہی وہ اس جگہ پہنچا جہاں دریائے قزل قم کوہستان خنگائی کے دروں سے نکل کر مغربی میدانوں کا رخ کرتا ہے وہاں اپنے لشکر کے ساتھ اریق بوغا اس کا منتظر تھا۔

پہلے دونوں ملے بایان نے تفصیل کے ساتھ کوغائی کے ساتھ اپنے اور شیرامون کے علاوہ دیگر منگول سالاروں کے بہتر تعلقات کے علاوہ جنوبی چین میں جو فتوحات حاصل ہوئیں تھیں اس کی تفصیل اریق بوغا سے کہی تھی۔

اریق بوغا یہ سن کر بے حد خوش ہوا کہ بایان اور کوغائی کے تعلقات بھائیوں جیسے ہو گئے ہیں اسے یہ سن کر بھی بے حد خوشی ہوئی تھی کہ جنوبی چین پر اس کے بھائی قبلائی خان نے مکمل طور پر قبضہ کر لیا۔

آپس میں تفصیل سے گفتگو کے بعد بایان اور اریق بوغا دونوں اپنے لشکریوں کو لے کر دریائے قزل قم کے کنارے کنارے قائدو کے شہر قزل کی طرف بڑھے تھے۔

سورج طلوع ہونے سے پہلے وہ قزل شہر کے نواح میں پہنچے بایان اور اریق بوغا دونوں کی خوش قسمتی کہ اس وقت قزل کی حفاظت کے لئے کوئی بڑا لشکر نہیں تھا اس لئے کہ قائدو قزل سے باہر جنوب کی طرف تھا سپہ سالار اعلیٰ پلوچس کاروان کی راہ روکنے کے لئے گیا تھا اور اسے کوغائی کے ہاتھوں شکست کا سامنا ہوا تھا۔

قزل شہر کے پاس پہنچنے کے بعد اریق بوغا اور بایان نے صلاح مشورہ کیا اس کے

بعد دونوں نے عمل کی ابتداء کی اریق بوغا اپنے لشکر کے ساتھ شہر پناہ کے مشرقی دروازے کے قریب ہی اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گیا تھا جبکہ رات کی گہری تاریکی میں قزل شہر کی فصیلوں پر رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر بایان اپنے لشکر کے کچھ حصے کے ساتھ فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

لشکر کا جو حصہ بایان شہر کی فصیل پر لے گیا تھا اس کی مدد سے اس نے شہر کی فصیل پر پہرہ دینے والے قائدو کے سارے لشکریوں کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد شہر پناہ کا مشرقی دروازہ کھول دیا گیا دروازے کھلتے ہی اریق بوغا اور بایان کے لشکر کا باقی حصہ شہر میں داخل ہو گئے شہر کے اندر قائدو کا جس قدر حفاظتی لشکر تھا اس کا خاتمہ کر دیا گیا اور شہر کا نظم و نسق بایان نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

☆☆☆☆☆

قزل شہر میں قائدد کی ۔ہائش کے لئے جو عمارت تھی اس کے ایک کمرے میں آئی یاروق بیچاری انتہائی بے بسی کے عالم میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کمرے کا دروازہ کھلا اور بایان اندر داخل ہوا اسے دیکھتے ہی آئی یاروق چونک سی پڑی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر دور دور تک ویرانیاں اور خدشات رقص کرنے لگے تھے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خوشگوار لہجے میں بایان نے آئی یاروق کو مخاطب کیا میں اپنی بہن کو تحفظ بھرا سلام پیش کرتا ہوں۔

آئی یاروق نے مشکوک بھرے انداز میں بایان کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

بایان تم یہاں کیسے تم تو ہمارے لئے دلوں میں دکھ کی بستیاں شعور کی جالوں میں کسیلے ذائقے خوابیدہ ارمانوں میں دکھ اور زیست کے حقائق میں الم بھرنے والے تھے تم تو ان لوگوں میں تھے جو اپنی کلیساؤں کو ادھورا چھوڑ کر دوسروں کے لئے ویران بستیاں اور شکستہ راہیں استوار کرتے ہیں۔

بایان مسکرایا پھر آئی یاروق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میری بہن تمہارا کہنا درست ہے اس لئے کہ میں کبھی بازار میں بکتے انسانی ضمیر اور دوسروں کے لئے گوشہ دل میں کھولتی آتش سوزاں جیسا انسان تھا پر اب میں نے اندھیروں میں بھٹکتی یادوں سے چھٹکارا پالیا ہے امیر کوغتائی نے اپنے اخلاق اپنے کردار

سے میری رگوں میں اپنائیت کا گرم لوہا اتار کر رکھ دیا ہے اب وہ میرے پیش و عقب میں راحت دل و جان بسنے والا سکھ سپنا ہے آئی یاروق میری بہن میں نے اپنے ماضی کی کتاب بند کر دی ہے اور یادوں کے بوسیدہ اوراق کو پھاڑ کر ان کا خاتمہ کر دیا ہے اب کوغتائی نہ صرف میرا بھائی ہمارے لشکریوں کا سالار اعلیٰ بلکہ میرا امیر ہے اور اس کی ذات کی حرمت کو میں اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں کوغتائی ایک امیر ایک بھائی کی حیثیت سے ہمارے دلوں کا حوصلہ ہماری کامیابیوں کی بیساکھی ہماری منزلوں کی دلکشی اور ہمارے لشکریوں کی مسافت کا بادبان ہے وہ معصوم پیکر امیر ہی نہیں اب میرے لئے ایک ایسا بھائی ہے جس کی سلامتی جس کی حفاظت کے لئے میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک نثار کر سکتا ہوں۔

بایان کے ان الفاظ پر آئی یاروق عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی پہلے جہاں اس کا چہرہ اکتایا ہوا تھا آنکھوں میں کرب کے بھنور اور خیالات بکھرے دکھ کے پتھروں جیسے ہو رہے تھے وہاں اب اس کا چہرہ شبنم میں دھلی آسودگی جیسا آنکھوں میں طمانیت کی سوچ اور اس کی مجموعی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے گلابوں میں خوشبو جیسے صف میں گوہر۔ جیسے آنکھوں میں تھرکتی ساعتوں کے دھنک رنگ کچھ دیر اس کی ایسی ہی کیفیت رہی پھر اچانک اس کے خیالات کے تالاب میں ہلچل مچ گئی چہرہ افق کی سرخ ہتھیلی جیسا ہو گیا بایان کو اس نے پھر مخاطب کیا۔

بایان میرے بھائی سمجھ نہیں آتی کہ میں تمہیں موت اور زیست کا سنگم یا لفظوں کا بیوپاری سمجھ کر رد کر دوں یا گردش روز شب میں ایک بدلا ہوا انسان سمجھ کر تجھے اپنا بھائی کہہ لوں۔

بایان پھر بولا اور کہنے لگا۔

آئی یاروق میری عزیز بہن پہلا بایان مر چکا ہے اب ایک ایسا بایان جنم لے چکا ہے جسے اب امیر کوغتائی کا بھائی بلکہ اس کا ادنیٰ غلام اور ساتھی سمجھ سکتے ہیں میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ ابھی تک تمہیں میری باتوں پر اعتبار نہیں ذرا رکو اس کے ساتھ ہی بایان مڑا اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ ارلیق بوغا تھا ارلیق بوغا کو دیکھتے ہوئے آئی یاروق چونکی وہ آگے بڑھا بڑے پیار سے آئی یاروق کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا پھر کہنے لگا۔

آئی یاروق میری بیٹی میں باہر ہی کھڑا ہوا تھا۔

جو الفاظ تم سے بایان نے کہے ہیں ان میں سچائی اور حقیقت ہے اب حالات پہلے جیسے نہیں رہے اب یوں جانوں تمھارا شوہر کوغتائی میرے بھائی قبلائی خان کے لشکریوں کا سالار اعلیٰ ہے بایان کے علاوہ سارے سالار اس کے ماتحت ہیں شاید بایان نے تمہیں ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ یان ثی کے ساتھ ایک جنگ میں بایان شیرامون اور کروچکی کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی اگر کوغتائی بروقت ان کی مدد کو نہ پہنچتا تو تانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشی آلائی قبیلے کے لوگ ان تینوں کا خاتمہ کر دیتے کوغتائی نے ان تینوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو پس پشت ڈال کر آلائی قبیلے کو روند کر ان سب کی جانیں بچائیں اس کے بعد بایان شیرامون کروچکی نے اپنی تلوار اپنے خنجر کی پیٹیاں بلکہ اپنے کمر کے پٹکے بھی اتار کر کوغتائی کے پاؤں میں ڈالتے ہوئے اپنی فرمانبرداری کا اظہار کر دیا تھا اب یوں جانو بایان شیرامون اور کروچکی کے علاوہ آج بھی تمہارے اور کوغتائی کے بھائی ہیں میرے خیال میں بایان کے کردار کی صفائی کیلئے میرے اس قدر الفاظ ہی کافی ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ارلیق بوغا رکا تو بایان نے آئی یاروق کو مخاطب کیا۔

آئی یاروق میری بہن یہاں سے ناعمان ہمارے پاس پہنچا تھا اور تمہارے پورے حالات اس نے تفصیل کے ساتھ ہم سب سے کہے تھے تمہارے حالات سنتے ہی ہم نے تمہارے باپ کے لشکریوں کے لئے ایک جال بچھایا اور ہم روانہ ہو گئے میں صحرائے گوبی سے ہوتا ہوا دریائے قزل قم کے کنارے اس طرف آیا ہوں جبکہ کوغتائی کو مانگا اور یورچی شاہراہ ریشم پر سفر کرتے ہوئے مغرب کی طرف بڑھے ہیں اس کے بعد بایان نے شہزادی کو کاچین کے کاروان کا منصوبہ اور اس کے پیچھے پیچھے لشکریوں کے آنے کی ساری تفصیل آئی یاروق سے کہہ دی تھی۔

آئی یاروق بایان کی گفتگو کے جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ ایک مسلح جوان اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا اور بایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم بایان میں امیر کوغتائی کی طرف سے آیا ہوں امیر نے تھان شیان کے دروں کے قریب قائدو کے سپہ سالار پلوچس کے لشکریوں کو بدترین شکست دی ہے آئی یاروق کا باپ قائدو ان دروں سے ذرا شمال میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے ہے اور پلوچس شکست اٹھانے کے بعد قائدو کی طرف بھاگا ہے جبکہ کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ اس کے تعاقب میں ہیں آپ کے لئے امیر کا یہ حکم ہے کہ آپ اس وقت جہاں کہیں بھی ہیں اپنے لشکر کے ساتھ نکل کر جنوب کا رخ کریں پلوچس کے پاس جو لشکر ہے جس کے ساتھ وہ شکست اٹھا کر بھاگا ہے اس کی تعداد اس وقت امیر کوغتائی کے لشکر سے زیادہ ہے پلوچس جب قائدو سے ملے گا تو ان کے لشکر کی تعداد نہ صرف یہ کہ کئی گنا زیادہ ہو جائے گی بلکہ ان کی عسکری طاقت بھی بڑھ جائے گی لہٰذا امیر نے آپ کی طرف یہ پیغام بھجوایا ہے کہ وہ پلوچس اور قائدو کے لشکر پر جنوب کی طرف سے اور آپ شمال کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں اس طرح دو طرفہ حملہ سے پلوچی اور قائدو کو شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کیا جائے گا۔

جب تک آنے والا قاصد بولتا رہا بایان چپ چاپ سنتا رہا جب وہ خاموش ہوا تب بایان نے آئی یاروق کو مخاطب کیا۔

آئی یاروق میری بہن تم اسی کمرے میں آرام کرو تمھاری حفاظت کے لئے میں کچھ دستے مقرر کر دیتا ہوں بایان اپنی بات مکمل نہ کر پایا تھا کہ بیچ میں بولتے ہوئے آئی یاروق نے اس کی بات کاٹ دی اور کہنے لگا۔

بایان میرے بھائی میں یہاں نہیں رکوں گی آپ تھوڑی دیر رکیں میں ابھی جنگی لباس پہن کر لوٹتی ہوں میں آپ کے ساتھ جاؤں گی میدان جنگ میں اپنے شوہر کوغتائی سے ملوں گی میرے خیال میں سیرم بھی ساتھ آئی ہو گی۔

بایان مسکرایا اور کہنے لگا تمھارا اندازہ درست ہی سیرم لشکر میں سپاہیانہ لباس میں

ہے آئی یاروق نے جواب میں کچھ نہ کہا بڑی تیزی سے وہ عمارت کے دوسرے حصے کی طرف چلی گئی تھی تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی وہ جنگی لباس پہنے ہوئے تھی اور اپنے آپ کو اس نے ہتھیاروں سے سجا رکھا تھا اسے لے کر بایان اور اریق بوغا باہر نکلے پھر اریق بوغا کو مخاطب کرتے ہوئے بایان کہنے لگا۔

اریق بوغا میرے محترم آپ اپنے لشکر کے ساتھ قزل شہر ہی میں رہیں ہو سکتا ہے ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد پلوچس اور قائدو اپنی قوت کو مجتمع کرنے کے لئے قزل شہر کا رخ کریں اگر آپ لشکر کے ساتھ شہر کے اندر ہوں گے تو شہر کی آپ حفاظت کر سکیں گے اور قزل سے مایوس ہو کر قائدو اور پلوچس کسی اور سمت کا رخ کریں گے میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جس طرح امیر نے کہا ہے اس طرح کرتا ہوں میری بہن آئی یاروق میرے ساتھ ہو گی۔

اریق بوغا نے بایان کی اس تجویز سے اتفاق کیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ قزل شہر ہی میں رہا جبکہ بایان اپنے لشکر کو لے کر شہر سے نکل گیا تھا آئی یاروق اس کے ساتھ تھی۔

☆☆☆☆☆

کوغنائی کو مانگا مارتو اور یورجی اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے قائدو کے سپہ سالار پلوچس کا تعاقب کیے ہوئے تھے پلوچس اپنی جگہ مطمئن تھا اس لئے کہ شکست اٹھانے کے بعد وہ غیر محفوظ نہیں تھا کیونکہ تھوڑا سا آگے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ قائدو خیمہ زن تھا اور وہ اسی کی طرف بھاگ رہا تھا پلوچس ایک طرح سے یہ امید بھی تھی کہ کوغنائی اور اس کے سالار جس طرح اس کا تعاقب کر رہے ہیں اگر وہ جاری رہا تو جب وہ اس کا تعاقب کرتے ہوئے قائدو کے قریب پہنچیں گے تو قائدو اپنے لشکر کو ان کے خلاف حرکت میں لائے گا تو جو شکست اسے تھان شیان کے جنگلوں کے قریب ہوئی ہے قائدو کے ساتھ مل کر کوغنائی اور اس کے سالاروں کی جھولی میں وہ اس سے بھی زیادہ ذلت آمیز ہزیمت کے حروف لکھ کر رہے گا۔

دوسری جانب کوغنائی بھی بڑا محتاط تھا اس کے مخبر اس کے طلایہ گر بڑی تیزی سے اپنا کام سرانجام دے رہے تھے اس کے نقیبوں نے اسے اطلاع دے دی تھی کہ چند میل آگے بہت بڑے لشکر کے ساتھ قائدو خیمہ زن ہے اور پلوچس اس کی طرف بھاگ رہا ہے کوغنائی کے طلایہ گردوں نے اسے یہ خبر بھی پہنچا دی تھی کہ تبت کی ڈھلانوں کے وحشی قبائل اور خطائی جن کے ساتھ دشت پر قبضہ کرنے کیلئے قائدو نے معاہدہ کیا تھا وہ شاہراہ ریشم کے کافی جنوب میں پڑاؤ کر گئے ہیں اس لئے کہ انہیں خبر مل گئی ہے کہ قائدو کے ساتھ قبلائی خان کی قوت ٹکرا گئی ہے اور وہ نتیجے کے انتظار میں ہیں اس کے بعد وہ

حرکت میں آئیں گے۔

ہسی قبائیل اور خطائیوں سے بے پرواہ ہو کر کوغتائی اپنی پوری شدت سے پلوچس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ پلوچس کے قریب جا پہنچا قائدو کو خبر ہو چکی تھی کہ پلوچس شکست اٹھا کر اس کی طرف بھاگ رہا ہے لہٰذا اس کی آمد سے پہلے ہی اس نے اپنے لشکر کو استوار کر لیا تھا جونہی پلوچس پہنچا قائدو نے اسے اپنے لشکر کے بائیں جانب متعین کیا اور کوغتائی کے سامنے وہ جم گیا تھا۔

لیکن کوغتائی بھی تیز طوفانوں کی طرح بے روک تھام رکنے والا نہیں تھا آتے ہی وہ قائدو اور پلوچس کے متحدہ لشکر پر بقا کو فنا میں تبدیل کرتی دشت نوردی۔ ارتقاء کو تمام کرتے دربدری کے آزاد اور جینے کے وسائل و اسباب کو تباہ و برباد کر دینے والے شدت کے رواں طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کوغتائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سامنے کی طرف سے ٹکرایا تھا اس کے ساتھ کو مانگا تھا جبکہ کوغتائی کے کہنے پر قائدو اور پلوچس کے لشکر پر دائیں جانب سے مارتو اور بائیں جانب سے یورجی آگے بڑھے پھر وہ دونوں قائدو اور پلوچس کے دونوں پہلوؤں پر قربتوں کی دلکشی کو بکھیر کر زردیوں کی کہانیوں میں تبدیل کر دینے والی نفرت کی آگ ہر شے کی صورت اور جسامت اوصاف خصائص۔ قوت اور استبداد کو فنا لمحوں میں تبدیل کر دینے والے مرگ کے اندھے جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دوسری جانب قائدو اور پلوچس بھی جنگ کا وسیع تجربہ اور ایک بڑا لشکر رکھتے ہوئے دشمن کے آگے جھکنے والے نہ تھے جوابی کاروائی کرتے ہوئے وہ بھی کوغتائی کو مانگا مارتو اور یورجی پر آنکھوں سے خون برسا دینے والے فراق کے اندھیروں ہذیان کی آنچ کو تیز کرتے کالے تمدن کے آلاپ اور زندگی کو ابتداؤں سے دوچار کر دینے والے وحشت بھرے خوابوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دونوں لشکریوں نے کوہستانی سلسلوں سے گھرے ان میدانوں میں وحشت برپا کر کے رکھ دی تھی زیست بدترین نامہ اعمال میں ملبوس ہونے لگی تھی انسانی خون پرت در پرت زمین کے چہرے کو سرخ کرنے لگا تھا وقت کی گرسنہ جھولی میں یاسیت کے احوال

رقم ہونے لگے تھے چاروں طرف بین کرتے درخت لہولہان پگڈنڈیاں اوپر اداس نیلا آسمان ٹیلوں پر سسکتی آہیں۔ پیلی دھوپ میں پھنسی روتی بھوری زمین خدشات بھرے انداز میں دونوں لشکروں کو ٹکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

جس وقت جنگ اپنے عروج پر آئی تب قائدو کے مخبروں نے اطلاع دی کہ اریق بوغا اور بایان دریائے قزل قم کے کنارے پیش قدمی کرتے ہوئے قزل پر حملہ آور ہوئے شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا اور آئی یاروق کو انہوں نے رہا کروا لیا ہے۔

قزل شہر قائدو کا بڑا پسندیدہ شہر تھا اکثر و بیشتر وہ اسی شہر میں رہائش رکھتا تھا اس کے چھن جانے اور آئی یاروق کے رہا ہو جانے پر قائدو کی حالت کانٹوں کے حصار میں پھنسے جذبوں اور پتھریلی مسافت کے اکیلے مسافر جیسی ہو کر رہ گئی تھی تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا کوغتائی اور اس کے سالاروں کو پسپا کرنے کے لئے بڑی شدت کے ساتھ اپنے لشکریوں کو ابھارنے لگا تھا۔

پھر قائدو اور پلوچس کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے زور زور سے حملہ آور ہونے کے لیے چیخ چلا رہے تھے ان کی پشت کی طرف سے بایان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ذرے ذرے کو خاک و خون میں تبدیل کر دینے والی پتھروں کی ناگہانی بارش سکون کی چادر کو جھیر جھیر کر دینے والے برفانی خزاؤں کے امڈتے عذابوں اور ہر طاقت اور شکتی کو خستہ کر دینے والے نامہربان موسموں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کوغتائی کو مانگا مارتو اور یورجی کے سامنے پہلے ہی قائدو اور پلوچس کی حالت اداس شب میں یادوں کے لباس خلاؤں میں اڑتی آرزوؤں کی دھجیاں جیسی ہو رہی تھی وہ بڑی مشکل سے ان چاروں کے حملوں کو روک رہے تھے اب جو بایان پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا تب قائدو اور اس کے لشکر کی حالت ٹوٹتے عکس کی کرچیوں اور بھول پر سوار ہواؤں کی ہچکیوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

آن کی آن میں قائدو اور پلوچس کے لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ خبر پھیل گئی کہ سامنے کی طرف سے کوغتائی ان کی صفوں کو الٹتا جا رہا ہے جبکہ ان کی

پشت کی طرف سے بایان اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہو چکا ہے اس خبر نے قائندو اور پلوچس کے لشکریوں کے پاؤں تلے سے زمین ہلا کر رکھ دی تھی تھوڑی دیر کے مزید جنگ کے بعد قائندو اور پلوچس کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے پلوچس اپنے چند لشکریوں کے ساتھ زندہ گرفتار ہو گیا جبکہ قائندو بچے کھچے لشکر کو لے کر شمرقند کی طرف بھاگ گیا تھا کوغتائی نے اس کا تعاقب نہیں کیا تھا شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ جان بچا کر شمرقند کی طرف بھاگ جائے اور آئندہ جنگوں سے باز رہے۔

جنگ کے اختتام پر پلوچس اور اس کے ساتھیوں کو ایک طرف کھڑا کر دیا گیا کوغتائی اور بایان نے سب سے پہلے اپنے زخمی ہونے والے لشکریوں کی دیکھ بھال کی پھر کوغتائی بایان کو مانگا مارتو یورجی ایک جگہ بیٹھ گئے اس موقع پر کوغتائی بایان کو مخاطب کرتے ہوئی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بایان نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر لی۔

امیر کوغتائی آپ یقیناً مجھ سے پوچھیں گے کہ آپ کی بیوی اور میری بہن آئی یاروق کہاں ہے پھر مسکراتے ہوئے بایان نے تالی بجائی تالی بجتے ہی ایک طرف سے خوبصورت اور زرق برق جنگی لباس میں آئی یاروق اس طرح نمودار ہوئی جس طرح خواب لمحوں میں گلاب رتوں اور زندگی کے حسین سنہری لمحوں میں ہونٹوں پر کھیلتی مسکراہٹ نے اپنے وجود کا تعارف کروا دیا ہو وہ مسکراتے ہوئے کوغتائی کی طرف بڑھ رہی تھی اس موقع پر وہ ہفت رنگ جامہ پہنے حسین دھنک اور گلابوں کے ملبوس زیب تن کے سات سروں کی سرسوتی جیسی دل کش ہو رہی تھی اس کے ہونٹوں پر امر ہوتے سیال لمحوں جیسی مسکراہٹ تھی اس کے چہرے پر شبنم افروز نوخیزیوں کا احیاء تھا ایسا لگتا تھا گویا اسرار کون و مکان سے نمودار ہو کر جگمگاتے ستاروں کا جھرمٹ اچانک سامنے آ گیا ہو اسے دیکھتے ہی کوغتائی اپنی جگہ پر کھڑا ہوا دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے تھے لجاتے اور شرماتے ہوئے آئی یاروق کوغتائی کے پاس آئی اور مٹھاس برساتی آواز میں وہ دھیمے سے لہجے میں بولی۔

آپ کیسے ہیں؟

کوغتائی مسکرا دیا اور کہنے لگا میں ٹھیک ہوں خداوند قدوس کی مہربانی اور اس کا شکر

ہے کہ تمہیں خیر و عافیت کے ساتھ نظر بندی سے رہا کروا لیا گیا ہے۔

آئی یاروق پھر ویسے ہی لہجے میں بولی۔

میں آپ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری رہائی کا سامان کیا۔

کوغتائی نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

کیسی باتیں کرتی ہو تم میری بیوی ہو تمہیں میرا شکریہ کیوں ادا کرنا چاہیے نظر بندی سے رہائی میرا فرض تھا بہر حال اس گفتگو کو چھوڑو ذرا میرے پیچھے دیکھو کون کھڑا ہے آئی یاروق نے چونکتے ہوئے کوغتائی کے پیچھے دیکھا وہاں حسین اور پر جمال سیرم خوبصورت جنگی لباس میں کھڑی مسکرا رہی تھی آئی یاروق آگے بڑھی سیرم بھی حرکت میں آئی پھر دونوں پر جوش انداز میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئیں تھیں۔

اپنے پہلو میں ان دونوں کو کوغتائی نے بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گئیں تب کوغتائی نے پلوچس کو پیش کرنے کے لئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد دو مسلح جوان پلوچس کو پکڑا کر لائے اور کوغتائی کے سامنے لا کھڑا کیا کوغتائی تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اسے دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پلوچس تمہارا ہمارے خلاف جنگ کرنا اتنا بڑا جرم نہیں تمہارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ تم نے میری بیوی کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کیں تم نے اس کے باپ قائندو کو بھڑکایا کہ یہ کوغتائی کو چھوڑ کر کسی اور سے شادی کرے اور تم بھی اس سے شادی کے خواہش مند تھے تم نے ہی میری بیوی کو نظر بند کرنے کیلئے قائندو کو کہا یاد رکھنا آئی یاروق میری روح۔ میرے جسم کا ایک حصہ ہے اگر اسے تھوڑا سا بھی گزند پہنچتا تو میں تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کے سامنے پھینک دیتا۔

سن قسمت کے بیوپاری اجلے پیراہن کے نیچے بدی کی خواہش رکھنے والے کیا تجھے شکست دے کر ہم نے تیری ہوس کے پندار کو سلگتے خیالوں میں تبدیل نہیں کر دیا۔ کالے اعمال کے پجاری اندھی ہوس کے بھکاری تیری یادوں کی وسعتوں تیری انا کے صحیفوں کو اور تیری نظر کی دسترس میں کیا خوب ہم نے روتی رت کے رتجگے بھرے ہیں اب تو بجھی شمعوں کی طرح اداس اور افسردہ کیوں ہے اپنی گردن کو سیدھا کر تیرگی کے

امین جب کسی کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں تو سازش کرنے والے کو اس کی سازش کی سزا بھی ملتی ہے۔

میں کوغتائی کی حیثیت سے تیرے لیے کوئی سزا تجویز نہیں کروں گا میری غیر موجودگی میں تو نے میری بیوی آئی یاروق کے ساتھ کیا سازشیں کیں یہ میری بیوی آئی یاروق مجھ سے بہتر جانتی ہے میں تیرا معاملہ اس کے حوالے کرتا ہوں یہی تیرے لیے سزا تجویز کرے گی۔

پھر کوغتائی نے اپنے پہلو میں بیٹھی آئی یاروق کی طرف دیکھا اور کہنے لگا آئی یاروق یہ پلوچس تمہارے سامنے ہے یہ تمہارے خلاف جو جو سازشیں کرتا ہے ان کی سزا تم خود ہی اس کو دو۔

آئی یاروق تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے بڑے پیار اور محبت میں کوغتائی کی طرف دیکھتی رہی پھر اچانک اس کے چہرے پر کرختگی پھیل گئی ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی چند قدم آگے بڑھی ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیام کی مزید آگے بڑھی تلوار کو بلند کیا تلوار برسائی اور پھر اس نے سب کے سامنے پلوچس کی گردن کاٹ دی تھی۔

پلوچس کی لاش کوغتائی کے کہنے پر کچھ مسلح جوان ایک طرف لے گئے تھے اپنی تلوار کو نیام میں ڈالتے ہوئے آئی یاروق پھر کوغتائی اور سیرم کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی تھی اس موقع پر اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کوغتائی کہہ رہا تھا میرے عزیز میں جانتا ہوں اس وقت اریق بوغا قزل شہر میں ہے اور وہ اس بات کا منتظر ہوگا کہ ہم قزل شہر میں آئیں اور اس سے ملیں لیکن مجھے میرے مخبر اطلاع دے چکے ہیں کہ خطائیوں اور ہسی قبائیل کا ایک بہت بڑا لشکر شاہراہ ریشم کے جنوب میں پڑاؤ کیے ہوئے ہے انہیں خبر ہوگئی ہے کہ قبلائی خان کے لشکر نے قائدو پر حملہ کر دیا ہے اور وہ اس جنگ کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے عمل کی ابتداء کریں گے۔

بایان کچھ قاصد اریق بوغا کی طرف روانہ کردو اس سے کہو کہ ہم اس سے ملنے قزل شہر کی طرف نہیں آئیں گے آج کا دن اور آنے والی شب لشکر یہاں پڑاؤ کر کے آرام کرے گا زخمیوں کی دیکھ بھال کی جائے گی اگلے روز صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کیا

جائے گا اس لئے کہ خطائیوں اور ہسی قبائیل کا خاتمہ کرنا بھی ضروری ہے تاکہ آنے والے دور میں وہ ہمارے خلاف مزید کوئی سازش نہ کرسکیں۔

بایان کے علاوہ دیگر سارے سالاروں نے کوغتائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر زخمیوں کی دیکھ بھال کی گئی آئی یاروق اور سیرم دونوں کوغتائی کے یورت میں منتقل ہوگئی تھیں لشکر نے ایک شب وہاں قیام کیا اگلے روز متحدہ لشکر پھر کوچ کرتے ہوئے جنوب کا رخ کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

خطائیوں اور ہسی قبائل کے لوگوں کو یہ خبر تو ہوگئی تھی کہ تھان شیان کے دردں کے قریب قائدو کے سالار پلوچس کو قبلائی خان کے سپہ سالار اعلیٰ کوغتائی نے شکست دے دی ہے لیکن ان کے پاس یہ خبریں نہ پہنچیں تھیں کہ قائدو اور اس کے متحدہ لشکر کو بھی شکست ہوئی ہے پلوچس مارا جا چکا ہے اور قائدو اپنی جان بچانے کے لئے بچے کچے لشکر کے ساتھ شمرقند کی طرف بھاگ گیا ہے۔

اور پھر دوسری بات یہ کہ خطائی اور ہسی دونوں قبائل کوغتائی کی طاقت اور قوت اس کی جنگی ممارست اور تجربے سے ناآشنا تھے کوغتائی جب اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ شاہراہ ریشم کو عبور کرنے کے بعد بڑی تیزی سے جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے ان کے قریب پہنچا تب ان کے مخبروں نے اطلاع کر دی کہ قائدو شمرقند کی طرف بھاگ گیا ہے اور یہ کہ پلوچس قتل کیا جا چکا ہے اور قبلائی خان کا لشکر اب ان پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اس کے باوجود دونوں قبائل قبلائی خان کے لشکر سے ٹکرانے کا عزم کر چکے تھے اس لئے کہ ان کے پاس خاصا بڑا لشکر تھا اور انہوں نے قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دوسری جانب کوغتائی بھی انہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا ان کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے راستے ہی میں اس نے اپنے لشکر کی ترتیب درست کر لی تھی درمیانی حصے میں وہ خود رہا اس کے ساتھ کوماتگا تھا اپنے بائیں جانب اس نے بایان کو رکھا دائیں جانب مارتو اور یوزیجی تھے پھر خطائیوں اور ہسی قبائل کے پاس پہنچتے ہی کوغتائی اور اس کے سالاروں نے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں پھر وہ خطائیوں اور ہسی قبائل پر

مارگزیدہ کی طرح ڈستی خاموشیوں میں ریت کی سسکیاں بھر دینے والے بے سمت سیمابی ہواؤں کے طوفانوں۔ ہر سمت ہر نام کو ناآشنا کر دینے والی حسرتوں اور تال کو ہر شے سے محروم کرتی اور ہر چیز سے دست گریبان ہوتی خون ریزیوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

خطائیوں اور ہسی قبائل نے اپنی پوری طاقت اور قوت سے مقابلہ کیا لیکن کوغتائی بایان کوماتگا مارتو یوزجی کے پہلے ہی زوردار حملوں میں خطائیوں اور ہسیوں کے قدم اکھڑ کر رہ گئے تھے کوغتائی اور اس کے سالاروں نے بڑی تیزی سے دونوں قبائل کی صفیں اڑاتے ہوئے بڑی تیزی سے ان کی حالت بے رنگ و بو پھولوں بے آب و تاب برق۔ بے خدوخال حسن اور بے قامت مباحت جیسی کرنا شروع کر دی تھی خطائی اور ہسی قبائل نے جب دیکھا کہ بڑی تیزی سے حملہ آور ان کی تعداد کم کرتے جا رہے ہیں انہوں نے یہ بھی اندازہ لگا لیا کہ حملہ آور اگر اسی طرح زندگی کے طوفانوں اور بے روگ اندھے جھکڑوں کی طرح ان پر حملہ آور ہوتے رہے تو بہت جلد ان کی حالت شب گزیدہ سویرے ظلمتوں کی رات اور بے منزل مسافر سے بھی بدترین ہو کر رہ جائے گی لہٰذا دونوں قبائل نے آپس میں مشورہ کیا پھر اپنی جانیں بچانے کے لئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے کوغتائی بایان کوماتگا مارتو یوزجی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ان کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یہ تعاقب جنوب میں دریائے برہم پتر تک جاری رہا یہاں تک کہ دریا کو عبور کر کے دونوں قبائل ہمالیہ کی ڈھلانوں کی طرف بھاگ گئے جب دونوں قبیلوں کے لشکر دریا کو پار کر گئے تب کوغتائی نے تعاقب ترک کر دیا پھر کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ دریائے برہم پتر کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا۔

مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے کوغتائی اور بایان کا ٹکراؤ ایک بار برما کے ایک لشکر سے ہوا اسے بھی ان دونوں نے بدترین شکست دی انہیں شکست دیتے ہوئے ان کے ہاتھ کافی مال و اسباب بھی لگا اس کے بعد پھر انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف سفر جاری رکھا تھا۔

کوغتائی اپنے لشکر کے ساتھ دریائے برہم پتر کے کنارے کنارے جب اس جگہ

پہنچا جہاں دریائے برہم پتر مشرق کی طرف بڑھتے بڑھتے اچانک اپنا رخ بدلتے ہوئے جنوب کی طرف جاتا ہے تو سامنے کی طرف سے کچھ قاصد آتے دکھائی دیئے کوغتائی اور بایان پہچان گئے کہ وہ ان کے قاصد تھے کوغتائی نے لشکر کو رک جانے کے لئے کہا اتنی دیر تک سامنے کی طرف سے آنے والے سوار قریب آ گئے جب وہ کوغتائی اور بایان کے سامنے آئے تب کوغتائی نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے عزیزوں تمہارے چہرے بتاتے ہیں کہ تم ہمارے لیے کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آئے۔

یہ کہو خاقان قبلائی ٹھیک ہے؟

آنے والوں میں سے ایک بول پڑا۔

امیر کوغتائی خاقان قبلائی بالکل ٹھیک ہے آپ نے جوتھان شیان کے درون کے پاس قائدو کے سپہ سالار بلوچس اس کے بعد قائدو کو جو شکست دی ہے اور بلوچس کو قتل کیا ہے اس کی ساری خبریں قبلائی خان تک پہنچ چکی ہیں قبلائی خان تک یہ بھی خبر پہنچ چکی تھی کہ قائدو سے نبٹنے کے بعد آپ خطائیوں اور مسی قبائیل پر حملہ آور ہوں گے لہٰذا آپ سے ملنے کے لئے ہم نے یہ راستہ اختیار کیا آپ لوگوں کے لئے ہم ایک انتہائی بری خبر لیکر آئے ہیں۔

آپ جانتے ہیں آپ کے دشت انشیاء کی طرف روانہ ہونے کے بعد قبلائی خان نے شیرامون کروچکی دونوں کو ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشیوں سے نبٹنے کے لئے بھیجا تھا لیکن بدقسمتی سے جب شیرامون اور کروچکی جنگل کے وسطی حصے میں پہنچے تو آلائی قبائیل عجیب سے انداز میں ان پر حملہ آور ہوئے۔ شیرامون اور کروچکی کو شکست ہوئی سارے لشکر کا خاتمہ کر دیا گیا شیرامون اور کروچکی بھی اس جنگ میں کام آ چکے ہیں (مورخین لکھتے ہیں کہ قبلائی خان کو ٹانگ کنگ کے جنگلوں میں اپنے مارے جانے والے دوچہیتے سالاروں کے مرنے کا بے حد دکھ اور صدمہ ہوا تھا)

یہ خبر سن کر کوغتائی ہی نہیں بایان کو مانگا مارتو یورجی اور دیگر سالاروں کی بھی گردنیں دکھ اور غم میں جھک گئیں تھیں کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا پھر کوغتائی نے آنے والوں کو مخاطب

لیا۔

کیا یہ خبر قبلائی خان تک پہنچ چکی ہے۔

آنے والا ایک قاصد پھر بول پڑا۔

جی ہاں قبلائی خان کو شیرامون کروچکی اور اپنے لشکر کے مارنے جانے کی خبر ہو چکی ہے اور اسے اس شکست اور شیرامون اور کروچکی کے مارے جانے کا بے حد دکھ اور صدمہ ہوا اب قبلائی خان نے آپ کو فوراً زائے تون کی بندرگاہ میں طلب کیا ہے اس لئے کہ یہ خبریں آ رہی ہیں کہ شیرامون کروچکی اور ان کے لشکر کا خاتمہ کرنے کے بعد آلائی وحشیوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور ان تک یہ بھی خبریں پہنچ چکی ہیں کہ قبلائی کے لشکر کے بہترین سالار لشکر کے ایک بڑے حصے کے ساتھ قائدو سے جنگ کرنے کے لئے جا چکے ہیں اور قبلائی خان آچو کے ساتھ زائے تون کی بندرگاہ پر اکیلا ہے لہٰذا وہ زائے تون کی بندرگاہ پر قبلائی پر حملہ آور ہونے کی تیاری میں مصروف ہیں اسی بناء پر قبلائی خان چاہتا ہے کہ آپ فی الفور سارے لشکر کے ساتھ زائے تون پہنچیں تاکہ آلائی قبائیل کا سدباب کیا جا سکے۔

کوغتائی تھوڑی دیر تک گردن جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبا رہا اس دوران اس کی دائیں بائیں اپنے گھوڑوں پر سوار بایان کو مانگا مارتو یورجی اور دیگر بڑے بڑے سالار بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے آہستہ آہستہ اس نے گردن سیدھی کی ایک گہری نگاہ باری باری کو مانگا مارتو اور یورجی پر ڈالی آخر میں اس کی نگاہیں بایان پر جم گئیں تھیں پھر اس نے بایان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

بایان! شیرامون اور کروچکی کے مارنے جانے کا جو دکھ اور صدمہ تمہیں ہوگا اس کا اندازہ میں لگا سکتا ہوں جن خیالات کا میں اظہار کرنے لگا ہوں اس سے تم لوگ اتفاق کرو یا نہیں لیکن۔۔۔۔

کوغتائی اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ بڑی عقیدت اور ارادتمندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بایان بول پڑا۔

امیر آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ آپ حکم دیں

مجھے کیا کرنا ہے۔

کوغتائی نے تیز نگاہوں سے بایان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

بایان ایسی بات نہیں ہے جو کچھ میں کہنے لگا ہوں وہ میرے اپنے خیالات ہیں میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ میں تمہیں جو کچھ کہوں آنکھیں بند کر کے ہاں سے ہاں نہیں ملانی اپنے جذبات اپنے خیالات کا کھل کے اظہار کرنا ہے۔

کوغتائی لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز د شیرامون اور کروچکی کا مارا جانا ہمارے لشکر کے لئے بہت بڑا نقصان ہے میں یہاں سے سیدھا زائے تون میں قبلائی خان کے پاس نہیں جاؤں گا اگر تم سب لوگ مجھ سے اتفاق کرو تو میں سیدھا یہاں سے تانگ کنگ کے جنگلوں کا رخ کروں گا اور آلائیوں سے نمٹ کر اور ان کا خاتمہ کر کے سرخروئی کی حالت میں قبلائی خان کے پاس جانا پسند کروں گا یہ میرے اپنے خیالات ہیں اب تم کہو تم لوگ کیا کہتے ہو۔

بایان کوغتائی کے دائیں جانب تھا جبکہ کو مانگا مارتو یورجی بائیں جانب تھے بایان اپنے گھوڑے کو حرکت میں لایا بائیں جانب گیا ان تینوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کرتا رہا پھر کوغتائی کے دائیں جانب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

امیر کوغتائی آپ نے جو کچھ کہا ہے اس سے ہم سب متفق ہیں اس پر عمل کیا جائے گا۔

کوغتائی نے پھر بایان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

بایان میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ آنکھیں بند کر کے میری ہاں میں ہاں نہیں ملانی تم ایک اچھے تجربہ کار اور جنگ کا وسیع تجربہ رکھنے والے سالار ہو میں تمہارے خیالات بھی جاننا پسند کروں گا۔

تھوڑی دیر تک بایان دھیرے دھیرے مسکرایا پھر بڑی عاجزی میں کہہ رہا تھا۔

امیر محترم جو کچھ آپ نے کہا ہے یوں جانیں یہ میرے ہی خیالات ہیں انہیں پر عمل کرنے میں ہماری بقا اور آسودگی ہے اس کے علاوہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

بایان کے ان الفاظ پر کوغتائی تھوڑی دیر مسکرایا پھر آنے والے مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے عزیزو تم جاؤ قبلائی خان سے جا کر کہنا آلائی قبائیل کی جرات ہوگی کہ وہ جنگلات سے نکل کر زائے تون میں اس اس پر حملہ آور ہو جائیں میں زیتون کا رخ نہیں کروں گا سیدھا آلائی قبائیل کی طرف جا رہا ہوں اور ان کا خاتمہ کرنے کے بعد قبلائی خان کے پاس آؤں گا اب تم لوگ جاؤ۔

ان قاصدوں نے عجیب سی عقیدت میں کوغتائی کی طرف دیکھا پھر اپنے گھوڑوں کے رخ انہوں نے موڑے انہیں ایڑ لگائی اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے تھے۔

قاصدوں کے جانے کے بعد کوغتائی نے بایان کو مانگا مارتو اور یورجی کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے قریب آنے کے لئے کہا جب وہ سب قریب آن رکے تب کوغتائی نے دھیمے لہجے اور رازداری میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو ان وحشی قبائیل سے نبٹنے کے لئے میرے ذہن میں ایک طریقہ کار ہے وہ تم سے میں کہتا ہوں اس میں اگر کوئی تبدیلی کرنا چاہے تو وہ ہم سب کے لئے سود مند ہوگی شیرامون اور کروچکی یقیناً ہمارے بہترین بصیرت رکھنے والے جرنیل تھے ان وحشی قبائیل نے ان کا خاتمہ کر دیا اس کا مطلب ہے ان کی جنگی طاقت کوئی معمولی نوعیت کی نہیں ہے۔

کوغتائی پھر لمحہ بھر کے لئے رکا اور کہنے لگا۔

بایان جو لشکر تمہارے پاس ہے اس کے دو حصے کیے جائیں گے ایک تمہارے پاس رہے گا دوسرا کو مانگا کی سرکردگی میں ہوگا میرے پاس جو لشکر ہے وہ میرے ساتھ ہی رہے گا اس طرح ہمارے لشکر کے پانچ حصے ہو جائیں گے جس ترتیب کو تم نے سامنے رکھتے ہوئے تانگ کنگ کے جنگلوں میں آلائی قبائیل سے جنگ کر لی ہے وہ ترتیب میں تم سے کہتا ہوں اور وہی ترتیب رکھ کر جنگل میں داخل ہونا ہے۔

بایان جہاں تک میرا تجربہ اور جنگی بصیرت ہے اس جنگل میں آلائی قبائیل کسی بھی صورت سامنے کی طرف سے حملہ آور نہیں ہوں گے میرے خیال میرا اندازہ ہے یہی

کھیل انہوں نے شیرامون اور کروچی کے ساتھ کھیلا ہوگا اور ان پر وہ غالب رہے۔

ہمارے لشکر کے جو پانچ حصے بنیں گے اس میں سب سے آگے بایان تمہارا حصہ رہے گا تم اپنے لشکر کی اگلی دو صفیں چھوڑ کر تیسری صف کے آگے ہوگے لشکر کے وسطی حصے میں کومانگا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہوگا یہ اپنے حصے کے لشکر کے بالکل آگے رہے گا لشکر کے پچھلے حصے میں میں خود ہوں گا میں بھی اپنے لشکر کی پچھلی دو صفیں چھوڑ کر تیسری صف سے پیچھے رہوں گا اسی ترتیب کے لحاظ سے مارتو دائیں جانب اور یورجی بائیں جانب اپنے اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔

ایک بات یاد رکھنا ٹانگ کنگ کے جنگلوں میں جب ہم داخل ہوں گے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں وحشی قبائیل تین اطراف سے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے دائیں بائیں اور پیچھے سے سامنے کی طرف سے وہ کبھی بھی ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے اس لئے وہ جانتے ہیں اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو انہیں فی الفور بد ترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جو ترتیب میں نے بتائی ہے اگر یہ ترتیب لے کر ہم آلائیون کے جنگل میں داخل ہوں گے تو ظاہری بات ہے سامنے کے حصے کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ وحشی قبائیل پیچھے یا دائیں بائیں یا تینوں اطراف سے حملہ آور ہو سکتے ہیں اب اگر وہ پچھلی سمت سے حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ میرے حصے کا لشکر ہوگا اس کی جو پچھلی صف ہوگی اس کے جوان اپنی پیٹھوں پر اپنی ڈھال باندھ کر رکھیں گے اور اس سے جو اگلی صف ہوگی وہ اپنے آپ کو تیروں سے مسلح کیے رکھیں گے ایسا ہی مارتو یورجی اور تمہارے لشکر کے جوان بھی کریں گے اب اگر پچھلے سمت سے حملہ ہوتا ہے تو میری سب سے پچھلی صف ویسے کی ویسے ہی رہے گی صرف واپس مڑے گی اور اپنے سامنے ڈھالیں کرے گی دوسری صف والے جن کے پاس تیر اور کمان تیار ہوں گے وہ پشتی طرف سے حملہ آور ہونے والوں پر تیز تیر اندازی کریں گے ان کو خاصا نقصان پہنچائیں گے جب ایسا ہو چکے گا تو میں اپنے لشکر کے سامنے آ جاؤں گا اور پھر دشمن پر حملہ آور ہو جاؤں گا یہی طریقہ کار مارتو اور یورجی بھی کریں گے اگر دشمن دائیں بائیں سے ان کے حصوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور اگر دشمن

سامنے کی طرف سے بھی ہم پر یلغار کرتا ہے تو جو طریقہ میں نے بتایا ہے یہی طریقہ بایان تم بھی کروگے۔

جہاں تک کومانگا کا تعلق ہے تو اگر چاروں طرف سے ہم پر حملہ ہوتا ہے تو کومانگا جب دیکھے گا کہ ہمارے لشکر کے کس حصے میں کمزوری کے آثار ہیں تو یہ اس حصے کی مدد کو پہنچے گا اور اگر وہ وحشی سامنے کی طرف سے حملہ آور نہیں ہوتے تو پھر دوسرا رخ اختیار کیا جائے گا بایان تم مارتو پر حملہ آور ہونے والوں پر ٹوٹ پڑنا جبکہ کومانگا یورجی کے حصے کی مدد کرے گا ساتھ ہی ساتھ تم دونوں سامنے کی طرف بھی دھیان رکھنا کہ کہیں دشمن دھوکہ دہی سے کام لے کر سامنے کی طرف سے حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔

بایان اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو مجھے امید ہے بہت جلد ان جنگلوں میں ہم ان وحشی قبائیل کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے یہی ہے وہ تدبیر جو میرے ذہن میں ہے اب سب سے میری التماس ہے کہ اسے میری تجویز سمجھ کر آنکھیں بند کر کے اس پر تائید کی مہر مت لگانا اچھی طرح سوچو اس کے بعد اپنا اپنا فیصلہ دو۔

کوغتائی جب خاموش ہوا تو بایان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

امیر محترم میں تو اس سلسلے میں کوئی مشورہ نہیں کروں گا جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے میں اس سے متفق ہوں میرے خیال میں اس سے بہتر تجویز ہو ہی نہیں سکتی کومانگا یورجی اور مارتو نے بھی جب ایسے الفاظ ادا کر دیئے تب کوغتائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

جو کچھ میں نے کہا ہے یہ ساری ترتیب پہلے اپنے لشکریوں کو سمجھا دو میں بھی اپنے حصے کے لشکر کو یہ طریقہ کار سمجھاتا ہوں اس کے بعد آگے بڑھتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی کوغتائی سمیت سارے سالار مڑے اور اپنے اپنے حصے کے لشکریوں کو وحشی قبائیل سے نپٹنے کے لئے جو طریقہ کار وضع کیا گیا تھا اس کی تفصیل بتانے لگے تھے کوغتائی کے ساتھ جب سارے سالار لشکر کے آگے آئے تب کوغتائی کو کوئی خیال گزرا وہ چونکا ایک دم بایان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

بایان میرے بھائی قبلائی خان کے جو قاصد تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گئے ہیں

انہیں واپس بلاؤ تیز رفتار سوار ان کی طرف روانہ کرو انہیں کہو فی الفور میرے پاس آئیں میں ان سے ایک اور کام لینا چاہتا ہوں جسے میں بھول گیا تھا۔

بایان یا کسی دوسرے سالار نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا غلطی یا کیا کوتاہی رہ گئی ہے اسی وقت بایان نے قاصدوں کو بلانے کے لئے تیز رفتار سوار روانہ کر دیئے تھے۔ لشکر بھی آگے بڑھنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ قاصد واپس آئے تو مسکراتے ہوئے انہیں کوغتائی نے مخاطب کیا۔

میرے عزیزو مجھ سے ایک غلطی ہوئی تم فی الحال میرے ساتھ سفر کرو میں تم سے کیا کام لینا چاہتا ہوں یہ میں تمہیں آگے چل کر بتاؤں گا اس کے ساتھ قاصد لشکر کے ساتھ پیش قدمی کر رہے تھے۔

پورا لشکر جب ایسے مقام پر پہنچا جہاں ٹانگ کنگ کے جنگلوں کی طرف جانے کے لئے زائے تون کی بندرگاہ قریب ترین پڑتی تھی وہاں کوغتائی نے لشکر کو روک دیا پھر بایان اور دوسرے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے عزیزو تم جانتے ہو ہمارے لشکر میں کافی عورتیں اور لشکریوں کے بال بچے شامل ہیں ٹانگ کنگ کے جنگلوں میں آلائی قبیلے کے وحشیوں سے نبٹنے کے لئے ہم انہیں ساتھ لے کر نہیں جاسکتے یہ ہمارے لیے مسئلہ بن جائیں گے لہٰذا جو قاصد قبلائی خان کی طرف گئے تھے انہیں واپس میں نے اس لئے بلایا تھا کہ ان ساری عورتوں اور بچوں کو قاصدوں کے ساتھ زائے تون کی بندرگاہ کی طرف روانہ کرتے ہیں ان کے ساتھ ان کی حفاظت کے لئے مسلح دستے بھی روانہ کرتے ہیں کیا تم لوگ میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہو یہی وہ غلطی تھی جو مجھ سے ہوئی جس کی بناء پر قاصدوں کو واپس بلانا پڑا۔

سارے سالاروں نے کوغتائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر کوغتائی کے کہنے پر سب اپنے اپنے لشکر میں شامل عورتوں کو ایک جگہ جمع کرنے کے لئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔

کوغتائی اپنے لشکر کے پیچھے اس جگہ آیا جہاں اس کے یورت کو کھینچنے والا چھکڑا کھڑا

تھا وہ اپنے یورت میں داخل ہوا اندر آئی یاروق اور سیرم دونوں پریشان تھیں کہ لشکر کو روک کیوں دیا ہے جونہی کوغتائی اندر آیا دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں پھر بڑی پریشانی میں آئی یاروق نے کوغتائی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

آپ نے لشکر کیوں روک دیا ہے خیریت تو ہے

اس پر کوغتائی بڑے پیارے انداز میں دونوں کی طرف دیکھتا رہا کہنے لگا۔

لشکر میں نے اس لئے روکا ہے کہ یہاں سے زائے تون کی بندرگاہ قریب ترین ہے وہیں قبلائی خان نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے میں نے ابھی تک تم دونوں پر یہ انکشاف نہیں کیا کہ جس وقت میں تمہیں حاصل کرنے کے لئے مشرق سے مغرب کی طرف آیا تھا تو ہماری غیر موجودگی میں قبلائی خان نے شیرامون اور کروچکی کو ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشی آلائی قبائل سے نبٹنے کے لئے بھیجا تھا لیکن قاصد یہ بری خبر لے کر آئے ہیں کہ ان وحشیوں نے نا صرف یہ کہ منگولوں کے سارے لشکر کا خاتمہ کر دیا ہے بلکہ شیرامون اور کروچکی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

اب قبلائی نے فی الفور مجھے اپنے پاس بلایا ہے کہ وہ قبائل قبلائی خان پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لیکن میں قبلائی خان کا رخ نہیں کر رہا بلکہ اپنے سارے لشکریوں کے ساتھ ٹانگ کنگ کے جنگلوں کا رخ کروں گا ان کا خاتمہ کرنے کے بعد میں قبلائی خان کے پاس آؤں گا۔

سنو آئی یاروق اور سیرم لشکر میں تمہارے علاوہ اور بہت سی عورتیں اور بچے بھی ہیں جو قاصد قبلائی خان کی طرف سے آئے تھے انہیں میں نے روک لیا ہے ساری عورتیں اور بچے قاصدوں کے اور محافظ دستوں کے ساتھ زائے تون کی بندرگاہ کا رخ کریں گے میں تم دونوں کو اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتا اس لئے کہ ان جنگلوں میں ہمیں آلائی قبائل کے خلاف بڑی برق رفتاری سے ادھر ادھر حرکت کرتے ہوئے ان کا خاتمہ کرنا پڑے گا لہٰذا اگر ساری عورتوں کو ساتھ رکھا جائے تو ہمارے لئے کئی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے۔

اس موقع پر آئی یاروق نے کچھ سوچا پھر وہ کوغتائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے

گئی۔

لیکن امیر میں اور سیرم تو آپ کے لیے مسئلہ نہیں بنیں گے ہم تو جنگی لباس میں آپ کے لشکر میں شامل ہو کر دشمن کیخلاف جنگ کریں گی۔

کوغائی مسکرایا اور کہنے لگا۔

آئی یاروق ایسا صرف تم کر سکتی ہو۔ سیرم تیغ زنی سے بالکل ناواقف ہے لشکر کی کوئی اور عورت بھی ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

آئی یاروق کوغائی کی بات کاٹتے ہوئے پھر بول پڑی۔

لیکن میں اور سیرم آپ کے لئے پریشان رہیں گی اگر ان وحشیوں نے شیرامون کروچی اور ان کے لشکر کا خاتمہ کر دیا ہے تو یقیناً ان جنگلوں میں وہ ایک خاصی اور مستحکم قوت رکھتے ہیں۔

دیکھو آئی یاروق اس سے متعلق تم پریشان مت ہو۔

میں ان سے ایسا نبٹوں گا کہ ان کا خاتمہ کر کے رہوں گا بس میری تم سے التماس ہے کہ مجھ سے بحث مت کرنا سیرم کے ساتھ زائے تون کی بندرگاہ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو جاؤ لشکر کی جس قدر عورتیں ہیں انہیں ایک جگہ جمع کیا جا رہا ہے لہٰذا تمہارے یورت کو بھی لشکر سے باہر نکالا جائے گا پھر محافظ دستوں کے ساتھ تم زائے تون کی طرف روانہ ہو جانا۔

آئی یاروق نے لمحہ بھر کے لئے عجیب سے پیارے انداز میں کوغائی کی طرف دیکھا پھر سیرم سے صلاح مشورہ کیا اس کے بعد ہار ماننے کے انداز میں کہنے لگی ٹھیک ہے جیسا آپ کہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔

کوغائی اس کا جواب سن کر خوش ہو گیا تھا یورت سے وہ باہر نکلا پھر لشکر کے اندر عورتوں کے جس قدر یورت تھے انہیں لشکر کے آگے لایا گیا اور قبلائی خان کی طرف سے آنے والوں قاصدوں اور چند محافظ دستوں کے ساتھ انہیں زائے تون کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا ان کی روانگی کے بعد کوغائی اپنے پورے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے نانگ کنگ کے جنگلوں کا رخ کر رہا تھا۔

ایک روز قبلائی خان اپنے پوتے تیمور مارکس پالیو چاؤ۔ آچو اور کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ جو قاصد اس نے کوغائی کی طرف بھیجے تھے وہ اس کے سامنے پیش ہوئے۔

انہیں دیکھتے ہی قبلائی خان اور اس کا پوتا تیمور چونک سے پڑے تھے پھر قبلائی خان نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے عزیزو تم کیا خبر لائے ہو کوغائی اس وقت کہاں ہے۔

آنے والے مخبروں نے کوغائی سے ملاقات لشکر کی عورتوں کو ان کے ساتھ بھیجنے اور پھر زائے تون کی بندرگاہ کی طرف آنے کے بجائے سیدھا نانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کی تفصیل سنا ڈالی تھی۔

یہ سب کچھ سننے کے بعد سب لوگ مطمئن ہو گئے تھے قبلائی خان مسکراتا رہا پھر بڑے فخریہ سے انداز میں وہ کہہ رہا تھا۔

کوغائی میرے عزیز فرزند! تم یقیناً اپنوں اور اپنے لشکریوں کے لئے حرف دعا کی جاگتی حدت سوچوں کی جھلملاتی ضو۔ نئی خوشبو کی کہانی اور سچائی کا اسم نایاب ہو جبکہ دشمن کے لئے یاسیت کے احوال لکھتا عذاب آنکھوں کے گھاٹ کو لبریز کرتا جھکڑ اور ہر شے کو خاک و خاکستر کر دینے والا شرار برق ہو۔

میرے بیٹے مجھے امید ہے کہ تم نانگ کنگ کے جنگلوں کے وحشیوں سے

شیرامون اور کرد بکی کا انتقام ضرور لو گے اور ان کے لئے رگ و پے میں تلخیاں بھر دینے والا نفرت کا ثمر ثابت ہو گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد قبلائی خان رکا پھر وہ بڑی عقیدت مندی سے کہہ رہا تھا۔

کوغتائی میرے بیٹے میں تمہاری کالی روحوں پر گرتی برق جیسی جرات مندی ہزاروں بکھرے رنگوں میں روح کی تابانی کے جلووں جیسی شجاعت زرفشاں راستوں کے جال میں نئی آرائشوں کے بے تابی کی طرح نمودار ہونے والی تمہاری شجاعت کو سلام کرتا ہوں۔ تم یقیناً میرے لیے کاتب وقت کا عنایت کردہ دلاوروں کا سندیس اور نیلے جاودانی آسمان کا دیا ہوا کامیابیوں کی خوشیاں بکھیرتا اور تال کا ایک بے مثال جادو ہے۔

قبلائی خان پھر کہنے لگا۔

کوغتائی تو نے جس سمت بھی رخ کیا اپنے پیچھے اور اپنے اطراف میں ہمارے لئے فوز مندیاں اور کامیابیاں ہی بکھیرتا چلا گیا پھر اچانک قبلائی خان چونکا اور آنے والے قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ جو تم نے اپنے ساتھ لشکریوں کی عورتوں اور بچوں کو لانے کا ذکر کیا ہے تو کیا اس میں کوغتائی کی بیوی سیرم اور آئی یاروق بھی ہے۔

ایک قاصد نے اثبات میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا خاقان آپ کا اندازہ درست ہے سیرم اور آئی یاروق بھی آنے والی عورتوں میں شامل ہیں اور لشکرگاہ میں جس جگہ جس کسی کا یورت کھڑا ہوتا تھا وہاں ان کے یورت کھڑے کر دیئے گئے ہیں امیر کوغتائی کے یورت میں اس وقت سیرم اور آئی یاروق ہیں امیر کے دونوں محافظ صدرالدین اور جلال الدین ان کی حفاظت پر مامور ہیں امیر نے جو محافظ دستے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے اس طرف روانہ کیے تھے وہ جلال الدین اور صدرالدین ہی کی سرکردگی میں آئے ہیں۔

اس موقع پر قبلائی خان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کوغتائی باہر آ کے بڑھا تھوڑی دیر تک وہ قبلائی خان کے ساتھ مصافحہ کرتا رہا پھر قبلائی خان اٹھ کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتے ہوئے باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر قبلائی خان قاصدوں سے کہنے لگا۔

میرے ساتھ آؤ مجھے کوغتائی کے یورت تک لے کر چلو۔

قاصد اس کے ساتھ ہو لئے تھے جب وہ کوغتائی کے یورت کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں صدرالدین جلال الدین کے علاوہ سیرم کا بھائی توماس بھی کھڑا ہوا تھا قبلائی خان ابھی یورت سے ذرا فاصلے پر ہی تھا کہ صدرالدین یورت کے دروازے پر آیا اور دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

سیرم اور آئی یاروق میری دونوں بہنوں قبلائی خان تم دونوں سے ملنے کے لئے آ رہا ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی آئی یاروق اور سیرم دونوں اپنے یورت سے باہر نکل آئی تھیں اتنی دیر تک قبلائی خان اور دوسرے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے تھوڑی دیر تک بڑے پیار بھرے انداز میں قبلائی خان دونوں کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کر اس نے شفقت بھرا ہاتھ پہلے آئی یاروق پھر سیرم پر رکھا پھر آئی یاروق کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

آئی یاروق میری عزیز بیٹی میں تجھے اپنے ہاں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں میری بیٹی تو اب کوغتائی کی بیوی ہے اور کوغتائی مجھے جان سے بھی عزیز ہے۔

میرے ہاں تیری حیثیت ایک انتہائی معزز ایک ایک انتہا درجہ کی باوقار لڑکی کی سی ہوگی۔

قبلائی خان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر تیمور آگے بڑھا اور کہنے لگا۔

میں خاقان کا پوتا تیمور ہوں میری بہن میں تمہیں اپنے دادا کی طرح اپنے ہاں خوش آمدید کہتا ہوں میری بہن تیری یہ خوش قسمتی ہے کہ تو میرے بھائی کوغتائی کی بیوی۔

تیمور کو رک جانا پڑا اس کے بعد وہ پھر بول پڑا۔

آئی یاروق میری بہن یہ مت خیال کرنا کہ تو اجنبی سرزمینوں کی طرف آ گئی ہے اب یہی تمہارا وطن اور یہی تمہارا دیس ہے یہاں تمہارے ان گنت بھائی ہیں اپنے ذہن میں یہ بات بھی رکھنا کہ یہاں کسی نے اگر تمہاری طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھنے کی کوشش کی تو قسم نیلے جاودانی آسمان کی تمہارے ان گنت بھائی ایسے لوگوں کو بصارت سے محروم کر کے رکھ دیں گے۔

آئی یاروق مسکراتی رہی جب آچو خاموش ہوا تو کہنے لگی۔

میں آپ سب لوگوں کی انتہا درجہ کی شکر گزار ہوں مجھے فخر ہے کہ میں آپ جیسے بھائیوں میں آئی ہوں۔

اس بار قبلائی خان نے سیرم کیطرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سیرم میری بیٹی میں جانتا ہوں تو ماگس پاء سے ناراض ہے لیکن ماگس پا اپنے کیے پر نادم ہے وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں سیرم سے کہوں کہ تم اس سے راضی ہو جاؤ دیکھو بیٹی وہ تم سے معافی مانگنے کے لئے تیار جو غلطیاں اس سے ہوئیں ان پر وہ نادم بھی ہے۔

قبلائی خان رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ تمہاری غیر موجودگی میں تمہارا بھائی تو ماس ماگس پا سے راضی ہو چکا ہے اب وہ ماگس پا کے پاس ہی رہتا ہے اس پر سیرم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگی۔

میں نے بھی لامہ کو معاف کیا مجھے ان سے کوئی شکوہ اور گلہ نہیں ہے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ہوسکتا ہے میری بھلائی کے لئے انہوں نے سوچا ہو لیکن خداوند قدوس نے میری بھلائی کسی اور منزل پر لکھی تھی جس پر اب میں پہنچ چکی ہوں خاقان اپنے شوہر کوغتائی کے بعد اب مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔

ماگس پا آگے بڑھا سیرم کو اپنے ساتھ لپٹا لیا کئی بار اس کا سر چوما اور کہنے لگا۔

بیٹی میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری غلطیوں میری کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

جب ماگس پا پیچھے ہٹا جب قبلائی خان نے آئی یاروق اور سیرم کو مخاطب کیا۔

تمہارے ساتھ بعد میں میری بچیو تفصیل سے بات ہوگی اس وقت لگاتار سفر کرتے تھکی ہوئی ہوں گی اپنے یورت میں آرام کرو صدر الدین جلال الدین یہاں تک وہ تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھیں گے اب جاؤ اپنے یورت میں آرام کرو۔

آئی یاروق اور سیرم پہلے کی طرح اپنے یورت کے اندر چلی گئی تھیں ان کے جانے کے بعد قبلائی نے اپنے سامنے کھڑے صدرالدین اور جلال الدین کو مخاطب کرتے

ہوئے کہا۔

صدرالدین اور جلال الدین آئی یاروق ابھی ان سرزمینوں میں اجنبی ہے اسے ہم سے کوئی شکوہ کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیے جو بات وہ منہ سے لگالے وہ پوری ہونی چاہیے جو چیز وہ مانگے فی الفور اسے ملنی چاہیے۔

صدرالدین اور جلال الدین نے مسکراتے ہوئے گردنوں کوخم کر دیا تھا اس کے بعد قبلائی خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

کوغانائی اپنے لشکر کے ساتھ تانگ کنگ کے جنگلوں میں داخل ہوا لشکر کی ترتیب اور نظم و نسق وہی تھا جو اس نے اپنے سالاروں کو سمجھا دیا تھا بڑے ٹھہراؤ بڑے وقار کے ساتھ اپنی اپنی ترتیب کو درست کرتے ہوئے لشکر آگے بڑھتا رہ جنگل کے اندر وہ کافی آگے چلے گئے تب سب سے پہلے پشت کی طرف سے آلائی قبیلے کے وحشی حملہ آور ہونے کے لئے اس طرح یورش کرتے ہوئے آئے جیسے پردہ تاریکی میں ملفوف سیمابی کیفیت رکھنے والے اندھے پرندے تخریب کے پیاسے کرب ناک درد کھڑے کرنے کے لئے نمودار ہوتے ہیں۔

کوغانائی جو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیچھے دو صفیں چھوڑ کر تیسری صف میں تھا اس نے بھی حملہ آوروں کو نمودار ہوتے دیکھ لیا تھا انہیں دیکھتے ہی اس کا چہرہ ایسا ہو گیا تھا جیسے سورج آگ کی طرح تپ گیا ہو اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں تھیں اس کی پچھلی دونوں صفوں کے لشکری مستعد اور تیار ہو گئے تھے اور شب و روز کے ہنگاموں کے اندر انوکھے جمال اور جلال کی ابتداء کرنے کے لئے وہ دزیدہ نگاہوں سے اپنے پیچھے بھی دیکھ رہے تھے۔

جب آلائی قبیلے کے حملہ آور نزدیک آئے تب دونوں صفیں برق کی طرح حرکت میں آئیں سب سے پچھلی صف نے اپنے گھوڑوں کا رخ موڑا اور اپنے سامنے انہوں نے ڈھالیں کرلیں دوسری صف والوں نے اچانک ایسی تیز تیر اندازی کی کہ حملہ آور

آلائی قبیلے کے ان گنت لشکری چھید کر اپنے گھوڑوں سے گر گئے تھے اگلی چند صفوں کے لشکریوں کے زخمی ہونے پر حملہ آوروں میں لمحہ بھر کے لئے ایک بے چینی سی پھیلی تھی اسی افراتفری کے عالم میں کوغانائی تیزی سے اپنے لشکر کے سامنے آیا اس کے ایسا کرنے سے اس کے لشکر نے اس کے پیچھے اپنی صفیں درست کرتے ہوئے اپنا رخ موڑ لیا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے کوغانائی پشت کی طرف سے نمودار ہونے والے آلائی قبائیل پر اعضا شکنی طاری کرتے آندھیوں کے تیز جھونکوں کے خروش آگ و خون کا پیغام دیتے سرخ شعلوں کے رقص وحشت بربریت کی ستم آرائیاں اور تقدیر بدترین نوشتے تحریر کرتے راز داں عناصر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کوغانائی کے تیر اندازوں نے پہلے ہی حملہ آوروں کی ایک سے زائد صفوں کو چھلنی کر دیا تھا اب کوغانائی نے ایک انوکھے سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے اندر گھسنا شروع کر دیا تھا۔

کچھ دیر تک آلائی وحشی کوغانائی سے ٹکراتے رہے ان کی تعداد کوغانائی کے لشکر سے زیادہ تھی اس کے باوجود کوغانائی ان کے اندر گھستا چلا جا رہا تھا۔

شاید حملہ آور یہ چاہتے تھے کہ دوسرا حملہ وہ اس وقت کریں جب کوغانائی کے لشکر کی تنظیم درہم برہم ہو جائے لیکن وہ حیران اور پریشان تھے کہ ان کے مقابل لشکر کا صرف ایک حصہ جو کوغانائی کی سرکردگی میں تھا ان سے جنگ کر رہا تھا جبکہ باقی لشکر بالکل اپنی جگہ پر سکون اور اپنی تنظیم کو برقرار رکھے ہوئے تھا اور یہ کیفیت شاید حملہ آور کے لئے نئی اور تکلیف دہ تھی۔

تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد اچانک دائیں جانب سے چیخیں بلند کرتے ہوئے وحشی آلائی نمودار ہوئے انہیں دیکھتے ہی مارتو مستعد ہو گیا تھا جس طرح کوغانائی کے لشکریوں نے فوراً مڑتے ہوئے تیر اندازی کر کے کچھ صفوں کو چھید دیا تھا ایسا ہی مارتو کے لشکریوں نے بھی کیا اور جب اگلے حملہ آور آلائی اپنے گھوڑوں سے گرے تب اسی وقت مارتو اپنے لشکر کے سامنے آیا پھر اپنے لشکر کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ آسمان سے آگ برساتی جہاں سوزی اور تباہ کاری اور جنونی کیفیت طاری کر دینے والے برق کے

ہولناک شراروں کی طرح ان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد بائیں جانب سے بھی آلائیوں کا ایک بہت بڑا لشکر نمودار ہوا بائیں جانب یورچی تھا ان پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھے کوغتائی اور مارتو کے ہی انداز میں اس نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی پھر وہ بھی ان پر آخری اور تباہ کن ضرب پر اترتے ہبرخ بجلیوں کے گہواروں اور خاموش صحرا میں ایک لذت یکتائی کے ساتھ کروٹیں لیتے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ تین اطراف سے آلائی حملہ آور ہو چکے تھے اور کوغتائی مارتو اور یورچی ان سے ٹکرا چکے تھے بایان اور کومانگا ابھی تک منتظر تھے بایان کو انتظار تھا کہ سامنے کی طرف سے اگر کوئی حملہ آور ہو تو وہ اسے اپنا رنگ دکھائے۔ کومانگا کو اس بات کا انتظار تھا کہ اپنے لشکر کے جس حصے میں بھی کمزوری کے آثار نمودار ہوں وہ فوراً اس کی مدد کو پہنچے۔

کچھ دیر تک سامنے کی طرف سے کوئی بھی حملہ آور نہ ہوا تو بایان نے کومانگا کو پیغام بھجوایا کہ سامنے کی طرف اب کوئی نہیں آئے گا لہٰذا وہ اپنی مرضی کے مطابق لشکر کے جس حصے کی چاہے مدد کی ابتداء کر دے۔

یہ پیغام ملتے ہی کومانگا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ خوابیدہ امنگوں میں لہروں کی تڑپ کی طرح حرکت میں آیا مڑا اور جو وحشی آلائی کوغتائی سے ٹکرا رہے تھے وہ ان پر زندگی کی وزنی زنجیریں کاٹتے زہریلے جنگجوؤں اور ابدی صداقتوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

کومانگا کے بعد بایان نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی سب سے پہلے اس نے ایسی آوازیں بلند کیں جس طرح ہواؤں درندوں کی طرح دھاڑتی ہے شاید اس کا ایسا کرنا کوغتائی کے لئے پیغام تھا کہ میں بھی اپنے کام کی ابتدا کرنے لگا ہوں سامنے کی طرف سے کوئی آلائی نہیں آ رہا پھر بایان دائیں جانب مڑا جو آلائی مارتو سے ٹکرا رہے تھے وہ ان پر چہروں کو جھلسا دینے والی لہروں کی سرسراہٹ آنکھوں میں کرب دل میں سلگاہٹ پیدا کرنے والے الم گزیدہ مناظر کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

حملہ آور نے جب دیکھا کہ ان کا حربہ قبلائی خان کے لشکریوں کے مقابلے میں ناکام رہا ہے تب وہ سارے حصے یکجا ہو گئے پھر پوری طاقت سے حملہ آور ہوئے دوسری جانب کوغتائی اور بایان نے بھی اپنے لشکر کو متحدہ کر لیا تھا اور جوش خروش سے حملہ آور ہونے لگے تھے یوں متحد ہونے کے باوجود وحشی آلائیوں کا قتل عام شروع ہوا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے کوغتائی ان کے پیچھے لگ گیا تھا اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے بلند آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

آگ سے کھیلنے اور خون سے نہانے والوں لومڑیوں کی طرح بھاگ کر تم اپنا آپ بچا نہ سکو گے اب صورت حال یہ تھی کہ سنسان جنگلوں میں کوغتائی وحشی غمزدہ کرتی صحرائی آندھیوں سلگتی دوپہر میں املی کے درختوں سے ٹکرا کر شور آہ و بکا کھڑا کرتے سرکش دبے روک جھکڑوں کی طرح آلائی قبائل کا تعاقب کرنے لگ گیا تھا۔

آلائی سمجھ گئے تھے کہ قبلائی خان کا لشکر جواب جنگل میں داخل ہوا اس سے ٹکرانا اسے پسپا کرنا آسان نہیں لہٰذا وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے اپنی بستیوں کی طرف بھاگ گئے کوغتائی بایان ان کا قتل عام کرتے کرتے ان کے پیچھے پیچھے تھے ان کے کچھ لشکری پیچھے سے تیر برساتے ہوئے ان کا تعاقب کر رہے تھے اس طرح بڑی تیزی سے بھاگتے آلائیوں کی تعداد کم ہونے لگی تھی یہاں تک کہ ان کی بستیوں تک پہنچتے پہنچتے تقریباً ان کا خاتمہ ہو چکا تھا پھر کوغتائی اور بایان ان کی بستیوں پر بھی حملہ آور ہوئے بستیوں میں جو آلائی تھے لمحوں کی اندر ان کا قتل عام کر دیا گیا اور بستیوں کو آگ لگا دی گئی اس طرح کوغتائی اور بایان دونوں نے بے پناہ شجاعت اور جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹانگ کنگ کے جنگلوں کے ان وحشیوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

ان کا خاتمہ کرنے کے بعد کوغتائی اور بایان نے صرف دو روز تک ان جنگلوں کے اندر قیام کیا اب وہاں کوئی آلائی نہ تھا جو ان پر حملہ آور ہوتا اپنے زخمیوں کی انہوں نے دیکھ بھال کی ان وحشیوں کی بستیوں سے جو سامان ہاتھ لگا تھا بار برداری کے جانوروں پر لادنے کے لئے ان کے گٹھے باندھ دیئے گئے تھے پھر دو روز بعد کوغتائی اور بایان اپنے لشکر کے ساتھ ٹانگ کنگ کے جنگلوں سے نکل کر زانے تون کی طرف روانہ ہوئے۔

جب وہ بندرگاہ پہنچے تو ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے آلائی قبائل کے خلاف ان کی کامیابیوں کی خبریں پہنچ چکی تھیں لہٰذا قبلائی خان آچو اور دیگر سالاروں نے ان کا شاندار استقبال کیا چند روز تک متحدہ لشکر نے زائے تون کی بندرگاہ پر قیام کیا اس کے بعد قبلائی خان اور کوغائی حرکت میں آئے اپنے لشکروں کے ساتھ فتح اور فوز مندی کے گیت گاتے ہوئے وہ شمال میں اپنے نئے آباد کیے جانے والے شہر خان بالیغ کا رخ کر رہے تھے۔

اسلم راہی ایم اے
غریب پورہ گجرات